فتبارک اللہ احسن الخالقین

تالیف لطیف جناب مولوی قربان علی صاحب یعنی ترجمہ رسالہ

موضوعات مولفہ سند المحدثین فخر المتفقہین ابو الحسنات محمد عبد الحی رح

(یعنی حصہ اول)

۱۸۰۰ء ۹۶

تحفۃ السعادت

مع

۱۳۱۴ھ

ہدیۃ السعادت

(باہتمام تام)

اضعف الانام راجی رحمت رب قوی محمد عبد اللہ صدیقی لکھنوی تاجر کتب و مالک مطبع مجتبائی

در مطبع مجتبائی لکھنؤ مطبوع گردید

Marfat.com

ترجمۂ امام ابن عدی رح

اکنیت آپکی ابو احمد اسم شریف عبداللہ بن عدی جرجانی المعروف بابن القصار صا
کتاب الکامل فی الجرح والتعدیل حافظ الحدیث امام کبیر الشان بڑے نامی گر
مشہور محدث ہین ۲۷۷ھ مین پیدا ہوئے بیشمار بزرگون سے حدیث ر
امام ابن عساکر نے فرمایا ثقہ تھے ساتھ اوس لحن (دانائی و خوش آوازی و لکن
خلافِ ارادہ اور خطا کرنا الفاظ کے اعراب مین) کے کہ اون مین ہے۔ امام
نے فرمایا (حدیث کے) بڑے قوی و محکم حافظ ہین (اس علم و فن مین) او
مین کوئی اونکا مثل نہ تھا۔ امام خلیلی رح نے فرمایا حفظ (حدیث و متعلقات آن
مین بے نظیر عدیم المثل تھے مین نے حافظ الحدیث امام محمد بن عبداللہ رح سے
دریافت کیا فرمایا وہ (امام ابن عدی رح) بہت بڑے حافظ (الحدیث) ہین عبدا
نافع رح سے بھی ماہ جمادی الآخر ۳۶۵ھ مین اس جلیل القدر امام حافظ الحدیث
فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۔ آپ کی کتاب کامل علم جرح و تعدیل مین ا
کتاب میزان الاعتدال امام ذہبی رح اوسکی جامع ہے۔

ترجمۂ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

علامہ ابو الحسنات تعلیق الممجد علی موطا امام محمد مین فرماتے ہین شیخ ولی اللہ محدث
دہلوی قطب الدین احمد بن عبدالرحیم الخ سلسلۂ نسب آنجناب حضرت عمر فاروق
منتہی ہوتا ہی۔ آپ ۴ شوال روز چہار شنبہ ۱۱۱۴ھ مین پیدا ہوئے اور ہفت
قرآن شریف حفظ کر لیا اور پانزدہ سالہ عمر مین (جمیع علوم و فنون سے) فارغ التحصیل
اور حرمین شریفین مین ایک جماعت مشائخ جیسے حضرت امام ابو طاہر مدنی وغیرہ
علوم و فیوض حاصل کئے آنجناب کی تصانیف بکثرت ہین اور وہ جملہ تصانیف دلالت کرتی ہ
آپ ان اجلۂ نبلاء اور کبار علماء سے ہین جنکو حق سبحانہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر چلنے اور انصاف کر
تعصب و اعتساف سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی گئی ہی آپ علوم دینیہ کے بہت بڑے ما
مباحث حدیثیہ کے بڑے متبحر تھے از انجملہ ہین ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفا جو اپنے باب مین
ہے و حجۃ اللہ البالغۃ بعد از ان اور بہت کتابون کا ذکر کیا انتہی ملخصاً ۱۱۷۶ھ مین ا
ناپائدار سے رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۔

Marfat.com

59856

فہرست مضامین رسالہ تحفۃ السعادت

حمد و لغت و سبب ترجمہ رسالہ علامہ ابو الحسنات رح اور وجہ تسمیہ تحفۃ السعادت و ہدیۃ السعادت

آغاز مقصود کتاب و سوال و جواب علامہ ابو الحسنات رح و ذکر نماز عاشورا اور اوسکے موضوع

اقسام اون راویونکے جنہون نے نادانستہ موضوع احادیث روایت کین۔

دیدہ و دانستہ موضوع احادیث بیان کرنیوالون اور بنانے والون کے اقسام۔

بیان معراج و فضائل سور تہائے قرآن مجید۔ و حمایت مذہب مین بہت حدیثین وضع ہوئی

حکایت خلیفہ مہدی باللہ عباسی اور غیاث و ضارع اور کبوتر بازی اور غیاث کی

دنیا سازی۔

بڑے سخت متعصبون اور غالی و جامد قسم کے مقلدون نے بھی احادیث حسب

خواہش وضع کین۔

امام اعظم ابو حنیفہ رح و امام شافعی رح کے منقبت و منقصت مین جسقدر حدیث ہین

موضوع ہین۔

گھوڑے اونٹ خچر کی گھوڑدوڑ اور تیر اندازی مین مسابقت ثابت ہے۔

نماز مین رکوع کے وقت رفع یدین کرنے یا امام کے پیچھے فاتحہ پڑہنے سے نماز

باطل ہونیکی احادیث موضوع ہین۔

فقہ مین امام اعظم ابو حنیفہ رح اور مغازی (تاریخ و جنگنامے) مین امام ابن اسحق مقبول

و ضرب المثل ہین۔

حقہ پینا اگرچہ نامعلوم ہے لیکن اسکی مذمت و ممانعت مین جسقدر احادیث ہین باطل

و موضوع ہین۔

مسائل حقہ کی تحقیقات رسالہ نزہ ریح الجنان بہ تشریح حکم شرب الدخان وغیرہ مولفہ

علامہ ابو الحسنات رح مین دیکھو۔

نماز قضاء عمری مین جسقدر حدیث ہین موضوع ہین۔ رفع الاخوان مولفہ علامہ ابو الحسنات رح مین

Marfat.com

مفصل بیان کیا گیا ہے۔

ف ۲۳ فضائل محرم و رجب مین بھی حدیثین وضع ہوئی ہین جیساکہ امام ابن حجرؒ نے تبیین العجب فی فضل رجب وغیرہ مین لکھا ہے۔

۲۴ خلفاء راشدین و اصحاب کے مثالب اور اہلبیت کے مناقب رافضیون نے بنائے ہین

۲۵ دیار و امصار و زبان فارس کی صفت و مذمت مین احادیث موضوع ہین۔

〃 زبان اہل جنت فارسی دری ہوگی موضوع ہے تحفۃ الثقات فی تفاضل اللغات مولفۂ علامہ ابوالحسنات مین مفصل مذکور ہے۔

۲۶ بعض بھولے بھالے ناواقف بزرگون نے ثواب سمجھکر نیکی پر رغبت اور بدی سے نفرت دلانیکے لیے حدیثین بنائین۔

۳۱ مقدمہ عمداً موضوع حدیث بیان اور روایت کرنے اور بنانے والون یا اوسکا حال چھپانیوالونکا مقام جہنم ہے۔

۳۸ یہ قصہ کہ آنحضرتؐ شب معراج مین مع نعلین مبارک عرش پر تشریف لیگئے موضوع ہے۔

۴۰ آنحضرتؐ کو علم غیب نہ تھا الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۱ قصہ عکاشہ و بوسۂ مہر نبوت یا شکم نبوی بجیلۂ قصاص موضوع ہے۔

۴۴ ادریس اور اوسکا بیٹا عبدالمنعم قصہ گو کاذب متروک قصۂ عکاشہ کا واضع ہے۔

۴۶ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور کا جزو نہین ہے بلکہ نور نبی کو نور الٰہی کے ساتھ تعلق اضافت تشریفی ہے جیسے بیت اللہ روح اللہ وغیرہ مین۔

۴۸ نور الٰہی سے نور محمدی اور نور محمدی سے تمام عالم پیدا ہونا موضوع و باطل ہے۔

۵۰ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک و اول ما خلق اللہ نوری و عرش و قلم لفظاً اور عقل معناً موضوع ہین

۵۴ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم قبل از وجود آدم علیہ السلام خاتم النبیین تھے

〃 یہ قصہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آنحضرتؐ کے دندان مبارک کی روشنی مین سوئی ڈھونڈلی موضوع ہے۔

۵۵ دور سے درود پڑھنے والونکا درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ ملائکہ سنتے ہین

Marfat.com

باطل وموضوع ہے۔

۵۶ یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس محافل میلاد مین تشریف لاتے ہین باطل ہے اور اس بنا پر قیام تعظیمی کرنا بنا بر فاسد علی الفاسد ہے۔

۵۸ جب تک کہ کتب محققین مین خود نہ دیکھ لے یا کسی نقاد متبحر عالم سے نہ سن لے علم حدیث سے ناواقف شخص کو کسی قول وفعل وصف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا بہت بڑا گناہ ہے جسکا انجام جہنم ہے۔

۵۹ کسی علم وفن مین صرف وہی علم وفن کے نقاد ماہرین ومحققین کی تحقیقات قابل لحاظ وسند ہے نہ ہر زید وبکر کی۔

۶۰ مخصوص اور ترکیبی نمازین ایام ولیالی سبعہ وعاشورا اور رجب وشعبان وغیرہ اور اوسکے ثواب وصلہ وفضائل کے بیان مین جو حدیثین آئی ہین سب موضوع ہین۔

۷۸ تقریر علامہ علی القاری مکی حنفی در باب نمازہاے مذکورہ۔

فہرست ہدیۃ السعادت حاشیہ تحفۃ السعادت

۲	محمد مترجم المعروف بہ قربان علی۔	۳۴	فخر الاولیا حضرت مالک ابن دینار تابعی مشہور۔
۴-۹-۳۰	محمد عبد الحی علامہ ابو الحسنات لکھنوی	״	میمون الکردی ابن صحابی بزرگ۔
۹	منشی محمد سعادت خان صاحب منصرم کارخانجات مرے اینڈ کمپنی لکھنؤ۔	۳۶	علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی۔
۱۲	امام حجۃ الاسلام محمد غزالی صاحب احیاء	۲۵	امام محمد بن اسحاق صاحب مغازی۔
۱۶	محمد ابو طالب مکی شیخ الصوفیہ۔	۲۸	امام مسلم صاحب صحیح مسلم۔
۳۴	مہدی باللہ خلیفہ عباسی۔	۵۷	محمد بن عیسی طباع رحمۃ اللہ۔
۲۰	شیخ الاسلام امام ذہبی مورخ محدث	۵۵	محمد بن قاسم کوفی کاذب۔
۲۹-۲۹	امام محمد بن اسمعیل بخاری صاحب صحیح بخاری	۵۸	مامون ہروی دجال کذاب۔
۳۳	امام محمد بن عیسی ترمذی صاحب جامع ترمذی	۵۷	میسرہ سپر ساز اکال وضاع۔

Marfat.com

۱۴	قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی	۳۶	امام ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء
۵۴	امام مالکؒ کے شیخ عبداللہ بن یزید مقری	″	امام ابن عراق صاحب تنزیہ الشریعت نظم
″	عبداللہ ابن لہیعہ امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ دونون کے ہم عصر ہین۔	۸	محبی جناب منشی احمد خان عہدہ دار دہلوی سروس
		۵۷	امام عبدالرحمن ابن مہدی۔
۱۷	امام عبدالرحمن بن الجوزی محقق و جامع موضوعات۔	۲۱	امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ
		۳۳	امام سلیمان طبرانی۔
۱۸	امام عبدالرحمن بن الصلاح صاحب مقدمہ۔	۵۴	امام ابوعبداللہ حاکم۔
		″	امام حماد بن سلمہ۔
۱۷	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی۔	۵۵	حسین بن حریث ابوعمار مروزی۔
۱۸	امام المحققین شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی۔	۶۰	امام شافعی محمد بن ادریس۔
		۵۵	نوح الجامع وضاع کاذب
″	امام ناقد عبدالرحیم عراقی۔	″	غلام خلیل زاہد کذاب
۲۰	علامہ علی القاری محقق حنفیؒ	۶۴	مناظرۂ امام شافعیؒ
۲۱	امام ابراہیم حلبی۔		با امام محمدؒ
۳۵	امام احمد بزاز صاحب مسند بزاز۔	۷۰	امام مالکؒ امام مدینہ ہین اور
″	علامہ احمد المقری۔		افضل و اعلم ہین۔

الحمد للہ کہ یہ رسالہ مشتمل بر فوائد اسلام مفید خواص و عوام بصحت و صفائی تمام مطبع مجتبائی باہتمام جناب شیخ عبداللہ صاحب تاجر کتب چھپکر شائع ہوا۔ قیمت اسکی فی جلد ۴ر مگر تاجرونکو سو جلد خریدنے پر بیس جلدین زیادہ دیجائینگی یعنی ۱۲۰ کو ایکسو بیس جلدین اور پانچ جلد کے خریدار کو ایک جلد یعنے ۱۲ کو ۶ جلد دیجائینگی۔

مقام فروخت رسالہ ہذا لکھنؤ مین بابو محمد نعمت اللہ صاحب ہیڈ کلرک ریلوے ورکشاپ آفس محلہ بہس منڈی و مدرسہ رفاہ المسلمین لکھنؤ فتح محمد تائب اور سیالکوٹ ملک پنجاب گودام چمڑا مرے صاحب مین مولوی قربانعلی صاحب مولف رسالہ ہذا اور لاہور مین دفتر پیسہ اخبار

Marfat.com

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار

للہ الحمد کہ ترجمہ رسالہ موضوعات مؤلفہ علامہ ابو الحسنات مولانا محمد عبد الحی لکھنوی نور اللہ مرقدہ موسوم بہ

تحفۃ السعادت

مع

ہدیۃ السعادت

۱۸۹۶

باہتمام راجی رحمت رب رحمن محمد عبد اللہ صدیقی غفر لہ المنان تاجر کتب لکھنؤ چوک و مالک مجتبائی

در مطبع مجتبائی لکھنؤ مطبوع گردید

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت کے یہ رسالہ ہے المسمی
بہ ہدیۃ السعادت حاشیہ تحفۃ السعادت
جسمین نہایت مختصر طور پر اون بزرگون
کے حالات و تاریخ ولادت و سنہ
وفات لکھے گئے ہین جنکا نام نامی رسالہ
تحفۃ السعادت مین مذکور ہے اور بعض
اون الفاظ یا مصطلحات کے معنی و
مراد مرقوم ہین جنکو عام اردو خوان
نہین جانتے اور اس امید پر کہ ناظرین
رسالہ ہذا دعاء خیر سے یاد کرین مؤلف
ناچیز نے چند الفاظ اپنے سنہ ولادت
وغیرہ کی نسبت بھی لکھے ہین کہ کبار کے
ساتھ صغار صلحاء کے ساتھ اشرار جیسے
گل کے ساتھ خار ہین۔ مدنیکان کہ داند
اگر بد نباشند۔ محمد المعروف بہ قربانعلی
لکھنوی امین آبادی ۱۲۷۸ھ ماہ رجب ۱۸۶۰ء
بمقام شہر لکھنؤ محلہ امین آباد پیدا ہوا۔ بعض
بزرگان دین سے عموماً کچھ صرف و نحو و منشآت
فارسی و بعض کتب درسیہ کے پڑھنے کا
اتفاق ہوا بعض کتب حدیث و فقہ و
تفسیر کے سیاق و سباق حضرت ہادی راہ
سنت مولانا مولوی محمد عبد الخالق رح
اور مرشدی و مولائی حضرت شیخ محمد
زین العابدین قدس سرہ کی خدمت بابرکت
مین۔ اور اکتساب برکت و فیضان صحبت
باستماع و استماع حدیث شریف جلسہ
درس محقق و محدث وقت علامہ ابو الحسنات

۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد خاکسار اپنے گناہون سے
شرمسار احقر عباد اللہ الصمد محمد المدعو بہ قربانعلی لکھنوی
امین آبادی عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ پر آشوب مین
جیسا کہ علم دین و علماء شرع متین کی باوجود قلت
و قحط کے بیقدری ہے ویسا ہی بمقابلہ اسکے جہل و جہلاء
مبتدعین کی کثرت و قدردانی ہے یہان تک کہ مجالس

Marfat.com

وعظ مین عموماً اور محافلِ یازدہم وذکرِ میلاد شریف مین
خصوصاً وہی لوگ اکثر بلائے جاتے ہین جو علوم دین
(فقہ وتفسیر وحدیث) سے اجنبی وبے بہرہ ہین چونکہ عالم
کا پہچاننا ذی علم کا کام ہے باین وجہ چند ہی روز مین
تمام شہر مین ایسے جاہل واعظین مشہور ہوجاتے ہین۔ وہ
خاندان جن مین جہالت صدہا سال سے موروثی چلی
آئی ہے اور وہ شریف قومین جنہون نے مدت دراز
فنونِ شریفہ وعلومِ دینیہ کی طرف سے بالکل توجہ اوٹھالی
ہی بوجہ لاعلمی اوس جاہل واعظ کے معتقد ہوجاتے ہین
انمین اگر چند صاحب علم وہمت ہوئے بھی تو اونہون نے
اپنی اولاد کو مکتب مین سکندر نامہ ابوالفضل تک یا مدارس
واسکول مین ٹمدل وانٹرنس تک تعلیم دلائی اسی قسم کے
دونون تعلیم یافتہ گروہ مولوی یا منشی کہلاتے ہین اسطرح

Marfat.com

ارباب طریقت کے نام لیوا لوگون کی حقیقت و مجاز کو
قیاس فرمائیے جب یہ رسمی مولوی منشی اور صوفی کسی شخص کے
ارادت مند و معتقد ہو جاتے ہین تو سمجھ لیجئے کہ تمام شہر
اوس جاہل واعظ کے دام تزویر مین پھنس جاتا ہے۔
اور اِن عوام کالانعام کی کثرت دیکھکر امراء اور امرار کے
رؤس تسلیم خم دیکھکر تمام زمانہ اوسی کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے
علمار حق گو ایسی بڑی جماعت کی مخالفت سے اپنی زبانِ
سیف قدرت کو مجبوری بنام مصلحت مین بند کر لیتے
ہین اور علماء دنیا طلب اسقدر تقریراً و تحریراً اوسکی مدح
و ثنا بیان کرتے ہین کہ پھر کوئی متنفس اوس طبقہ پر ایسا
نہین باقی رہتا جسکے جسد مین اوس کی اعتقادی روح
نہ پھونک دی گئی ہو الا ماشاء اللہ تعالی۔ اب اگر کوئی
عالِم متبحر ولی مقبول بندگان خدا کو گمراہی سے بچانیکے لئے

Marfat.com

اوس یاوہ گو کے عجیب وغریب بیانات مین سے کسی امر
بدیہی البطلان کا بھی رد کرتا ہے تو کوئی نہین سنتا کہ آپ
کیا فرماتے ہین بلکہ لوگ خیال کرتے ہین کہ ان کو اوس
صاحبِ فضل وکمال ومقبولِ زمانہ عالم سے رشک و
حسد معاصرانہ ہے چونکہ محبِ واثق ودوست صادق جناب
منشی احمد خان صاحب نظم ٹائیم کیپر ریلوے ورکشاپ
لکھنؤ کا مدت سے تقاضا تھا کہ تم کسی رسالۂ مفیدہ مؤلفہ
علامہ ابو الحسنات کا ترجمہ کرو کہ باعث استفادۂ عوام
ہو لہذا حسب ایمار آن مکرم ایسے وقت مین بہتر ومناسب
معلوم ہوا کہ رسالۂ **آلآثار المرفوعہ فی الاخبار
الموضوعہ** مؤلفۂ علامہ ابو الحسنات بحر العلوم
والقمر بین النجوم عمدۃ الفقہاء زبدۃ الفضلاء امیر العلماء
رئیس الکملاء قدوۃ المدققین امام المحققین مولنا وبرکتہ

Marfat.com

بلدنا ہذا حکیم حاج حافظ مولوی محمد عبد الحی للکھنوی فرنگی محلی
نور اللہ مرقدہ واسکنہ اللہ تعالی فی بحبوبۃ جنانہ کا ترجمہ
کیا جاوے۔ وباللہ التوفیق والاخلاص والقبول۔ او
اس ترجمہ کا نام تحفۃ السعادت اپنے آقا و مخدو
و مولی و محسن عالیجناب فیضمآب کریم النفس شریف
النسب کثیر المروت عمیم الاحسان جناب منشی محمد
سعادت خان سلمہ الرحمن کے نام نامی و اسم گرا
پر رکھا کیونکہ آنجناب کے ظل حمایت و عاطفت مین
الحروف کو رسالہ ہذا کے ترجمہ کرنے کا موقع ملا بار
نے آپ کے اسم مبارک کو آپ کے نفس نفیس و ذا
شریف پر پوری پوری مطابقت دی اور گویا اسط
اشارہ ہے کہ اسم مسمی کا عین ہوتا ہے نہ کہ غیر۔ فی
آپ کا نام نامی آپ کی ذات و صفات گرامی کی

اور امام ذہبی و امام ابو جعفر طحاوی
وغیرہم اکابر محدثین و محققین کی طرح
مشہور و مقبول ہوا آپ بمقام شہر باندا
۲۶ تاریخ ماہ ذیقعدہ یوم سہ شنبہ ۱۲۶۴ھ
پیدا ہوے۔ پانچ سال کی عمر سے
قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا اور
دس برس کے تھے کہ کلام مجید حفظ کر لیا
اور اس اثنا مین بعض کتب درسیہ بھی
پڑھ لین دس سال کی عمر مین امام تراویح
مقرر ہوے۔ بعد ازان اپنے والد
ماجد سے تحصیل علوم شروع کی اور عمر
ہفدہ سالگی مین تحصیل منقولات و معقولات
سے فراغت حاصل کی۔ اکثر کتب
علوم اپنے والد ماجد سے پڑھین

۶

لیکن بعض کتب علوم ریاضیہ مولانا
محمد نعمت اللہ بن مولانا نور اللہ صاحب
المتوفی ۱۲۹۰ھ سے پڑھین جو کہ آپ کے
والد مولانا محمد عبد الحلیم صاحب کے
مامون اور اوستاد تھے۔ اللہ تعالی نے
آپکے دل مین شروع تحصیل سے تدریس
و تالیف کی محبت ڈالدی آپ نے مختلف
علوم و فنون مین اسقدر کثرت سے
محققانہ شان کے ساتھ کتابین تالیف
و تصنیف کی ہین کہ اس قلیل وقت
اور مختصر عمر مین گویا یہ صفت خاص آپکے
ساتھ مختص سمجھی گئی متقدمین و متاخرین
علماء دین مین بہت کم لوگ اس صفت
کے ساتھ موصوف پائے جاوینگے

Marfat.com

دیتا ہے اور نیز قاعدۂ تسمیۃ السبب باسم المسبب
کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ صوفی طبیعت صافی طینت
علم دوست فقر پسند خوش عقیدۃ ہین کتب حدیث و
تصوف پر آپکی نظر ہے صحاح ستہ وغیرہ کتب سنت
اور احیاء العلوم وغیرہ دفاتر تصوّف آپکے مطالعہ مین
رہتے ہین تحقیق کا آپ کو شوق اور تفتیش کا ذوق ہے
تذکرات صوفیۂ کرام سے اکثر محظوظ اور خدمت علماء
عظام سے ہمہ تن آپ مسرور رہتے ہین۔ اللہ تعالےٰ
نے محض اپنے فضل و کرم سے آپکی اولاد کو جمیع حرکات
وسکنات اخلاق و عادات مین مانند آپ کے جوان
صالح خوش خلق نیک نیت بامروت کثیر الحیا باوفاء
اور صاحب اولادِ سعید و رشید کیا ہے آپ کے صفات
حمیدہ اور اخلاق برگزیدہ سے کچھہ بیان کرنا چھوٹا منہ اور

جن علماء نے علامہ علی قاری مکی مذہب
حنفیہ کے رئیس اور مشہور و نامی مصنف
و محقق اور اونکے ہمپایہ دیگر علماء متبحرین
کی تصانیف مطالعہ فرمائین ہین وہ
انصاف سے کہہ سکتے ہین کہ ان دونون
کے مراتب علمی مین کیسا اور کسقدر فرق تھا
علامہ ابو الحسنات نے تراجم حنفیہ مین علامہ
علی قاری مکی کے حالات و صفات
و مدائح بہت کچھہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے
کہ یہ رتبۂ مجددی کو پہونچ گئے تھے گیارہوین
صدی کے مجدد تھے۔ اسی بناء پر خیال
کرنا چاہیے کہ علامہ ابو الحسنات کس درجہ
و مرتبہ کے عالم تھے رحمۃ اللہ علیہ منجملہ
آپکی تصانیف کے بعض کتب کے نام
لکھے جاتے ہین ۱ امتحان الطلبہ
فی الصیغ المشکلہ ۲ چار گل ۳ التبیان
فی شرح المیزان صرف مین ۴ خیر الکلام فی
تصحیح کلام الملوک ملوک الکلام ۵ ازالۃ الجمد
عن اعراب اکمل الحمد نحو مین ۶ غلام یحیی
کے حواشی پر ایک تعلیق قدیم المسمی بہ
ہدایۃ الوری الی لواء الہدی ۷ اور
تعلیق جدید المسمی بہ مصباح الدجی
فی لواء الہدی ۸ اور اوس کے بعد ایک
اور جدید تعلیق مسمی بہ نور الہدی لحملۃ لواء
الہدی ۹ التعلیق العجیب لحل حاشیۃ
الجلال الدوانی علی التہذیب ۱۰ الحل
المغلق فی بحث مجہول المطلق ۱۱
الکلام المتین فی تحریر البراہین ای

Marfat.com

بڑی بات ہے لہذا بپاس ادب اس تقریر کو اوس جملہ
دعائیہ پر ختم کرتا ہون جسکے ساتھ ہمارے ملک کے
بحر العلوم ثانی فخر الہند علامہ ابو الحسنات رح نے اپنے آقا
نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر وزیر سلطنت
نظام کو دعا دی ہے اللہم لا زالت اقمار دولتہ طالعۃً و
شموس اقبالہ بازغۃً - اللہم کما منحت علی عبادک بفضلہ
ولطفہ فامنن علیہ بعلو درجتہ فی الدنیا والآخرۃ واحفظہ
بحفاظتک من بلیات الدنیا والآخرۃ بحرمۃ نبیک
سید الانبیاء وآلہ رؤس الاتقیاء - آمین - کہا علامہ ابو الحسنات
نے کہ بعض عزیزون نے مجھسے نماز یوم عاشورا
(محرم کی دسوین تاریخ) کے پڑہنے کا حال و بیان دریافت
کیا کہ کسقدر رکعتین ہوتی ہین اور کس طرح پڑہی جاتی
ہین اور کسقدر ثواب ملتا ہے مین نے کہا کسی روایت

Marfat.com

معتبر مین ان امور کا ذکر نہین آیا ہی اور جسقدر اس باب
مین لوگون نے احادیث لکہی ہین وہ سب کی سب
موضوع ہین حلال نہین کہ اونپر عمل کیا جاوے اس
اعتقاد سے کہ وہ ثابت ہین اور نہ اونپر اعتماد کرنا چاہیئے
اس اعتقاد سے کہ کوئی خاص ثواب اسپر مرتب ہوگا
توبحث کی مجہسے بعض اعزا نے کہ ذکر نماز یوم عاشوراء
اور اوسکی رات کا اور سوائے ان کے اور ایام و لیالی
متبرکہ کا ایک جماعت مشائخ صوفیہ نے اپنے دفاتر علیہ
مین کیا ہے اور اس باب مین احادیث لکہی ہین پس
کیونکر اونپر عمل نہ کیا جاوے اور کس طرح یہ حکم کردیا جاوے
کہ وہ موضوع ہین۔ مین نے کہا اون مشائخ صوفیہ کے
ذکر کرنے پر کچہہ عبرت نکرنا چاہیئے کیونکہ وہ لوگ محدث
تھے اور نہ اونہون نے اون احادیث کو آئمہ مخرجین حدیث

Marfat.com

کی طرف مسند کیا ہی - اوس عزیز نے کہا آپ یہ کیا فرماتے
ہین ذرا غور تو فرمائیے جب ایسے بزرگون کے بیان پر
اعتبار نکیا جائیگا تو اور کون ایسا ہے جسکے نقل کرتے
پر اعتبار کیا جاوے گا مین نے کہا یہ ہمارا اعتبار نکرنا
کوئی تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر مقام
کیواسطے ایک بات اور ہر فن کیواسطے ایک اوستاد
پیدا کیا ہے (ہر کسے را بہر کارے ساختند) کتنے ہی فقیہ
بحار علوم قیاسیہ کے بڑے غواص لیکن دلائل اصلیہ کے
پہر کہنے سے عاری - اور کتنے نقاد محدث علم حدیث کے
بڑے ماہر لیکن تفریع فروع فقہیہ اور قواعد اصلیہ پر اونکی
تاصیل سے عاجز - اور کتنے مفسر علوم قرآن مین بڑے
غائض لیکن اونکو صحیح وسقیم ومشہور وموضوع احادیث
کی معرفت مین کچھہ تمیز نہین - اور کتنے ہی صوفی بحار علوم

فی علم الاعتکاف ۲۹ الافصاح عن
علم الشہادۃ المراۃ فی الرضاع ۳۰
تحفۃ الطلبۃ فی مسح الرقبۃ ۳۱ اور اوسکی تکفیر
تحفۃ الکملۃ ۳۲ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر
۳۳ احکام القنطرۃ فی احکام البسملۃ ۳۴
غایۃ المقال فی مایتعلق بالنعال ۳۵
اور اوسکی تعلیق ظرف الالفاظ

Marfat.com

لدنی کے بڑے پیرا ک لیکن علوم ظاہری کے ادراک سے
عاجز۔ اور کتنے عالم علوم ظاہری کے جامع لیکن لطائف
معنوی کے مذاق سے بیخبر۔ پس واجب ہی کہ ہر شخص کو
اوسکے درجہ پر رکہین (یعنی جن حضرات کو جس علم مین تجرد
کمال ہے اوس علم وفن مین اونہین کی تحقیقات پر اعتبا
کیا جاتا ہے) اور اوسکے مراتب و درجات پہچانین اونے
کو اعلیٰ اور اعلیٰ کو ادنیٰ نہ بنادین جس فن کے متعلق جو
امر معلوم کرنا ہو اوسکو اوسی فن کے ماہرین سے معلوم
کرنا چاہئے نہ غیر فن کے ماہرین سے کیونکہ گھر والے سے بڑھکر گھر
کی باتون کو کوئی نہین جانتا اور تحقیق یہ ہی کہ محدثین نے
ایسی نمازون کے متعلق احادیث کو موضوع کہا ہی اگرچہ
اون احادیث کو ایک جماعت صوفیہ نے (اپنی کتابون
مین) بیان کیا ہی۔ اوس عزیز نے کہا تعجب پر تعجب ہے

الفلک الدائر علی انشقاق المرتبن
بالمرتبن یہ الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ
العشرۃ الکاملۃ یہ
بالغرۃ الفائحۃ خلف الامام یہ
الفلک فی حصول المباغۃ بالجہر للملک
یہ
یہ نزہۃ الفکر فی جہر الذکر للملقنہ
یہ
بہیجۃ الابرار فی جہر الاذکار یہ
اور اوسکی تعلیق المسمی بالنقشہ
یہ
ارشاد ذوی الہمم فی نقض النقوض
الکلام المبرم فی نقض النقوض
الکلام المبرم فی الجہر فی الصلوٰۃ
الکلام المبرم فی الجہر فی الصلوٰۃ
اور اوسکی تعلیق المسمی بالنقشہ
یہ
ارشاد ذوی الہمم فی نقض النقوض
اور اوسکی تعلیق
زیارۃ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہدایۃ المتقین فی فتح المقتنین
یہ
رفع الوسواس فی آثار ابن عباس
یہ
تنبیہ الآیات البینات علی وجود الاحیاء
فی الطبقات
یہ رسالے اردو
زبان مین ہین
المعارف بمانی نشر
المواقف
رفع الکلال عن
بقیات الکمال علی الحواشی
التعلیقۃ نشرح التبصیر
تعلیق الحواشی علی حواشی
الیاکل
الزاہدیہ علی شرح الیاکل
رسالہ فی تفضیل
المیزان
رسالہ فی بقعۃ البصائر
الفتوحات

Marfat.com

کہ ان مشائخ کبار مین سے کوئی صاحب جیسے امام غزالیؒ اور مولٰنا عبدالقادر جیلانیؒ اور ابوطالب مکی رح وغیرہ اولیاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹی حدیث بناوین باوجود اس بات کے مشہور ہونے کے کہ جھوٹ بولنا رسول اللہ صلعم پر کسی مسلمان کو جائز نہین ہے چہ جائیکہ ایسے مسلمان (جھوٹ بولنا کسی شخص کی نسبت جائز نہین گناہ کبیرہ ہے اور سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جو آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھے تہمت لگاوے یا جان بوجھہ کر ایسی جھوٹی بات لکھے یا بیان کرے) مین نے کہا توبہ توبہ وہ لوگ اس عیب سے پاک ہین کہ جھوٹی حدیث بناوین اور جو کوئی اس فعل کو اونکی طرف منسوب کرے وہ خبیثون اور بدبختون مین

فی الاواخر ۱۲۹۸ رسالہ فی الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ

ترجمہ الرجز عن الغیبۃ والکبر والحسد

ترجمہ الوقایۃ المسمی بہ سعایۃ اور اسکے سوا سے بہت سے کتابون

رسائل اور حواشی و تعلیقات بین بجز چند

نام لکھنے کی اس مختصر رسالہ مین گنجایش

امین علامہ محمد مدح کو بجانت بہ جمع

کتب حدیث وغیرہ کی بہت سے

مشائخ عظام و فضلاء اعلام سے

حاصل ہونیکا فخر و شرف ہے از انجملہ

اپنے والد ماجد مین کہ اجازت

دی اپنے کو اون سب علوم مین کہ

جنمین اونکو اجازت دی تھی

شیخ الاسلام مولانا

شیخ محمد حیات سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے اور

علامہ مولانا

شیخ محمد حیات سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے اور

امام غزالی

محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ شہاب الدین احمد بن عبدالاحد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ شہاب الدین احمد بن عبدالاحد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ احمد بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ احمد بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالخطاب نصر بن احمد بن البناء رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالخطاب نصر بن احمد بن البناء رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن علی بن عبیداللہ بن نبہان رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن علی بن عبیداللہ بن نبہان رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوسعد عبدالواحد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوسعد عبدالواحد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالقاسم عبداللہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالقاسم عبداللہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوبکر محمد بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوبکر محمد بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالقاسم سلیمان بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالقاسم سلیمان بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالفضل عبدالرحمن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالفضل عبدالرحمن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوعلی حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوعلی حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوعمران موسیٰ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوعمران موسیٰ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے

شیخ ابوالحسن محمد بن عبدالرحمن

شمار کیا جاویگا خواہ کوئی ہو۔ کہا اوس عزیز نے جبکہ
حدیث وضع کرنا ان بزرگون کی طرف نہین منسوب کیا
جاتا تو آخر ان حدیثون کو کس نے بنایا مین نے کہا
جاہل زاہدون یا زندیقون اور ملحدون نے کیونکہ وہ
لوگ جو موضوعات و مکذوبات و مقلوبات کے راوی
ہین کئی قسم پر منقسم ہین جیسا کہ امام ابن جوزیؒ سیوطیؒ
عراقیؒ ابن الصلاحؒ ابن حجر عسقلانیؒ علی القاریؒ وغیرہ
نقاد محدثین متقدمین و متاخرین نے بہ بسطِ تمام بیان
کیا ہے قسم اول وہ قوم ہے کہ جن پر زہد و فروتنی
اسدرجہ غالب ہوئی کہ حدیث کے حفظ و تمیز سے غافل
ہوگئے یا اونکی کتابین ضائع ہوگئین یا جل گئین بعد ازان
محض اپنی یادداشت پر حدیث بیان کی قسم دوم
وہ قوم ہے کہ جس نے روایتِ احادیث کے علم و قواعد

نظر نہین کی لہذا اونسے غلطیان اور خطائین فاحش سرزد ہوئین
قسم سوم وہ قوم ہے کہ باوجود معتمد و ثقہ ہونیکے اون کے
حواس و عقل و فہم آخر عمر مین بجا نرہے اسیوجہ سے اونکی
روایتون مین بہی خلط و خبط ہوا (کبہی کچہہ کہا کبہی کچہہ کہا) امام
عراقیؒ کے شاگرد علامہ حافظ ابراہیم حلبی سبط ابن العجمی نے
ایک رسالہ المسمیٰ بہ الاغتباط بمن رمی بالاختلاط امام ذہبی
کے میزان الاعتدال وغیرہ کتابون سے اخذ کرکے لکہا ہے
اور دوسرا رسالہ المعروف بہ تبیین لاسماء المدلسین تالیف
کیا ہے - اور تیسرا رسالہ کشف الحثیث عمن رمیٰ بوضع
الحدیث تحریر کیا - یہ تینون رسالے باوجود مختصر ہونے
کے بہت نافع ہین قسم چہارم وہ قوم ہے جس پر
اسدرجہ غفلت طاری ہوئی کہ جسنے جو تعلیم و تلقین
کردیا بے سمجہے بوجہے اونہون نے اوسکو روایت کیا -

Marfat.com

قسم پنجم - وہ قوم ہے جسنے نادانستہ طور پر موضوع حدیث
روایت کی لیکن وہ جب اپنی غلطی پر مطلع ہوے
تب بھی اوسی غلطی پر مصر و قائم رہے کہ مبادا یہ غلطی ہماری
طرف منسوب ہوجاوے (یعنی پہلے تو جانتے ہی نہ تھے
معذور تھے کہ یہ روایت موضوع ہے اسکا بیان کرنا دوسرے
سے حرام ہے - اور جب معلوم ہوگیا تو اب شرم آئی
کہ بیشمار لوگون سے بیان کر چکے ہین کس کس شخص سے
اپنی غفلت و غلطی کا بیان کرین) **قسم ششم** وہ قوم ہے
جس نے دیدہ دانستہ جھوٹھون اور ضعیفون سے روایت
کی اور جب اور لوگون سے اس خبر کو روایت کیا تو اون
جھوٹے اور ضعیف راویون کو بدل دیا پس اون لوگون نے
جھوٹ بنایا اور انھون نے اوسکو مشتہر کیا اور رواج
دیا ایسے لوگون کو مدلس کہتے ہین **قسم ہفتم** وہ قوم ہے

Marfat.com

جس نے خود جان بوجھ کر حدیث بنائی اور روایت کی
پس ان لوگون مین سے بعض نے سنا مین کذب اختیار
کیا کہ سنا کسی سے اور دوسرے کی طرف منسوب کر دیا
یا اسناد حدیث کو بالکل بدل دیا پھر یہ بنانے والے کئی
قسم کے ہین قسم اول زندیقون مین سے ایک گروہ
ہے جنسے شریعت مین فساد اور امت مین اختلاف ڈالنے
کی غرض سے حدیثین بنائین چنانچہ عبدالکریم بن ابی العوجا
نے اپنے قتل ہونیکے وقت اقرار کیا اور کہا واللہ اے
مسلمانون مینے تم مین چار ہزار حدیثین بنا کر رائج کر دین
جنمین مینے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنایا قسم دوم
وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے مذہب کی حمایت اور نصرت
کے واسطے حدیثین بنائین یہ بات فرقہ سالمیہ ومرجیہ و
خوارج ورافض مین پائی جاتی ہے حماد بن سلمہ نے کہا

مجھسے ایک بڈھے رافضی نے کہا ہم لوگ جب کسی بات
کو بہتر سمجھتے تو اوس بات کو حدیث بنا لیتے اور ایسا ہی
رئیس المرجیہ محمد بن قاسم کا حال تھا کہ اپنے مذہب کے
موافق حدیث بنا لیتا تھا۔ محرر سطور کہتا ہی۔ بدنام
کن نام نکو نامے چند۔ حنفیون اور شافعیون مین بھی
بعض لوگ ایسے ہی گذرے ہین جیسا کہ ملا علی قاری اور
علامہ ابوالحسنات رحمہ اللہ اور صاحب قاموس کے کلام سے ثابت
ہی قسم سوم وہ قوم ہے جنے کسی شے کی برائی یا بھلائی
مین خوف یا رغبت دلانے کی غرض سے حدیثین بنائین
تاکہ لوگون کو نیکی پر راغب اور بدی سے متنفر کرائین اکثر
حدیثین دربارۂ نماز غیر معینہ مثل عاشورا وغیرہ اسی
قوم کی بنائی ہوئی ہین انمین سے بعض ایسے بھی ہین کہ
گمان کرتے ہین کہ یہ افعال شرعاً جائز ہین کیونکہ اسلام کیواسطے

مفید ہین کچھہ مضر نہین ہین ابو عمار مروزی کہتے ہین کہ ابو حصمت
نوح بن ابی مریم مروزی سے کسی نے کہا بروایت کریمہ
عن ابن عباس باب فضائل القرآن مین ہر ہر سورہ کے واسطے یہ حدیثین
تمہارے پاس کہان سے آئین قسم پنجم دو قوم ہی جنے کسی
غرض دنیا کی وجہ سے حدیث بنانا اختیار کیا۔ جیسے تقرب
بادشاہان۔ حکایت خلیفہ مہدی باللہ عباسی کبوتر
بازی سے بہت شوق رکہتے تھے۔ غیاث بن ابراہیم
جب مہدی کے پاس پہونچے تو کسی نے انسے کہا کہ خلیفہ کو
کوئی حدیث سناؤ غیاث نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
نے مسابقت جائز نہین ہے مگر تیر اندازی اور اونٹ
اور گہوڑے اور پرند مین۔ اس حدیث مشہور مین جملہ
اوجناح (یعنی یا پرند) غیاث نے اپنی طرف سے خلیفہ
کا دل خوش کرنیکو بڑہا دیا خلیفہ نے غیاث کی اس

رجوع کیا قریب چھہ سو کتابون کے آپکے
مصنفات سے لکھی ہین نوین صدی کے
آخر اور دسوین صدی کے شروع مین
امت محمدیہ کے مجدد تھے ۸۴۹ھ مین پیدا
ہوئے اور ۹۱۱ھ مین رحلت فرمائی رح
امام عراقی زین الدین عبد الرحیم بن حسین
ابو الفضل مصری مؤلف کتاب الجلیل القدر
فی اصول الحدیث المسماۃ بہ الفیہ بڑے
محقق مدقق نقاد محدثین سے ہین علامہ
ابو الحسنات رح نے فرحۃ المدرسین مین آپکا
حال بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے ۸۰۶ھ
مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے
امام ابن الصلاح تقی الدین ابو عمرو
عثمان بن صلاح الدین عبد الرحمن بن
موسی شہرزوری موصلی دمشقی مؤلف مقدمہ
فی اصول الحدیث یہ کتاب جلیل القدر آپکی
عظمت و شان پر برہان قاطع ہے فرحۃ
المدرسین مین بہت بسط کے ساتھ آپکا
حال لکھا گیا ہے اب نقاد محدثین مین بہت
مشہور ہین اور علما علوم الحدیث کے بڑے
معتمد رکن ہین ۵۷۷ھ مین بموضع شہر خان
پیدا ہوئے اور ۶۴۲ھ مین بمقام موشح
وفات پائی رحمہ اللہ تعالی۔ امام ابن
حجر عسقلانی رح شیخ الاسلام حافظ احمد بن
علی بن محمد شہاب الدین مصری شافعی
آئمہ اعلام نے آپکے حالات مین مستقل
مین لکھی ہین جیسے آپکے شاگرد امام
سخاوی نے الجواہر والدرر فی ترجمہ

Marfat.com

بات کوجان لیا اور کہا مین گواہ ہون کہ تو بہت بڑا جھوٹا ہی
کہ رسول اللہ صلعم پر جھوٹ بولا مین نے تجھکو اس بات پر
آمادہ کیا اور حکم کیا کبوترون کے ذبح کرنیکا یعنی اگر
مین کبوترون کے پالنے کا شوق نرکہتا تو غیاث کو یہ جرأت
نہوتی۔ قسم ششم وہ لوگ ہین جنکو تعصب مذہبی
اور تجدد تقلید نے حدیث وضع کرنے پر آمادہ کیا جیسے
مامون ہروی (باشندۂ ہرات) نے یہ حدیثین وضع
کین حدیث جسنے نماز مین رفع یدین کیا رکوع کے
وقت اوسکی نماز نہین ہوتی حدیث جسنے امام کے
پیچھے پڑہا (یعنی سورۂ فاتحہ) اوسکی نماز نہین ہوتی۔
اور ایک حدیث امام شافعیؒ کی مذمت مین اور دوسری
حدیث امام ابوحنیفہؒ کی مدح مین بنائی مین نے دین
کے لفظ سے ہر جگہ اس رسالہ مین علامہ ابوالحسنات مولوی

Marfat.com

محمد عبد الحی لکھنوی اور ف سے فائدہ از جانب مترجم مراد ہے) کچھ حال مامون ہروی کا مع اوسکی بنائی ہوئی حدیثوں کے حاشیۂ امام الکلام متعلق بہ قرأت خلف الامام المسمی بہ غیث الغمام مین لکھا ہے ناظرین کو چاہیے کہ اوس رسالے کو دیکھین قسم ہے مفتم وہ لوگ ہین کہ جنکو اونکی کمال محبت پاس کہان سے آگئین حالانکہ عکرمہ کے کسی جلیس کے پاس ان حدیثون مین سے ایک حدیث بھی نہین ہے جواب دیا کہ جب مینے لوگون کو دیکھا کہ مطالعۂ قرآن شریف مین کم توجہی کرتے ہین اور فقہ امام ابو حنیفہؒ اور مغازی (جنگنامے) ابن اسحاق رح کے دیکھنے مین مشغول ہین تب مینے یہ حدیثین کہ فلان سورت کے پڑھنے مین اسقدر اور فلان سورت کے پڑھنے مین اسقدر ثواب ہے حصول ثواب کے واسطے حسبۃً للہ بنائین اسی طرح

امام السبکی رح نے کہا امام ذہبی رح پر نماز کے بابت بڑے محدث شفاظ الفاظ حافظ حدیث تحقیق و تفتیش الرجال مین بیباک اور علم تاریخ مین ماہر تھے ۱۲ سنہ ۷۴۸ھ مین وفات پائی کما

علامہ ابو المحاسن رح نے مختصر تذکرۃ الحفاظ و طبقات القراء و مختصر تاریخ

علامہ ابو الحسنات رح نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال و دیوان الضعفاء و المتروکین و مختصر تاریخ الذہبی و طبقات الحفاظ و طبقات القراء

علامہ ابو المحاسن

محمد بن عیسی طباع نے کہا ابن مہدی میسرہ ابن عبد ربہ سے
کہتے تھے تو یہ حدیثین کہ جو کوئی فلان سورت پڑہے تو اسقدر
اور فلان پڑہے تو اسقدر ثواب پاوے کہان سے لایا
ی کہا مینے یہ حدیثین اسواسطے بنائین ہین تاکہ لوگ
لاوت قرآن کی طرف راغب اور مائل ہون اور اسی
طرح سے ہین وہ حدیثین جو حقہ پینے کی ممانعت مین بنائی
ئی ہین کیونکہ مینے (مین کے لفظ سے ہر جگہ اس رسالہ
ین علامہ ابو الحسنات مراد ہے) کیونکہ مینے حقہ سے
ممانعت کرنے والون کے بعض رسالونمین چند حدیثین
موضوع پائین ۱ سب قسم کے دہوین حرام ہین۔
۲ زہریلے پتون کا دہوان جس جس پیٹ مین داخل
ہوگا ایمان کو خارج کریگا ۳ ایک ایسا وقت آئیگا کہ
میری امت کی لوگ دہوان پینگے دل اونکے سیاہ

۲۱

حافظ ابراہیم حلبی ابراہیم بن محمد
بن خلیل برہان الدین الحلبی ۸۴۱ھ
مین وفات پائی حافظ الحدیث اور علم
دین کے بہت بڑے علامہ اور مقبول و
مشہور علما سے ہین فرحۃ المدرسین
مین علامہ ابو الحسنات نے مفصل حال
لکہا ہے اور کچہہ مختصر حال تراجم حنفیہ
کی تعلیق مین بہی لکہا ہے آپ لکہتے
ہین یہ امام علامہ حافظ خلیق کثیر العقل
محب حدیث علماء حدیث تھے
قرآن شریف تلاوت کر رہے تھے کہ
۲۶ شوال ۸۴۱ھ نیزہ کے زخم
سے شہید ہوئے رحمہ اللہ تعالی
امام ابو حنیفہ رح آنجناب کے

اور بارہ روپیہ کو لکھنؤ وغیرہ بلاد
ہند مین ملتی ہے۔ اور امام موصوف
کے جملہ مصنفات مین تاریخ الاسلام
بہت بڑی مبسوط کتاب ہے بیس
جلدون سے زیادہ مین ہے یہ بہت
بڑے حافظ ہین حدیث کے اور اصطلاح
محدثین مین حافظ وہ ہے جسکو ایک لاکہہ
حدیث یاد ہو۔ آپکے تصانیف اسدرجہ
مقبول و مشہور ہوئے کہ بیشمار علما
اونکے حاصل کرنے کو دور دراز سفر کرکے
آتے تھے آپکے تصانیف سے بہت فیوض
جاری ہوئی اور امید کہ اسیطرح قیامت
تک انشاء اللہ تعالی جاری رہین
۷۴۸ھ مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالی

چہرہ ناقص لب سبز ہونگے کیونکہ تمباکو زمانۂ نوح
علیہ السلام مین ذریعۂ شیطان تہا شیطان نے اوسکو
اپنے پیشاب سے سینچا تہا جسنے ایک مرتبہ بہی اوسکا
دہوان پیا جنت مین داخل نہوگا ۴ ہر شے کا دہوان
حرام ہے ۵ قریب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا
کہ لوگ ایک درخت کے پتہ کا دہوان پینگے اونمین
چہہ خصلتین ہونگی (تین وہی جو پہلے مذکور ہوئین)
رغبتین ناقص نگاہین کم ہمیشہ عذاب قبر مین مبتلا
رہینگے ۶ جسنے دہوان پیا اور موت کے وقت بہی
توبہ نکی (یعنی حقہ پینے سے) قیامت کے روز اوسکے
واسطے میری شفاعت نہوگی ۷ ہند کے شہر وہ مین
ایک درخت ہوگا لوگ اوسکا دہوان پینگے عقل
اور دین دنیا مین جاتی رہیگی ۸ جسنے دہوان پیا

59854

Marfat.com

اگرچہ ایک ہی مرتبہ پیا آگ دوزخکی اوسکے پیٹ مین بھری
جاویگی اور دل آگ سے جلایا جاویگا۔ یہ اخبار خود شاہد و
مخبر ہین اوس کے واسطے کہ جسنے کچھہ بھی محاورات زبان عرب
اور علم عربی سے وقفیت حاصل کی ہو حدیث مین مہارت
ہونا تو بڑی بات ہے کہ یہ خبرین موضوع ہین حقہ پینے
سے ممانعت کرنے والون نے بنائی ہین رسالہ ترویح
الجنان بہ تشریح حکم شرب الدخان مین ہمنے اس مسئلے
کو مفصل بیان کیا ہے اس قسم سے قضای عمری کی نماز
کی بابت بھی حدیثین ہین اسکو ہمنے اپنے رسالہ ردع
الاخوان عن محدثات آخر جمعہ رمضان مین لکھا ہے آنی
طرحسے ہین وہ حدیثین جو ایام رجب و محرم کے فضائل
مین بنائی گئی ہین جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
تبیین العجب فی فضل رجب مین بیان کیا ہے

Marfat.com

قسم چہارم وہ قوم ہے جنسے ہر عمدہ کلام کیواسطے
اسناد مثل حدیث کے بنالینا جائز رکھا ہے باین خیال
کہ ہر ایک عمدہ کلام امر شرعی ہے تو کیا مضایقہ ہے کہ و
(فعل وکلام نیک) آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کیا
جاوے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ یہ بات تو صحیح ہے کہ جملہ افعال
وکلام رسول اللہ صلعم کے عمدہ ونیک ہین۔ لیکن عکس
کُلّیہ کا صادق نہین آتا لہذا یہ صحیح نہین ہوسکتا کہ کل کلام
حسن رسول اللہ صلعم کے کلام ہون تو اس بنا پر منسوب
کرنا اونکا آنحضرت کی طرف کذب[1] ہوا (وہ محبت جو انسان
کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے) نے وضع حدیث پر آمادہ کیا
جیساکہ اہلبیت کے مناقب اور خلفای راشدین وغیرہ
اصحاب کے مناقب مین اور امام ابوحنیفہ رحمہ کی مدح مین
لوگون نے احادیث بنائین (اسکے نظائر سے کتب وافض

[1] کذب کی ہی کیونکہ امام ابن حجر نے اونکو بطلان
کی ساویہ مین لکھا ہے جو کہ صغار التابعین سے
ہم عصر ہین اور کسی صحابی سے ملاقات
ہونا ثابت نہین کیا گیا اگرچہ اتفاق پر
میں لکھا ہو لیکن صحیح درست ہی بات ہے
کہ آپ تابعین سے ہین کیونکہ آپ نے
الف فی الشرعیہ کو دیکھا ہو لہذا اس
قاعدہ سے کہ مجرد دیکھ لینا صحابی کا نہین
ہوسکنے کے واسطے کافی ہے (جو خود
صحابی سے بات چیت کی ہو) جیساکہ ابن حجر کی
الاصابہ مین سوائے دوسری کتاب مین
اور وہابی و سیوطی و ابن حجر مکی و ابن جوزی
و دارقطنی و ابن سعد و خطیب اور ولی اللہ
اور علی القاری و امیر ان سندی و
عزیز و فرنگی محلی و غیرہ متاخرین
نے کہا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ
کے نام سے کوفی نے وضع
کی ہے

Marfat.com

وخوارج پر ہین) اور اسی قبیل سے وہ احادیث ہین جو دیار
وامصار کی صفت اور مذمت مین واقع ہین اور وہ حدیثین
ہین جو زبان فارسی کی فضیلت و مذمت مین ہین جیسے
حدیث زبان اہل جنت عربی اور فارسی دری ہوگی
مین نے بہت لبسط کے ساتھ تحفۃ الثقات فی تفاضل
اللغات مین اِن خبرون پر کلام کیا ہے یہ رسالہ ابھی ختم
نہین ہوا **قسم ہشتم** وہ لوگ ہین جنکو عجیب وغریب
مسائل اور قصون کے بیان کرنے کی خواہش نے وضع
حدیث پر آمادہ کیا۔ اور یہ بات قصہ گو اور وعظ بیان
کرنے والے لوگون مین بکثرت پائی جاتی ہے جو کہ علم
وفہم سے بالکل بے نصیب ہین۔ اسی طرح پر اور بھی
واضعان حدیث کے اقسام ہین باعتبار اونکے مختلف
اغراض ومقاصد کے۔ اوس عزیز نے کہا بیان فرمائیے

سب لوگ فقہ مین عیال ہین ابو
حنیفہ کے۔ اسی طرح اور ربیت سے
علماء سلف وخلف سے مناقب امام
اعظم صاحب کے نقل کیے ہین اور آخر
مناقب مین بعد نقل جواب طعن طاعنین
کے لکھا ہوا اور بعد یہ حاجت نہین ہے
یہ کہنے کی ہیولی تعریفین جو بعد
ہین ایک مناقب مین درج کرین
یہ ایک جماعت مین نظر علی
ویسی ہی علامہ اسلام علامہ ابو حنیفہ اور
ایسی ہی علامہ اسلام علامہ ابو حنیفہ اور
ایسی ہی

نقل ہو کلام اوسکا نعمان اور
کنیت ابو حنیفہ نبوی کیونکہ ابو حنیفہ
اسکا اور اِنتباط
اس قسم کے مناقب سب دروغ ہین
جیسا کہ علامہ علی حنفی اور سیوطی
ابن حجر کی نے تحقیق کیا ہی نشاہ
ہین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالی
امام ابن اسحق رح ابی کبشہ
ابو بکر یا عبد اللہ اور نام محمد ہے
صاحب مغازی وسیر ہین علوم
حدیث و مغازی وسیر کے امام
ہین زہیر المحدثین شعبہ بن حجاج
نے کہا یہ محمد ہین اسحاق امیر المومنین
ہین یعنی حدیث مین ابن اسحاق ہے

Marfat.com

حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے بمقام بغداد ۱۵۱ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ

امام بخاری ابو عبداللہ محمد بن ابوالحسن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن احنف الجعفی بخاری - یہ امام ۱۹۴ھ مین پیدا ہوئے طفلی مین اندھے اور حافظ الحدیث ہین ہوگئے تھے اونکی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین دیکھا تھا فرماتے تھے کہ تیری دعا اور زاری سے بیٹے کی آنکھون مین روشنی عنایت کی صبح کو دیکھا تو بینا پایا دس برس کی عمر مین علم حدیث کی تحصیل کرنے لگے اور سولہ برس کے ہوئے فضائل اصحاب اور تابعین مین تصنیف شروع کی مدینہ مین اکثر اوس وقت کی تصنیفات یاد کرلی تھین سولہ برس کی عمر سے تصنیف شروع کی جب سے ہوئے فضائل اصحاب اور تابعین مین تصنیف سیاہ کی مدینہ مین اکثر اوس وقت کی تصنیفات یاد کرلی تھین سولہ برس کی عمر سے تصنیف شروع کی جب سے ہوئے فضائل اصحاب اور تابعین مین تصنیف

کہ زاہد لوگ باوجود زہد وورع کے کس طرح حدیث بناتے ہین مین اسبات سے بہت متعجب ہون مین نے کہا یہ کچھہ تعجب کی بات نہین کیونکہ بہت سے زاہد ایسے جاہل تھے کہ اونکو حلال وحرام مین کچھہ تمیز نہ تہی تو وہ خیال کرتے تھے کہ حدیث بنانا نیک بات پر رغبت دلانے اور بُری بات سے خوف دلانے کے واسطے کچھہ مضائقہ نہین بلکہ موجب ثواب ہے - کیا آپ ہمارے اس زمانہ کے اون عابدون کی حالت کو نہین ملاحظہ فرماتے جو کہ علم وصحبت اہل علم وفہم سے بے بہرہ ہین کیسے ارتکاب بدعات مین بدل ساعی ومتوجہ ہین باین خیال کہ ارتکاب ان امور (بدعت) کا داخل حسنات ہے اور انہین لوگون مین بہت سے ایسے ہین کہ اونکے مشائخ نے اونکو خاص خاص ترکیبون کے ساتھ بعض نمازین

Marfat.com

(جیسے نماز ایام ولیالی عاشوراء وغیرہ) تعلیم کی ہین۔ اس
خیال سے نہین کہ یہ نمازین احادیث سے ثابت ہین بلکہ
اس بناء پر کہ تطوعات (نفل عبادات) مین مقدار اور
کیفیت مقررہ کا اختیار کرنا کچھہ مضر نہین ہے۔ پس اون
مشائخ نے اپنے مریدون کو یہ نمازین سکھائین تاکہ اوسپر
عمل کرین اور سُستی نکرین مریدون نے یہ گمان کیا کہ یہ
سب امور آنحضرتؐ سے ثابت ہونگے (جب اور لوگون
نے اونسے سند طلب کی) چونکہ سند اِن امور کی اُن
حضرات مشائخ نے تعلیم نہ کی تھی لہذا اپنی طرف سے
مریدون نے اونکو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب و مسند
کردیا۔ اوس عزیز نے کہا ایک جماعت مشائخ عالمان
علوم حقیقت و شریعت نے کیونکر ان احادیث موضوعہ
کو قبول کیا اور کیون اپنی کتابون مین درج کیا مین نے

Marfat.com

کہا بوجہ اس حُسن ظن وخیال کے کہ نبی صلعم پر کوئی مسلمان
جھوٹ نہ بولے گا - اوس عزیز نے کہا بعض صوفیہ نے
اپنی کتابون مین ان حدیثون کے اسناد بیان کی ہین تو
کیون اونپر اعتبار نہ کیا جاوے - مین نے کہا جنلوگون
نے احادیث بغیر ذکر سند کے لکھی ہین اونپر بوجہ اسکے اعتماد
نہ کیا جاویگا کہ وہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین موجود
نہ تھے مدت دراز کے بعد پیدا ہوئے - اور جن لوگون
نے حدیثین سند کے ساتھ لکھی ہین اونکے راویون کے
حالات مین بحث، جانچ کی جاویگی (کہ وہ معتبر ہین یا غیر
معتبر) اوس عزیز نے کہا اون احادیث کے بیان کرنے
والون مین سے بہت سے ایسے بزرگ بھی تھے جو کہ عالم
خواب وبیداری مین رسول اللہ صلعم کی زیارت سے
مشرف ہوئے اور صاحب کرامات والہام تھے تو

شاید اون بزرگون نے آنحضرت صلعم کے روبرو (بالمشافہ)
ان احادیث کی تصحیح (صحیح کرنا) کر لی ہو حالت بیداری
یا خواب مین اور حدیث مین ہے جسنے آپ کو خواب مین
دیکھا تو بہ تحقیق اوسنے آپکو سچ مچ دیکھا - اور یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ اون بزرگون کو ان حدیثون کے صحیح ہونیکی بابتہ
الہام ہوا ہو - مین نے کہا مطلق احتمال ان امور کا
کافی نہین ہے اور صرف ذکر کر دینا ان بزرگون کا ان
روایات کو اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ اون بزرگون
نے آپ کے بیان کئے ہوے شرایط و قواعد مندرجۂ
بالا کے ساتھ ان احادیث کی صحت معلوم کر کے اپنی
کتابون مین لکھا ہو) ہان اگر اون بزرگون مین سے
کسی بزرگ نے ان امور کو بہ تصریح بیان کیا ہو گا تو
اونکے قول کو اونکی صداقت و ثاقت اور علو مرتبت کے

Marfat.com

اعتماد پر قبول کر لینگے - اوس عزیز نے کہا علو مرتبت اور
جلالت قدر اونکی کیونکر اس امر کی مقتضی نہوگی کہ جو کچھ اون
بزرگون نے بیان کیا ہے قبول کیا جاوے اگرچہ وہ بیان
بے سند ہو - کیونکہ ہمارا حسن ظن اون بزرگون کے ساتھ یہ
ہے کہ اونہون نے ان احادیث کو نہین ذکر کیا ہے
لیکن بعد حاصل ہونے اس ثبوت کے کہ یہ احادیث
معتبر سند کے ساتھ روایت کی گئی ہین مین نے کہا یہ
بات تو جب ہو سکتی ہے کہ اون بزرگون کا فن روایت
و علم حدیث مین مبصر و ماہر ہونا معلوم ہو جاے لیکن اون
بزرگون کا ان روایات کو صرف ذکر کر دینا (بغیر جانچے
راویون کے) اسوجہ سے ہے کہ وہ بزرگ لوگ ہر مسلمان
پر یہ نیک گمان اور اعتماد رکھتے تھے کہ کوئی مسلمان آنحضرت
صلعم پر جھوٹ نہ بولے گا - یہ اوس گفتگو کی تفصیل ہے

تمام ہوئی صرف صحیح کو ایک کتاب
مین جمع کرنا اول امام بخاری سے
شروع ہوا سب حدیثین اس جامع
صحیح کے سات ہزار دو سو پچھتر اور
بحذف مکرر چار ہزار ہین اونکی خوش
نیتی کے سبب سے یہ کتاب ایسی
مقبول ہوئی کہ اونکی حیات مین ستر
ہزار آدمیون نے بلا ذریعہ و واسطہ
خود اون سے یہ کتاب سند کی - امام
محمد بن یوسف فربری فرماتے ہین
نوے ہزار آدمیون نے آپ سے
صحیح بخاری سنی - امام بخاری سے
روایت ہے فرماتے تھے مجھکو امید ہے
کہ قیامت مین مجھسے غیبت کا سوال
نہوگا اسواسطے کہ مین نے کبھی کسی کی
غیبت نہین کی اس کلام سے اونکے
تقوے اور پرہیزگاری کو خیال کرنا چاہیے
جب امام بخاری بخارا مین آئے تو
وہان کے حاکم نے کہا کہ اپنی تصنیفات
میرے مکان پر میرے بیٹے کو
پڑھاؤ امام بخاری نے فرمایا یہ حدیث
کا علم ہے مین اسکو ذلیل نہین کرتا
اگر تجھکو غرض ہے اپنے بیٹے
کو میرے مکان پر بھیجا کر جیسے اور
لوگ سیکھتے ہین وہ بھی سیکھا کرے
حاکم نے کہا اچھا تو جب میرا بیٹا آوے
تو اور کوئی طالب علم تمہارے پاس
نہ رہا کرے ہمارے چوبدار دروازہ

Marfat.com

جو میرے اور ایک عزیز کے درمیان ہوئی پس مین نے
اس موقع پر رسالۂ احادیث موضوعہ کی تکمیل کا ارادہ کیا
جسمین صرف اون نمازون کا ذکر ہے جو یوم عاشورا وغیرہ
کی بابت وضع کی گئی ہین - تاکہ بعلم اپنی جہالت پر فریفتہ
نہون اور اہل علم بیدار ہوجاوین یہ مقدمہ اون حدیثون کے
بیان مین ہے جنمین رسول اللہ صلعم پر جھوٹ بولنے کے
وبال کا بیان ہے - اور ذکر بعض اون روایتون اور حکایتون
کا ہے جو کہ واعظ لوگ بیان کرتے اور عوام اونکو سنکر
معتقد ہوجاتے ہین کہ یہ سب صحیح ہے اور موضوع حدیثون
کے لکھنے اور بیان کرنے اور اونپر عمل کرنیکی ممانعت کے
حکم مرقوم ہین جملہ فقہا اور محدثین اس بات پر متفق ہین
کہ موضوع حدیثون کا روایت کرنا لکھنا بیان کرنا نقل
کرنا اونپر عمل کرنا حرام ہے - لیکن بیان کرنا اس تنبیہ

Marfat.com

واطلاع کے واسطے کہ یہ خبر موضوع ہے جائز ہے (تاکہ
اور لوگ سنکر عمل اور بیانِ حدیثِ موضوع سے
باز آوین) اور نرمی و سستی کرنا اس باب مین خواہ
یہ حدیثین احکام یا قصص یا ترغیب یا ترہیب وغیرہ
مین ہون اور تقلید کرنا اسکی نقل اور ذکر کرنے مین حرام
ہے اور یہ گناہ اکبر الکبائر ہے بلکہ بعض شافعیہ کے
نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔ حدیث امام بخاریؒ اور
امام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ نے مغیرہ بن شعبۃ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مجھپر
جھوٹ بولنا (یعنی جو مین نے نہ کہا ہو اور نہ کیا ہو اور
نہ اوسے جائز رکھا یا تسلیم کیا ہو اوسے آپ کی طرف
منسوب کرنا) ایسا نہین ہے جیسا کسی اور پر جھوٹ
بولنا جسنے مجھپر جھوٹ بولا بس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا ٹھہرا لے

حضرت نے صحیح بخاری کو اپنی
طرف منسوب نہ فرمایا ہے
بلکہ فرمایا ہے کہ
حدیثنا محمد بن احمد مفرز ورزی نے
حدیثنا امام جلیل القدر حافظ
الحدیث شیخ متقی زاہد
ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ
البخاری الجعفی رضی اللہ عنہ
کہا ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے فرمایا کہا ہمسے ابو الیمان کہا ہمسے شعیب
کہا ہمسے ابو الزناد عبد اللہ بن ذکوان
عبد الرحمٰن سے انہون نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے انہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہا ہمسے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے
کہا ہمسے امام مالک نے
ابن شہاب سے
انہون نے
عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے
انہون نے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
انہون نے
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
انہون نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو سنا آپ فرماتے تھے
انما الاعمال بالنیات (الحدیث)
اسی طرح امام الحرمین سے بھی خطاب
مشہور ہے کہ شیخ اور رؤف اور
شیخی مرشدی و غیرہ و صاحب مین
صحیح بخاری کا خطاب شایان مجھ جیسے
حرمین شریفین مین ایسا مسلسل
ہے کہ جب روم کے بادشاہ
نے جناب رسالت مآب صلعم
وہان کے علماء بخاری شریف
سنکر

دوزخ مین - امام ابن عدی نے کامل مین بریدہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر کچھ لوگ خاندان بنی لیث کے رہتے تھے ایک شخص نے اسی خاندان کی کسی عورت کے ساتھ زمانۂ جاہلیت مین منگنی کی تھی لیکن وہ لوگ اسکے ساتھ اوس عورت کا نکاح نکرتے تھے یہ شخص اونکے پاس ایک حلّہ پہنکر آیا اور کہا کہ یہ حلّہ رسول اللہ صلعم نے مجھکو پہناکر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ مین تمہاری جان ومال پر حکم کرون (یعنی حاکم بناکر بھیجا) اور اوس عورت کے مکان پر فروکش ہوا جسکے ساتھ اسکی نسبت ہوئی تھی اون لوگون نے رسول اللہ صلعم کی طرف اپنا قاصد روانہ کیا - آنحضرت صلعم نے یہ حال سنکر فرمایا جھوٹ بیان کیا اللہ کے دشمن نے اور ایک شخص کو اوسکی طرف روانہ کیا

امام طحاوی نے ابو القاسم
سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر
طحی طحاوی اپنے زمانہ کے بہت
بہت حافظ حدیث تھے
شام عراق حجاز یمن مصر جزیرہ
وغیرہ بلادون مین بغرض طلب حدیث
سفر کیا شیوخ حدیث انسے

Marfat.com

اور فرمایا اگر اوسکو زندہ پانا تو قتل کرنا اور اگر مرچکا ہو تو جلا دینا دیکہا تو وہ سانپ کے کاٹنے سے مرچکا تھا پس آگ سے جلا دیا۔ دوسری روایت مین قبر سے کھود کر جلا دینے کا ذکر ہے۔ حدیث امام طبرانی نے اوسط مین حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے قریب مضمون حدیث اول روایت کی ہے۔ اور اسی مین ہے کہ مالک ابن دینار رض نے میمون الکردی سے فرمایا کہ آپ اپنے والد سے جو کہ رسول اللہ صلعم کے صحابی تھے کیون نہین روایت کرتے جواب دیا کہ میرے والد اس خوف سے رسول اللہ صلعم کی کوئی حدیث ہمسے نہین بیان کرتے تھے کہ مبادا بیان کرنے مین کچھ کمی بیشی ہوجاوے۔ بوجہ کمال خوف کے اپنی یاد پر اطمینان نہ تھا۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ حدیث بنانے والے یا موضوع حدیث عمداً بیان

ایکہزار ہین اور مصنفات نافعہ آپ سے بکثرت یادگار ہین آپ کی جملہ کتابون مین بہت عمدہ معاجم ثلثہ طبرانی کبیر اوسط صغیر مشہور ہین حافظ ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء اور انکے سواے اور بہت سے اکابر محدثین آپکے شاگرد ہین ۲۶۰ھ مین پیدا ہوے ۳۶۰ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالی مالک ابن دینار رح زمانہ سلف کے مشہور اولیاء اللہ سے ہین طبقہ صغری تابعین سے ہین امام اعظم رح سے بیس سال پیشتر ۱۳۰ھ مین رحلت فرمائی

۳۴

رحمہ اللہ تعالی میمون الکردی رح ابو بصیر یا نصیر مقبول راوی ہین امام اعظم رح کے ہم عصر ہین۔ رحمہ اللہ تعالی خلیفہ مہدی عباسی ابو عبد اللہ محمد بن منظور ۱۱۷ھ یا ۱۲۶ھ مین پیدا ہوے بڑے سخی خوش عقیدہ خلیق خوبصورت رعیت پرور منصف مزاج تھے یہ اپنے والد سے حدیث روایت کرتے ہین اور بہت سے محدث جیسے یحیی بن حمزہ و جعفر بن سلیمان و محمد بن عبد اللہ و ابو سفیان سعید بن یحیی وغیرہ انسے روایت کرتے ہین امام ذہبی رح فرماتے ہین مین نہین جانتا

Marfat.com

کرنے والے کے واسطے جہنم مین ایک خاص مکان بنایا
جاویگا۔ اور امام ابن عدیؒ و بزارؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ
تین شخص جنت کی بو بھی نہ سونگھ سکینگے ۱ (ایک) وہ شخص
جو اپنے باپ کے سوائے دوسرے شخص کو اپنا باپ بیان
کرے ۲ (دوسرے) وہ شخص جسنے اپنے نبی پر جھوٹ بولا ۳
(تیسرے) وہ شخص جسنے اپنی دونون آنکھون پر جھوٹ بولا۔
یعنی بغیر دیکھے ہوے بیان کرنا کہ مین نے دیکھا ہے عالم خواب
ہو یا بیداری اور ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر جھوٹ بولنے والے پر اللہ اور اوسکے سب فرشتون
اور تمام بنی آدم کی طرف سے لعنت پڑنیکا ذکر ہے۔
کہا حافظ سیوطیؒ نے کہ یہ حدیث (جسنے مجھپر جھوٹ بولا اوسکا
ٹھکانا جہنم ہے) سو صحابیون سے زیادہ نے روایت کی ہے۔

Marfat.com

امام ابن الجوزیؒ نے روایت کی ہے محمد بن احمد بن عبدالوہاب الاسفرائی سے کہ دنیا مین کوئی حدیث ایسی نہین ہے کہ جسکے روایت مین جملہ اصحاب عشرۂ مبشرہ جمع ہون سواے اس حدیث کے۔ علاوہ ان احادیث کے اور بہت سی حدیثین علامۂ ابوالحسناتؒ نے بروایت آئمۂ اعلام نقل کرکے فرمایا مین کہتا ہون ان روایتون سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ بولنا اور آپ کی طرف نسبت کرنا اوس قول کی جو آپ نے نہین فرمایا مطلق حرام ہی اور مستوجب ہے عذابِ دوزخ کا۔ خواہ یہ وضع حلال امور کے بیان مین ہو یا حرام مین ترغیب مین ہو یا ترہیب یا اسکے سواے پس باطل ہوا خیال بعض اون وضاع اور جہلاء کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

مفصل مرقوم ہے سنہ ۹۷۵ھ مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ بہت مشہور محدث فقیہ اور محقق شارح موطاء امام مالک و مواہب اللدنیہ مالکی مذہب ہین یہ دونون کتابین ملک مصر مین چہپ گئی ہین معتمد و معتبر ہین سنہ ۱۱۲۲ھ مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ ابونعیم محدث صاحب حلیۃ الاولیاء حافظ الحدیث احمد بن عبداللہ اصبہانی مشہور محدث ہین ترجمہ انکا فرحۃ المدرسین مین مفصل مرقوم ہی سنہ ۴۳۰ھ مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ ابن عراقؒ محدث ناقد شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق کنانی محقق نقاد مبصر فی علوم الحدیث سنہ ۹۶۳ھ مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ بقیہ حالات علامہ ابوالحسناتؒ اور تفصیل اجازت و اسانید مشائخ و شیوخ مشائخ علامہ ابوالحسنات ابناء الخلان بابناء علماء ہندوستان مین ہے خدا اوسکے پورا کرنے کی توفیق دے درج ہونگے۔ بعض مسائل متفرقات از تحقیقات علامہ ابوالحسنات مولانا محمد الحی لکہنوی رحمہ اللہ

Marfat.com

جھوٹ بولنا ترغیب و ترہیب کی غرض سے جائز ہی
کیونکہ آپ کے حق مین وہ مفید ہے مضر نہین ہے
اور یہ بھی ان روایات سے ثابت ہوا کہ جس طرح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا قولاً و عملاً
اکبر الکبائر گناہون مین سے ہے اوسی طرح نسبت کرنا
کسی فضیلت یا مرتبہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف جو کہ آیات قرانیہ یا احادیث صحیحہ سے ثابت
نہو بہت ہی بڑا گناہ ہے - پس چاہیئے کہ ہوشیار
ہو جاوین وعظ بیان کرنے والے اور پرہیز کرین حکایات
و قصص بیان کرنے والے اور خطیب لوگ جو کہ حکم
بیان کرنے اور زجر و توبیخ کرتے ہین (یا خوشخبری
یا فضل و مراتب بیان کرتے ہین) غیر ثابت حدیثون
سے اور خیال کرتے ہین کہ اس کام مین ثواب عظیم ہے

Marfat.com

اسوجہ سے کہ آپ کے فضائل وعلو قدر ان باتون کے بیان سے ثابت ہین - اور یہ نہین جانتے کہ فضائل نبوی جو کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہین اسقدر کثرت سے ہین کہ وہ بے پروا کرتے ہین اِن جہوٹی باتون کے بیان کرنے سے کیونکہ فضائل آپ کے احاطۂ واحصاء کی حد سے خارج ہین تو کیا حاجت ہے باطل خبرون سے فضیلت بیان کرنے کی بلکہ یہ امر موجب گناہ عظیم ہے اور باعث ہی گمراہی کا - اب ہم اس موقع پر بعض اون قصّون اور حکایتون کا ذکر کرتے ہین جنکو ہمارے زمانہ کے اکثر واعظ اپنے مجالس وعظ مین بیان کرتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ یہ امور ثابت وصحیح ہین حالانکہ محض موضوع ہین - منجملہ اونکے یہ حکایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین

جانب عرش معلیٰ پہونچے تو ارادہ فرمایا کہ نعلین مبارک
وتار ڈالین باین خیال کہ باریتعالیٰ نے حضرت موسےٰ
علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اپنی جوتیان اوتار ڈالو الخ۔
تو عرش اعلیٰ سے آواز دیگئی کہ یا محمدؐ اپنی جوتیان نہ اوتارو
کیونکہ عرش کو آپ کے جوتی پہنے ہوے تشریف لانے
سے اپنے غیرون پر شرف و فخر ہے پس آپ عرش معلیٰ
کی طرف چلے اور آپ کے دونون قدمون مین نعلین
تھی بہت لوگون نے اس قصّہ کو اپنی تالیفات مین درج
کیا ہے۔ اس قصّہ کے موضوع ہونیکی بابت علامۂ
احمدؒ مقری مالکی نے فتح المتعال فی مدح خیر النعال
مین اور علامۂ رضی الدینؒ قزوینی نے اور محمدؒ بن
عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ مین لکھا
ہے کہ یہ پورا قصّہ موضوع ہے خرابی ہو اوسکے بنانیوالیکی

ہوتا ہے وقت عصر کا لیکن
دو مثل پر اور یہ قول بھی امام
ابو حنیفہؒ کا ایسا ہے کہ جس مین
اونکی کسی نے متابعت نہین
کی (یعنی اونکے معاصرین و شاگرد
و اصحاب اونکے) اور یہ خلاف
ہے جملہ احادیث و آثار و اقوال
جمہور کے اور یہ قول آپ کے
اصحاب فقہاء کے نزدیک متروک
ہے اور اختلاف کیا ہے
نے عصر کے آخر وقت مین
کہا امام مالک نے عصر کا آخر وقت
سایہ دو مثل ہو جانے تک ہے
اور محققین حنفیہ کے نزدیک
یہ وقت اور جب تک آفتاب
صاف و سفید رہے عصر کا
اختیاری وقت ہے (اور مجبور
و مضطر و معذور و اہل حاجت کے
واسطے غروب آفتاب تک
وقت عصر ہے) اور امام مالک
اور سائر علماء کے نزدیک
جب تک آفتاب صاف و
سفید رہے عصر کا مختار وقت
ہے اور ابن وہب نے امام
مالک سے روایت کی ہے
کہ آخر وقت ظہر و عصر غروب
آفتاب تک ہے اور یہ
سب آسانیان اہل ضرورت کے

Marfat.com

معراج کی حدیثون مین کہین اسکا ذکر نہین ہے۔ غایۃ
المقال فیما یتعلق بالنقال مین علامہ ابوالحسنات نے
اسکا مفصل ذکر کیا ہے۔ منجملہ اون کے یہ بات ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین دیا
گیا مفصلاً اور علم ماضی و استقبال عنایت فرمایا گیا کلیاً
وجزئیاً اور آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے علم مین باعتبار
احاطہ و شمول کے کچھ فرق نہین ہے البتہ یہ فرق ہے
کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ابدی ہے بذات خود بغیر تعلیم
غیر کے بخلاف علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ
حاصل ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے۔ اور یہ قول
محض بناوٹ اور دروغ ہے جیساکہ علامہ ابن
حجر مکی نے منح المکیہ شرح قصیدۂ ہمزیہ مین اور
انکے سوائے اور لوگون نے تصریح کی ہے۔ اور

Marfat.com

دوسرا قول امام موصوف کا یہ ہی
کہ حالت اختیار مین مغرب کا ایک
ہی وقت ہے (جسمین نماز بطریق
مسنون پڑہ سکتے یا فساد آجائے تو
اعادہ کر سکتے ہین) اور اجماع کیا ہی
علما نے کہ اول وقت عشا کا شفق
کے غائب ہونے سے شروع ہے
اور عشا کے آخر وقت مین اختلاف
ہے امام مالک کا مشہور مذہب
تہائی رات گذرنے تک سوا
اصحاب ضرورت کے اور کہا
امام ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب نے
وقت عشا کا فوت نہین ہوتا مگر
طلوع فجر سے۔ اور علما متفق
ہین کہ اول وقت نماز صبح کا طلوع
فجر سے ہے (صبح بامداد اول روز
شروع روز سپیدی اور فجر کے معنی
پانی جاری کرنا اور سپیدہ صبح اور
وہ آفتاب کی سرخی ہے تاریکی
شب مین) اور وہ پو پھٹنا ہے
یعنی سپیدی جو آخر شب مین مشرق
طرف کنارہ آسمان مین ظاہر ہوتی
ہے (اور وہ سپیدی زیادہ ہوتی
جاتی ہے اسکے بعد تاریکی نہین
ہوتی اسی کو صبح صادق اور فجر
کہتے ہین اور اس سے کسی قدر
پہلے جو وقت ہوتا ہے اوسکو
غلس کہتے ہین جسکے معنی تاریکی

آیات قرانیہ اور احادیث صحیحہ سے جو بات ثابت ہی وہ یہ ہے کہ احاطہ وشمول اور علم کل غیب کا خاص اللہ تعالی کی صفت ہے جو کسی کو نہین دیگئی ہان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ نسبت جملہ انبیاء ومرسلین کے علوم کے زیادہ علم دیا گیا ہے اور اللہ تعالی نے امور غیبیہ کی تعلیم سب سے زیادہ آپکو فرمائی ہے۔ لہذا آپؐ از روے علم وعمل ورتبۂ وفضل تمام مخلوقات سے افضل واکمل ہین۔ اور منجملہ اونکے ایک طویل حدیث قصۂ عکاشہ کے متعلق ہے جو کہ امام ابونعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء مین عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ ایک روز وعظ فرمانے کے بعد آپنے جملۂ حاضرین انصار ومہاجرین کو مخاطب کرکے فرمایا جس کسی کا کوئی حق مجہپر ہو چاہئے کہ وہ مجھسے اوسکا

Marfat.com

عوض قبل از قیامت بے لیوے - ایک سن رسیدہ
شخص جسکا نام عکاشہ تھا اوسنے بیان کیا کہ ایک مرتبہ
آپ نے اونٹنی سے اوترتے وقت ایک کوڑا مارا
جسکا صدمہ مجھے پہونچا مین نہین جانتا کہ آپ نے عمداً
مجھکو مارا یا آپ نے اونٹنی کے مارنے کا ارادہ فرمایا
تھا اور ناگہان مجھکو صدمہ پہونچا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے بلالؓ سے کوڑا منگایا اور عکاشہ کو دیا - ہر چند
حضرت ابو بکر و عمر و علی و حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین
نے سمجھایا اور کہا کہ ہم سے عوض لیلو لیکن عکاشہ نے
منظور نہین کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
عکاشہ سے دوبارہ تاکید عوض لینے کی تو عکاشہ نے
کہا کہ اوس وقت مین برہنہ تھا (یعنی پیٹھ پر چادر نہ تھی)
آپ نے اپنا شکم مبارک کھولدیا لوگ باواز بلند رونے لگے

Marfat.com

عکاشہ نے اس حیلہ سے شکم مبارک کو بوسہ دیا (اور بعض لوگ اپنے وعظ مین بجاے شکم مبارک کے پشت مبارک پر مہر نبوت کا بوسہ دینا بیان کرتے ہین) حاضرین عکاشہ کے اس فعل سے بہت خوش ہوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ میرے جنت کے رفیق کو دیکھے تو چاہیے کہ اسکو دیکھے (یعنی عکاشہ کو) الخ پوری حدیث امام ابن الجوزیؒ نے کتاب الموضوعات مین لکھی ہے اور کہا ہے یہ حدیث موضوع ہے۔ عبد المنعم نے یہ خرابی کی ہے۔ امام سیوطیؒ نے لآلی مصنوعہ فی احادیث الموضوعہ مین اور امام ابن عراق نے تنزیہ الشریعت مین اور ان کے سوا اور لوگون نے اسکے موضوع کہتے مین امام ابن الجوزیؒ کی متابعت کی ہے۔ امام ذہبیؒ نے

اور نماز صبح بالکل سویرا ہو جانے پر پڑھی اور کہا جبرئیل امین نے وقت ان دونون وقتون کے درمیان مین ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد و نسائی و ترمذی نے اور کہا امام بخاری نے یہ حدیث مواقیت مین اصح شئے ہے (یعنے اوقات نماز مین اس سے زیادہ صحیح کوئی حدیث نہین ہے) اور امام ترمذی نے ابن عباسؓ سے اور امام ابن حبان و حاکم نے جابرؓ سے اور امام احمد و ابو داؤد و ابن خزیمہ و دارقطنی و حاکم نے ابن عباسؓ سے اور امام ترمذی و نسائی نے ابو ہریرہؓ سے اور بریدہؓ سے امام ترمذی نے اور ابو موسیٰؓ سے امام مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابو عوانہ و ابو نعیم نے۔ اور ابو مسعودؓ سے امام مالک نے مؤطا مین اور اسحٰق بن راہویہ نے اور بیہقی نے دلائل مین مثل حدیث ترمذی کے روایت کی ہے اور اصل اس حدیث کی صحیح بخاری و مسلم مین ہے بغیر تفصیل کے اجماع ہے اس بات پر کہ ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع اور مثل پر ختم ہو جاتا ہے لیکن علما نے اختلاف کیا ہے کہ

Marfat.com

میزان الاعتدال فی نقد الرجال مین کہا ہے "عبد المنعم بن ادریس یمانی مشہور قصہ گو ہے اسکو بہت لوگون نے متروک کہا ہے"۔ اور بہت صاف طور پر اسکے نسبت بیان کیا ہے امام احمد بن حنبل رح نے "یہ جھوٹ بولتا تھا وہب بن منبہ پر" امام بخاری نے ذاہب الحدیث کہا ہے۔ امام ابن حبان رح نے کہا ہے "یہ اپنے باپ پر حدیث موضوع وضع کرتا تھا" یعنی جھوٹی حدیث کے نسبت بیان کرتا کہ یہ مین نے اپنے والد سے سُنی ہی۔ اور ایضاً امام موصوف کا قول ہے "کہ اپنے والد کے سوائے اور لوگون پر بھی حدیث وضعی کو منسوب کرتا تھا" بغداد مین ۲۸۰ھ مین مرا۔ امام ابن عدی نے ضعیف امام دارقطنی رح نے متروک کہا ہے اور اس سے اسکا بیٹا عبد المنعم روایت کرتا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی

Marfat.com

نے لسان المیزان مین لکھا ہے "امام ابن ابی حاتم نے
اسمعیل بن عبد الکریم سے نقل کی ہے کہ ادریس کے مرنیکے
وقت عبد المنعم شیر خوار تھا۔ امام احمدؒ نے بھی ایسا ہی
فرمایا ہے جبکہ آپ سے دریافت کیا گیا فرمایا "اسنے
اپنے باپ سے کچھ نہین سُنا" اور عبد الخالق بن منصور
نے امام ابن معینؒ سے نقل کی ہے کہ وہ کذاب خبیث
ہے۔ امام ابو زرعہؒ نے واہی الحدیث کہا ہے (یعنی
بیہودہ اخبار غلط بے اصل بیان کرنے والا) اور کہا
فلاسؒ نے متروک ہے اپنے باپ کی کتابون سے
روایت کرتا ہے اسنے اپنے باپ سے کچھ سُنا نہین ہے
اور کہا ابو احمدؒ حاکم نے ذاہب الحدیث ہے۔ اور کہا
امام ابن المدینیؒ نے یہ ثقہ نہین ہے کچھ کتابین پاگیا
اونسے روایت کی۔ اور کہا امام نسائیؒ نے ثقہ نہین ہے

Marfat.com

اور کہا ساجیؒ نے کتب سیرۃ خرید کرتا تھا اور اونسے
روایت کرتا تھا نہ اسنے اپنے باپ سے ان روایات
کو سنا نہ اور لوگون سے۔ حدیث اور منجملہ اون باتون کے
جو وعظ بیان کرتے ہین ایک یہ ہے جسے ذکر مولد نبیؐ
مین بیان کرتے ہین کہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالے
کے نور سے پیدا کیا گیا ہے (یعنی اللہ تعالی جل شانہ
کو نور ذاتی کا نور ذات محمدی ایک جز ہے) اور اس
احتمال وحیرت مین مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امام
عبدالرزاقؒ نے مصنف مین جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں
اور باپ آپ پر قربان ہون مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالے
نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ فرمایا اے جابر
اللہ تعالی نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے

Marfat.com

کے نور کو پیدا کیا الخ یہ پوری حدیث مواہب اللدنیہ
ن مذکور ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان لوگون نے
ں صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلب و مراد سمجھنے مین بہت
ی خطا و غلطی کی ہے اور یہ نہ جانا کہ اضافت آپکے
دل من نورہ مین ایسی ہی ہے جیسے قصۂ آدم مین اللہ
فالی کے اس قول ونفخت فیہ من روحی (یعنی اوس مین
نے اپنی روح پھونکدی) اور روح منہ قصۂ سیدنا عیسے
علیہ السلام مین اور لوگون کے قول مین کعبہ کو اور نیز مساجد
لوہیت اللہ اور حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہنا اور اسکے
سوائے اور بہت سے اسکے نظائر ہین ۔ کہا امام زرقانی
نے شرح مواہب اللدنیہ مین من نورہ مین اضافت
تشریفی ہے اسبات پر شعر ہے کہ یہ (یعنی ذات بابرکات
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) خلق عجیب ہے اور نہایت باشان ہے

ی ہے جو عام کتب مین
ورج ہے اور امام محمد نے بھی
بسوطین امام ابوحنیفہ سے ایسی
ہی روایت کی ہے بیہقی نے
الحلی شرح منیۃ المصلی مولفہ حلبی
امیر حاج حلبی حنفی مین ہے اور
یہان شرح مواہب سے اور
ہے یہ نہ سمجھا کہ اضافت
ی حمہ کی طرح ہے
رسی نہ علم کا اور ایسی
ہے کہ اضافت
ملن ایک من
ہو جاتا ہے
بعض کا افضل
ہونا (جیسا کہ وہی ہے)
دوسرے کے صریح
عصر کا وقت دوسرے سے
افضل نہین ہوتا اور
لوگون نے دوسرے سے عصر
کا شروع ہونا اختیار کیا ہے
اونہون نے توجیہات حدیث
سے استنباط کیا ہے اور یہ
ظاہر ہے کہ امر مستنبط امر صریح
کا معارض نہین ہو سکتا ۔ پس
بحث خاص مین صاحب
بحر الرائق نے کلام کو بسط
طول دیا ہے اور مستقل رسالہ

Marfat.com

اور اوسکو ایک خاص مناسبت ہے اون صفات کے
ساتھ جو منسوب ہین حضرت ربوبیت کے ساتھ۔ یہان
تک کہ اللہ تعالی کے اس قول ونفخت فیہ من روحہ کا
حوالہ دیا اور کہا یہ اضافت بیانیہ ہے یعنی اوس نور سے
جو اوسکی ذات ہے نہ یہ کہ وہ نور (نور الہی) ایک مادہ ہے
اوسکے نور کی پیدایش کا بلکہ اوس نور کے وجود مین بغیر
کسی شے کے واسطہ ہونے کے اوسکے ساتھ ارادہ کا تعلق
ہے۔ اور اوسی کتاب مین بعد چند اوراق کے لکھا ہے
۔ اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے چہرہ
کے نور سے ایک مشت نور لیکر اوسکی طرف دیکھا وہ
نور عرق عرق ہوگیا اللہ تعالی نے ہر قطرہ سے ایک نبی
پیدا کیا اور وہ مشتِ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ
نور مثل ستارۂ روشن ومروارید درخشندہ کے تھا اور

Marfat.com

تمام عالم اوسی نور سے پیدا کیا گیا - اور وہ نور قبل از پیدائش
اپنے والدین کے موجود تھا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے قرآن شریف قبل آنے جبرئیل علیہ السلام حفظ کر لیا
تھا اور مثل ان باتون کے اور بہت سی باتین ہین کہا
حافظ ابو العباس احمد بن تیمیہ رح نے اپنے فتاوی مین اور
نقل کیا امام ابن تیمیہ رح کے اس کلام کو امام ابن کثیر رح نے
اپنی تاریخ مین اور بحال رکھا اوسکو - یہ سب جھوٹ اور افترا
ہی باتفاق اہل علم کے تنبیہ امام عبدالرزاق رح کی روایت
سے نور محمدی کا سب سے پہلے مخلوق ہونا ثابت ہے -
حدیث اول ما خلق اللہ نوری عام لوگون مین مشہور ہے
ولیکن یہ حدیث ان الفاظ سے ثابت نہین کہا امام سیوطی رح
نے تعلیق جامع ترمذی مسمی بہ قوت المغتذی مین متعلق
بشرح حدیث اول ما خلق اللہ قلم کہا زین العرب نے

Marfat.com

شرح مصابیح مین اس حدیث کے معارض ہوتی ہین
یہ حدیثین ان اول ما خلق اللہ العقل وان ما خلق اللہ نور
وان ما خلق اللہ الروح وان ما خلق اللہ العرش یعنے
سب سے اول جو شئے خدا نے پیدا کی وہ عقل ہے نور
محمدی ہے روح ہے عرش ہے اور ان یکے بادیگرے
معارض حدیثون کے رفع تعارض مین یہ جواب دیا
گیا ہے کہ اولیت ان امور کے اضافی ہے یعنی اپنی
اپنی جنس مین ہر شے کا اول پیدا ہونا مراد ہے۔ اجسام
مین قلم۔ انوار مین نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
اجسام لطیفہ مین عقل۔ کثیفہ مین عرش سب سے پہلے
پیدا ہوئے تمام ہوا مضمون عبارت کلام زین العرب
مین کہتا ہون (امام سیوطی کا قول ہے) وہ حدیث
جسمین عقل کا اول پیدا ہونا مذکور ہے موضوع ہے

Marfat.com

اور باقی پچھلی تین حدیثین ان الفاظ سے وارد نہین
لہذا تاویل کی کچھہ ضرورت نہین۔ مین کہتا ہون (علامہ
ابوالحسنات رح کا قول ہے) اس حدیث اول ما خلق اللہ
نوری کی نظیر باعتبار عبارت ولفظ غیر ثابت ہونیکے
اور از روے معنی وارد ہونیکے حدیث لولاک لما
خلقت الافلاک ہے جو قصہ گو اور عام وخاص لوگون
کی زبان پر مشہور ہے کہا علامہ علی قاری رح مکی نے تذکرۃ
الموضوعات مین حدیث لولاک لما خلقت الافلاک
کہا عسقلانی رح (شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی) نے
موضوع ہے ایسا ہی ہے خلاصہ مین (ختم ہوا کلام
عسقلانی کا) لیکن معنی اس حدیث (بیان خلقت نور)
کے صحیح ہین کیونکہ دیلمی رح نے ابن عباس رض سے مرفوعاً
(بسند متصل) روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمدؐ لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک
ما خلقت النار (ختم ہوا کلام علی قاری کا) ذکر کیا ہے
قسطلانیؒ نے سواہب اللدنیہ مین اور زرقانیؒ نے اوسکی
شرح مین کہ حاکمؒ نے مستدرک مین حضرت عمرؓ سے
مرفوعاً روایت کی ہے کہ آدمؑ علیہ السلام نے اسم مبارک
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر لکھا ہوا دیکھا فرمایا اللہ
تعالیٰ نے اگر محمدؐ نہوتے تو تمکو نہ پیدا کرتا۔ اور روایت
کی ہے ابو الشیخ نے اصفہانیون کے طبقات مین اور
حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ "وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے
عیسیٰ علیہ السلام پر" ایمان لاؤ محمدؐ پر اور حکم کرو اپنی امت
کو کہ وہ بھی اوسپر ایمان لاوین کیونکہ اگر نہوتے محمد نہ پیدا کرتا
مین آدمؑ کو نہ جنت کو نہ دوزخ کو اور جب پیدا کیا مین نے
عرش کو پانی پر تو عرش مضطرب ہوا پس مین نے اوسپر

لیکن بعض فقہا سے یہ بات جو
نقل ہے ثابت نہین ہوتا ہے
نزدیک صحیح اور درست ہو اور یہ ام
مقصود ہے قلت عمل و کثرت عطا جو کہ بیشتر ہے
تاخیر عصر از اول وقت کی پر
نہ تاخیر عصر تا آخر تک کہ ہونا چاہیے تاکہ

فقہا نے وقت عصر بعد از تغیر
منقول ہے کہ اس حدیث سے
شروع ہونے پر استدلال کیا ہے
اور کہا ہے کہ قبل از تغیر
فضل ہے پس دلالت حدیث اس
فقہا بر ممنوع ہے (یعنی اس حدیث
کے عموم کے مطلب نہین جیسا کہ وہ
فقہا سمجھے ہین) ہان الفاظ عبارت

عبارت ان الفاظ سے ہوتی ہے
وقت العصر الی الغروب یعنی عصر
سے غروب تک اور بعض کے
نزدیک وقت عصر سے غروب تک
یعنی نماز عصر سے
یعنی نماز عصر سے نصف النہار
یعنی ابتدا سے وقت ظہر اور
الشمس یعنی جبتک وقت
فرمایا ہے اور وقت غروب آفتاب
وقت عصر کے نماز عصر سے جلد
وقت کی ابتدا کا زمانہ بیان کرنا
فاصل ہے اور نماز کا لفظ جامع ہے
سنجکانہ رکھتا ہے ارکان نماز اول
اور وسط اخیر کی زیادہ اسوقت

Marfat.com

ہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا۔ اور اس حدیث کی سند
ی عمرو بن اوس مجہول سے کہا ذہبیؒ نے اور روایت
ہے دیلمیؒ نے ابن عباس سے مرفوعاً نہ پیدا کرتا جنت
ار کو الخ اور ایسا ہی جو مشتہر ہوا ہے لوگون کی زبان
ر مین بنی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے (یعنی
ونکا جسد بنانے کے واسطے مٹی گوندھی گئی تھی) اور ایک
روایت مین ہے "مین بنی تھا اوس وقت مین کہ نہ
دم تھے نہ پانی نہ مٹی" امام سخاویؒ نے مقاصد الحسنہ
ی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ مین
اور سیوطیؒ نے درر المنتشرۃ فی الاخبار المشتہرۃ مین اور
انکے سوائے اور لوگون نے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع
ہے ان الفاظ سے ہان مستدرکِ حاکمؒ مین یہ حدیث
ثابت ہے حاکمؒ نے صحیح کہا ہے اور ابو نعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء

ہوتا ہے نصف النہار یا زوال کا وقت شروع
ہوتا ہے زوال یا نصف النہار کا وقت ختم
ہوتا ہے ظہر کی نماز کے وقت
نماز ہے ظہر کی (یعنی جو وقت معمول ہے ظہر کی
نماز پڑھنے کا) اور اول اس وقت کا
نہین کہ دونون وقت ایک ہون بلکہ
فرق رکھتے ہین اور قبل از ہین
ابو
ہوتا ہے جب سے نماز عصر کا مستحب
وقت ہوتا ہے (یعنی) ت

مین اور بخاریؒ نے اپنی تاریخ مین اسکو لکہا ہے اور امام
احمدؒ نے اپنی مسند مین میسرہؓ ضبی سے روایت کی ہے
"مین نے کہا یا رسول اللہ آپ کب سے نبی ہین فرما
"اور آدمؑ روح وجسد کے درمیان تھے" (یعنی آدمؑ کی
روح ابہی اونکے جسم مین نہین ڈالی گئی تھی) اور امام بیہقیؒ
اور امام احمدؒ نے عرباض بن ساریہ سے مرفوعاً روایت
کی ہے "مین اللہ تعالی کے نزدیک خاتم النبیین تھا
درآنحالیکہ آدم اپنی سرشت مین منجدل تھے اور امام ترمذیؒ
نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے "لوگون نے عرض کی یا رسول
اللہ کب سے آپ پر نبوت واجب ہوئی" فرمایا (درآنحالیکہ
آدمؑ روح وجسم کے درمیان تھے" اور منجملہ اون باتون کے
جو واعظ لوگ بیان کیا کرتے ہین ایک یہ ہے کہ "کسی شب
کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دست مبارک سے سوئی گر پڑی

اور مخاطبین حضرت کے وقت
متعارف کو پہچانتے تھے پس ان
لوگون کے نسبت بہت باقی آیندہ ۱۲
عبد اللہ بن یزید مخزومی مدنی
مقری۔ مولی ہین اسود بن سفیان
کے امام مالک کے شیوخ سے
ہین ثقہ ہین چھٹے طبقہ سے ۱۲۸ھ
مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالی
ابن لہیعہ عبد اللہ ابن عقبہ
حضرمی ابو عبد الرحمن مصری قاضی
سچے ہین ساتوین طبقہ مین سے
ہین۔ جب انکی کتابین جل گئین
تو انکے یاد و بیان مین خرابی واقع
ہوئی ۱۷۴ھ مین وفات پائی
رحمہ اللہ تعالی۔ حماد بن سلمہ
بن دینار بصری ابو سلمہ ثقہ عابد
اور اثبت الناس فی الثابت
ہین باوجود ان سب صفات کے
افسوس کہ آخر عمر مین انکا حافظہ
متغیر ہو گیا آٹھوین طبقہ کے
جلیل القدر لوگون مین سے
ہین امام العالم تھے ۱۶۶ھ ہجری
مین رحلت فرمائی امیر المومنین
فی الحدیث تھے۔ حاکم ابو عبد اللہ
صاحب مستدرک کہا خطیب نے
ثقہ ہین طبیعت انکی مائل بہ تشیع
تھی شاہ عبد العزیز قدس سرہ
فرماتے ہین گفتہ اند کہ معنی تشیع او

Marfat.com

نہ تلاش کی نہ ملی تو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
پ کے دندان مبارک کے نور سے حجرہ روشن ہوگیا اور
نرت عائشہ صدیقہ نے اس روشنی مین سوئی دیکھ لی"
ریہ خبر اگرچہ معارج النبوۃ وغیرہ کتب سیر مین "جو کہ جامع
طب و یابس ہین" مذکور ہے لیکن ان کتابون کی ہر بات
ر وہی شخص سند و اعتبار کرتا ہے جو سوتا ہے اور بے خبر
غافل لاعلم) اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر جو درود پڑھتا ہے آپ اوسکو سنتے ہین بغیر
واسطے کے اگرچہ درود پڑھنے والا دور ہو اور یہ باطل
ہو کسی روایت سے ثابت نہین بلکہ اسکے خلاف ثابت
ہی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے مجھپر
نزدیک میری قبر کے درود بھیجا اوسکو مین سنتا ہون
اور جو مجھپر دور سے درود بھیجتا ہے اسکے واسطے فرشتے

علی بن حضرت عثمان کہ مذہب جبی
از اسلاف ہم بود و داشت علم اورد
بہت سی حدیثین اونکی مستند سی
پین ایسی ہین کہ جنکو حاکم نے نقل
احادیث صحیحین سے خیال کیا ہے
اور علمای جلیل القدر نے اسپر
اونکی تخطئہ بڑی ہے اور اونپر انکار
لہذا امام ذہبی نے کہا ہے
کسی شخص کو
ر حدیث کے صحیح کہنے مین
تضعیف نہ
ر حاکم کے صحیح کہنے سے
ر حدیث کے ضعیف ہونے مین
ر حاکم کے تساہل کی تفصیل

۵۵

رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ
محمد بن قاسم اسدی کوفی نحاف
دوضاع ہے یقین
حدیث بناتا تھا۔ علام خلیل
ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن غالب
از ابد کذاب تھا۔ ابو عمر
روزی حسین بن حریث نقہ
پانچ دسیون طبقون مین ہے ہیں
اشغال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ
ابو عصمہ نوح بن ابو مریم مروزی
(ساکن مرو متقل بخارا پیر
احمد رومی) پیرون عبد اللہ
علمای سلف و خلف مین اور اونکی

Marfat.com

اللہ تعالی نے موکل مقرر کیے ہین کہ وہ مجھکو درود پہونچا
ہین اور کفایت کرتا ہے اوسکی امرار مین مین اور مین او
واسطے شفیع ہونگا اور گواہ ہونگا قیامت کے دن"۔ رو
کیا اس حدیث کو بیہقی رح نے شعب الایمان مین اور ابو الشیخ رح
کتاب الثواب اور عقیلی رح نے کتاب الضعفا مین اور
حدیث کے اور بھی شواہد ہین جنمین لسبط کے ساتھ کلا
کیا ہے سیوطی رح نے لآلی المصنوعہ اور ابن عراق نے تنز
الشریعت مین اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ بیان کرتے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس مجالس
وعظ مین بموقع ذکر مولد خود تشریف لاتے ہین۔ او
اسی بنا پر لوگون نے قیام کو مولد کے بیان کے وقت
تعظیماً و اکراماً قائم کیا ہے۔ اور یہ خیال (حاضر ہونیکا خیال
اور اوسپر تعظیم) بھی منجملہ اور اباطیل و مزخرفات کے باطل ہے

Marfat.com

یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہین ہوئی اور محض احتمال اور مجرد امکان حد بیان سے خارج ہے **ف** برعکس نہند نام زنگی کافور۔ ایسی باطل اور بے اصل بات پر اسقدر زور و تشدد کرنا اور امر لغو و باطل کو مستحب قرار دینا اوسپر بھی بس نکرنا مستحب کہکر واجب و فرض سے زیادہ تاکیدی بنا دینا تارک قیام کو ہدف ملامت بنانا اوسکے ایمان و اسلام مین قصور و نقص بتانا بڑی غفلت و شرم کی بات ہے۔ بفرض محال اگر عوام کے کہنے کے موافق یا کسی اہل علم کے استنباط کے مطابق مستحب مان بھی لیا جاے تو کیا مستحب کے احکام و تعریف کتب اصول فقہ مین بھی لکھے ہین انتہی اور مثل ان قصون اور بے ثبوت خبرون کے جو ہمنے (علامہ ابو الحسنات کا قول ہے) بیان کی ہین بہت ہین جو کہ واعظان فضائل محمدی اور ذاکران مولد

احمدی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود موضوع و بے ثبوت
ہونیکے بیان کیا کرتے ہین اس خیال سے کہ ذکر کرنا
عظمت وجلالت قدر محمدی کا باعث ثواب عظیم ہے
اور اوس گناہ عظیم سے جو آنحضرت صلی اللہ پر جھوٹ
بولنے مین خواہ وہ جھوٹ قول وفعل ووصفِ جمال
یا اور کمالات پر دلالت کرتا ہو مرتب ہوتا ہی غافل
ہین جیسا کہ اخبار صریحہ اور آثار صحیحہ سے ثابت ہے
الحاصل ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایسے امور مین
احتیاط کرے اور کچھہ نہ بیان کیا کرے لیکن محققین کے
کتب معتبرہ سے تحقیق وتنقیح کرنیکے بعد (اور اَن پڑھ
اور کم استعداد ناواقف لوگون کو چاہیئے کہ کوئی قول
یا فعل یا وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
منسوب کرکے نہ بیان کیا کرین جب تک کہ اوسکو کسی

Marfat.com

مقبول و معتمد علیہ عالم سے نہ سُنا ہو اور اپنی یاد پر پختہ
بھروسہ نہو۔ اسبات سے بہت خوف کرین کہ جس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک حرف بھی
خلاف منسوب کیا اوسکا ٹھکانا جہنم ہے اسیواسطے
بعض وہ لوگ جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی
بات کو سنتے تھے اگر اپنی یادداشت مین کچھہ بھی شُبہ
پاتے تو اوس بات کو بالکل بیان نکرتے یا حدیث بیان
کرتے وقت اپنے شبہ و شک کو بھی ذکر کر دیتے) اور
نہ اپنی ہر طبعزاد بات پر دلیری کرے اور نہ اون
لوگون کی ہر تحریر پر جو اوس سے پہلے گذرے جُرأت
کرے اگرچہ وہ لوگ جامع غث و سمین (دُبلے اور موٹے
کے جمع کرنے والے یعنی صحیح و غیر صحیح سب قسم کی
باتین اپنی کتابون مین لکھدینے والے) اور نہ فرق کر سکنے

(یعنی تمہاری ملاقات و روایت
و سفر شام سے پہلے) تو جواب
دیا یہ دوسرے ہشام بن عمار ہین
(واہ کیا بیغیرتی و خیرہ چشمی کا جواب
ہے) منجملہ اسکے موضوعات کے
یہ احادیث ہین ۱ ایمان قول
اور شریعت عمل کا نام ہے ۲ جسنے
نماز مین رفع یدین کیا اوسکی نماز ہی
نہین ہوتی (یعنی فاسد و باطل
ہو جاتی ہے) ۳ جسنے امام کے
پیچھے پڑہا اوسکا منہ آگ سے بہرا
جاویگا۔ ۴ میری امت مین ایک
شخص ہوگا اوسکو لوگ محمد بن ادریس
کہین گے وہ میری امت کے
حق مین ابلیس سے زیادہ ضرر
رسان ہوگا۔ اور لسان المیزان
مولفہ امام ابن حجر مین ہے کہا
امام ابو نعیم نے مقدمہ مستخرج علی
صحیح مسلم مین مامون سلمی اہل ہرات
سے ہے خبیث وضاع ثقہ و مشہور
و معتبر اعلی درجہ کے لوگون کے نام
سے حدیث موضوع روایت
کرتا ہے مثل ہشام بن عمار وغیرہ
بروایت احمد جوئباری کذاب
حدیث فی امتی رجل الحدیث
روایت کرتا ہے یہ اور جو اسکے
مثل ہو اللہ اور اوسکے رسول اور
عامہ مسلمین سے لعنت کا مستحق ہی

Marfat.com

والے درمیان شمال ویمین کے ہون (یعنی اونکو برہمی
وبھلی قوی وضعیف موضوع وصحیح باتون کی جانچ مین
کچھہ تمیز کرنیکی لیاقت نہو) کیونکہ یہ فعل (یعنی غیر معتمد
قول یا تحریر پر بھروسہ یا عمل یا سند کرنا) گناہ عظیم اور خیانت
جسیم ہے - **حدیث** جسنے ہفتہ کے روز چار رکعت
نماز پڑہی ہر رکعت مین الحمد ایکمرتبہ قل یا ایہا الکافرون
تین مرتبہ قل ہو اللہ تین مرتبہ اور جب نماز سے فارغ
ہوا تو آیۃ الکرسی ایکمرتبہ پڑہے اللہ تعالی اسکے صلہ
مین ثواب ہاے ذیل اوسکے نامۂ اعمال مین درج
کرتا ہے - دنیا مین جسقدر یہود و یہودیہ ہین اونکے شمار
کے برابر سالانہ عبادت دِن کا روزہ رات بھر کی عبادت
اور اسیقدر شہر اوسکے واسطے جنت مین بناتا ہے اور
اسقدر ثواب عطا فرماتا ہے گویا اوسنے اسیقدر غلام

Marfat.com

اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے آزاد کئے - اور گویا اوسنے
کتب اربعہ (قرآن وتورات وانجیل وزبور) کی تلاوت
کی اور اللہ شمار بالا کے موافق ایک ایک عدد کے
مقابلہ مین ہزار ہزار شہیدونکا ثواب عطا فرمائے گا
اور اسکی قبر اور دل کو روشن کریگا ہزار نورون سے اور
ہزار حلے پہناویگا اور دُنیا وآخرت مین اوسکی عیب
پوشی کریگا - اور قیامت کے دن وہ شخص اللہ تعالےٰ عرش
کے نیچے نبیونؑ اور شہیدونؓ کے ساتھ ہوگا اور اونہین
کے ساتھ مواکلت ومشاربت کریگا اور قرآن شریف
کے ہر حرف کی تلاوت کے عوض مین ایک حور
اور ہر آیتہ کے صلہ مین ثواب ہزار صدیق اور ہر سورۃ
کے عوض مین ثواب اولاد اسمٰعیلؑ کی ہزار گردنونکے
آزاد کرنے کا عنایت کریگا اور لکھے گا اس نمازی کے

Marfat.com

واسطے موافق شمار جملہ یہودی و نصرانی کے ایک
ایک حج اور عمرہ روایت کیا اسکو جوزقانی نے
ابوہریرہ رضؓ سے مرفوعاً اور بہ تحقیق ذکر کیا ہے اسکو
امام غزالی رحؒ نے احیاء العلوم مین کہا حافظ ابن
الجوزی رحؒ نے یہ حدیث موضوع ہے اسمین ایک
جماعت راویونکی مجہول ہے اور اسحٰق بن یحییٰ ایک
راوی متروک ہے اور اسی بات کو ثابت و مقرر
رکھا ہے سیوطی رحؒ وغیرہ نے کہا حافظ عراقی رحؒ نے
احیاء کی تخریج مین (تخریج اصطلاح حدیث مین
اوس دفتر کا نام ہے جسمین کسی نقاد محقق نے
کسی مشہور و متداول کتاب کی حدیثون کی تنقید
(جانچ) کی ہو) روایت کیا ہے اسکو جعفر بن
محمد فریابی نے رسالہ فضل صلوٰۃ الایام مین بطریق

محمد نسوار ہوکر گئے ملاقات ہوئی
ہے سلمان یہ دیا پس آنکے اور وضو
رات تک اور شب
آنے کی اجازت مانگی
پہلے جسنے اصول فقہ مین کلام کیا وہ
امام شافعی رحؒ ہین۔ اور کہا امام ابو
یوسف رحؒ جس سے روایت کیا گیا ہے

عالم و فصاحت و معرفت
ابن محمد بن ادریس شافعی رحؒ
ابن عباس رضؓ سے روایت کیا گیا ہے
ابن احمد بن حنبل رحؒ
ابن ابراہیم بن مغیرہ بخاری رحؒ
ابن ابراہیم بن مغیرہ بخاری رحؒ
ابن ابراہیم بن مغیرہ بخاری

(بواسطہ یا بذریعہ یا بروایت) محمد بن حمید رازی
اور روایت کیا ہے اسکو حافظ ابو موسیٰ مدینی نے
وظائف لیالی والایام مین دوسری وجہ (طریق)
سے اور یہ حدیث باطل ہے انتہی کلام العراقی **حدیث**
جسنے ہفتہ کی رات کو چار رکعت نماز پڑہی ہر رکعت
مین الحمد ایکمرتبہ قل ہو اللہ پچیس مرتبہ اللہ تعالے
اوسکے جسم کو دوزخ پر حرام کردیتا ہے **روایت**
کیا ہے اسکو جوزقانی رح نے حدیث انس سے مرفوعاً
ایسا ہی مقرر رکھا سیوطی ابن عراق وغیرہ نے کہا ابن
جوزی رح نے موضوع ہے اکثر راوی اسکے مجہول ہین
یزید ضعیف ہشیم متروک اور بشر سے روایت حلال
نہین ہے۔ اور احمد بن عبد اللہ وہی جوئباری وضاع
ہے انتہی **حدیث** جسنے یکشنبہ کے روز نماز پڑہی

رحلت فرمائی اوسی روز آپ تولد
ہوئے۔ ماہ رجب کے جمعہ آخر
۲۰۴ھ مین بمقام مصر رحلت
فرمائی اور بعد عصر قرافہ صغری مین
مدفون ہوئے آپ کی قبر شریف
زیارت گاہ خلائق ہے۔ حضرت
امام ربیع بن سلیمان مرادی
فرماتے ہین مین نے امام شافعی رح
کو خواب مین دیکھا دریافت کیا
کہ اللہ تعالی نے آپ سے
سلوک کیا فرمایا مجھکو اللہ عزوجل
نے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور
تازے موتی مجھپر سے نثار کئے
اٹھاون برس کی عمر مین آپ نے
انتقال فرمایا۔ جملہ اہل علم
حدیث و فقہ و اصول و لغت
و نحو وغیرہ آپ کی ثقاہت امانت
و عدالت و زہد و ورع و نزاہت
و عفت و حسن سیرت و علو قدر
و سخاوت پر متفق ہین آپ کے
مناقب مین بیشمار تصانیف لکھے
گئے ہین رحمہ اللہ تعالی باعتبار
شرافت نسب کے آئمہ اربعہ مین
کوئی آپ کا مثیل نہین مناظرہ
آپ کا امام محمد رح کے ساتھ مشہور ہے
امام سبکی رح نے طبقات کبری
مین امام حسن کرابیسی رح (صاحب
امام شافعی رح) سے بسند خود ایک

Marfat.com

چار رکعت ایک سلام سے اور ہر رکعت مین الحمد ایکمرتبہ اور آمن الرسول آخر سورہ تک ایکمرتبہ۔ اللہ تعالی اوسکے واسطے موافق شمار جملہ نصرانی و نصرانیہ کے ہزار حج اور ہزار عمرہ لکھتا ہے (یعنی فی نصرانی و فی نصرانیہ ہزار ہزار) اور ہر رکعت کے عوض مین ہزار نماز کا ثواب لکھتا ہے اور اوسی نمازی اور دوزخ کے درمیان ہزار خندق کا فاصلہ کر دیتا ہے اور آٹھون دروازے جنت کے اوسکے واسطے کھول دیتا ہے جس دروازہ سے چاہے جنت مین داخل ہو اور قیامت کے دن اللہ تعالے اوسکی حاجتین پوری کریگا روایت کیا ہے اسکو جوزقانیؒ نے ابوہریرہؓ کی حدیث سے اور یہ موضوع ہے وفی اسنادہ مجاہیل ایسا ہی کہا ہے ابن الجوزیؒ اور سیوطیؒ وغیرہ نے اور ذکر کیا ہے اس حدیث کو

فائدہ طول و طویل نقل کیا ہے جسکا منتخب یہ ہے "مین نے امام شافعیؒ سے سنا فرماتے تھے مین اشعار کی کتابین پڑھا کرتا اور جنگلیون کے اشعار سنتا تھا ایک روز دربان (دربان مکہ معظمہ) نے مجھے نصیحۃً مارا اور کہا کہ یہ شخص قریش سے ہے اپنے دین و دنیا سے (یعنی دین و دنیا کے عوض مین) اس بات پر راضی ہو بیٹھا ہے کہ شعر کا معلم بنے۔ اس دربان کے کلام سے مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ مین نے علم دین سفیان بن عیینہ و مسلم بن خالد زنجی و امام مالکؒ ائمہ وقت سے حاصل کیا۔ حالت افلاس مین تھا کہ یہ سفارش مصعب بن عبداللہ۔ ہارون الرشید نے مجھکو سوا اشرفیان دین۔ اور کہا تم ایسے شخص کی سفارش کرتے ہو جو ہم مین سے (اولاد بنی ہاشم) تھا پھر مخالف ہو گیا جب مصعب یمن کے قاضی ہو کر گئے تو مین بھی گیا اور بوجہ شکایت و عداوت مطرف بن مازان بحکم ہارون الرشید مقید و پابزنجیر کر کے نکالا گیا۔ مین نے باقی پچاس اشرفیون سے کتب حنفیہ خریدکین رقہ (دریاے

Marfat.com

امام غزالیؒ نے احیا مین اس عبارت سے دلکھی جاتی
ہین موافق شمار کل نصرانی و نصرانیہ کی نیکیان اور عطا
کرتا ہے اللہ تعالیٰ جنت مین بعوض ہر حرف کے ایک
شہر مشک تیز بو کا" کہا عراقیؒ نے روایت کیا ہے اسکو
ابو موسیٰؒ مدینی نے ابو ہریرہ کی حدیث سے بسند ضعیف
اور نرمی کی ہے حافظ ابو موسیٰ نے اسکے ضعیف کہنے
مین حالانکہ یہ حدیث کذب و موضوع ہے انتہیٰ حدیث
جسنے دو شنبہ کے روز چار رکعت نماز پڑہی ہر رکعت مین
الحمد ایکمرتبہ آیۃ الکرسی ایک مرتبہ قل ہو اللہ ایکمرتبہ معوذتین
ایکمرتبہ (یعنی قل اعوذ برب الفلق اور برب الناس)
اور جب سلام پھیرا اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی (یعنے
استغفار پڑہا) دس مرتبہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود بھیجا دس مرتبہ جملہ گناہ اوسکے بخشدیے جاتے ہین اور

Marfat.com

اللہ تعالی اوسکو ایک محل عطا فرماتا ہے جنت مین سفید
موتی کا اوس کے اندر سات گھر ہر ایک گھر تین ہزار گز
مربع (طول و عرض مین یکسان) پہلا گھر سفید چاندی کا
دوسرا سونے کا - تیسرا موتی کا - چوتھا زمرد کا - پانچوان
زبرجد - چھٹا مروارید بزرگ - ساتوان نور درخشندہ کا او
ان گھرون کے دروازے عنبر کے اور ہر دروازے پر
ہزار پردے زعفرانی اور ہر ایک گھر مین ہزار تخت کا
ہر تخت پر ہزار فرش ہر فرش پر ایک حور جسے اللہ تعالی نے
نہایت پاکیزہ خوشبو سے پیدا کیا - قدم سے زانو تک
زعفران تر سے زانو سے ثدیین (دونون پستان
تک مشک تیز بو سے ثدیین سے گردن تک عنبر
اشہب سے گردن سے سر کی مانگ تک سفید کافور
سے - ہر ایک حور ہزار جنتی حلے ایسے عمدہ کہ تو نے

ین دیکھے پہنے ہوگی روایت کیا اسکو محمد بن طاہر نے
ن علی بن احمد البزار عن المخلص عن البغوی عن
صعب عن مالک عن ابن شہاب عن سالم عن ابن
مرفوعاً اور جوزقانی نے اولسے اس حدیث کی
روایت مین ابن جوزی نے خود جوزقانی کو بھی متہم
ایا ہے کیونکہ راوی اسکے کُل ثقہ ہین لیکن امام ابن
جر نے اس اتہام مین ابن جوزی کی غفلت پر عجب
یا ہے حالانکہ یہ عمدہ اسناد اس متن پر جو کہ موضوع
ی لگادی گئی ہے الغرض یہ حدیث موضوع ہے اور اس اتہام پر بہت سے
شاہد ہین حدیث جسنے دوشنبہ کے روز بارہ ۱۲ رکعت نماز پڑہی - ہر رکعت
ین سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور جسوقت
فارغ ہوا قل ہو اللہ بارہ مرتبہ اور استغفار بارہ ۱۲ مرتبہ
پڑہا - قیامت کے دن پکارا جاویگا کہان ہے فلان

ین سے عمدون کیا ہین
کہا بنا و حکم دیگو ابیون کا اللہ کی
طرف سے ایسا واجب و متعین
ہے جسکا خلاف درست نہین
ہوسے اس سے بنا ری کیا مراد ہے
ین نے کہا اگر حکم کیوے حکم ایسا واجب ہے
کہ جسکا خلاف کہین نہین ہوتا ہے
جب زنا کرے اور ایسا ہی ہے
ین نوا سے کرو ہے
کی صورت ہین ہے
ہوسے ہے
ہے
ہے

ابن فلان کھڑا ہوا اور اپنا ثواب لے۔ پس سب سے
پہلے جو اوسکو عطا فرمایا جاویگا ہزار حلے ہونگے اور
تاج۔ اور اوس سے کہا جاویگا جنت مین داخل ہو
پس لاکھ فرشتے اوسکا استقبال کرینگے۔ اور ہر فرشتے
کے ساتھ ایک ہدیہ و تحفہ ہوگا کہ وہ اوسکو آشکارا
کرینگے یہانتک کہ وہ دورہ کرے گا ہزار محلون پر جو
نور درخشندہ سے بنے ہونگے ذکر کیا ہے اس
حدیث کو امام غزالیؒ نے احیا مین بروایت انسؓ
کہا عراقیؒ نے تخریج مین ذکر کیا ہے اسکو ابو موسیٰ
مدینی نے اور یہ روایت نہایت منکر ہے حدیث
جسنے سہ شنبہ کے روز دوپہر کے وقت یا قبل از
دوپہر دس رکعت نماز پڑہی ہر رکعت مین سورۂ
فاتحہ و آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ تین مرتبہ

Marfat.com

ستر روز تک اسکی بدیاں نہین لکھی جائینگی اور اگر اس مدت
ستر روز مین وہ مرگیا تو شہید ہے اور ستر برس کے گناہ
بخشدیے جاوینگے ذکر کیا ہے اسکا امام غزالی نے احیا
مین کہا عراقیؒ نے روایت کیا ہے اسکو ابو موسےؒ
مدینی نے ضعیف سند کے ساتھ حدیث جسنے سہ شنبہ
کے روز دو رکعت پڑہین ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ
ایکمرتبہ اور انا انزلناہ قل ہو اللہ سات سات مرتبہ۔
آزاد کرتا ہے اللہ تعالی ایک بردہ دوزخ سے اور قیامت
کے روز وہ عمل ہادی ومعین ورہنما ہوگا جنت کی طرف
ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی نے منسوب بروایت عمرؓ
کہا عراقی نے پہلی حدیث کی نسبت کہ ذکر کیا ہے اسکو
ابو موسیٰ نے بغیر اسناد کے بعض مصنفین سے بطور حکایت
کے اور ایک حدیث سند کے ساتھ ابو مسعودؓ و جابرؓ سے

Marfat.com

روایت کی ہے جسمین چار رکعت کا ذکر ہے اور یہ سب
منکرین حدیث جسنے شب سہ شنبہ کو دو رکعت نماز
پڑہی ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ وقل ہو اللہ و معوذتین
پندرہ پندرہ مرتبہ پڑہے اور بعد سلام کے آیۃ الکرسی
واستغفر اللہ پندرہ پندرہ مرتبہ پڑہے تو یہ شخص بہت
بڑا ثواب پاویگا ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی نے اور
یہ حدیث موضوع ہے حدیث جسنے شب یکشنبہ
کو بنیں رکعتین پڑہین ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ وقل ہو اللہ
پچاس مرتبہ معوذتین ایکمرتبہ استغفار سو مرتبہ اور استغفار
کیا اپنے اور اپنے والدین کے واسطے سو مرتبہ اور درود
پڑہا آنحضرتؐ پر سو مرتبہ اور لاحول ولاقوت الا باللہ
پڑہا اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔ پھر کہا اشہد ان لا الہ
الا اللہ وان آدم صفوۃ اللہ وفطرتہ۔ وابراہیم خلیل اللہ

Marfat.com

وموسی کلیم اللہ وعیسیٰ روح اللہ ومحمداً حبیب اللہ۔ اوسکو
ثواب ملے گا حسب شمار اون لوگون کے جو اللہ تعالیٰ
کے صاحب ولد ہونے کے قائل ہین اور جو لم یلد ولم
یولد کے معتقد ہین۔ اور اللہ تعالیٰ اوسکو بروز قیامت
اون لوگون کے ساتھ اوٹھاویگا جو صاحب امن ہونگے
اور اللہ تعالیٰ پر اوسکا حق ہوگا کہ بنیون کے ساتھ اوسکو
جنت مین داخل کرے ذکر کیا ہے اسکو امام غزالیؒ
نے تخریج احیاء العلوم مین منسوب بروایت انسؓ کہا
عراقیؒ نے تخریج احیاء مین ذکر کیا اسکو ابو موسی مدینی
نے بغیر اسناد کے اور یہ حدیث منکر ہے اور ایضاً
انسؓ سے فضل نماز مین ایک روایت مین چھ دوسری
مین چار رکعت اور یہ دونون روایتین نہایت ہی
ضعیف ہین حدیث جسنے شب چہار شنبہ کو دو رکعت

دیوارون کا سایہ ظاہر ہوتا تھا اور یہ
باب معلوم کرکے کہ یہ بیان اور قصہ کس
اون لوگون کے حق مین ہے کہ جنون نے اون
عجزہ مبارک کو دیکھا ہو اور ایمان
سایہ کا دین عجز ہے مین ہونا اور بطور
منافقون کے کافرون کا سا کرنا اور ان امور کا
جو کہ باعث فائدہ نہین دنیا ایسا ہی
یہ اور جانا چاہیے کہ یہ جو عصر مین
ظہر کا داخل ہوجانا اور ایسا ہی
مغرب مین عشا کا داخل ہوجانا
مستفیض ہوا ہے
امام محمد اور ابو یوسف رحمہ اللہ علیہم سے
مین اونسے الگ ہین اور موافق
جمہور علماء کے ہین یہ کہتے ہین
قائل ہین اس بات کے کہ وقت
ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی نہین رہتا
یکہ وقت عصر کا داخل ہوجاتا ہے
اور ایک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ
سے یہ روایت مشہور ہے کہ دو مثل
تک وقت ظہر کا رہتا ہے اور عصر کا
وقت داخل نہین ہوتا مگر بعد دو مثل
کے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی
حنفی نے تفسیر مظہری مین

Marfat.com

نماز پڑہی اول مین سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق
دس مرتبہ اور دوسری مین سورۂ فاتحہ کے بعد قل اعوذ
برب الناس دس مرتبہ پھر جب سلام پھیرا استغفار
دس مرتبہ پڑہا اور آنحضرت صلعم پر درود دس مرتبہ
بھیجا۔ تو ہر ایک آسمان سے ستر ہزار فرشتے اوترتے
ہین جو کہ اوس شخص کے واسطے قیامت تک ثواب
لکھا کرتے ہین ذکر کیا ہے اسکو امام غزالیؒ نے بروایت
فاطمہؓ اور دوسری روایت مین امام غزالی رح نے
سولہ رکعتین ذکر کین ہین کہ بعد سورۂ فاتحہ کے جو اللہ
چاہے پڑہے (یعنی قرآن شریف مین سے کچھ پڑہے)
اور پہلی دو رکعتون کے آخر مین آیۃ الکرسی تین۳ مرتبہ اور
اول دو رکعتون مین تین۳ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑہے
تو یہ شخص (اس عمل کی بدولت) اپنے اہلبیت مین سے

اہل علم سے منقول نہین کہ اونہون نے
کسی وقت اجماعی مین مخالفت کی ہو سوا اس
امام ابو حنیفہ کے قول مشہور مین
کہ اونہون نے کہا ہے کہ اول وقت
عصر کا دو مثل پر ہے قبل اسکے نہین
بخلاف اوس کے اہل حجاز اور
مخالفین مین یہان تک کہ اونکی

فتح الباری مین ہے اور کہا نووی
نے شرح صحیح مسلم مین بخلاف اصحابنا
اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ
واضح ہوتا ہے
اور ابو حنیفہ کی مخالفت
جمہور کی موافقت کی ہے اور
اور شافعی اور
مالک سے بھی
جمہور علما
اور اصحاب
اور ابن عباس سے بھی
اور کہا علی نے
فتح الباری مین ہے اور کہا نووی
نے شرح صحیح مسلم مین بخلاف اصحابنا
اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ
واضح ہوتا ہے
اور ابو حنیفہ کی مخالفت
جمہور کی موافقت کی ہے اور
اور شافعی اور
مالک سے بھی
جمہور علما
اور اصحاب
اور ابن عباس سے بھی
اور کہا علی نے

بعد ایک سلام کے باقی رہتا ہے
اسی واسطے صاحبین نے اسکو
امام ابو حنیفہ کی مخالفت اور
اور اوسطے صاحبین نے اسکو
امام ابو حنیفہ کی مخالفت اور

اور آخر وقت اسکا سوا کی حدیث
صحیح یا ضعیف مین نہین پایا جاتا
بعد ایک سلام کے باقی رہتا ہے
اسی واسطے صاحبین نے اسکو
امام ابو حنیفہ کی مخالفت اور
اور اوسطے صاحبین نے اسکو
امام ابو حنیفہ کی مخالفت اور

Marfat.com

ایسے دس شخصون کی شفاعت کریگا جنپر دوزخ مین داخل
ہونا واجب ہوچکا ہوگا کہا عراقی رح نے روایت کیا ہے
ابوموسی مدینی نے نہایت ضعیف سند سے حدیث
جسنے چہارشنبہ کے روز بارہ ۱۲ رکعت نماز آفتاب بلند
ہوتے وقت پڑہی ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی
ایکمرتبہ اور قل ہو اللہ احد تین ۳ مرتبہ اور معوذتین تین ۳
مرتبہ پڑہے - ایک پکارنے والا عرش کے نزدیک
سے پکارتا ہے اے اللہ کے بندے شروع کر عمل
کو بہ تحقیق تیرے پہلے گناہ بخشدیے گئے اور اللہ نے
عذاب قبر کو تجہسے اوٹھالیا اور اوسکی ظلمت و تنگی کو
دور کیا اور قیامت کی سختیون سے بچالیا اور آج کے
روز سے اوسکے واسطے نبی کا عمل بلند کیا گیا ذکر کیا
ہے اسکو امام غزالی رح نے بروایت معاذ رض کہا عراقی رح نے

کہا ہے کہ سایہ اصلی کے بعد جب
ایک مثل سایہ ہو تو ظہر کا وقت
جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت داخل
ہوجاتا ہے اور امام ابوحنیفہ نے
قول مشہور مین کہا ہے کہ ایک مثل پر
ظہر کا وقت نہین جاتا اور عصر کا
وقت داخل نہین ہوتا بلکہ عصر کا
اول وقت دو مثل پر ہوتا ہے اور
قرطبی نے کہا ہے کہ اسمین سب اونکے
مخالف ہین یہان تک کہ اونکے
شاگرد بھی - اور کہا ملا عابد سندی
حنفی نے مواہب لطیفہ شرح مسند
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مین ذیل مین
اس حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کے روایت کی ابوحنیفہ نے
شیبان سے اونہون نے یحیی سے
اونہون نے بریدہ رض سے کہ فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ عصر کی نماز
اول وقت پر ہو اور دخول وقت
عصر مین علماء نے اختلاف کیا ہے
تو جمہور تو اسپر ہین کہ ایک مثل پر
عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے
بدلیل اوس حدیث بخاری کے
آخر تک اوسکے جو بذیل بیان
دلیلون کے آویگی - دلائل جمہور
کے یہ ہین کہ روایت کی نسائی
رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی
ہمکو عبید اللہ بن سعید نے اور

Marfat.com

روایت کیا ہے اسکو ابو موسیٰ رح مدینی نے اور کہدیا ہے
کہ راوی اسکے ثقہ ہین حالانکہ یہ مرکب الاسناد ہے
دوسری سند اسمین لگادی گئی ہے اور راوی کذاب
ہی حدیث جسنے شب پنجشنبہ کو مغرب اور عشاء کے
درمیان دو رکعت نماز پڑہی ہر رکعت مین سورہ فاتحہ
و آیۃ الکرسی و قل ہو اللہ احد و معوذتین پانچ پانچ
مرتبہ پڑہی اور جب فارغ ہوا پندرہ مرتبہ استغفار
پڑہا اور ثواب اسکا اپنے والدین کو بخشدیا تو اسنے
گویا اون حقوق کو جو والدین کے اسپر واجب تھے
ادا کردیا اگرچہ اسے والدین نے عاق بھی کردیا ہوتا
اور عطا کریگا اللہ تعالی اسکو وہ ثواب و درجات
جو شہیدون اور صدیقون کو عطا فرمائیگا ذکر کیا
اسکو امام غزالی رح نے بروایت ابوہریرہ رض کہا عراقی رح نے

روایت کیا ہے اسکو ابو موسیٰ مدینی اور ابو منصور دیلمی رح
نے مسند الفردوس مین بسندِ اضعف اور یہ حدیث منکر
ہے حدیث جسنے پنجشنبہ کے روز ظہر و عصر کے درمیان
دو رکعت نماز پڑہی پہلی مین سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی
ستّو مرتبہ اور دوسری مین سورۂ فاتحہ و قل ہو اللہ احد ستّو
مرتبہ اور آنحضرت پر درود پڑہا ستّو مرتبہ - اللہ تعالےٰ
اوسکو مثل اوسکے ثواب عطا فرماتا ہے کہ جسنے رجب و
شعبان و رمضان کے روزے رکھے ہون اور اوسکو
مثل حاجی بیت اللہ کے ثواب ملتا ہی اور اوسکے واسطے
ثواب حسنات حسب شمار کل مومنین اور متوکلین مجسنین
کے لکہا جاتا ہے ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی رح نے کہا
عراقی رح نے روایت کیا ہے اسکو ابو موسیٰ مدینی رح نے نہایت
ضعیف سند سے حدیث جسنے شب جمعہ کو مغرب و عشاء کے

Marfat.com

درمیان بارہ رکعت نماز پڑہی ہر رکعت مین سورہ فاتحہ
ایکمرتبہ قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑہا گویا اوسنے بارہ برس
تک اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ دن بھر روزہ
رکھا اور رات بھر نماز مین قائم رہا ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی
نے بروایت جابر کہا عراقی رح نے باطل لا اصل لہ حدیث
جسنے شب جمعہ کو بعد از نماز عشا بجماعت دو دو رکعت
سنت پڑہنے کے دس رکعت نماز پڑہی ہر ایک رکعت
مین سورہ فاتحہ قل ہو اللہ احد و معوذتین ایک
ایک مرتبہ پڑہا اور وتر تین رکعت پڑہی اور داہنی کروٹ
پر رو بقبلہ سو رہا گویا اوسنے شب قدر کو زندہ کیا (یعنی تمام
شب عبادت مین گذاری - متن و حاشیہ مین ہر مقام پر خط
وحدانی کی عبارت مترجم کی طرف سے ہے) ذکر کیا ہے
اس حدیث کو امام غزالی رح نے بروایت انس رض کہا عراقی رح نے

Marfat.com

باطل لا اصل لہ حدیث جسنے شب جمعہ کو دو رکعت نماز پڑہی اور
اون دونون رکعتون مین سورۂ فاتحہ وسورۂ اذا زلزلت پندرہ
مرتبہ - اور ایک روایت مین پچاس مرتبہ پڑہی تو اللہ تعالے اسکو عذاب
قبر اور ہول (خوف و دہشت) قیامت سے محفوظ رکھیگا روایت
کیا ہے اسکو ابراہیم بن المظفر نے کتاب وصول ثواب قرآن بہ میت
مین اور مظفر بن حسین نے کتاب فضائل قرآن مین بروایت انس رض اور
ابو منصور رح دیلمی نے انس رض اور ابن عباس رض کی روایت سے
عراقی رح نے یہ روایتین سب کی سب ضعیف اور منکر
ین اور ان روایات نماز ایام ولیالی سبعہ مین سے
وئی روایت صحیح نہین (یعنی ہفتہ کے دن سے جمعہ تک
سات روز و شب) حدیث جسنے جمعہ کے روز ایک
نیزہ یا اس سے زیادہ آفتاب بلند ہونے پر اچھی طرح
وضو کرکے دو رکعت نماز چاشت نفل پڑہی تو اوسکی

مثل سایہ آگیا اور دوسرے
دن ظہر سے فارغ ہوئے ایک
شخص آیا امام نووی سے
سوال کیا امام نووی نے
یہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی جو اوسکا وقت
بیان تک کہ عصر کا وقت
ہے
اور جب عصر کا وقت
ہوگیا تو ظہر کا وقت بھی
اوسی طرح ہے کہ
بیان تک کہ عصر کا وقت
آیا اور جب عصر کا وقت
ظہر کا وقت پھر باقی نہین رہتا اور
امام مالک رح اور ایک
علماء نے کہا ہے کہ
ظہر کا وقت
اوسوقت تک ہے
جب تک
ہر چیز
کا سایہ
اوسکے
برابر
ہوجائے
اور
عصر کا
وقت
ایک جماعت
کہا ہے کہ
جہان ایک
مثل سایہ ہوا تو
ظہر کا وقت
اور
عصر کا وقت بھی
اجتماع ہے
اور
ظہر کا وقت
باقی رہتا ہے
بقدر چار رکعت
کے
اور
دلیل لاتے ہین
یہ لوگ
اور
حدیث
جبریل
والی
حدیث مین
انحصار
ہے
دوم
سے
اس قول سے
ظہر کی
ظہر کے
نماز
کے
وقت
کی
ابتدا
کی
طرف
جبریل
نے
نماز
پڑہی
ایک
دن
جبریل
نے
نماز
پڑہی
ایک
دن
اوسوقت
کہ
سایہ
ہر
چیز
کا
ایک
مثل
ہوگیا

Marfat.com

دوسو نیکیان لکھی اور اسیقدر بدیان مٹائی جاتی ہین اور
اسی طرح جسنے چار رکعت پڑہی تو اللہ تعالی جنت مین
اوسکے چار سو درجے بلند کرتا ہے (اسی طرح بارہ رکعت
تک حساب لگاکر ثواب واضافہ بیان کیا گیا ہے) ذکر
کیا ہے اسکو امام غزالی رح نے بروایت علی رض کہا عراقی رح
نے لم اجد لہ اصلا وھو باطل حدیث جو شخص جامع
مسجد مین قبل از نماز جمعہ چار رکعت پڑہے ہر رکعت مین
الحمد للہ وقل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑہے تو وہ شخص
ہرگز نہ مریگا جب تک کہ اپنا مقام جنت نہ دیکھ لیوے
یا اوسکو وہ مقام جو جنت مین ملیگا دکھا نہ دیا جاوے
ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی رح نے بروایت نافع از ابن
عمر رض کہا عراقی رح نے روایت کیا ہے اسکو دار قطنی رح نے
غرائب مالک رح اور خطیب رح نے رواۃ مین امام مالک رح سے

Marfat.com

کہا ہے دارقطنی رح نے صحیح نہین اور عبداللہ بن وہب اس
حدیث کا ایک راوی مجہول ہے - اور خطیب رح نے نہایت
غریب کہا ہے - اور اپنی کتاب موضوعات مین ملا
علی قاری مکی رح نے ذکر کیا ہے بعد بیانِ حدیث یوم یکشنبہ
کے "برباد کرے اللہ اسکے بنانے والے کو کہ کتنا جرأت
کی ہے اسنے اللہ و رسول پر" اور بعد ذکر حدیثِ شبِ
یکشنبہ کے فرمایا "تار باندھ دیا ہے اس کذاب اشر
(بہت بڑا شریر فتنہ انگیز) نے ہزار کا" اور بعد بیان حدیث
شب دوشنبہ کے لکھا ہے "خراب کرے اللہ اسکے واضع
کو کہ اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیث وضع
کی اور یہ فعل جوئیاری خبیث کا ہے - اور بعد ذکر حدیث
کے لکھا ہی مگر بجاے یوم دوشنبہ کے شب دوشنبہ لکھی ہی
"حدیث طویل مین بہت لاف وگزاف بیان کیا ہے اور

Marfat.com

یہ فعل حسین بن ابراہیم دجّال کذاب کا ہے یہ روایت کرتا ہی محمد بن طاہر سے۔ باقی آیندہ

از نتائج طبع المعی النجیب لوذعی الاریب اویب اللبیب پدر سمار الکمال و شہاب

افق افضال لمعۂ من لمعات اللہ الولی جناب مولٰنا مولوی واجد علی وجد لکھنوی سلمہ الرب القوی

عالم و علامۂ بیمثل قربان علے
وجد گفتا صوری و ہم معنوی سالش بدیہ

چون بنشہ این رسالہ پور بخش باصرہ
سیزدہ صد پارہ از ہجرت آمد نادرہ
۱۳ ۱۴ ھ

ولہ

چو قربان علی مولوی و منشی پکتا
برائے سال ادای وجد برخوان صوری و معنے

نوشتہ این رسالہ خوس جزاک اللہ ناخیرا
ز ہجرت یکہزار و سہ صد و ہم چاردہ طولی حوشتر
۱۳ ۱۴ ھ

ولہ

یہ رسالہ نہین بشارت ہے
ترجمہ اوس کتاب کا ہے یہ
مترجم ہے اوسکا بس لایق
وصف مین اوسکے گنگ میری زبان
اوس رسالہ کی گر لکھون مین صفت
کیونکہ تحفہ ہے وہ تمام و کمال
پس پے سال تو بھی کہدے وجد

مومنونکی دلونکا راحت ہے
جسمین اخبار خیر خلقت ہے
نام قربان علی بصفوت ہے
بلکہ عاجز تمام خلقت ہے
یہ سراسر مری حماقت ہے
نام بھی تحفۃ السعادت ہے
وہ مگر تحفۂ سعادت ہے
۱۳ ۱۴ ھ

ولہ

قربان علے نے یہ رسالہ لکھا
ہے کیا ہی زبان صاف سبحان اللہ
نام اوسکا ہے تحفہ السعادت ای وجد
بیو سوسہ بہر سال ہجری ظاہر

ایسا کہ ہو کم علم بھی جس سے ماہر
اور طرز عبارت اوسکا ارزس نادر
تاریخ بھی اوسکی اوسمین کیجیے ظاہر
کہدیجیے تحفہ السعادت نادر
۱۳ ۱۴ سنہ ہجری

Marfat.com

ز نتائج طبع جناب منشی احمد خانصاحب نظم ٹائم کیپر ورک شاپ لکھنؤ

مقتدانا شیخ عبدالحی کی تالیف سے
اک رسالہ تھا فصاحت اور بلاغت انتما

جسکے اغراض و مقاصد سے بہت محروم تھے
ہان ولیکن اک زباندانِ عرب کو فیض تھا

میری فہمایش سے میرے دوست نے باندہی کمر
فضل خالق سے کیا اردو مین اوسکا ترجما

اب تو اس دولت سے مالا مال ہونگے خاص و عام
دے مؤلف اور مترجم کو خدا اسکی جزا

ترجمہ کا نام بھی نام سعادتخان پہ ہے
حج اکبر سے جنھین حق نے مشرف کردیا

کیا بیان اوصاف ہون اونکے زبان ناکام ہے
کیا کرون تحریر خامہ عجز سے ہے جبہ سا

فکر کیا ہے نظم لکھدے سالِ طبع از روے یمن
مولوی قربان علی نے ترجمہ اچھا کیا

۱۳۱۴ھ

ولہ

ہمارے اک دوست مولوی نے
کیا ہے کیا خوب ترجمہ یہ

فصاحت اردو زبان کی دیکھو
سلیس لکھی ہے کیا عبارت

اگر ہے مطلوب طبع کا سن
حروفِ منقوطہ نظم گن لے

ہو سب کے مطبوع یا الٰہی
رسالۂ تحفتہ السعادت

۱۳۱۴ھ

ز نتائج فکر عالی جناب مولوی غلام محمد خان صاحب تپش دہلوی مہتمم اخبار مشیر قیصر لکھنؤ

حقیقت مین آثارِ موضوعہ کی
چھپا یہ رسالہ عجیب و غریب

ہے تحفہ یئے دوستان محب
تپش تم لکھو۔ ارمغان حبیب

۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک گہر سلک اخوی بابو محمد نعمت اللہ صاحب المتخلص بہ شوق ہیڈ کلرک ریلوے ورک شاپ آفس و مہتمم یتیم خانۂ شہر لکھنؤ

مولوی قربان علی منشی و عاقل ذکی
خوب عبارت لکھی اپنا دکھایا کمال

فکر تھی تاریخ کی دل نے یہ آواز دی
شوق اسے تم کہو۔ اک سخن بیمثال

۱۳۱۴ ہجری

تمت

Marfat.com

اعلان

ہزار ہزار شکر خداوند کریم اور درود
نامحدود ثنا حضرت احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کتاب لاجواب مفید شیخ وشاب موسوم بہ
تحفۃ السعادت مع ہدیۃ السعادت مترجمہ صاحب محاسن
ومواہب مولوی محمد قربان علے صاحب
احقر الانام محمد عبداللہ صدیقی لکھنوی تاجر کتب لکھنؤ مطبع مجتبائے
مین بحسن خط وصحت حضرت مترجم مطبوع ہوکر مقبول طبع اہل
اسلام اور ہادی انام ہوئی والحمد للہ علی ذلک ۔
جن صاحبونکو کتاب ہذا مطلوب ہو بارسال قیمت
مقامات مندرجہ صفحہ آخر فہرست کتاب سے طلب
فرمائین اور قیمت بھی آخری صفحہ فہرست مین مندرج ہے

محمد عبداللہ تاجر کتب لکھنؤ چوک
ومالک مطبع مجتبائے

Marfat.com

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ والمنہ کہ مجموعہ رسائل اربعہ یعنی

موعظۃ الحسنہ

و

ازالۃ الشبین وتحفۃ البررہ وابرار الحق

نافعہ متبعین سنت خیر الانام ومقتدین مذہب امام ائمۃ الاسلام یعنی
مقلدین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس زمان
سعادت اقتران مین باہتمام منشی محمد رضا
ومحمد وزیر مالکان

مطبع نسیم بنارس واقع محلہ دال منڈی شہر بنارس مین
طبع ہوا
سنہ ۱۳۱۲
پہلی مرتبہ ۱۰۰۰ جلد
قیمت فی جلد مع محصول ۰/۴

Marfat.com

Marfat.com

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

الحمد للہ کہ اس زمان سعادت نوامان مین وہ مجموعہ اربع رسائل کہ جسمین کا ایک رسالہ موعظۃ الحسنہ شامل مسئلون یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے اور امام کے پیچھے قرارت نکرنے اور

آمین آہستہ کہنی اور رفع یدین نکرنی اور فرض نماز کی بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے اور بیس رکعت تراویح اور اونکے سنت مؤکدہ ہونی اور تین رکعت وتر کی تحقیق مین اپنا آپ ہی نظیر ہی باہتمام منشی محمد رضا و محمد وزیر مالکان

مطبع نسیم بنارس واقع محلہ دال منڈی بنارس مین طبع ہوا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الذی فرض علینا الصلوات واوجب علی المقتدی الاستماع
والانصات وامرنا باطاعتہ واطاعۃ الرسول اولی الامر الذین
بذلوا جھدھم فی تدوین العبادات والمعاملات والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ وحبیبہ الذی انزل علیہ القراٰن فیہ ایات محکمت ھن ام
الکتب واخر متشبھٰت وعلی الہ واصحابہ الذین ھم منابع الفیوض و
البرکات ۔ **امابعد** یہ گمنام خاکپائے انام امیدوار رحمت رب مجید ابوالرشید
محمد عبدالحمید فریدی فاروقی پانی پتی خوشہ چین خرمن افضال عالم باعمل فاضل
عدیم البدل جامع شریعت وطریقت کاشف اسرار معرفت وحقیقت مربیا واستاذنا
ومرشدنا ومولٰنا مولوی حسین علی پانی پتی مدالله ظله علی کافۃ الخلق والجلی کاسب اہل
اسلام کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ چونکہ امر تصنیف اہم امور ہے اور یہ بیچدان
محض بے شعور ہے اس لئے اس سے پہلے کبھی اس میدان مین قدم نرکھا اور اس باغ کے میوہ کا
مزہ نہ چکھا تھا لیکن چونکہ اس زمانہ مین حضرات مقلدین اور غیر مقلدین کو اکثر مسائل

۲ اگر کوئی کہے کہ یہ قول تو صحیح ہے لیکن مصنف رسالہ نے اس سے پہلے کوئی رسالہ نہیں لکھا تو یہ رسالہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ مصنف نے اس سے پہلے کوئی رسالہ نہیں لکھا تھا لیکن اس رسالہ کے لکھنے سے پہلے مصنف نے بہت سے رسالے دیکھے تھے اور ان رسالوں کے مضامین کو بغور پڑھا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین جمع کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ترتیب دیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مرتب کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین منظم کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مکمل کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین پختہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین راسخ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ثابت کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین قائم کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مستحکم کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مضبوط کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین محفوظ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین یاد کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین حفظ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ازبر کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین نقش کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین کندہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین منقش کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مزین کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین آراستہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین پیراستہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین سجایا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین سنوارا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین نکھارا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین چمکایا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین روشن کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین منور کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مجلی کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مصفا کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مہذب کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین شستہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین پاکیزہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین صاف کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ستھرا کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین نتھرا کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین چھانا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین پرکھا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین جانچا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین تولا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ناپا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین گنا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین شمار کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین حساب کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین جوڑا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین گھٹایا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ضرب دیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین تقسیم کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین جمع کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ترتیب دیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مرتب کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین منظم کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مکمل کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین پختہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین راسخ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ثابت کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین قائم کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مستحکم کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مضبوط کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین محفوظ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین یاد کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین حفظ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ازبر کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین نقش کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین کندہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین منقش کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مزین کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین آراستہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین پیراستہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین سجایا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین سنوارا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین نکھارا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین چمکایا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین روشن کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین منور کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مجلی کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مصفا کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین مہذب کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین شستہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین پاکیزہ کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین صاف کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ستھرا کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین نتھرا کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین چھانا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین پرکھا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین جانچا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین تولا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ناپا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین گنا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین شمار کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین حساب کیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین جوڑا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین گھٹایا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین ضرب دیا تھا اور ان رسالوں کے مضامین کو اپنے ذہن مین تقسیم کیا تھا

Marfat.com

اور علی الخصوص اِن سات مسائل یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے اور امام کے پیچھے قرأۃ نہ کرنے اور آمین آہستہ کہنے اور رفع یدین نکرنے اور فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے اور بیس رکعت تراویح اور اونکے سنّت موکدہ ہونے اور تین رکعت وتر کے ثبوت مین جھگڑتے اور ہر ایک کو حد سے بڑھتے دیکھا تو بمقتضائی قول شیخ ؎

اگر بینی کہ نابینا و چاہ ست ۔ اگر خاموش بنشینی گناہ ست ۔ کے حق بات سے سکوت کو برا جان کر یہ ایک رسالہ مختصر طور پر اردو زبان عام فہم مین مسائل مذکورہ کی بیان مین لکھا اور اِنکے ساتھ تھوڑی سے امام صاحب کے فضائل اور مسئلہ تقلید کا بھی ذکر اسمین کردیا اور نام اسکا الموعظۃ الحسنہ فی تحقیق المسائل السبعہ رکھا اور اسمین چھہ باب اور ایک خاتمہ قرار دیا۔ **پہلا باب** ۔ امام صاحب کے فضائل مین اسمین آٹھ فصلین ہین **پہلی فصل** امام صاحب کے نام ونسب کے بیان مین **دوسری فصل** ۔ امام صاحب کے مشائخ علم کے تعداد مین اور اسی مین آپکے شاگردون اور آپ کی تصنیفات کا بھی ذکر ہے۔ **تیسری فصل** آپکے طبقہ کے بیان مین **چوتھی فصل** ۔ آپ کے روایت حدیث مین ثقہ ہونیکے بیان مین **پانچوین فصل** آپ کے معرفت حدیث کے بیان مین **چھٹی فصل** آپ کی روایات حدیث کے بیان مین **ساتوین فصل** آپکے فضائل متفرقہ مین **آٹھوین فصل** آپکی تاریخ ولادت اور وفات کے بیان مین **دوسرا باب** تقلید کے بیان مین اسمین دو فصلین ہین۔ **پہلی فصل** ۔ تقلید کی تعریف مین **دوسری فصل** تقلید شخصی کے بیان مین **تیسرا باب** نماز مین ہاتھ باندھنے کے بیان مین اسمین چار فصلین ہین **پہلی فصل** امام صاحب کے مذہب کے بیان مین **دوسری فصل** امام مالک رح کے مذہب کے بیان مین **تیسری فصل** امام شافعی رح کے مذہب کے بیان مین **چوتھی فصل** امام احمد رح کے مذہب کے بیان مین

Marfat.com

چوتھا باب امام کے پیچھے قراءۃ کرنیکے بیان مین آسمین بھی اوسی ترتیب سے چار فصلین ہین **پانچوان باب** آمین کہنے کے بیان مین آسمین بھی حسب ترتیب سابق چار فصلین ہین **چھٹا باب** رفع یدین کے بیان مین آسمین بھی حسب ترتیب مذکور چار فصلین ہین اور فصل اول کے آخر مین امام صاحب اور امام اوزاعی کے مناظرہ کا ذکر اور رَفْعُ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الْقُنُوْتِ فِی الْوِتْرِ کی تحقیق بھی ہے **خاتمہ** فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے اور بیس ۲۰ رکعت تراویح اور اونکی سُنّت مؤکدہ ہونیکی تحقیق اور تین رکعت وتر کے ثبوت کے بیان مین آسمین تین فصلین ہین۔

پہلی فصل فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے کے بیان مین **دوسری فصل** بیس ۲۰ رکعت تراویح اور اونکے سُنّت موکدہ ہونے کی تحقیق مین۔

تیسری فصل تین رکعت وتر کے ثبوت مین اب امید ناظرین باتمکین سے یہ ہے کہ اگر بمقتضائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے اس خاکسار کے سمند فہم نے کسی مقام پر ٹھوکر کھائی ہو یعنی کہین بھول چوک کی نوبت آئی ہو تو اوسکو کشش لگام اصلاح سے سنبھال لین نہ یہ کہ تازیانہ طعن سے اوسکی کھال نکال لین مضمون ان تعفوا اقرب للتقوی کا خیال رکھین اور دعاء خیر سے اِس خاکسار کو نہال رکھین۔ اللہ تعالے اس رسالہ کو مفید خاص و عام اور میرا ذخیرۂ آخرت گردانے آمین یارب العالمین **پہلا باب** امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل مین **پہلی فصل** امام صاحب کے نام و نسب کے بیان مین۔

جانا چاہیے کہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم اور فقیہ اقدم ہین اور اکثر عالم آپ کے مذہب کی طرف مائل ہے اور بڑی بڑی فضلاء عالم آپکی بزرگی کے قائل ہین اور بڑے بڑے ولی صاحب مجاہدہ و مشاہدہ مانند ابراہیم بن ادہم اور شقیق بلخی اور معروف کرخی اور ابو یزید بسطامی اور فضیل بن عیاض اور داؤد

Marfat.com

طائی اور ابو حامد لقاف اور خلف بن ایوب اور عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح
اور ابو بکر وراق وغیرہم کے آپ کے مذہب مین داخل ہین اور اسم سامی اور نام نامی
آپکا نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ اور نسب آپکا یہ ہے نعمان بن ثابت بن نعمان
بن مرزبان اور آپکے دادا نعمان ابناء فارس سے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ آپ نعمان
بن ثابت بن زوطی ابن ماہ اہل کابل سے ہین اور نعمان بن مرزبان حضرت ثابت کے
باپ یعنے آپکے دادا وہ شخص ہین جنھون نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے
پاس مہرجان کے دن فالودہ ہدیہ بھیجا تو حضرت علیؓ نے فرمایا ہمارا مہرجان ہر روز ہے
ایسا ہی کہا ہے خطیب نے اپنی تاریخ مین اور حضرت ثابت آپکے باپ صغر سنی مین حضرت
علیؓ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے آپ کے اور
آپکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور مفتاح السعادۃ مین ہے کہ آپکے والد حضرت
ثابت وفات پاگئے تو آپ کی والدہ ماجدہ سے حضرت امام جعفر صادق نے نکاح کرلیا
تو آپ نے اونھین کی گودی مین پرورش پائی اور یہ اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے +

دوسری فصل - امام صاحب کے مشائخ علم کی تعداد مین مختلف نرے ہے کہ آپکے
مشائخ علم بہت ہین تہذیب الکمال مین پینسٹھ ۶۵ سے زیادہ شمار کئے ہین اور ملا علی
قاری نے آپ کی مسند کی شرح مین آپکے مشائخ کے تعداد چار ہزار لکھی ہے اور
ایسا ہی مفتاح السعادت مین بھی ہے اور ایسا ہی ابن حجر وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے
اگر کوئی کہے کہ پینسٹھ ۶۵ یا چار ہزار مشائخ کا ہونا کچھ فضیلت کی بات نہین ہے
امام بخاری کے مشائخ دس ہزار کے قریب ہین **تو ہم کہینگے** کہ شیخ حدیث شیخ
فقہ کے مانند نہین ہے کیونکہ شیخ فقہ کا فقیہ اور عالم ہونا ضرور ہے اور شیخ حدیث کا
باین صفت موصوف ہونا ضرور نہین ہے اسیوجہ سے رواۃ حدیث بہت ہوگئے اور
فقہا کم اور شاگرد آپ کی خلق کثیر ہے اونمین سے اکثر کو ملا علی قاری نے اثمار الجنیہ

یہ قول غلط ہے ۱۲

فی طبقات الحنفیہ مین ذکر کیا ہے اور آپ کی تصنیفات سے فقہ اکبر اور کتاب الوصیۃ اور کتاب العالم و المتعلم اور کتاب المقصود وغیر ذلک چند کتابین ہین۔

تیسری فصل - آپکے طبقہ کے بیان مین - پوشیدہ نرہے کہ آپکے طبقہ مین اختلاف ہے بعض کہتی ہین کہ آپ تبع تابعین مین سے ہین چنانچہ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین اسیطرف گئے ہین - اور بعض کہتی ہین کہ آپ تابعین مین سے ہین آپ نے حضرت انس رضا کو جب وہ کوفہ مین آئے تھے کئی مرتبہ دیکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور ماسوا اسکے سب غلط ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے بھی جب اونسے پوچھا گیا تو ایسا ہی فرمایا اور اسی پر بعض کی ہے خطیب بغدادی اور دار قطنی اور ابن جوزی اور نووی اور ذہبی اور ابن حجر مکی اور سیوطی وغیرہم بڑے بڑے محدثون نے ایسا ہی ذکر کیا ہے محقق لکھنوی نے اقامۃ الحجۃ مین **فائدہ** جانا چاہیئے کہ تابعی کی تعریف مین اختلاف ہے بعض کہتی ہین کہ تابعی وہ شخص ہے جو کسی صحابی کے صحبت مین رہا ہو اور بعض کہتی ہین کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا اور بس ایسا ہی ذکر کیا ہے میر سید شریف جرجانی نے اپنی مختصر مین اور یہی یعنی فقط صحابی کی رویت کا تابعیت مین کافی ہونا صحیح ہے اور وجہ صحت کی گنتا علما مذکورین کا ہے آپکو تابعین سے باوجود جاننے اس امر کے کہ کسی صحابی کی صحبت مین آپکا رہنا پختہ طور سے ثابت نہین ہے اور میر مذکور نے بھی اسیکو اظہر کہا ہے - اور محقق لکھنوی نے بھی ظفر الامانی شرح مختصر جرجانی مین اسیکو مختار ایک جماعت ارباب تقوی اور فتوی کا لکھا ہے **تنبیہ** مصنف ابجد العلوم نے جو لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے باتفاق اہل حدیث کسی صحابی کو نہین دیکھا اور اگرچہ بعض صحابہ کے ہمعصر ہوئے سراسر غلط ہے ایسا ہی تحقیق کیا ہے محقق لکھنوی نے ابراز الغی مین بالجملہ آپ ادنی اعیان تابعین مین سے ہین جنکو اللہ تعالی کا قول وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُم

Marfat.com

باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ شامل ہے **چوتھی فصل** آپکی روایت حدیث مین ثقہ ہونیکے بیان مین **واضح ہو** کہ آپ روایت حدیث مین بھی ثقہ ہین ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین ذکر کیا ہے کہ یحیی ابن معین نے آپکے حق مین کہا ہے لا باس به **لم یکن متہما** انتہی اور ابن معین سے یہ لفظ قایم مقام ثقہ کی ہے تصریح کی ہے اسکے حافظ ابن حجر وغیرہ نے اور ابن عبدالبر نے علی بن مدینی سے روایت کرکے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے ثوری اور ابن المبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع اور عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کی ہے اور وہ ثقہ ہے لا باس به انتہی + **اگر کوئی کہے** کہ سفیان ثوری اور دارقطنی اور خطیب اور ذہبی وغیرہم محدثون نے امام صاحب کو مجروح کیا ہے **تو ہم کہین گے** کہ اگر مطلق جرح موجب چھوڑ دینے مجروح کا ہے تو خدا ہی خیر کرے شریعت کا سب کارخانہ ہے تہ و بالا ہوتا ہے کیونکہ مطلق جرح سے تو بخاری اور مسلم اور شافعی اور احمد اور مالک اور اصحاب رسول بلکہ خدا اور رسول کوئی بھی خالی نہین ہی ہان جو جرح موجب ترک مجروح کا ہے اوس سے امام صاحب کی شان بہت بلند ہے اور دور کما لا یخفی علی من طالع کلام البرور **پانچوین فصل**۔ آپ کی معرفت حدیث کے بیان مین محتجب نرہے کہ آپ حدیث بھی خوب پہچانتے تھے چنانچہ مسئلہ بیع الرطب بالتمر مثلاً بمثل کے بارہ مین اہل بغداد آپ کے اوپر بڑی خار کھائے ہوئے تھے، تو جب آپ بغداد مین رونق افروز ہوئے تو اونھون نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا رطب دو حال سے خالی نہین یا تمر ہے یا نہین اگر تمر ہے تو اوسکی بیع تمر سے مثلاً بمثل بموجب قول رسول مقبول صلعم الثمر بالثمر مثلاً بمثل کے درست ہوگی اور اگر نہین ہی تو بموجب قول آنحضرت صلعم اذا اختلف النوعان

یعنی خرمائے رطب خرمائے خشک کے ساتھ برابر برابر بیع نسیہ مین درست ہے ۱۲

یعنی خرمائے خشک کی بمقابلہ خرمائے خشک کے ساتھ برابر برابر ہے ۱۲

یعنی جب دو قسمین مختلف ہون تو بیع جایز ہے ۱۲

Marfat.com

فبیعوا الیف شتم کے عقد جائز ہوگا تو اوسوقت اونھون نے لاجواب ہوکر حدیث سعد بن ابی وقاص رضہ پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث زید بن عیاش پر دائر ہے اور وہ مقبول الحدیث نہین ہی تو اہل حدیث نے آپ کی اس طعن کو بہت پسند کیا یہان تک کہ ابن مبارک نے کہا کہ لوگ کیونکر کہتے ہین کہ ابو حنیفہ حدیث نہین پہچانتے حالانکہ وہ فرماتے ہین کہ زید بن عیاش مقبول الحدیث نہین ہے ایسا ہی ذکر کیا ہے مبسوط مین **چھٹی فصل** آپ کی روایات حدیث کے بیان مین + پوشیدہ نرہے کہ آپکی روایات حدیث اگرچہ بنسبت اور محدثون کے کم ہین لیکن یہ کمی آپکے مرتبہ کو نہین گھٹا سکتی جیسا کہ بعضے جاہلون نے گمان کیا ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو حضرت ابوبکر رضہ صدیق افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق بھی بہ نسبت اور صحابہ کے قلیل الروایت تھے تو چاہیئے کہ اونکا مرتبہ بھی اور صحابہ سے کم ہوجائے حاشا ہم ثم حاشا ہم اور ایسے آپ قلیل الروایت بھی نہ تھے جیسا کہ بعض جہلا کہتے ہین کہ آپنے کل سترہ حدیثین روایت کین چنانچہ زرقانی شارح مواہب لدنیہ وغیرہ نے آپکی روایتون کی تعداد مین کئی قول لکھی ہین ایک قول مین آپکی روایتونکا شمار پانچ سو اور دوسرے مین چھ سو چھاسٹھ اور تیسرے مین سات سو اور چوتھے مین کچھ اوپر ایک ہزار اور پانچوین مین سترہ سو لکھا ہے۔ **اگر کوئی کہے** کہ جو لوگ آپکی روایتون کی تعداد سترہ بیان کرتے ہین وہ کیا اپنی طرف سے کہتے ہین تاریخ ابن خلدون مین ایسا ہی لکھا ہے **تو ہم کہین گے** کہ یہ قول ابن خلدون کا بوجہ مخالفت عقل اور نقل کے شاذ اور مردود ہے مخالفت عقل کی تو یہ ہے کہ جو شخص ایسا قلیل الروایت ہو کہ کل سترہ حدیثین روایت کرے وہ کیونکر اجتہاد اور استنباط کرسکتا ہے اور کیسے مجتہد ہوسکتا ہے اور پھر مجتہد بھی کیسا

Marfat.com

کہ جسکی مجتہدیت پر فقہا اور محدثین اور مورخین بلکہ جمیع علما معتبرین کا اتفاق ہے اور مخالفت نقل کی وہ مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق اور تصانیف دارقطنی اور تصانیف حاکم اور تصانیف بیہقی اور تصانیف طحاوی وغیر ذلک کے دیکھنے والی پر ظاہر ہے کہ انکے اندر کسقدر روایتین انکی بھری ہوئی ہین اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ ابن خلدون اگرچہ امور تاریخیہ مین ماہر تھا لیکن علوم شرعیہ مین چندان ماہر نہ تھا چنانچہ نص کی ہے شمس الدین سخاوی نے اوسکے ترجمہ مین جو الضوء اللامع فی اعیان قرن التاسع مین لکھا ہے تو جبکہ امور شرعیہ مین اوسکو چندان مہارت نہ تھی تو وہ کیا جانے کہ امام صاحب نے کتنی حدیثین روایت کین ہین۔

ساتوین فصل

آپ کے فضائل متفرقہ مین۔ جانا چاہیئے کہ خطیب نے اپنی تاریخ مین اور اور علمانے اپنی اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہے کہ آپ نے خواب مین دیکھا کہ آپ رسول مقبول ص کی قبر شریف کو کھودتے ہین اور آپکے جسم مبارک کی ہڈیون کو سینہ کی طرف جمع کرتے ہین تو آپنے کسی شخص کو محمد بن سیرین کی پاس اسکی تعبیر لینے کو بھیجا تو اونھون نے فرمایا کہ اس خواب والا شخص ایسی علم کو پھیلائیگا کہ اوس سے پہلے کوئی نہ پہونچا ہوگا۔ اور آپ کی فضیلت مین احادیث صحیحہ بھی وارد ہین اونمین سے ایک تو وہ ہے جو مسلم نے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ اَوْ قَالَ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهٗ ۔ یعنی ابوہریرہ رض نے کہا کہ رسول مقبول ص نے فرمایا کہ اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوگا تو فارس کا ایک مرد اوسکو پالیگا اور اپنے قبضے مین کرلیگا اس حدیث کو امام بخاری اور ابونعیم اور طبرانی وغیرہ نے بھی بعض الفاظ کے اختلاف سے روایت کیا ہے تو اول تو

Marfat.com

آپ کے آباؤ اجداد فارسی ہی تھے جیسا کہ اوپر گذرا اور دوسرے ابن حجر مکی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے کہ فارس سے مراد جنس عجم ہے۔ لیجئے اب تو کابل اور بابل کا سب جھگڑا ہی طے ہوگیا اور حافظ سیوطی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اصل صحیح اور معتمد علیہ ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہین اور علآ شامی صاحب سیرت تلمیذ حافظ سیوطی نے کہا ہے کہ وہ جو ہماری شیخ نے یقین کیا ہے اسبات کا کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ ہی مراد ہین ظاہر ہے اسمین کچھہ شک نہین کیونکہ انبا، فارس سے علم مین آپ کے مرتبہ کو کوئی نہین پہونچا انتہی اور نیز اونھین حدیثون مین سے جو آپ کی فضیلت مین وارد ہین ایک وہ ہے جسکو علامہ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ تحقیق رسول مقبول صم نے فرمایا ہی سَتُرْفَعُ زِینَۃُ الدُّنْیَا سَنَۃَ خَمْسِینَ وَمِائَۃ یعنی اوٹھائی جائیگی زینت دنیا کی سنہ ڈیڑھ سو ہجری مین شمس الائمہ کردری نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ رح ہی کے حق مین ہے کیونکہ اونھون نے اسی سنہ مین انتقال فرمایا ہے **اگر کوئی کہے** کہ آپکی وفات کے سنہ مین تو بہت قول ہین پھر کیسے یہ حدیث آپکے اوپر محمول ہوسکتی ہے **تو ہم کہین گے** کہ صحیح اور مشہور بین الجمہور یہی قول ہی چنانچہ تصریح کی ہے اسکی امام نووی نے تہذیب الاسماء مین **اور** آپ فقیہ بہت بڑے تھے چنانچہ ربیع نے امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ سب لوگ فقہ مین عیال امام ابو حنیفہ کے ہین **اور** ابن مبارک نے کہا ہی کہ فقہ مین مین نے ابو حنیفہ رح کی برابر نہین دیکھا **اور** آور ابو نعیم نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ مسائل مین بڑی غوطہ زن تھے **اور** آپ عقلمند بھی بہت بڑی تھے چنانچہ علی بن عاصم سے مروی ہی کہ اونھون نے کہا اگر امام ابو حنیفہ کی عقل سب زمین والون کی عقل سے تولی جاتی تو البتہ سب سے زیادہ ہوتی **اور** امام شافعی نے فرمایا ہی

Marfat.com

کہ امام مالک سے کہا گیا کیا آپنے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے اونھون نے فرمایا ہان
دیکھا ہے ایسے شخص تھے کہ اگر اس ستون کے سونا بنانے مین تجھسے بحث کرتے تو غالب
آتے اور آپ زاہد اور عابد اور متقی اور کثیر الخشوع اور کثیر الصمت اور دائم
التضرع الی اللہ تعالیٰ اور صاحب کرامات بھی تھے چنانچہ امام ابو یوسف سے
مروی ہی کہ ایک مرتبہ مین اور امام صاحب چلے جاتے تھے تو ایک شخص نے کہا یہ شخص
تمام رات نہین سوتا۔ تو امام صاحب نے سنکر فرمایا جو کام مین نہین کرتا وہ
مجھہ سے مشہور نہ ہونا چاہیئے بس اوسی روز سے تمام شبکو نماز اور دعا اور
گریہ وزاری مین گذارنا شروع کردیا اور یحییٰ بن ایوب سے مروی ہے کہ امام
ابو حنیفہ تمام رات نہین سوتے تھے اور مسعر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ
رات کو مین مسجد مین گیا تو دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے تو وہ شخص قرأۃ
ہی پڑھتا رہا یہانتک کہ تمام قرآن ایک رکعت مین ختم کردیا جب مین نے
اوس شخص کو دیکھا تو ابو حنیفہ تھے اور زائدہ سے مروی ہے کہ امام صاحب کی
ساتھہ ایک مسجد مین مینے عشا کی نماز پڑھی جب سب لوگ چلے گئے اور میرا حال
امام صاحب کو معلوم نہوا کہ مین مسجد مین ہون تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز
شروع کی تو اول سے قرآن پڑھتے پڑھتے جب آیہ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَوَقٰنَا
عَذَابَ السَّمُوْمِ تک پہونچے تو اسی کو مکرر کرکر پڑھتے رہے یہانتک کہ
صبح کی اذان ہوگئی اور مروی ہے کہ آپنے پچپن ۵۵ حج کئے ہین اور چالیس ۴۰
برس تک فجر کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی ہے اور اکثر اوقات شبکو تمام
قرآن ایک رکعت مین پڑھتے تھے اور رات کو خدا کے خوف سے آپ ایسا روتے
تھے کہ پروس والون کو رحم آتا تھا اور امام غزالی نے فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ بڑے
عابد اور زاہد اور خدا کے پہچاننے والے اور خدا سے ڈرنے والے تھے امام

۵

پس احسان کیا خدا نے ہم پر اور بچایا ہمکو گرم ہوا کے عذاب سے ۱۲

Marfat.com

شافعی کے مقلدون سے مجکو بڑا تعجب ہی کہ وہ کیونکر طعن کرتے ہین ایسے امام پر جسکا امام شافعی ادب کرتے تھے **اور** یزید بن ہبیرہ امیر عراقین نے مروان بن محمد بنی امیہ کے اخیر بادشاہ کے زمانہ مین آپ کو کوفہ کا قاضی کرنے کا ارادہ کیا آپ نے انکار کیا تو اوسنے آپ کو دس روز مین سو کوڑے مارے دس کوڑے ہر روز لیکن آپ انکار ہی کرتے رہے جب اوسنے یہ دیکھا تو آپ کو چھوڑ دیا **اور** ابو جعفر منصور آپ کو کوفہ سے بغداد مین لے گیا اور ارادہ آپ کے قاضی بنانے کا کیا آپ نے انکار کیا تو ابو جعفر نے قسم کھائی کہ مین ضرور آپ کو قاضی بناؤنگا۔ آپ نے بھی قسم کھائی کہ مین ہرگز نہ بنونگا غرضکہ اسی بارہ مین بہت گفتگو ہوئی لیکن آپ انکار ہی کرتے رہے تو اوسنے آپ کو قید کر دیا **الحاصل** آپکی ذات ایسی بابرکات ہے کہ چارون مذہبون کے بڑے بڑے علمائے نامدار اور فضلائے ذوی الافتخار نے مثل ابن حجر[۱] مکی اور سیوطی[۲] اور ذہبی[۳] اور یافعی[۴] اور ابن خلکان[۵] اور ابن حجر عسقلانی[۶] اور نووی[۷] اور امام غزالی[۸] اور حافظ ابن عبد البر[۹] اور یوسف بن عبد الہادی[۱۰] وغیرہم کے آپ کے فضائل اور مناقب مین بہت کتابین تصنیف کین ہین اور اسقدر کثرت سے آپکی مدائح و مناقب ہین کہ اگر سب جمع کیے جاوین تو بہت بڑی کتاب تیار ہو تو اون سب کی تو اس مختصر مین گنجایش کہان لیکن تاہم بھی بفحوائے۔ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ کے عوام کی آگاہی کے واسطے بحر ذخار کا ایک قطرہ یہان پر ذکر کر دیا ہے اور اگر کسیکو زیادہ دیکھنے کا شوق ہو تو آپ کی مناقب کی کتابون کو مثل معدن الیواقیت الملتمعہ فی مناقب الائمۃ الاربعہ اور تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور خیرات الحسان فی مناقب النعمان اور قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب النعمان اور روضۃ البہیۃ المنیفۃ فی مناقب ابی حنیفہ اور مواہب الشریفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور حقہ

Marfat.com

السلطان فی مناقب النعمان اور انتصار لامام الائمۃ الامصار اور بستان فی مناقب النعمان وغیر ذلک کے دیکھی اور امام صاحب کے شاگرد عبد اللہ ابن مبارک نے چند شعر آپ کے فضائل مین ایسے کہی ہین کہ گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہی اور وہ یہ ہین۔

یہ شعر درمختار وغیرہ مین موجود ہین ۱۲

اشعار

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا
البتہ تحقیق سجا دیا شہرون اور شہرون والون کو
بِاَحْكَامٍ وَّاٰثَارٍ وَّفِقْهٍ ؞
ساتھ احکام اور آثار اور فقہ کے ؞
فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهٗ نَظِيْرٌ ؞
پس نہین ہے دونون مشرقون مین اوسکا نظیر
اِمَامًا صَارَ فِي الْاِسْلَامِ نُوْرًا
ایسا امام کہ ہوگیا اسلام مین نور
يَبِيْتُ مُشَمِّرًا سَهَرَ اللَّيَالِيْ
گذارتے تھے راتونکو بیداری مین ؞
وَصَانَ لِسَانَهٗ عَنْ كُلِّ اِفْكٍ
اور نگاہ رکھا اپنی زبان کو ہر بری بات سے
يَعِفُّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالْمَلَاهِيْ
بچتے تھے محارم اور ملاہی سے
فَمَنْ كَاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ عُلَاهُ ؞
پس کون ہے مانند ابو حنیفہ کی اونکی مرتبہ مین
رَاَيْتُ الْعَائِبِيْنَ لَهٗ سَفَاهًا

اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ
مسلمانون کے امام ابو حنیفہ رح نے
كَاٰيَاتِ الزَّبُوْرِ عَلَى الصَّحِيْفَةِ
مانند آیتون زبور کے اوپر صحیفہ کے ؞
وَلَا بِالْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوْفَةَ
اور نہ دونون مغربون اور کوفہ مین
اَمِيْنًا لِلرَّسُوْلِ وَلِلْخَلِيْقَةِ ؞
امین واسطے رسول اور خلقت کے
وَصَامَ نَهَارَهٗ لِلّٰهِ خِيْفَةً
اور روزہ رکھتے تھے ونکو خدا کے خوف سے
وَمَا زَالَتْ جَوَارِحُهٗ عَفِيْفَةً
اور ہمیشہ رہے اعضا اونکے پارسا ؞
وَمَرْضَاةُ الْاِلٰهِ لَهٗ وَظِيْفَةٌ
خدا کی رضا اونکا وظیفہ تھا
اِمَامٌ لِلْخَلِيْقَةِ وَالْخَلِيْفَةِ
امام واسطے خلقت کے اور خلیفہ
خِلَافَ الْحَقِّ مَعَ حُجَجٍ ضَعِيْفَةٍ

Marfat.com

دیکھا مین نے اونکی عیب کرنیوالون کو بے عقل
وَكَيْفَ يَحِلُّ اَنْ يُؤْذَى فَقِيْهٌ
اور کیونکر حلال ہوگا ستایا جانا ایسے فقیہ کا
وَقَدْ قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسٍ مَقَالًا
اور تحقیق کہا ہے ابن ادریس یعنی امام شافعی نے ایک قول
بِاَنَّ النَّاسَ فِيْ فِقْهٍ عِيَالٌ +
باین طور کہ تحقیق لوگ فقہ مین عیال ہین
فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ
پس لعنت ہو پروردگار ہمارے کی برابر ریتہ کے ذرو

خلاف حق کے ساتھ ضعیف دلیلونکے
لَهُ فِي الْاَرْضِ اٰثَارٌ شَرِيْفَةٌ
کہ اوسکے واسطے زمین مین آثار شریف ہین
صَحِيْحُ النَّقْلِ فِيْ حِكَمٍ لَطِيْفَةٍ
صحیح النقل ہیچ حکمتون لطیفہ کے +
عَلَى اِفْقِهِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةٍ
اوپر فقہ امام ابو حنیفہ کے
عَلَى اَمْنِ يَرُدُّ قَوْلَ اَبِيْ حَنِيْفَةٍ
اوپر اوس شخص کے جو رد کرے قول ابو حنیفہ کو

اگر کوئی شخص پہلے بیت پر اعتراض کرے اور کہے کہ یہ بیت مسلمان پر لعنت کرنیکی ممانعت کی حدیثون کے خلاف اور نیز اس مسئلہ کے کہ لعنت کفار پر جائز ہے مسلمانون پر نہین منافی ہے **تو اسکا جواب** دو طرح سے دیا جائیگا۔ **ایک** تو یہ کہ لعنت کے دو معنی ہین ایک مطلق رحمت سے دور کرنا۔ دوسرے اوس رحمت سے دور کرنا جو نیکون کے ساتھ خاص ہے تو لعنت بمعنی ثانی مسلمان پر کرنا جائز ہے۔ **دوسرے** یہ کہ مسلمان پر لعنت کرنا دو طرح پر ہے ایک تو کسی شخص مسلمان کو معین کرکے لعنت کرنا مثلاً کہنا کہ زید پر لعنت ہے دوسرے بغیر معین کئے لعنت کرنا مثلاً کہنا کہ جو کوئی غیر خدا کے نام پر ذبح کرے اوسپر لعنت ہے تو اول ناجائز ہے اور ثانی جائز اور کیسے نہ جائز ہوگا حالانکہ واصلہ اور مستوصلہ اور واشمہ اور مستوشمہ اور متشبہات بالرجال اور سوا انکے اور گنہگارون پر لعنت حدیثون مین بہی آئی ہے۔ **اگر کوئی کہے کہ** یہ مناقب مذکورہ سب بلا سند اور غیر معتبر ہین **تو**

Marfat.com

ہم کہین گے کہ نہین بے سند نہین ہین بلکہ ابو نعیم اصفہانے کی
حلیۃ الاولیاء اور خطیب بغدادی کی تاریخ وغیرہما مین یہ سب مع سند کے مذکور
ہین اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہے کہ ان اوصاف جمیلہ کے ذکر کرنے والی اور
ان مدائح جلیلہ کے نقل کرنے والی وہ دین کے ستون ہین کہ جنکے طرف باب
تراجم اور اخبار اور احکام مین رجوع کیجاتی ہے اور نیز جنکے قول کی سند
لیجاتی ہے اور نیز جنکی نقل سے حجت پکڑی جاتی ہے۔ تو ان اوصاف و مدائح کا
ایسے لوگون سے مذکور اور منقول ہونا انکے معتبر ہونے کے واسطے کافی ہے۔
اور مصنف اتحاف النبلاء اور اوسکے مقلدون اور متبعون کے طرح کوئی
شخص یہ نہ سمجھے کہ اس قسم کے فضائل اور مدائح غلو حنفیہ سے ہین کیونکہ
فقط حنفیہ ہی انکی ناقل نہین ہین بلکہ بڑے بڑے محدث باخبر اور بڑے
بڑے مورخ معتبر انکے ساتھ مقر ہین۔ **آٹھوین فصل** آپکی تاریخ
ولادت اور تاریخ وفات کے بیان مین + پوشیدہ نرہے کہ آپکی ولادت
سنہ اسّی ہجری مین کوفہ مین ہوئی ایسا ہی کہا ہے ابن حجر نے اور وفات
آپ کی سنہ ڈیڑھ سو ہجری مین رجب کے مہینہ مین ہوئی ایسا ہی ذکر کیا
ہے ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین اور مزی نے تہذیب الکمال مین اور آپکے
جنازہ پر پچاس ہزار آدمیون نے نماز پڑہی۔ اور آپ بغداد مین دفن کئے
گئے اور آپ کے قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور یہ بات صحت کو پہونچی ہے کہ جب
امام صاحب کو علامات مرگ ظاہر ہوئین تو آپ سجدہ مین چلے گئے اور سجدہ ہی کے
حالت مین اِس دار فانی سے طرف دار جاودانی کے رحلت فرما ہوئے رضی اللہ
عنہ وعن تابعیہ **دوسرا باب** تقلید کے بیان مین **پہلی فصل**
تقلید کی تعریف مین جانا چاہیے کہ تقلید کے لغوی معنی کئی ہین **اوّل** تو اُس

Marfat.com

لڑکے کو جو صغر سنی مین دار الحرب سے اوٹھا کر دار الاسلام مین لایا گیا
ہے اور اوسکے سوا کسی اور چیز کو کسی کی گردن مین ڈالنا منہ یقال قلدت
المراۃ انا افتقلدت یہی **دوسری** کوئی کام کسیکے ذمہ کرنا منہ یقال قلدہ
العمل **تیسری** قربانی کی گائے کی گردن مین ہدی کے علامت کیواسطے کوئی
چیز لٹکانا **چوتھے** تلوار حمائل کرنا۔ **پانچوین** گلوبند گردن مین ڈالنا۔
چھٹے اپنے گردن پر کوئی کام لینا ایسا ہی ہے صراح اور منتخب وغیرہما کتب لغت
مین آور اصطلاحی معنی فقط ایک ہین یعنے ائمہ اربعہ مین سے کسی ایک کے پیروی اس
شرط پر کرنا کہ اوسکے اقوال کتاب وسنت کے خلاف نہون ایسا ہی سمجھا جاتا
ہے تفسیر عزیزی سے **دوسری فصل** تقلید شخصی کے بیان مین ۔ پوشیدہ
نرہے کہ چونکہ نفس تقلید عند الفریقین مسلم اور آیت کتاب اللہ اور حدیث رسول
اللہ سے ثابت ہے اور نیز خروج عوام بلکہ خواص غیر مجتہدین کا اوس سے عند العقل
من المحالات ہے لہذا اوسکے ذکر کو چھوڑ کر تقلید شخصی کو بوجہ مختلف فیہ ہونے اوسکے کے
درمیان فریقین کے ذکر کرتا ہون ۔ جاننا چاہیئے کہ تقلید شخصی واجب ہے کیونکہ
وہ سبیل مؤمنین سے ہے دوسری صدی کے بعد سے آجتک اکثر مسلمان
اسکو برابر کرتے چلے آئے ہین چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح
انصاف مین لکھتے ہین ۔ اعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ
غیر مجتمعین علی التقلید بمذھب معین وبعد المائتین ظھر فیھم التمذھب
وقل من کان لا یعتمد علی مذھب مجتھد بعینہ انتھی بقدر الحاجۃ یعنے
جان تو کہ تحقیق لوگ پہلی اور دوسری صدی مین مذہب معین کی تقلید یعنی تقلید
شخصی نکرتے تھے آور دو صدی کے بعد مذہب معین کا اختیار کرنا یعنی تقلید
شخصی کا کرنا اونمین ظاہر ہوا اور تھوڑے تھے وہ لوگ جو مجتہد معین کے مذہب کی

Marfat.com

تقلید نکرتے تھے اور سبیل مؤمنین کے ساتھ اتباع کا امر یعنی اتبعوا سبیل
المؤمنین تابعداری کرو مؤمنونکی راستے کی آیۂ کریمہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم سے اشارۃ النص کی طریق سے ثابت ہے اور موجب امر کا
وجوب ہے کما ھو مقرر فی محلہ تو سبیل مؤمنین کی تابعداری کرنے بدلیل
اس آیت کے واجب ٹھہری اور سبیل مؤمنین ایک کلی ہے کہ اوسکی جزئیات سی تقلید شخصی کرنا بھی ہے تو اس آیت سے
تقلید شخصی کرنی بھی واجب ہوئی اور نیز حضرت رسول مقبول ص نے اپنے قول علیکم
بالجماعۃ والعامۃ سے اسکے لازم پکڑنے کا امر فرمایا ہے اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ لازم پکڑو جماعت اور مجمع کو یعنی اکثر علمار کی اعتقاد
اور قول و فعل کو لازم پکڑو تو اس سے تقلید شخصی کے لازم پکڑنے کا حکم اس طرح سے ثابت
ہوا کہ آپ نے اکثر علمار کے اعتقادات اور اقوال و افعال کو لازم پکڑنے کا حکم فرمایا تو منجملہ
اقوال و افعال اکثر علمار کے تقلید شخصی کرنے کا حکم دینا اور خود کرنا بھی ہے تو اس
حدیث سے اسکے لازم پکڑنے کا بھی حکم ثابت ہوا اور نیز اسکے وجوب پر امت محمدیہ کے علمار کا
اجماع ہے چنانچہ شیخ محی الدین نووی روضۃ الطالبین مین لکھتے ہین اما الاجتہاد
المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتی اوجبوا تقلید واحد من ھؤلاء
علی امتہ ونقل امام الحرمین الاجماع علیہ - یعنی علمار نے کہا ہے کہ اجتہاد
مطلق تو ختم ہوگیا ائمہ اربعہ پر یہانتک کہ واجب کیا ہے اونھون نے یعنے علمار نے ان
چارون مین سے ایک کی تقلید کو اور نقل کیا ہے امام الحرمین نے اسپر یعنے ان چارون
مین سے ایک کی تقلید کے ایجاب پر اجماع کو اور ظاہر ہے کہ اجماع بڑی پختہ دلیل
ہے دلائل اربعہ شرعیہ سے تو تقلید شخصی کے وجوب پر اجماع ثابت ہونے کی بعد اسکے
وجوب مین کیا کسر رہی اور نیز اسکا وجوب اسطرح سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ائمہ کے
تقلید کو ملتزمین کو علی الاطلاق انتقال کا حکم دیدیا جائے تو مسلمانون مین آپسمین ایسے

Marfat.com

فتنہ اور فساد پیدا ہو جاوین کہ جنکا روکنا دشوار ہو جائے اور افساد دنیا بغض کی حرمت
نصوص قطعیہ مثل آیۂ لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا سے ثابت ہے تو
جس چیز سے یہ سب محرمات ظہور مین نہ آوین وہ بھی ضرور ہی واجب ہوگی اور ایسی چیز سوائے
تقلید شخصی کی دنیا مین کہان اور نیز ایک وجہ اسکے وجوب کی یہ بھی ہے کہ مجتہد معین کے
تقلید کا التزام کر لینا ایک طرح کا عہد اور میثاق ہی اوسکے اتباع پر تو اگرچہ بر تقدیر تسلیم
قبل التزام کے اوسکی تقلید واجب نہ تھی بلکہ جائز تھی لیکن بعد اس امر مباح پر عہد
کر لینے اور اوسکو اپنے اوپر لازم کر لینے کے پورا کرنا عہد کا بدلیل آیۂ اوفوا بالعہد
ان العہد کان مسئولا کے واجب ہوا۔ اور اس التزام کا عہد ہونا کلام نیشاپوری
سے جو کہ خدا کے قول والموفون بعہدہم اذا عاہدوا کی تفسیر مین ہے صاف ظاہر ہے
چنانچہ اونھون نے کہا ہے ویندرج فیہ ای فی العہد ما یلتزمہ المکلف ابتداء
من تلقاء نفسہ مما یکون بینہ وبین اللہ تعالیٰ او بینہ وبین رسولہ
اللہ او بینہ وبین الناس انتہیٰ ملخصاً + اور جب یہ التزام عہد ہو گیا تو
پھر کیا تھا پھر تو اسکا نباہنا بیشک واجب ہوگا اور نیز علامہ محلی شافعی جمع الجوامع کی
شرح مین لکھتے ہین یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد
التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین یعنی جاہل اور ایسے
عالم پر جو مرتبۂ اجتہاد کو نہین پہونچا ہے مذاہب مجتہدین مین سے مذہب معین کا
لازم پکڑنا واجب ہے اور نیز عارف ربانی عبدالوہاب شعرانی میزان مین لکھتے
ہین۔ کان سیدی علی الخواص اذا سألہ انسان عن التقلید بمذہب
معین الآن ہل ہو واجب لم یقول لہ یجب علیک التقلید بمذہب
ما دمت لم تصل الی عین شہود الشریعۃ فہناک لا یجب علیک التقلید
بمذہب لانک ترٰی اتصال جمیع المذاہب بہا۔ یعنی میرے سید علی خواص سے

Marfat.com

جب کوئی انسان مذہب معین کی تقلید سے سوال کرتا تھا کہ اب واجب ہے یا نہین
تو فرماتے تھے کہ جب تک توعین شہود شریعت تک نہین پہونچتا تب تک کسی ایک
مذہب کی تقلید تجھپر واجب ہے، پھر وہان پہونچکر کسی مذہب کی تقلید تجھپر واجب نہین
کیونکہ تو شریعت کے ساتھ سب مذہبون کی اتصال کو خود دیکھ لیگا اور
نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بارہوین صدی کے مجدد
اور عند الفریقین معتبر ہین اپنی کتاب عقد الجید مین فرماتے ہین کہ کرابسی نے
قطعاً کہا ہے کہ عامی کے ذمہ واجب ہے کہ کسی مذہب معین کا التزام کرے آور سمع
الجوامع مین اسبات کو اختیار کیا ہے کہ مذہب معین کا لازم پکڑنا واجب ہے انتہی
آور عالم غیر مجتہد بھی حکم مین عامی ہی کی ہے اور نیز حضرت شاہ صاحب ہی نے اپنی
کتاب انصاف مین توصاف لکہا ہے وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب
للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ
وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان وسبب ذلک ان المشتغلین بالفقہ
لا یخلون عن حالتین احدیہما ان یکون اکبر ہمہ معرفۃ المسائل التی
قد اجاب فیہا المجتہدون ومن قبل من دلتہا التفصیلیۃ ونقدہا وتنقیح
ماخذہا وترجیح بعضہا علی البعض وہذا امر جلیل لا یتم لہ الا بامام تبنی
بہ قد کفی مؤنۃ فرش المسائل وایراد الدلائل فی کل باب باب یعنی
اور دو صدی کے بعد لوگون مین مذہب معین کا اختیار کرنا یعنی تقلید شخصی کرنا
ظاہر ہوا اور تھوڑے تھے وہ لوگ جو مجتہد معین کے مذہب کی تقلید
نہین کرتے تھے اور اوسوقت مین یہی (یعنی مجتہد معین کے مذہب کی تقلید کرنا)
واجب تھا آور سبب اسکے واجب ہونیکا یہ ہے کہ فقہ مین مشغول ہونے والا دو حال
سے خالی نہین اوّل یہ کہ بڑا مطلب اوسکا اون مسائل کا پہچاننا ہو جنکا جواب پیشتر

Marfat.com

تفصیلی دلیلون سے مجتہد دے چکے ہین اور نیز اون مسائل کا پرکھنا اور اونکی ماخذ کی تحقیق اور اونمین سے بعض کو بعض پر ترجیح دینا منظور ہو آور یہ کام ایسا بڑا ہے کہ بدون اقتدا کسی ایسے امام کی اوس سے بن نہین سکتا جسے مسائل کے پھیلانے اور دلائل لانے کی مشقت سے ہر ہر باب مین فارغ کردیا ہو۔ **تنبیہ** بعض علماء غیر مقلدین نے اپنی بعض تصانیف مین شاہ صاحب کے اِس عبارت کی جملہ وکان ھذا ھو الواجب فی ذلک الزمان مین کے لفظ ھذا کا مشار الیہ عدم اعتماد بر مذہب مجتہد معین کو قرار دیا ہے اور اِس جملہ کا ترجمہ یون کیا ہے آور اوسوقت یہی (یعنی مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نکرنا) واجب تھا سو یہ قرار دینا اونکا محض غلط ہے اسکا رد اِس خاکسار نے رسالہ ہدایۃ المعتدی بردما فی تعلیم المبتدی مین بخوبی کردیا ہے آور مختصر سا جواب تو اوسکا ایک یہان بھی دیدیتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اونھون نے دلیل یہ لکھی ہے کہ ھذا اِسم اشارہ قریب کے لئے ہے تو اسکا مشار الیہ قریب ہونا چاہیے آور قریب وقل من کان لا یعتمد علی مذھب مجتھد بعینہ ہی ہے تو اول تو اونکے اِس قول کو اسی رسالہ کے صہ ۶۹ مین شاہ صاحب ہی کا کلام فان قلت کیف یکون شیء واحد غیر واجب فی زمان وواجبا فی زمان اخر قلت ان الشرع واحد فلیس قولک لم یکن الاقتداء بالمجتھد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافیا + صاف صاف غلط کر رہا ہے اور ھذا کا مشار الیہ تمذہب للمجتہدین باعیانہم کو بتلا رہا ہے آور دوم اگرچہ نحاۃ ذا کو قریب کے لئے اور ذلک کو بعید آور ذالک کو متوسط کے واسطے کہتے ہین لیکن اونکے محققین نے مثل ابن حاجب وغیرہ کے اس فرق کو اپنا مذہب نہین قرار دیا ہے بلکہ غیر کے حوالہ کردیا ہے

Marfat.com

اور وجہ ندینے کی یہ ہے کہ جبکہ اونھون نے ان تینون کلمونمین سے ہر ایک کو دوسرے
دونون کی جگہہ مین اکثر مستعمل ہوتے دیکھا تو اونکو انمین سے بعض کے قریب کی ساتھ
اور بعض کے بعید کی ساتھ خاص ہونے مین شک پڑگیا اور اونپر مشتبہ ہوگیا کہ انمین
سے کون تو قریب کیلئے ہے اور کون بعید کے واسطے لہذا اونھون نے اس فرق کو مذہب
نہین پکڑا بلکہ غیر کے حوالہ کردیا۔ چنانچہ غایتہ التحقیق شرح کافیہ مین ابن حاجب کے قول
ویقال ذا للقریب الخ کے تحت مین لکہا ہے وانما احال المصنف الفرق الی غیرہ
حیث قال ویقال ذا للقریب الخ ولم یقل ذا للقریب لانہ لما رای کثرۃ تخلف
ھذا الفرق باستعمال ذا مکان اخویہ وبالعکس لم یتخذ مذھبہ و
واحال الی غیرہ فقال ویقال انتھی اور ملا جامی نے بھی فوائد ضیائیہ مین اوسکی
تحت مین لکہا ہے ولما رای المصنف کثرۃ استعمال کل من ھذہ الکلمات
الثلث مقام الاخریین منھا لم یتخذ ھذا الفرق مذھبا واحال الی غیرہ
فقال ویقال انتھی اور علوی نے بھی ملا جامی کے قول ولما رای المصنف
کے اوپر لکہا ہے ای لما رای کثرۃ استعمال کل من ذی القرب من اسماء الاشارۃ
مکان ذی البعد منھا وکذا کل من ذی التوسط منھا فکان کل من ذی القرب
ذا البعد وبالعکس فغلبہ الشک فی اختصاص بعضھا بالقرب وبعضھا للبعد
واشتبہ علیہ ان ایھما للقریب وایھما للبعید لم یتخذ ھذا الفرق مذھبا
واحال الی غیرہ انتھی اور جبکہ یہ فرق محققین نحاۃ کا مذہب نہین ہے، اور نہ ذا
قریب کے ساتھ خاص ہے بلکہ بعید کے لئے بھی اکثر مستعمل ہے تو پھر اس دلیل سے اونکا
دعوی کب ثابت ہوسکتا ہے فتدبر اور نیز حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ تفسیر عزیزی مین
فرماتے ہین پس کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہند از انجملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت
اند کہ حکم ایشان بطریق واجب تخییر نیز لازم الاتباع ست بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت

الیشان را میسرست فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون انتہی ملخصاً الحاصل اِن سب اقوال مذکورہ سے تقلید شخصی کا وجوب بخوبی ثابت ہوتا ہے والحق هذا اگر کوئی کہے علمار حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ مین سے محقق کمال الدین ابن ہمام نے عدم وجوب تقلید مذہب معین کو اختیار کیا ہے اور نیز مولانا عبد العلی بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین عدم وجوب تقلید شخصی کی طرف گئی ہین۔ اور نیز مولانا ولی اللہ لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت مین اسکے بارہ مین لکھا ہے وبالجملہ لا یجب تقلید مذهب معین بل جاز الانتقال **تو جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ تینون قول (قطع نظر اس سے کہ مفید ہین ساتھ قید لابد ان لا یکون علی قصد التلهی وتوهین کبار المجتهدین کے جیسا کہ مولانا ولی اللہ ہی نے شرح مسلم مین لکھا ہے) محمول ہین اوس شخص پر جو مرتبہ اجتہاد مطلق کو پہونچگیا ہو اور عین شہود شریعت تک واصل ہوگیا ہو **اور ظاہر ہے** کہ ایسے شخص کا وجود اس زمانہ مین مثل وجود عنقا کے ہے چنانچہ امام نووی نے شرح مہذب مین ثابت کیا ہے کہ مجتہد مستقل تو چوتھی صدی کے شروع سے مفقود ہوگیا اوسکا وجود ممکن نہین انتہی **البتہ** مائۃ ثامنہ یعنی آٹھوین صدی مین بہت لوگ مجتہد فی المذہب یعنی مرتبہ اجتہاد منتسب کو پہونچے ہوئے تھے بعد اوسکے مائۃ تاسعہ یعنی نوین صدی مین علامہ جلال الدین سیوطی خاتمۃ الحفاظ یعنی حدیث کے حافظون کی خاتمہ ہوئی۔ بعد اوسکے مائۃ عاشرہ یعنی دسوین صدی مین بھی بعض علمار مثل ملا علی قاری اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہما کے محدثین کے قدم بقدم ہوئے لیکن اونکے مرتبہ کو نہین پہونچے۔ پھر بعد اوسکے ابتک کوئی ایسا نہین ہوا کہ صحیح حدیث کو ضعیف سے کما حقہ تمیز کرلے اور مہارت تو اوسمین ہونی بہت بڑی بات ہے

اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر عوام پر التزام مذہب معین کا واجب نکیا جائے تو بیشک اختتین پھرنے لگین اور نتیجہ اسکا رفع تکلیف حاصل ہو ۱۲

یعنی ضرور ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف بدلنا کھیل کود اور کبار مجتہدین کی توہین کے ارادہ سے ہو ۱۲

Marfat.com

الا ما شاء اللہ تعالیٰ آپ اسوقت مین تو محدث اُسکو کہتے ہین جو صحاح ستہ
کو پڑھادے اور مطالب حدیث کی توضیح عام فہم کردے ۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ ۵ گر ہمین مکتب وہمین ملاست ۔ کار طفلان تمام خواہد شد
اگر محدثیت اسیکا نام ہے تو بس کام تمام ہے صاحب کشف الظنون علامہ تاج الدین
سبکی سے نقل کرتے ہین ۔ اعلم ان قصاری نظر ابناء زمانا فی علم
الحدیث النظر الی مشارق الانوار فان ترفعت الی مصابیح البغوی
ظنت انها وصلت الی درجة المحدثین وماذلك الا لجهلهم بالحدیث
بل لو حفظهما احد عن ظهر قلب وضم الیهما من المتون مثلیهما
لم یکن محدثا حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وانما الذی یعده اهل الزمان
بالغا الی النهایة ویناد ونه محدث المحدثین وبخاری العصر من اشتغل
بجامع الاصول لابن الاثیر مع حفظ علوم الحدیث لابن الصلاح
وتقریب النووی مع انه لیس فی شئ من مرتبة المحدثین انما المحدث
من عرف المسانید والعلل واسماء الرجال وحفظ مع ذلك جملة
مستکثرة من المتون وسمع الکتب الستة ومسند احمد وسنن
البیهقی ومعجم الطبرانی وضم الی هذا القدر الفجزء من اجزاء
الحدیث هذا اقل درجاته ۔ یعنی جان تو کہ علم حدیث مین ہمارے زمانہ کے
لوگون کی نظر کی حد مشارق الانوار ہے پس اگر مصابیح بغوی تک بڑہ گئے تو
سمجھ لیتے ہین کہ محدثین کے درجہ کو پہونچ گئے اور یہ گمان اونکا حدیث کے
ناواقفیت سے ہے بلکہ اگر کوئی شخص مشارق الانوار اور مصابیح بغوی
کو زبانی یاد کرلے اور ان دونون کے ساتھ انھین دونون ایسے اور متن
بھی ملادی تب بھی ہرگز ہرگز محدث نہین ہوسکتا حالانکہ اس زمانہ کے لوگ تو

Marfat.com

اوسکو حد کے درجہ کا محدث شمار کرتے ہین اور محدث المحدثین اور بخاری
عصر کرکے پکارتے ہین آجی حضرت جو شخص کہ ابن صلاح کے علوم الحدیث
اور نووی کی تقریب کو زبانی یاد کرکے ابن اثیر کے جامع الاصول مین مشغول
ہو وہ بھی محدثین مین شمار نہین ہوسکتا محدث وہ ہے جو حدیثون کی
مسانید اور علل اور اسماء رجال کو پہچانے اور اسکے ساتھ بہت سے متون
یاد کرے اور صحاح ستہ اور مسند امام احمد اور سنن بیہقی اور معجم طبرانی کو
کسی شیخ سے سنے اور سقدر کے ساتھ اور ہزار حصہ حدیث ملا دی تو یہ کمتر
درجہ کا محدث ہوگا مقام غور ہے کہ جب کہ تاج الدین سبکی کے زمانہ کا کہ
دسوین صدی کے پہلے ہی یہ حال ہے تو اس زمانہ کا حال تو کیا لکھا جائے
تو بس حق تو اس امر مین یہی ہے کہ اس زمانہ مین عدم وجوب تقلید کے قابل
کوئی نہین ہے جو ہے سو لائق وجوب ہے تو اس زمانہ مین تقلید مذہب
معین کی واجب ہی ہے - لاغیر گو پہلے زمانہ مین جائز بھی ہو - اور یہ کچھ مشکل بات
نہین کہ ایک چیز ایک زمانہ مین جائز ہو پھر وہی چیز دوسرے زمانہ مین واجب
ہوجائے - علامہ فخر الدین زیلعی شرح کنز مین اور شیخ الاسلام بدر الدین عینی
وغیرہ تصریح کرتے ہین کہ الاحکام تتبدل بتبدل الازمنہ - یعنی زمانونکے
بدلنے سے حکم بھی بدل جاتے ہین اور شاہد اس قول کی وہ حدیث ہے جو کہ
ابو داؤد مین حضرت عائشہ سے مروی ہے لو ادرک رسول اللہ ما احدثہ
النساء لمنعھن من المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل یعنی جو
گل کہ عورتون نے کھلائی ہین اگر انکو رسول اللہ پاتے تو البتہ اونکو مسجدون
مین آنے سے منع کرتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتین منع کئی گئین اور
نظیرین اسکی شرع مین بہت ہین تو بس اب سب مسلمانون کو لازم ہے کہ

Marfat.com

تقلید کے دامن کو ہاتہہ سے ندین اور غیر مقلدونکی باتونکی طرف ہرگز ہرگز ملتفت نہون اور چارون مذہبون مین سے جسکو چاہین ایک کو مضبوط پکڑلین والا خسر الدنیا والاخرہ ہوجائینگے شاہ ولی اللہ رح عقد الجید مین تحریر فرماتے ہین اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا کلہا مفسدۃ کبیرۃ یعنی جان تو کہ بیشک ان چارون مذہبون کی اختیار کرنے مین بڑی مصلحت ہے اور ان سب کے سب سے منہ پھیرنے مین بڑا فساد ہی اور انصاف مین لکہتے ہین وبالجملۃ فالتمذہب للمجتہدین سر الہہ اللہ تعالیٰ العلماء وجمعہم علیہ من حیث یشعرون اولا یشعرون یعنے حاصل کلام کا یہ ہے کہ مذہب مجتہدین کی تقلید ایک بھید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کے دل مین ڈالا اور اسپر اونکو متفق کیا خواہ وہ اسکو جانین یا نہ جانین یعنی راز تقلید کے دل مین پڑنے کی حکمت اور تقلید کی خوبی اونکو معلوم ہو یا نہو اور ہندوستان وغیرہ اوس جگہہ مین تو کہ اوسمین ایک عرصہ دراز سے مذہب حنفی ہی پھیلا ہوا ہے خاص کر مذہب حنفی ہی کا مضبوط پکڑنا واجب ہے اور اوسکے خلاف کرنا گناہ کیونکہ اوس جگہہ کے لوگون نے اولاً تو تمام مسائل مین امام ابوحنیفہ رح ہی کی تقلید کا پکا ارادہ کرلیا ہے اور بگڑے ہین تو پھر بعد مین بگڑے ہین اور جب کہ جمیع مسائل یا کسی خاص مسئلہ مین ایک امام کی تقلید کا پکا ارادہ کرلیا تو پھر اوسکی مخالفت کرنا بیشک گناہ ہی چنانچہ شاہ صاحب عقد الجید مین کتاب انوار کے اختلاف کے حل مین فرماتے ہین - اقول وحل الاختلاف عندی واللہ اعلم ان معنی قولہ یعصی بالمخالفۃ انہ یعصی اذا عزم علی تقلیدہ فی جمیع المسائل اوفی ہذہ المسئلۃ ثم اقدم علی المخالفۃ فہذہ معصیۃ بلا شک یعنی مین کہتا ہون کہ میرے نزدیک کتاب انوار کے اختلاف کا حل واللہ اعلم یہ ہے کہ اوسکے قول (مخالفت سے گنہگار ہوگا) کے یہ معنی ہین کہ جبکہ کسی ایک مسئلہ یا سب مسائل

شاہ صاحب کے اس قول سے تقلید شخصی کی خوبی اور اوسپر علماء امت کا متفق ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہی ۱۲

مین کسی امام کے تقلید کا پکا ارادہ کرلے اور پھر اوسکے مخالفت کرے تو بیشک گناہ ہے اور خاصکر ایسی صورت مین کہ مذہب حنفی موافق حدیث کے ہے اور جو کہ بعض حضرات کہتے ہین کہ مذہب حنفی خلاف حدیث کے ہے اسمین رنڈی کی خرچی وغیرہ حلال ہے یہ کذب صریح اور بہتان محض ہی اور اگر بالفرض والتقدیر کوئی مسئلہ خلاف حدیث کے معلوم بھی ہو تو اوس حالت مین جو کہ شاہ صاحب نے عقد الجید ہی مین لکہا ہے اوسکو اپنا مختار ٹھہرائیے اور وہ یہ ہے اعلم ان تقلید المجتهد علی وجهین واجب وحرام فاحدهما ان یکون من اتباع الروایة ودلالة تفصیله ان الجاهل بالکتاب والسنة کالیستطیع بنفسه التتبع ولا الاستنباط فکان وظیفته ان یسال فقیها ما حکم رسول الله ص فی مسئلة کذا وکذا فاذا اخبر تبعه سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منه او مقیسا علی المنصوص فکل ذلک راجع الی الروایة عنه ص ودلوده لالة وهذا قد اتفقت الامة علی صحته قرنا بعد قرن بل الامم کلها اتفقت علی مثله فی شرائعهم وامارة هذا التقلید ان یکون عمله بقول المجتهد کالمشروط بکونه موافقا للسنة فلا یزال متفحصا عن السنة بقدر الامکان فمتی ظهر حدیث یخالف قوله نبذه واخذ بالحدیث انتهی اگر کوئی کہے کہ شاہ صاحب نے عقد الجید مین یہ بھی تو لکہا ہے کہ جمہور کے نزدیک کسی مسئلہ مین دوسرے امام کی تقلید کرکے اپنے امام کے مذہب کے خلاف عمل کرنا - جائز ہے تو ہم کہین گے کہ بیشک لکہا ہے لیکن جمہور نے اس امر کو کسی ایسے خاص مسئلہ مین (خدا کے قول) وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور رسول مقبول ص کے فعل) کہ آپ کا دستور تہا کہ جب آپ کو دو چیزونکا اختیار ملتا تو آپ دونوں مین سے زیادہ آسان کو پسند کرتے بشرطیکہ وہ گناہ نہوتے ہم کا خلاف لازم آنیکا خیال سے جایز رکہا ہی کہ

Marfat.com

اوسپر مقلد کو عمل کرنا بہت دشوار ہے جیساکہ فی المثل مسئلہ مفقود کا نہ یہہ کہ بازیچہ
اور تماشہ قرار دیے اور کبار مجتہدین کی توہین کرنے کو (جیساکہ آجکل کے عوام
کرتے ہین) عام طور پر جائز رکھا ہے **تو** ایسے مقام پر تو تم کیا کہتے ہو ہمارے علمائے بھی
اس امر کو جائز رکھا ہے چنانچہ درمختار مین کتاب الصلوۃ مین بحث جمع بین الصلوتین
مین ہے ولا باس بالتقلید عند الضرورۃ لکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبہ
ذلک الامام انتہی - یعنے ضرورت کے وقت کسی مسئلہ مین اپنے امام کے سوا دوسرے
امام کی تقلید کرنے کا کچھہ خوف نہین ہی لیکن بشرط اسکے کہ اوس مسئلہ مین اوسی امام
کے سب شروط کا التزام کرے اور شامی مین ہے ذکر ابن وھبان فی منظومتہ
انہ لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورۃ یجوز یعنی ابن وھبان نے ذکر
کیا ہے کہ اگر ضرورت کے وقت امام مالک کے قول پر فتوی دیا جائے - تو جائز ہے
اور جامع الرموز مین ہے قال مالک والاوزاعی الی اربع سنین فتنکح عرسہ
بعد حاکما فی النظم فلو افتی بہ فی موضع الضرورۃ ینبغی ان لا باس بہ
یعنی مفقود کی مدت انتظار کے تعیین مین امام مالک اور امام اوزاعی چار برس تک
کے قائل ہین پھر بعد اوسکی اوسکی بیوی کو نکاح کرنیکی اجازت ہے پس اگر ضرورت
کے وقت ہمارے یہان بھی اس قول کے ساتھہ فتوی دیا جائے تو کچھہ خوف نہین
ہے **ذکر تو** ایسے مسائل مین اپنے امام کے تقلید سے نکلنے کا ہے کہ جسمین نہ کچھہ دشواری
اور نکوئی نقصان بلکہ آسانی ہے جیساکہ فی المثل مسئلہ تامین بالسر اور قرارۃ خلف امام
نکرنا وغیرہا ہے سو ایسے مسائل مین اپنے امام کی تقلید سے باہر نکلنا جمہور کے نزدیک
بھی منع ہے کما لا یخفی علی من لہ طبع سلیم وذھن مستقیم اور خاص کر
ایسی صورت مین کہ اپنے امام کے پاس بھی مسائل مذکورہ مین حدیث ہے فتدبر
واستقم ھذا موضع خطیر وامر عسیر آور ہمارا کام تو بمصداق وما علی

Marfat.com

الی رسول الا البلغ کے فقط کہدینا ہے ماننا نہ ماننا کام تمہارا ہے اگر کوئی کہے
کہ تقلید شخصی کے اثبات مین تو تمنے بڑا زور لگایا مگر یہ تو کہو کہ تقلید شخصی کرتے کہان ہو آپ
لوگ تو کبھی امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرتے ہین کبھی امام محمد کے قول پر کبھی امام صاحب
کے قول پر تو یہ تقلید شخصی کیسے ہوئی **تو ہم کہین گے** کہ اول تو آپ نے تقلید شخصی کے
معنی نہین سمجھے ہین صاحب شخصی کے معنے معین اور معین صفت موصوف مقدر یعنی مذہب کی
تو تقلید شخصی کے معنی کیا ہوئے۔ تقلید مذہب معین کی تو چونکہ مذہب حنفی عبارت اونکیے
اقوال سے ہے جو کہ مفتی بہا ہین۔ اور وہ من حیث المجموع بیشک ایک مذہب خاص
و معین ہین اور سبلوگ عامل اونھین پر ہین لہذا ہمارے تقلید پر تقلید شخصی کا
اطلاق درست ٹھہریگا **اور دوم** اگر تقلید شخصی کے وہی معنی لیجیے جو آپ نے
سمجھے ہین یعنی تقلید شخص معین کے تو تب بھی ہماری تقلید غیر شخصی نہ ٹھہریگی کیونکہ
جو اقوال کتب فقہ مین امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام حسن بن
زیاد رحمہم اللہ تعالی کی طرف منسوب ہین وہ من حیث الظاہر انکے کہلاتے ہین ورنہ
من حیث الباطن وہ امام ہمام رحمہ اللہ ہی کے اقوال ہین علامہ شعرانی نے میزان
کبری مین لکھا ہے کہ ابن ہمام رح نے امام صاحب کے شاگردون مثل صاحبین اور امام
زفر اور امام حسن سے نقل کیا ہے کہ وہ سخت سخت قسمین کہا کہا کر کہتے تھے کہ ہم نے جس
کسی مسئلہ مین جو قول کہا ہے وہ ہمنے اپنے طرف سے نہین کہا بلکہ وہ امام صاحب سے
ہماری روایت ہے تو بس ان لوگون کے قول پر عمل وہ حقیقت مین امام صاحب
ہی کے قول پر عمل ہے وللہ الحمد + **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حضرات غیر مقلدین تقلید
شخصی کے بارہ مین مختلف ہین بعض حرام کہتے ہین اور متقدمین مین سے ابن حزم
بھی اسیطرف گیا ہے تو یہ قول اونکا سراسر غلط ہے شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ
مین فرماتے ہین ما ذہب ابن حزم من ان التقلید حرام فغلط یعنی اور جو

Marfat.com

جوکہ ابن حزم تقلید کے حرمت کیطرف گیا ہے غلط ہے اور بعض شرک کہتے ہین اور کہتے ہین کہ تقلید آئمہ مجتہدین کے مثل تقلید مشرکین کے ہے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے تو اسکا جواب یہ ہے کہ قیاس تقلید مجتہدین کا تقلید مشرکین پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مقلدین مجتہدونکو علم نبوت اور احکام شریعت اپنے تک پہونچنے کا واسطہ اور وسیلہ سمجھتے ہین بالاستقلال اونکو مصدر احکام نہین جانتے بخلاف مشرکین کے تو پھر تقلید شخصی شرک کیسے ہوسکتی ہے **تیسرا باب** نماز مین ہاتھ باندھنے کی جگہہ کے بیان مین۔ **پہلی فصل** امام صاحب کے مذہب کے بیان مین۔ پوشیدہ نرہے کہ اس مسئلہ مین ہمارے امام اعظم رح کا مذہب یہ ہے کہ نمازی بعد تکبیر تحریمہ کے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھے اور دلیلین آپکی اس مذہب کی کئی ہین منجملہ اونکے **ایک** تو وہ حدیث ہے جسکو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین باین اسناد ذکر کیا ہے حدثنا وکیع عن موسی بن عمر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رایت النبی ﷺ وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ یعنی حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمر سے وہ علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ اپنے باپ سے کہا دیکھا مین نے نبی ﷺ کو کہ رکھا اپنے داہنے ہاتھہ کو اپنے بائین ہاتھہ پر ناف کے نیچے انتہی یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اسکے سب راوی ثقہ ہین **اگر کوئی کہے** کہ اس حدیث مین انقطاع ہے کیونکہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سنا بلکہ وہ اپنے باپ کے مرنے کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے **تو ہم کہین گے** کہ یہ قول بعض محدثین کا صحیح نہین ہے صحیح یہ ہے کہ اونکے باپ کے مرنے کے بعد اونکے بھائی عبدالجبار پیدا ہوئے تھے وہ نہین اونھون نے تو اپنے باپ سے سنا ہے اور حدیث بھی بیان کی ہے ایسا ہی ہے سنن نسائی اور جامع ترمذی مین **دوسری** حدیث عن علی رض قال من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ یعنے حضرت علی سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے

Marfat.com

کہ نماز مین ایک ہتھیلی کو دوسرے ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے یہ حدیث
ابوداؤد اور مسند امام احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور دار قطنی اور بیہقی وغیرذلک
کتب حدیث مین ہی اور اگرچہ یہ موقوف ہے لیکن حکم مین مرفوع کی ہے اور وجہ اسکی
مرفوع کے حکم مین ہونیکے یہ ہے کہ قول صحابی کا من السنۃ کذا بغیر تقلید کے ساتھ
خلفا اور مثل اسکیکے باتفاق ائمہ حدیث حجت ہے واسطے رفع کے اور علامت ہے واسطے
اتصال کے کذا فی ظفر الامانی اور نیز علامہ قسطلانی ارشاد الساری بشرح صحیح البخاری
مین لکھتے ہین قول الصحابی من السنۃ کذا حدیث مرفوع عند الاکثر انتہی
اور نیز نواب صدیق حسن خان صاحب نے روضہ ندیہ شرح درر بہیہ مطبوعہ مصر کے
صہ ۶۵ مین لکھا ہے وقول الصحابی من السنۃ فی حکم الرفع کما حقق فی کتب اصول
الحدیث انتہی اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث باعث عبدالرحمن بن اسحٰق کی
ضعیف ہے لہذا حجت نہوگی اسکے جواب مین اولاً تو ہم کہینگے کہ ہم حنفیونکے لئے
عبدالرحمن کی ضعف سے اس حدیث کا ضعف لازم نہین آتا کیونکہ عبدالرحمن
زمانہ کے رو سے امام صاحب سے مؤخر ہین اور امام صاحب اون پر مقدم ہین تو
ہمکو تو امام صاحب تک سند جید ہونے چاہے اونسے پیچھے کے ضعف سے ہمکو کیا غرض
ثانیاً یہ حدیث امام صاحب کے مقلدونکے واسطے بیشک حجت ہوگی اور ثالثاً یہ کہ ابوالحاسن
شیخ قائم بن صالح سندی ثم مدنی نے اپنے رسالہ فوز الکرام مین لکھا ہے کہ جس شخص
نے عبدالرحمن راوی حدیث وضع الیدین تحت السرہ المخرج فی سنن ابی داؤد
کو ضعیف کہا ہے جز این نیست کہ اوسکے بعض مواضع مین مخالف ثقات
اور بعض مین متفرد بالروایات ہونے کی وجہ سے کہا ہے حالانکہ یہ کچھ مضر نہین ہے
بآن کثرت مناکیر اور کثرت مخالفت ثقات البتہ مضر ہوتی ہے سو وہ ثابت
نہین انتہی ترجمہ تو اس تحریر کے بموجب عبدالرحمن ضعیف ہی نہین ہے۔

Marfat.com

فائدہ محقق غیر مقلدین اون نواب صدیق حسن خانصاحب نے جنکو کسیقدر مدائح تحفۃ البرہ مین منقول ہین روضہ ندیہ شرح درر بہیہ مین ناف کے نیچے اوراوسکے اوپر ہاتھ باندھنے کے نسبت لکھا ہے وضع تحت السرۃ و فوقھا متساویان لان کلا منھما مروی عن اصحاب النبی ص اخرجہ احمد و ابوداؤد و ابن ابی شیبۃ عن علی السنۃ وضع الکف فی الصلاۃ تحت السرۃ یعنے ہاتھون کا ناف کے نیچے اوراوسکے اوپر باندھنا دونون باتین برابر ہین کیونکہ صحابہ سے دونون مروی ہین ابوداؤد اور احمد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رض سے روایت کیا ہے کہ نماز مین ہاتھون کا باندھنا ناف کے نیچے سنت ہے تو اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا انکے محققین کے نزدیک بھی ثابت ہے وللہ الحمد

دوسری فصل امام مالک رح کے مذہب کے بیان مین جاننا چاہیے کہ اس مقدمہ مین امام مالک رح کا مذہب یہ ہے کہ مصلی بعد تکبیر تحریمہ کے ہاتھونکو باندھے نہین بلکہ تمام قیام مین چھوڑے رکھے اور دلیل اونکی شاید **ایک تو** یہ حدیث ہے ان رسول اللہ ص کان اذا کان فی الصلوۃ رفع یدیہ قبال اذنیہ فاذا کبر ارسلھما یعنی تحقیق رسول اللہ ص جب نماز کو شروع کرنیکو ہوتے تھے اوٹھاتے تھے دونون ہاتھون کو دونون کانون کے برابر پس جب تکبیر تحریمہ کہہ چکتے تو چھوڑ دیتے دونون ہاتھون کو اس حدیث کو طبرانی نے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے۔ اور **دوسری یہ** کان ابن الزبیر اذا صلی ارسل یدیہ یعنے عبداللہ بن زبیر جب نماز پڑھتے تھے دونون ہاتھون کو چھوڑ دیتے تھے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے لیکن جمہور محدثین کے نزدیک اس ارسال سے مراد وہ ارسال ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد اور ہاتھون کے باندھنے کے قبل کسیقدر ارسال مستحب ہے

Marfat.com

نہ تمام قیام کا ارسال۔ **تیسری فصل**۔ امام شافعی رح کی مذہب کے
بیان مین مخفی نرہے کہ امام شافعی کا مذہب اس بارہ مین یہ ہے کہ نمازی تکبیر
تحریمہ کے بعد ہاتھ سینے پر باندہے اور دلیل اونکی **ایک** تو یہ حدیث ہے
عن وائل بن حجر قال صلیت مع النبی ص فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری
علی صدرہ یعنی حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہا نماز پڑھی مین نے
ساتھ نبی ص کے پس رکھا آپ نے اپنے داہنے ہاتھکو بائین ہاتھ پر سینہ پر یہ حدیث
سند ابن خزیمہ مین ہی اور **دوسری** وہ حدیث جسکو امام احمد نے اپنی مسند
مین قبیصہ بن ہلب سے روایت کیا ہے اونھون نے اپنے باپ سے قال رایت النبی ص
ینصرف عن یمینہ وعن یسارہ ورایتہ یضع یدہ علی صدرہ یعنے
کہا دیکھا مین نے نبی ص کو کہ آپ اپنی داہنے اور بائین جانب سے پھرتے تھے اور
دیکھا مین نے آپکو کہ رکھتے تھے ہاتھ اپنے کو سینہ پر تو اول تو ہمارے علماء کو
ان حدیثون کے صحت مین کلام ہے چنانچہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے صاف
فرمایا ہے لم تثبت فیہ حدیث یوجب العمل اور دوم ہمارے یہان عمل تو انپر
بھی ہے ہماری یہان اِن دو نو حدیثون کو عورتونکی حق مین لیا ہے اور انھین کے
بموجب اونکو سینے پر ہاتھ باندہنے کا حکم دیا ہے۔ اور وجہ اونکی حق مین لینے کی
یہ ہے کہ اونکو واسطے سینہ پر ہاتھ باندھنا اچھا ہے کیونکہ اسمین ایک طرح کا پردہ ہے

چوتھی فصل امام احمد رح کی مذہب کے بیان مین واضح ہو کہ اس مسئلہ مین امام احمد سے تین روایتین
ہین ایک تو ناف کے نیچے باندھنی کی اور اسکی دلیل وہی ہے جو ہمارے امام صاحب کی دلیل ہے اور دوسرے یہ کہ افضل سینے کے نیچے باندھنا ہے
اسکی دلیل وہی حدیث وائل یا حدیث قبیصہ ہے، اور تیسرے یہ کہ نمازی کو اختیار ہے چاہی سینے کے نیچے ناف کے
اوپر باندہی چاہی ناف کے نیچے باندہی اسکی دلیل دونون قسم کی روایتونکا وجود ہی لیکن مذہب امام احمد کا
اِن تینون روایتون مین سے روایت اول ہی **چوتھا باب** امام کے پیچھے قرأۃ کرنے کے بیان مین۔
پہلی فصل امام اعظم رح کے مذہب کے بیان مین جانا چاہیے کہ مذہب مشہور تو امام
صاحب کا یہ ہے کہ قرأت خلف امام مطلقاً مکروہ تحریمی ہی جیسا کہ ابن ہمام نے

Marfat.com

فتح القدیر مین لکہا ہے وھی عندھم تکرہ والمراد کراھۃ تحریم یعنی اور امام کے
پیچھے قرأت کرنا اہل کوفہ کے نزدیک مکروہ ہے اور مراد کراہت تحریم ہے اور انکے
سوا اور علماء حنفیہ بھی اپنے اپنی تصانیف مین لکہتے ہین اور دلیلین بھی اسکی بہت
ہین چنانچہ منجملہ اونکی **ایک** تو آیۂ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ہے یعنے جب قرآن پڑہا جاوے تو سنو اور چپ رہو یعنی چپ ہوکر
سنو شاید کہ تم رحم کئے جاؤ اس آیت سے جہری نماز مین امام کے پیچھے مطلق قراۃ
کے ممانعت ثابت ہوتے ہی کیونکہ امام کے پیچھے پڑھنے والا دو حال سے خالی
نہین یا تو پکار کے پڑہے گا یا آہستہ تو اگر پکار کے پڑھے گا تو خدا کے قول۔
اِسْتَمِعُوْا پر عمل نہوگا کیونکہ پکار کے پڑھنے کی حالت مین امام کی قرأت کو ہرگز
نہین سن سکتا اور اگر آہستہ پڑہے گا تو اللہ کے فرمان اَنْصِتُوْا پر عمل نہوگا کیونکہ
خدا کہتا ہے چپ رہو اور یہ آہستہ پڑھتا ہے اور نیز امام رازی نے تفسیر کبیر
مین واحدی کی ایراد کی نقل کرنیکے بعد لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے اولاً استماع کا
امر کیا ہے اور مقتدی کا قرأت مین مشغول ہونا اوسکو استماع سے روکتا ہے
کیونکہ سماع اور چیز ہے اور استماع اور شئے پس استماع مقتدی کے کلام مسموع
کو کامل طور سے احاطہ کرنے سے مراد ہے۔ جیسا کہ اللہ نے حضرت موسی ع کو
فرمایا وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى اور جبکہ یہ ثابت ہوچکا اور ظاہر ہوگیا کہ
قراۃ مین مشغول ہونا استماع سے روکنے والی چیزون مین سے ہے تو ہمنے جان
لیا کہ امر بالاستماع مطلق قرأت سے نہی کو مفید ہے انتہے **تنبیہ** بعض
افاضل عصر نے جو اپنے بعض تصنیفات مین اَنْصِتُوْا کے معنے آہستہ پڑھو لئے ہین
سراسر غلط ہین کسی مفسر اور مترجم نے آجتک اپنی تفسیر اور ترجمہ مین ان معنون کو
نہین لکہا آسکار داس خاکسار نے رسالہ ہدایۃ المعتدی مین بخوبی کردیا ہی جسکا جی

پہلی دلیل

چاہیے اوسمین دیکھہ لے اور نیز اونکے پیشوا نواب صاحب یعنی صدیق حسن خان نے
حدیث ابو موسیٰ المخرج فی صحیح مسلم مین کے لفظ فانصتوا کا ترجمہ تو تم چپ رہو
کیا ہے چنانچہ اپنی تفسیر ترجمان القرآن مین آیہ واذا قرئ القران الایہ کے تحت
مین لکھا ہی صحیح مسلم مین ابو موسیٰ اشعری سے مرفوعاً آیا ہے کہ امام اِس لئے ہے کہ اوسکی
اقتدا کیجاوے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ پڑھے تو تم چپ رہو اور کہا ہے
وکذا رواہ اہل السنن فی حدیث ابی ہریرۃ رضہ ایضا وصحہ مسلم بن الحجاج
ایضا ولم یخرجہ فی کتابہ اور کیون نکرے وہ شخص عالم تھا ایسے ایسے تاویلات واہیہ سے
پرہیز کرتا تھا افسوس کہ اِن لوگون مین آپس مین بھی اتفاق نہین ہر ایک اپنی اپنی سوا
پاؤ کھچڑی الگ پکاتے ہین اور قطع نظر اس سے اگر کوئی اونسے پوچھے کہ حدیث ابو ہریرہؓ
اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت والامام یخطب فقد لغوت المخرج فی
الصحیحین کا ترجمہ کیا آپ یہ کیجئے گا کہ اگر جمعہ کے دِن تونے اپنے نزدیکی کو امام کے
خطبہ پڑھتے ہوئے یہ کہا کہ آہستہ بولو یا پڑھتو تونے لغو کام کیا تو بھلا وہ کیا جواب
دینگے۔ **فائدہ** اس آیت کے شان نزول مین اختلاف ہے بعض
کہتے ہین کہ خطبہ کے حق مین نازل ہوئی ہے یعنی جب خطبہ پڑھا جاوے تو سنو اور
چپ رہو اور بعض کہتے ہین کہ مقتدی کے قرارت کرنیکے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور
بعض کچھہ اور بعض کچھہ یہانتک کہ اسکے شان نزول مین نو قول ہین لیکن امام
بغوی نے معالم مین اسیکو اولیٰ کہا ہے چنانچہ بعد نقل چہ قول کے لکھا ہے والاول
اولیٰہا وھو انہا فی القراءۃ فی الصلوٰۃ یعنے ان سب قولون مین پہلا قول اولی
ہے اور وہ یہ ہے کہ بیشک یہ آیت نماز مین قرارت کرنے کے بارہ مین ہے اور نیز
محقق کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہے کہ اس آیت کے تفسیرون
اور شان نزولون مین سے راجح تر یہی قول ہے اور اسکے سوا اور قولون مین سے

Marfat.com

بعضے مردود ہین بعضے مخدوش ہین بعضے غیر منافی اور اِس قول کی ترجیح کئی وجہ سے ہے منجملہ اونکے ایک یہ ہی کہ جمہور صحابہ کا یہی قول ہے اور دوسری یہ کہ بعض علماء نے اسپر اجماع کا دعوی کیا ہے چنانچہ بیہقی نے امام احمد سے اخراج کیا ہے کہ اونھون نے فرمایا ہے کہ اس آیت کے نماز مین نازل ہونے پر لوگون نے اجماع کیا ہے اور ابن عبدالبر نے استذکار مین کہا ہے کہ یہ آیت اہل علم کے نزدیک نماز مین قرآن سننے کے بارہ مین ہے انتہے ملخصا اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہ نبی ص نے نماز پڑہے تو آپکے پیچھے لوگون نے اس طرح پر قرأت کی کہ اپنی قرأت کو حضرت کی قرأت مین گڈمڈ کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی اس حدیث کو ابن مردویہ اور بیہقی نے نکالا ہے اور بہت سے قولون سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔

بالجملہ اس آیت کے شان نزول مین جتنے قول ہین سب مین یہی قول راجح ہے اور سب مرجوح ہین اور اگر بالفرض خطبہ یا اور کسی بارہ مین بھی نازل ہوئی ہو تب بھی ہمارے مدعا کے ثبوت مین کچھہ خلل نہ آوے گا کیونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہے نہ خصوص اسباب کا کما ہو مقرر فی مقررہ اور عموم لفظ کے اعتبار کی دلیلون مین سے صحابہ وغیرہم کا بہت سے واقعون مین ایسے آیتون کو عموم سے جو خاص سببون پر نازل ہوئین تھین حجت پکڑنا ہے ابن جریر نے بسند خود از محمد بن کعب اخراج کیا ہے کہ آیت ایک شخص کے حق مین نازل ہوتی تھی پھر عام ہو جاتی تھی ایسا ہی ذکر کیا ہے سیوطی نے اتقان مین **اور دوسری** حدیث اذا کبر فکبروا واذا قرا فانصتوا یعنے جب امام تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب قرأت کرے تو چپ ہو رہو اس حدیث کو امامیین سے ایک جماعت نے اخراج کیا ہے چنانچہ ابوداؤد نے اپنے سنن کی باب التشہد اور باب الامام یصلی قاعدا مین اخراج کیا ہے اور ابن ماجہ اور نسائی اور دارقطنی نے اپنی اپنی سنن مین اور زیلعی نے نصب الرایہ

Marfat.com

مین کہا ہے کہ اس حدیث کو بزار نے اپنی مسند اور ابن عدی نے کامل مین
روایت کیا ہے اور امام مسلم نے بھی اپنے صحیح کے باب التشہد مین طریق قتادہ
عن یونس بن جبیر عن حطان سے اخراج کیا ہے قال صلیت مع ابی موسی
الاشعری الحدیث اور اوسمین ہے اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم
لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین
فقولوا آمین الحدیث پھر کہا اور حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے
کہا خبر دی ہمکو اسامہ نے کہا خبر دی ہمکو سعید بن ابی عروبہ نے ح اور خبر دی
ہمکو ابوغسان نے کہا خبر دی ہمکو معاذ بن ہشام نے کہا خبر دی ہمکو میرے
باپ نے ح اور خبر دی ہمکو اسحٰق بن ابراہیم نے کہا خبر دی ہمکو جریر نے
وہ روایت کرتی ہین سلیمان تیمی سے اور یہ سبکے سب روایت کرتے ہین قتادہ سے
اسی اسناد مین ساتھ مثل حدیث مذکور کے اور حدیث جریر عن سلیمان عن قتادہ
مین واذا قرا فانصتوا زیادہ ہے **فائدہ** جاننا چاہیئے کہ حضرات غیر مقلدین
باوجود اسکے کہ صحیحین کو بالکل صحیح بتلاتے ہین اور اوسپر بے کھٹکے عمل کرنے کو فرماتے
ہین جیساکہ کیفیت مناظرہ مرشد آباد وغیرہ تصانیف مولوی محمد سعید بنارسی
مین ہے لیکن پھر اس حدیث مین بڑا گڑبڑ مچاتے ہین۔ لہذا عوام کی آگاہی کیواسطے
لکھا جاتا ہے کہ امام مسلم نے اس حدیث کی خوب عمدہ طرح سے تصحیح کی ہے
اور کیفیت اوسکی ابو اسحاق ابراہیم نے (جو مسلم کے شاگرد اور صحیح مسلم کو اونسے
روایت کرنے والے ہین) اس طرح پر بیان کی ہے کہ ابوبکر ابونضر کے بھانجے نے
اس حدیث مین طعن اور قدح کیا تو مسلم نے کہا انزید احفظ عن سلیمان
یعنے کیا تو سلیمن سے بھی زیادہ کسیکو حافظ سمجھتا ہے اور مسلم کی مراد اس جملہ کے
کہنے سے یہ تھی کہ سلیمن بیشک کامل الحفظ والضبط ہے اوسکو اپنے غیر کی مخالفت مضر

Marfat.com

نہوگی ابوبکر نے کہا ابوہریرہ کی حدیث یعنی واذا قرا فانصتوا بھی صحیح ہے
مسلم نے کہا میرے نزدیک تو وہ صحیح ہے ابوبکر نے کہا تو آپ اوسکو یہان کیون
نہین لائے مسلم نے کہا جو صحیح میرے پاس ہین وہ سب مین یہان نہین لایا یہان تو
مین وہی لایا ہون جو مجمع علیہ ہین ایسا ہی ذکر کیا ہے امام نووی نے شرح مسلم
مین اور نیز صحیح کہا اس حدیث کو امام المحدثین ابوبکر بن خزیمہ نے مع زیادتی
واذا قرا فانصتوا کے کذا فی النہایۃ اور نیز امام احمد بن حنبل نے کذا فی الاستذکار
لابن عبدالبر اور ابوخالد اور محمد بن عجلان کے ثقہ ہونے مین کچھ شک نہین حافظ ابن
حجر تہذیب التہذیب مین ابوخالد کے نسبت لکھتے ہین کہ اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ
مینے وکیع سے ابوخالد کے نسبت سوال کیا تو اونھون نے کہا ابوخالد سے سوال
کیا جاتا ہے اور ابن ابی مریم نے روایۃً از ابن معین ثقہ کہا ہے اور ایسا ہی کہا ہے
ابن مدینی نے اور نسائی اور دارمی نے روایۃً از ابن معین لیس بہ باس
کہا ہے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے اور ابن حبان نے اونکو
ثقات مین ذکر کیا ہے اور عجلی نے کہا ثقہ اور ثبت ہین انتہی اور امام ذہبی کا تتبع
مین محمد بن عجلان کی نسبت لکھتے ہین محمد بن عجلان مدنی فقیہ اور نیک بخت ہین
یحییٰ بن معین اور امام احمد نے اونکو ثقہ کہا ہے انتہی اور نسائی نے بھی
اونکو ثقہ کہا ہے کذا فی مختصر المنذری تو جبکہ یحییٰ بن معین جو کہ فن اسماء الرجال کے
امام ہین محمد بن عجلان کو ثقہ کہین اور پھر امام احمد رح اور نسائی بھی اونکو ثقہ کہنے
مین اونکے ساتھ شریک ہون تو پھر کسی سیئ الحفظ کا محمد بن عجلان کو سیئ الحفظ کہنا
مضر نہوگا تو بس جبکہ اس حدیث کے ان دونون راویون کی توثیق اور نیز ائمہ حدیث
مین سے ایک جماعت سے اس حدیث کی تصحیح ثابت ہوگئی تو اب اسکے صحیح ہونیمین
کچھ شک نرہا ✦ اگر کوئی کہے کہ ابوداؤد نے تو اسکی تضعیف کی ہے چنانچہ

Marfat.com

کہا ہے ھذہ الزیادۃ واذا قرانا فنصتوا لیست بمحفوظۃ والوھم
عندنا من ابی خالدٍ یعنی یہ زیادتی یعنے واذا قرانا فنصتوا محفوظ نہین ہے
اور ہمارے نزدیک ابو خالد کا وہم ہے **تو ہم کہین گے** ابو داؤد کے
قول کو حافظ عبد العظیم منذری نے اپنی مختصر مین رد کیا ہے چنانچہ کہا ہے۔
فیہ نظر فان ابا خالد الاحمر ھذا ھو سلیمان بن حیان وھو من الثقات
الذین احتج بھم البخاری ومسلم ومع ھذا فلم ینفرد بھذہ الزیادۃ بل تابعہ
علیھا ابو سعید محمد بن سعد ن الانصاری الاشھلی المدنی نزیل بغداد
وقد سمع من ابن عجلان وھو ثقۃ وثقہ النسائی وابن معین وغیرھما
وقد اخرج مسلم ھذہ الزیادۃ فی صحیحہ من حدیث ابی موسی + یعنی ابو داؤد
کے اس قول مین نظر ہے کیونکہ ابو خالد احمر یہ وہی سلیمان بن حیان ہے جو ایسے
ثقہ لوگون مین سے ہے جنسے بخاری اور مسلم نے محبت پکڑی ہے اور مع اسکے وہ اس
زیادتی کے ساتھ منفرد بہی نہین ہے بلکہ ابو سعید محمد بن سعد بن انصاری اشہلی
مدنی نزیل بغداد نے اس زیادتی پر اوسکی متابعت کی ہے اور اوسنے یعنے
ابو سعید نے محمد بن عجلان سے سنا ہے اور وہ ثقہ ہی ثقہ کہا ہے اوسکو نسائی
اور ابن معین وغیرہما نے اور مسلم نے اس زیادتی کو حدیث ابو موسیٰ سے
اپنی صحیح مین اخراج کیا ہے **پھر اگر کوئی کہے** کہ سوائے ابو داؤد کے ابن معین
اور ابو حاتم رازی اور دار قطنی اور حافظ ابو علی نیشاپوری نے بھی اس حدیث
مین کلام کیا ہے اور نووی نے کہا ہے واجتماع ھولاء الحفاظ علی تضعیفھا
مقدم علی تصحیح مسلمٍ **تو ہم کہینگے** کہ یہہ کلام امام نووی کا تعصب
سے خالی نہین ہے کیونکہ ان لوگون کا اجتماع مسلم کی تصحیح پر جب مقدم ہوسکتا ہے
کہ وہ کسیوجہ معتد بہ کی طرف مستند ہو ورنہ اوسکی تقدیم کی کوئی وجہ نہین ہے،

Marfat.com

پس اگر اسمین اون لوگونکا مستند سلیمان کا ضعف ہے تو یہ تو صحیح نہین
کیونکہ امام احمد اور ابن معین اور دارمی اور ابن سعد اور ابن حبان وغیرہم
نے اونکو ثقہ کہا ہے اور اگر اوسکا تفرد ہی جیسا کہ انمین مشہور ہے تو یہ بھی صحیح
نہین کیونکہ اسکے کئی متابع ہین جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر کوئی اور بات ہے تو
اوسے بیان کرنا چاہیے تاکہ اوسمن نظر کیجاوے - اور یون زبردستی تو ان لوگون
کا اجتماع مسلم کے تصحیح پر مقدم ہو نہین سکتا اور چونکہ ان لوگونکا اجتماع کسیوجہ معتد بہ
کیطرف مستند نہین ہے اسیواسطے محقق لکھنوی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین
کلام کرنے والونکا سبکا کلام رد کیا گیا ہے اور اسکی صحت کا اقرار کرنے والے کا قول صحیح
ہے **اور تیسری حدیث** عن عبد اللہ قال کانوا یقرءون خلف
النبی ص فقال خلطتم علی القرأۃ یعنے عبد اللہ سے روایت ہے کہ لوگ نبی ص
کے پیچھے قرأت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے گڑبڑ کر دیا مجھپر قرأت کو اس
حدیث کو طحاوی نے بسند جید روایت کیا ہے اور اس سے امام کے پیچھے قرأت
کرنے کی ممانعت بخوبی ثابت ہوتی ہے **اور چوتھی حدیث** ان رسول
اللہ ص انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقراءۃ فقال ھل قرا معی احد
منکم انفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول مالی انازع
القرآن یعنے تحقیق رسول اللہ ص نے ایک جہری نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا تم
مین سے کسینے اسوقت میرے ساتھ پڑھا ہے تو ایک شخص نے کہا ہان یا رسول اللہ
پڑھا ہے آپ نے فرمایا تحقیق مین کہتا ہون کیا ہے میرے واسطے کہ مین قرآن مین
جھگڑا کیا جاتا ہون یہ حدیث موطائ امام مالک اور موطائ امام محمد اور سنن ابی داؤد
اور سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ اور شرح معانی الآثار طحاوی وغیرہا حدیث
کی بہت سی معتبر کتابون مین ہے اور ترمذی نے بھی اسکو اخراج کیا ہے اور حسن کہا ہے

Marfat.com

اور اسکے ذیل مین قرأت خلف الامام مین اہل علم کی اختلاف کو بھی ذکر کیا ہے
اور امام کے پیچھے الحمد چھوڑنے کی عدم جواز کی ساتھ قائل ہونے والون کو تشدد
کیطرف نسبت کیا ہے چنانچہ کہا ہے وشدد قوم من اھل العلم فی ترک القراءۃ
وان کان خلف الامام وقالوا لا تجزئ صلوۃ الا بقرأۃ فاتحۃ الکتاب وحدہ کان
او خلف الامام یعنی اہل علم مین سے ایک قوم نے الحمد کے چھوڑنے مین تشدد
کیا ہے اور اگرچہ امام کے پیچھے ہو اور کہا ہے کہ بغیر الحمد پڑھے کوئی نماز نہین ہوتی
اکیلا ہو یا مقتدی اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین کہا ہے کہ میرک نے نقلاً عن ابن
الملقن کہا ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث اِنَّ رسول اللہ ﷺ انصرف من
صلوۃٍ الحدیث کو امام مالک اور امام شافعی اور چارون نے روایت کیا ہے اور
ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے انتہی یہان سے معلوم ہو گیا
کہ امام نووی کا یہ کہنا کہ محدثین نے اس حدیث کے ضعف پر اتفاق کیا ہے
درست نہین ہے اور اس حدیث سے جہری نماز مین قرأت خلف امام کی ممانعت
بخوبی ثابت ہوتی ہے اور وجہ ثبوت کی یہ ہے کہ آپ نے اوس پڑھنے والے کو کیا
ڈانٹ کے ساتھ فرمایا مالی انازع القرآن کیا ہے میرے واسطے کہ مین جھگڑا
کیا جاتا ہون قرآن مین یعنی ادھر مین پڑھتا ہون اودھر تم پڑھتے ہو یہ کیا
بات ہے اور آپ کے اس فرمانے سے لوگون کا آپ کے پیچھے قراءت کرنے سے رک جانا
جیسا کہ ابوہریرہ رضہ اور ابن شہاب نے خبر دی ہے پوری دلیل ہے اسبات کی کہ
اس جملہ کا مفہوم ممانعت ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترمذی نے اپنی جامع مین جس
باب مین اس حدیث کو اخراج کیا ہے اوسکو بترجمہ ماجاء فی ترک القراءۃ خلف
الامام اذا جھر الامام بالقراءۃ۔ مترجم کیا ہے اور امام مالک کے موطا کے جس باب
مین یہ حدیث مروی ہے وہ باین ترجمہ مترجم ہے ترک القرأۃ خلف الامام

Marfat.com

فیما جھر فیہ اور سنن نسائی کی جس باب مین مخرج ہے وہ ترجمہ ترک القراءۃ خلف الامام فیما جھر بہ سترجم ہے فافھم وتدبر ولا تکن من الغفلین **فائدہ** حضرات غیر مقلدین باوجود اسکے کہ جامع ترمذی پر بے کھٹکے عمل کرنے کا حکم دیتے ہین جیسا کہ رسالہ تعلیم المبتدی مصنفہ مولوی محمد سعید صاحب بنارسی مین موجود ہے لیکن پھر ترمذی کی اس حدیث کے بارہ مین اس طرح پر کہتے ہین کہ اس حدیث کی ایک راوی ابن اکیمہ مجہول ہین کیونکہ اونسے بجز ابن شہاب کے اور کسی نے روایت نہین کی اور محدثین کے نزدیک وہ شخص جس سے ایک ہی شخص روایت کرے مجہول ہوتا ہے لہذا یہ حدیث قابل احتجاج نہین ہے سو اسکا جواب ہم **اوّل** تو یہ دینگے کہ مقدمہ ابن صلاح سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری رح نے اپنی صحیح مین بہت سے ایسے لوگونکی حدیثون کو اخراج کیا ہے کہ جنسے ایک ہی ایک شخص نے روایت کی ہے چنانچہ منجملہ اونکے ایک تو مرداس اسلمی ہین کہ اونسے بجز قیس بن ابی حازم کے اور کسی نے روایت نہین کی دوسرے عمرو بن تغلب کہ اونسے بجز حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ کے اور کسی نے روایت نہین کی اور اسی طرح مسلم نے اپنی صحیح مین حدیث نافع بن عمرو غفاری کو اخراج کیا ہے حالانکہ سوا عبداللہ بن صامت کے اونسے کسی نے روایت نہین کی اور نیز حدیث رفاعہ عدوی کو نکالا ہے حالانکہ بجز حمید بن ہلال عدوی کے اونسے کسی نے روایت نہین کی۔ اور نیز اعزمزنی کی حدیث کو اخراج کیا ہے حالانکہ ابوبردہ کے سوا کسی نے اونسے روایت نہین کی اور اسی طرح دونون نے حدیث مسیب بن حزن کو جو کہ ابوطالب کی وفات کو بارہ مین ہے نکالا ہی حالانکہ اونسے بجز اونکے بیٹے کے اور کسی نے روایت نہین کی اسیطرح اور بہت سی حدیثین ایسی ہی لوگون ان دونون کتابون مین ہین تو جو جواب حضرات غیر مقلدین ان لوگونکی مجہولیت کا دینگے وہی جواب

پہ چھوڑنا قراءۃ خلف امام کا جہری نماز مین ۱۲

Marfat.com

ہماری طرف سے ابن الکیمہ کی مجہولیت کا ہے **اور دوم** یہ کہ ابن صلاح نے بعد ذکر کرنے اوس چیز کے جسکو ہمنے مع کسیقدر کمی وبیشی کے بحوالہ اونکے مقدمہ کے ابھی ذکر کیا ہے (اس بات سے کہ بخاری اور مسلم نے صحیحین مین ایسے لوگون کی حدیثون کو اخراج کیا ہے جنسے ایک ہی ایک شخص نے روایت کی ہے الخ) کہا ہے وذلک دال علی مصیرھما الی ان الراوی قد یخرج عن کونہ مجھولا مردود الروایۃ بروایۃ واحد عنہ یعنے بخاری اور مسلم کا صحیحین مین ایسے لوگون کی حدیث کو اخراج کرنا دلالت کرتا ہے اون دونون کی اس بات کی طرف جانے پر کہ راوی کبھی اوس سی ایک شخص کے روایت کرنے سے مجہول مردود الروایۃ ہونے سے نکلجاتا ہے استقراً معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت نکلجاتا ہے جبکہ راوی اوس سے ثقاہت اور حمل علم مین ایسا معروف اور مشہور ہو کہ قائم مقام دو راویونکے ہو تو اس استقرا اور ابو عمرو بن عبد البر اندلسی کی مجہول کی تعریف کو جو کہ مقدمہ ابن صلاح مین ہے جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ مجہول وہ شخص ہے کہ جس سے بجز ایک شخص کے اور کوئی روایت نکرے مگر یہ کہ وہ شخص سوا حمل علم کے اور کسی بات مین مثل زہد وغیرہ کے مشہور ہو یا راوی اوس سے ثقہ اور حمل علم مین معروف ہو سو اس تعریف کے بموجب ابن الکیمہ مجہول نہین ہین کیونکہ ابن شہاب جو اونسے روایت کرنے والے ہین بڑے ثقہ اور مشہور و معروف شخص ہین چنانچہ امام نووی نے تہذیب الاسماء مین اونکے حق مین لکہا ہے تابعی سمع انسا وسھل ابن سعد والسائب بن یزید وابا امامۃ وابا الطفیل وروی عنہ خلائق من کبار التابعین واتباعھم روینا عن اللیث بن سعد قال ما رایت فقط عالما اجمع من ابن شہاب ولا اکثر علما منہ وقال الشافعی لولا الزھری لذھبت السنن من المدینۃ انتھی ملخصا یعنی زہری تابعی ہین

Marfat.com

انھون نے انس اور سہل بن سعد اور سائب بن یزید اور ابو امامہ اور ابو طفیل سے سُنا ہے اور اونسے کبار تابعین اور تبع تابعین مین سے بہت خلقت نے روایت کی ہے لیث بن سعد سے ہم روایت کئے گئے ہین کہ اونھون نے کہا کہ مین نے کبھی کوئی عالم ابن شہاب سے زیادہ جامع اور عالم نہ دیکھا اور امام شافعی نے کہا کہ اگر زہری نہوتے تو مدینہ سے سنن رسول اللہ ص جاتی رہتین اور سوم یہ کہ اگرچہ حضرات غیر مقلدین نے ابن اکیمہ کو نہین پہچانا لیکن ایک جماعت نے نقاد سے اونکو پہچانا اور ثقہ کہا ہے کیا یہ حضرات حافظ ابن حجر کے کلام کو تہذیب التہذیب مین ابن اکیمہ کے ترجمہ مین نہین دیکھتے وہ کہتے ہین کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ وہ صالح الحدیث اور مقبول ہین اور ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ ہمسے محمد بن یحیی ذہلی نے کہا کہ ابن اکیمہ وہ عمار ہے اور کہا جاتا ہے کہ عامر ہے اور ہمارے نزدیک محفوظ عمار ہے اور وہ اوس عمرو بن مسلم کے دادا ہین جنسے مالک بن انس اور محمد بن عمرو بن علقمہ نے حدیث ام سلمہ رض اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ کو روایت کیا ہے مین کہتا ہون کہ ابن عبد البر نے بَابُ من لم یشتھر عنہ الروایۃ و احتملت روایتہ لروایات الثقات عنہ مین کہا ہے کہ ابن اکیمہ مدنی ہین اور ابن معین نے اونکے باب مین کہا ہے کہ ابن اکیمہ کے حق مین زہری کا یہ کہنا کہ مین نے سُنا ہے کہ ابن اکیمہ سعید بن مسیب سے حدیث بیان کرتے تھے تجکو کفایت کرتا ہے انتہی کلام ابن عبد البر اور دوری نے روایۃً عن یحیی بن سعید کہا ہے کہ عمرو بن اکیمہ ثقہ ہے اور یعقوب بن سفیان نے کہا ہے کہ وہ مدینہ کے مشاہیر تابعین مین سے ہین اور ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا ہے انتہی ملخصاً اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین بھی اونکو ثقہ کہا ہے الحاصل ابن اکیمہ ہرگز مجہول نہین ہین کوئی مجہول اونکو زبردستی مجہول کہی تو اسکا تو کچھ علاج نہین

۹ باب اوس شخص کے حق مین جسنے روایت مشہور کی ہو جسکی روایت کسی اور نے نہین کی ہو اور اوسکی روایت قابل قبول ہے ۱۲

Marfat.com

پانچوین حدیث اِنَّ النبی صلے الظھر فجاء رجل فقرأ خلفہ بسبح اسم ربک الاعلی فلما فرغ قال ایکم قرأ قالوا رجل قال قد عرفت ان بعضکم خالجنیھا + یعنی تحقیق نبی صنے ظہر کی نماز پڑہی تو ایک شخص نے آکر آپکے پیچھے سبح اسم ربک الاعلی پڑہی تو آپنے فارغ ہوکر فرمایا تم مین سے کسنے پڑہا ہے اونھون نے کہا ایک شخص نے آپنے فرمایا تحقیق مین نے پہچان لیا کہ بیشک تم مین سے بعض نے جھگڑا کیا مجہہ سے قرارت مین یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور صحیح مسلم مین ہے اس حدیث سے سری نماز مین قراءت خلف امام کی ممانعت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور وجہ ثبوت کی یہ ہے کہ یہ کلام بھی مالی انازع القرآن ہی کی طرح کا ہے تو جبکہ اوسکا مفہوم ممانعت ہے تو اسکا بطریق اولیٰ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ نسائی کے جس باب مین یہ حدیث مروی ہے وہ باب ترجمہ ترک القراءۃ خلف الامام فیما لم یجھر فیہ مترجم ہے۔ **اگر کوئی کہے** کہ اس حدیث سے قرارت خلف امام کی ممانعت ثابت نہین ہوتی کیونکہ ابوداؤد نے اس حدیث کی بارہ مین کہا ہے کہ ابن کثیر نے اپنی حدیث مین کہا ہے کہ شعبہ نے کہا کہ مین نے قتادہ سے کہا کہ گویا حضرت نے اپنے پیچھے قرارت کرنے کو برا جانا تو قتادہ نے کہا اگر برا جانتے تو اوس سے منع کردیتے **تو ہم کہین گے** کہ آپ کا یہ کہنا کہ اس حدیث سے قرارت خلف امام کی ممانعت نہین ثابت ہوتی محض غلط ہے کیونکہ لفظ خالجنیھا سے سراسر ممانعت ٹپک رہی ہے باقی رہا قول قتادہ تو اوسکے نسبت تو میرا کیا سنہ ہے کہ مین کچہہ کہون چھوٹا منہ بڑی بات اچھی نہین ہوتی مگر یہ ہر ذی عقل وانصاف پر ظاہر ہے کہ لفظ خالجنیھا سے برا جانا پورے طور سے ثابت ہے کیونکہ اس قسم کے لفظ برا ہی جاننے کے وقت بولے جاتے ہین اچھا جاننے کے وقت کوئی شخص ایسے لفظ نہین بولتا اور یہی وجہ ہے

Marfat.com

کہ شعبہ بھی اس لفظ سے ہرا جاننا سمجھے اور قتادہ سے اسکا ذکر کیا ہان اگر
یہ کہے کہ صراحۃً ممانعت اس مین نہین ہے تو بجا ہے مگر کنایۃً مین تو کچھ کسر بھی
نہین ہے والکنایۃ ابلغ من التصریح **پھر اگر کوئی کہے** کہ اچھا ہمنے مانا
کہ اس حدیث سے قرارت خلف امام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن پھر بھی
ہم یہ کہین گے کہ الحمد کے سوا اور سورۃ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے نہ الحمد کے۔
تو ہم کہینگے کہ اس طرح تو اگر آپ یون کہنے لگین کہ اسمین تو تسبیح اسم
پڑھنے کی ممانعت ہے نہ اور سورۃ کی تو ہم کب ماننے والے ہین کیونکہ مخالجہ
جیسا سبح اسم مین ویسا اور سورت مین اور جیسا اور سورت مین ویسا الحمد
مین کچھ یہ تو ہے نہین کہ الحمد کے سوا اور سورت پڑھنے مین تو مخالجہ ہو اور
الحمد مین نہو تو جبکہ مخالجہ الحمد مین بھی متصور ہے تو وہ بھی ممانعت مین داخل
ہوگی + **اور چھٹی حدیث** عن انس قال صلی رسول اللہ ثم اقبل
بوجھہ فقال اتقرءون والامام یقرء فسکتوا فسالھم ثلثا
فقالوا انا لنفعلہ قال فلا تفعلوا + یعنی حضرت انس سے روایت ہے کہا
حضرت نے نماز پڑھی پھر لوگون کے طرف منہ کرکے فرمایا کیا تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو
حالانکہ امام پڑھتا ہے تو لوگ چپ ہورہے تو آپ نے اسیطرح تین مرتبہ پوچھا تو
لوگون نے عرض کیا کہ البتہ ہم قرارت کرتے ہین تو آپ نے فرمایا نہ کیا کرو اس
حدیث کو طحاوی نے بسند جید نکالا ہے اس حدیث مین امام کے پیچھے قرارت کرنے
سے حضرت نے صاف صاف منع کردیا اور **ساتوین حدیث** عن عطاء
بن یسار انہ سال زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال
لا قراءۃ مع الامام فی شیء + یعنی عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انھون
نے زید بن ثابت سے امام کے پیچھے پڑھنے سے سوال کیا تو انھون نے کہا کہ امام کے

چھٹی دلیل

ساتوین دلیل

Marfat.com

ساتھ کسی چیز یعنے کسی نماز مین قرأت نہین ہے یہ حدیث صحیح مسلم اور سنن نسائی کے باب سجود القرآن مین ہے اور اس حدیث سے سری اور جہری سب نمازون مین امام کے پیچھے پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے **تنبیہ** اس زمانہ کے بعض علماء نے اپنی بعض تصنیفات مین اس حدیث کا جواب چار طرح سے لکھا ہے اس خاکسار نے اون چارونکا جواب رسالہ ہدایۃ المعتدی مین بخوبی دیدیا ہے توجسکا جی چارون جوابونکا جواب دیکھنے کو چاہے تو اوس رسالہ مین دیکھ لے ورنہ اون چارون مین جو جواب کہ عجیب و غریب ہے، اوسکو مع اوسکے جواب کے فصحت ناظرین کے لئے اور اس رسالہ مین سے بعینہ یہان بھی نقل کئے دیتا ہون اور وہ یہ ہے + + + +

قولہ دوم زید بن ثابت مطلق قرأت کے نفی نہین کرتے بلکہ امام کے ساتھ ساتھ قرأۃ کرنیکے نفی کرتے ہین چنانچہ لفظ مع القرأۃ اس پر دال ہے **اقول** پہلے تو مین پوچھتا ہون کہ حدیث مین لفظ مع القرأۃ ہے ہی کہان جو دال ہو اِسی ہوش و حواس پر نعرہ ہل من مناظر مارتے ہو ہان لفظ مع الامام ہے اور پھر جواب دیتا ہون کہ اول تو حضرت زید بن ثابت نے امام کے ساتھ ساتھ قرأۃ کرنیکی نفی نہین کی ہے بلکہ مطلق قرأۃ کی نفی کی ہے کیونکہ زید بن ثابت اون صحابہ مین سے ہین جو قرأۃ خلف امام کی منع کرنے والی ہین چنانچہ حافظ ابن حجر درایہ مین لکھتے ہین انما یثبت ذلک ای المنع عن ابن عمر و جابر و زید بن ثابت و ابن مسعود انتہی اور جو شخص منع کرنے والا قرأت مذکورہ کا ہے اوسکی مراد جواز قرأۃ کیسے ہو سکتی ہے اور نیز لفظ کہ قراءۃ مع الامام مین لا نفی جنس کا ہے اور دوسرے لفظ مع کے معنی ساتھ ساتھ (جیسے کہ آنصاحب نے سمجھے ہین) نہین ہین ورنہ حدیث عبد اللہ بن سلام قال مکتوب فی التورٰیۃ صفۃ محمد ﷺ و عیسی بن مریم یدفن معہ الحدیث اور نجاشی کے قول جاء البرد و الجبات مین مشکل پڑیگی اور نیز یہ تاویل متضمن آپ لوگون کے

یعنی قرأۃ خلف امام کا منع کرتا فقط ابن عمر اور جابر اور زید بن ثابت اور ابن مسعود سے ثابت ہوا ۱۲

مذہب کی تردید کو ہوگی کیونکہ جبکہ بموجب آپ کے قول کے لاقراءۃ مع الامام
کے معنی (نہین قرأت ہے ساتھ ساتھ امام کی) ہوئے تو اس حدیث سے تو امام کے
ساتھ ساتھ یعنی علی سبیل المنازعہ قرأت کرنے کی ممانعت ثابت ہوئی اور آپ لوگونکا
مذہب بھی یہی ہے چنانچہ مولوی سعید صاحب بنارسی اپنے رسالہ تعلیم المبتدی کے حصہ
دوم کے صفحہ ۴ مین لکھتے ہین کہ منازعت کو تو ہم بھی منع کرتے ہین انتہی لیکن حدیث ابی نعیم
انہ سمع عبادۃ بن الصامت عن النبی قال ھل تقرؤن فی الصلوۃ معی قلنا
نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب سے اسکا یعنی ساتھ ساتھ پڑھنے کا جواز
ثابت ہوتا ہے کیونکہ بموجب آپکے قول کے ترجمہ اسکا یہ ہوا حضرت نے فرمایا کیا تم لوگ
نماز مین میرے ساتھ ساتھ پڑھتے ہو ہمنے کہا ہان حضرت نے فرمایا مت پڑھو یعنی
میرے ساتھ ساتھ مگر سورہ فاتحہ یعنے اسکو میرے ساتھ ساتھ پڑھو تو واہ واہ جزاک اللہ
یہ خوب تاویل کی جس سے آپ کے مذہب کی تردید آپ ہی کے منہ سے ہوگئی ع
ہم الزام اونکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا اور علاوہ انکے اور بہت حدیثین قریب
پچیس تیس کے امام صاحب کے اس مذہب کی موید ہین بخوف طول اسیقدر پر اکتفا
کیجاتی ہے لیکن باوجود ان دلائل کے بعض علماء کہتے ہین کہ اس مسئلہ مین امام صاحب
کا مذہب بوجہ کفایت کرنے قرارت امام کے مقتدی کو ترک قرارت ہی بغیر منع کر
چنانچہ ابن حبان نے کتاب الضعفاء مین کہا ہے اھل الکوفۃ انما اختاروا
ترک القراءۃ لانھم لم یجیزوہ یعنی کوفہ والون نے ترک قرأت کو اختیار
کیا ہے نہ یہ کہ قرأت کو اونھون نے جائز نہین رکھا تو اول تو محقق کمال الدین
ابن ہمام رح نے ابن حبان کو اہل کوفہ کی طرف اختیار ترک قرأت کو مع جواز کے
نسبت کرنے کو رد ہی کر دیا ہے چنانچہ فتح القدیر مین کہا ہے۔ ولیس مانسبہ
الی اھل الکوفۃ بصحیح یعنے جو کچھہ کہ ابن حبان نے اہل کوفہ کے طرف نسبت

Marfat.com

کیا ہے وہ صحیح نہین ہے **لیکن** برتقدیر تسلیم یہ مذہب بھی امام صاحب کا مدلل
باحادیث صحیحہ اور آثار قویہ ہے منجملہ اونکے **ایک** تو حدیث **من صلی خلف الامام**
فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ ہے یعنی جسنے امام کے پیچھے نماز پڑھی پس بیشک
امام کے قرأت اوسکے واسطے قرأت ہے یعنی اوسکو قرأت کرنے کی کچھہ ضرورت
نہین یہ حدیث سنن ابن ماجہ[1] اور مسند امام احمد اور مسند احمد بن منیع اور
مسند عبد بن حمید اور کامل ابن عدی اور شرح معانی الآثار طحاوی اور موطائے
امام محمد اور کتاب الآثار امام محمد اور مسند امام ابوحنیفہ رح وغیرہا حدیث کی بہت سی
معتبر کتابون مین ہے اور بہت طریقون سے مروی ہے بعضے اونمین سے صحیح مرفوع ہین
بعضی صحیح مرسل بعضی ضعیف منجملہ طرق صحیحہ مرفوعہ کے **ایک تو طریق** امام محمد رح
کا ہے وہ امام ابوحنیفہ سے وہ موسی بن ابی عائشہ سے وہ ابن شداد سے وہ جابر رض
سے یہ طریق اسکے سب طرق مین عمدہ ہے یہان تک کہ ابن ہمام نے کہا ہے کہ یہہ
طریقہ صحیح ہے اور پر شرط بخاری اور مسلم کے اور عینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے
کیونکہ ابوحنیفہ تو ابوحنیفہ ہی ہین انکا تو ذکر ہی کیا[2] ہے اور موسی بن ابی عائشہ کوفی
ثقہ اور ثبت لوگون اور صحیحین کے راویون مین سے ہین اور عبداللہ بن شداد شام کے
بزرگون اور ثقہ لوگون مین سے ہین اور حضرت جابر رض تو صحابی ہی ہین انتہی اور
اس حدیث کو امام محمد نے اس طریق سے موطا اور کتاب الآثار مین روایت کیا ہے
لیکن کتاب الآثار مین اسمین **ایک قصہ**[3] بھی ذکر کیا ہے اس طرح کہ صلی رسول اللہ ص
ورجل خلفہ یقرا فجعل رجل من اصحاب رسول اللہ ینہاہ عن القراءۃ فی
الصلوٰۃ فقال انتہائی عن الصلوٰۃ خلف رسول اللہ فتنازعا حتی سمع رسول
اللہ فقال من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی آنحضرت ص نے
نماز پڑھی تو ایک شخص آپکے پیچھے پڑھنے لگا تو آپکے اصحاب مین سے ایک شخص نے

---

[1] نہو کما ہون انتہی ملخصا ۱۲ [2] یہ قصہ حاکم وغیرہ اور بھی کئی شخصون کی روایت مین ہے اور اس قصہ مین قراءۃ

Marfat.com

اوسکو نماز مین قرارت کرنے سے روکنا شروع کیا تو اوس نے کہا کیا تو مجھے حضرت
کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے اسی مین وہ دونون جھگڑ پڑے یہانتک کہ حضرت نے
سنا تو آپنے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھی امام کی قرارت اوسکے لیے قرارت ہے
یعنی اوسکو پڑھنے کی کچھہ ضرورت نہین **اور دوسرا**- احمد بن منیع کا اونھون
نے اپنی مسند مین کہا ہے ثنا اسحٰق الازرق ثنا سفیان الازرق ثنا سفیان
وشریک عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر
قال قال رسول اللہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی حدیث
بیان کی ہم سے اسحٰق ازرق نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان ازرق نے
اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان اور شریک نے وہ روایت کرتے
ہین موسی بن ابی عائشہ سے وہ عبد اللہ بن شداد سے وہ حضرت جابر رضہ سے
کہا فرمایا رسول اللہ صہ نے جس شخص کا امام ہے امام کی قرارت اوسکی قرأۃ ہے **اور**
تیسرا ابھی انھین کا انھون نے کہا وحدثنا جریر عن موسی بن ابی عائشۃ
عن عبد اللہ بن شداد مرفوعا من کان لہ الخ یعنی اور حدیث بیان کی ہم سے
جریر نے وہ روایت کرتے ہین موسیٰ بن ابی عائشہ سے وہ عبد اللہ بن شداد سے
مرفوعاً کہ جس شخص کا الخ اس طریق مین لفظ عن جابر کو ذکر نہین کیا **اور**
چوتھا عبد بن حمید کا اونھون نے کہا نا ابو نعیم + نا الحسن بن صالح عن
ابی الزبیر عن جابر عن رسول اللہ من کان لہ امام الخ یعنی خبر دی ہمکو
ابو نعیم نے اونھون نے کہا خبر دی ہمکو حسن بن صالح نے وہ روایت کرتے ہین
ابو الزبیر سے وہ حضرت جابر رضہ سے وہ رسول اللہ صہ سے کہ جس شخص کا امام ہے الخ
اور پانچوان ابو عبد اللہ حاکم کا اونھون نے کہا حدثنا ابو محمد بن محمد بن
حمدان الصیرفی ثنا عبد الضحاک الفضل البلخی ثنا مکی بن ابراھیم عن

Marfat.com

ابی حنیفہ عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد بن
الہاد عن جابر بن عبد اللہ ان النبی ص الحدیث مثل روایت کتاب الآثار
امام محمد مذکور کے اور چھٹا۔ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی سند بروایت
حصکفی مین ہے ابو حنیفۃ عن موسی عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن
عبد اللہ ان رسول اللہ قال من کان لہ امام الحدیث یعنی امام ابو حنیفہ رح
موسی سے روایت کرتے ہین وہ عبد اللہ بن شداد سے وہ حضرت جابر بن عبد اللہ سے
کہ تحقیق رسول اللہ ص نے فرمایا کہ جس شخص کا امام ہے الخ اور علاوہ انکے اس حدیث
کے صحیح مرفوع اور بھی کئی طریق ہین لیکن یہان پر بخوف طول اسیقدر پر اکتفا کیجاتی ہے
اور مرسلاً تو اسکو موسی بن ابی عائشہ سے بہت سے حفاظ حدیث نے روایت کیا ہے
چنانچہ دار قطنی نے کہا ہے وقد رواہ الثوری وابو الاحوص وشعبۃ
واسرائیل وشریک وابو خالد وابن عیینۃ وجریر وغیرہم عن
موسی مرسلاً یعنی اور تحقیق روایت کیا ہے اوسکو یعنی اوس حدیث من کان لہ
الخ کو ثوری اور ابو الاحوص اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابو خالد اور
ابن عیینہ اور جریر وغیرہم نے موسی سے مرسلاً اور مرسل ہمارے یہان کیا بلکہ
ایک جماعت محدثین کے نزدیک مقبول اور حجت ہے اور بلکہ تابعین کا مرسل کے
مقبول اور حجت ہونے پر اجماع ہے اور ضعیف طریقون سے بھی بوجہ کثرت اور تعدد
طرق کے درجہ حسن کو پہونچگئی ہے۔ غرضکہ آخر الامر یہ حدیث دو قسم کی ہوگئی صحیح اور
حسن اور یہ دونون قسمین اول درجہ کی دلیل ہین اور اس حدیث کے متعلق اور بحث
مع اثبات عدالت امام صاحب کے اس احقر کے رسالہ فتح القیوم مین پورے طور سے
ہے جسکا جی چاہے اوسمین دیکھے **تنبیہ**۔ بعض علمانے اپنے بعض تصانیف مین
لکھا ہے کہ یہ حدیث کل طرق سے ضعیف ہے تو اونکے اس قول کی قلعی ہمارے

Marfat.com

ان چہ طریقون کی تحریر سے بخوبی کھل گئی **فائدہ** اگر کوئی شخص کہے کہ اس حدیث کا مورد حضرت کے پیچھے ظہر یا عصر کے نماز مین سبح اسم کا پڑہنا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضہ سے کئی طریق سے مروی ہے تو یہ اسکے ماعدائے فاتحہ مین وارد ہونے کا پورا شاہد ہے تو ہم کہین گے کہ اس حدیث مین لفظ قرأۃ مصدر مضاف ہے طرف امام کے اور مصدر مضاف افادہ عموم کا دیا کرتا ہے اور اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث مین لفظ قرارت بوجہ عموم کے شامل ہے فاتحہ اور غیر فاتحہ کو اور حدیث عبادہ وغیرہ خاص باب فاتحہ مین ہین اور جبکہ عام اور خاص معارض ہوتے ہین تو عام خاص سے خاص کر لیجاتی ہے۔ ہم کہین گے کہ اول تو یہان تعارض ہی نہین اور بر تقدیر تسلیم یہ قول آپ کا اوسکے نزدیک مستقیم ہوگا جو عام کے ظنی ہونے کا قایل ہے اور جو لوگ اوسکے قطعی ہونیکے قایل ہین اونکے نزدیک حکم تعارض کا اوسی قدر مین ثابت ہوگا جسقدر کو وہ دونون شامل ہین پھر اگر کوئی کہی کہ جبکہ اس حدیث کے بموجب امام کے قرأۃ مقتدی کے قرارت ہے تو امام کے پیچھے ثنا وغیرہ کچھہ بھی نہ پڑھنا چاہیے تو ہم کہین گے کہ اس حدیث مین لفظ قرأت مطلق ہر اور کلام عرب مین لفظ قرارت اور اسکے مشتقات کا اطلاق بغیر تقیید کے ساتھہ مقرو کے فقط قرآن پڑھنے پر ہوتا ہے تو حدیث کے معنی یہ ہین کہ امام کا قرآن پڑھنا مقتدی کا قرآن پڑھنا ہے نہ یہ کہ امام کا ثنا وغیرہ سب پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے اور باقی اعتراضات کا جواب دُرمنظوم اور فتح القیوم مین ہے **اور دوسری حدیث** عن جابر بن عبد اللہ عن رسول اللہ ص انہ قال من صلی رکعۃ فلم یقرا فیھا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام یعنے حضرت جابر رض رسول اللہ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جس شخص نے ایک رکعت پڑھی پس اوسمین نہ پڑھا ام القرآن کو پس نہ پڑھی اوس نے وہ رکعت یعنی وہ رکعت اوسکے نہ پڑھنے کے برابر ہے مگر

Marfat.com

امام کے پیچھے یعنے اس حالت مین وہ رکعت اوسکی ہوجائیگی اس حدیث کو طحاوی نے اخراج کیا ہے اور یہ حدیث بھی مثل حدیث عبادہ کے خاص ہے اس سے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا وجوب جوکہ حدیث عبادہ سے ثابت ہوتا تھا صاف جاتا رہا۔

تنبیہ آجکل کے بعض علمانے اپنے بعض تصنیفات مین لکھا ہے کہ اس حدیث کے اسناد مین ایک راوی یحیی بن سلام ضعیف ہین لہذا یہ حدیث حجت نہو گی تو اسکے جواب مین یہ کہتا ہون کہ حدیث ضعیف دو قسم ہے ایک شدید الضعف اور وہ وہ حدیث ہے کہ ضعف اوسکا اتہام کذب یا شذوذ یا فحش خطا وغیر ذلک کی جہت سے ہو اور دوسری خفیف الضعف اور وہ وہ ہے کہ ضعف اوسکا سوء حفظ یا اختلاط یا تدلیس کی جہت سے ہو تو قسم اول کا ضعف تو کسیطرح منجبر نہین ہوتا اور نہ وہ حجت ہوتی اور قسم ثانی کا ضعف تعدد طرق یا متابع اور شاہد سے منجبر ہوجاتا ہے اور وہ حجت ہوتی ہے تو یہ حدیث دوسری قسم مین سے ہے کیونکہ یحیی بن سلام قطع نظر اس سے کہ ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا ہے اور ابو زرعہ نے اونکے حق مین لا بأس بہ کہا ہے جیسا کہ لسان المیزان مین ہے متہم بالکذب یا فاحش الغلط وغیر ذلک نہین ہے لہذا اسکا ضعف حدیث ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ متقدم سے جوکہ اسکے شاہد ہی منجبر ہوجائیگا اور یہ حدیث حسن لغیرہ کہلائی گی اور حسن لغیرہ دلیل قوی ہوتی ہے کما لا یخفی علی ماہر فن اصول الحدیث اور تیسری حدیث حضرت جابر کی من صلی رکعۃ لم یقرا فیہا بأم القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام یعنی جس شخص نے ایسی رکعت پڑھی کہ اوسمین الحمد نہ پڑہی تو نہ پڑھی مگر جبکہ امام کے پیچھے ہو اس حدیث کو ترمذی نے اپنے جامع مین اخراج کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور یہ حدیث بھی اوپر کے حدیث کی طرح خاص ہی ہے تو یہ بھی وہی فائدہ دیگی جو اوسنے دیا **تنبیہ** اس زمانہ کے بعض علماء نے اپنے بعض تصانیف مین

یہ بر تقدیر تسلیم ہے کہ حدیث عبادہ سے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا وجوب ثابت نہین ہوتا ہے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب آتا ہے ۱۲

Marfat.com

اس حدیث کا دو طرح سے جواب دیا ہے اس خاکسار نے. اون دونون جوابونکا
جواب رسالۂ ہدایۃ المعتدی اور در منظوم مین اور پھر جواب کا جواب فتح القیوم مین
بخوبی دیدیا ہے جسکا جی چاہے اونمین دیکھ لے اور علاوہ ان حدیثون کے اور
بھی صحیح حدیثین امام صاحب کی اس مذہب کی مؤید ہین مشتی نمونہ خروارے
یہان پر چند حدیثین ذکر کر دی گئین ہین **الحاصل** امام صاحب کا مذہب
اول اور بر تقدیر تسلیم مذہب ثانی بھی احادیث صحیحہ کے موافق اور اخبار قویہ کے
مطابق ہے جو لوگ آپ کے مذہب کو غیر صحیح اور ضعیف اور خلاف حدیث گمان
کرتے ہین اور اپنے اس گمان فاسد سے آپ کو برا کہتے ہین وہ لوگ بڑی ٹوٹے
مین ہین قیامت کے دن اسکی کیفیت اونکو بخوبی معلوم ہو جائیگی اللہ تعالیٰ
سب مسلمانون کو ایسے گمان سے اپنی پناہ مین رکھے اور اپنی اور اپنے رسول اور
امام ابو حنیفہ رح کی کہ از جملہ اولیا ہین اطاعت نصیب کرے آمین ثم آمین ۔ دوسری
فصل امام مالک کے مذہب کے بیان مین + جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ مین امام
مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ سری نمازون مین امام کے پیچھے قرأت
کیجائے جہری مین نہین چنانچہ اونکے مؤطا مین ہے قال یحیی سمعت مالکا یقول
لامر عندنا ان یقرا الرجل وراء الامام فیما لا یجھر فیہ الامام
بالقراءۃ ویترک القراءۃ فیما یجھر فیہ الامام بالقراءۃ یعنی یحیے
نے کہا ہے کہ مین نے امام مالک کو سنا کہ فرماتے تھے کہ میرے نزدیک تو امر قرأۃ
خلف امام اسطرح پر ہے کہ جس نماز مین امام پکار کر قرارت نہین کرتا اوسمین
مقتدی امام کے پیچھے قرارت کرے اور جسمین امام پکار کر قرارت کرتا ہے
اوسمین ترک کرے اور دلیل اونکی آیۂ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ
وانصتوا لعلکم ترحمون ہے وہ فرماتے ہین کہ یہ آیت قرارت خلف امام

Marfat.com

ہی کے بارہ مین نازل ہوئی ہے۔ **تیسری فصل** امام شافعی کے مذہب کے بیان مین + جانا چاہیے کہ اِس مسئلہ مین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہین ایک تو قول اونکا موافق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہے یعنے مقتدی سری نماز مین امام کے پیچھے قرارت کرے جہری مین نہین یہ مذہب اونکا عراق مین تھا اور دلیل اسکی وہی آیت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ مقتدی سرّی اور جہری سب نمازون مین امام کے پیچھے الحمد پڑھے یہ مذہب اونکا مصر مین آکر ہوا اور اسکی بہت بڑی دلیل حدیث عبادہ ہے کنا خلف رسول اللہ ص فی صلوٰۃ الفجر فقر فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف امامکم قلنا نعم یا رسول اللہ ص فقال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرا بھا یعنے ہملوگ فجر کی نماز مین رسول اللہ کے پیچھے تھے پس آپ نے قرارت کی پس آپ کے اوپر قرأت بھاری ہوگئی پس جبکہ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا شائد تم لوگ امام کے پیچھے پڑھتے ہو ہمنے عرض کیا ہان اے رسول اللہ پس آپنے فرمایا نہ پڑھا کرو مگر الحمد پس تحقیق جسنے اوسکو نہ پڑھا اوسکی نماز نہین ہوئی یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی وغیرہا کتب حدیث مین ہے

فائدہ جانا چاہیے کہ حضرات غیر مقلدین تو اس حدیث وامثالہ سے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا وجوب ثابت کرتے ہین اس طرح پر کہ اس حدیث مین حضرت نے مقتدیون کو الحمد پڑھنے کا امر فرمایا اور ظاہر امر کا وجوب ہے اور خاکسار کہتا ہے کہ ہمارے علماء مین سے بعضون نے اس حدیث کو ابتدائے اسلام پر حمل کیا ہے اور بعضون نے منسوخ سمجھا ہے اور تاریخ اسکا حدیث

Marfat.com

ابوہریرہ رض اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ص انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃٍ جَھَرَ فِیْھَا بِالْقِرَاءَۃِ الْحَدِیْث کو بوجہ ابوہریرہ رض کے متاخر الاسلام ہونے کے گمان کیا ہے اور اگر یہ حدیث غیر منسوخ اور غیر محمول علی ابتداء الاسلام ہی قرار دی جائے تو تب بھی اس سے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا وجوب ہرگز ہرگز نہین ثابت ہوتا اور نہ ثابت ہونے کی وجہ اوّل تو یہ ہے کہ وہ حضرات اس حدیث مین سے اپنے دعوے کی دلیل یا تو جملہ لَا تفعلوا اِلَّا بام القرآن کو گردانین گے یا فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ الخ کو سو جملہ اولی کے دلیل گردانے مین تو یہ ہے کہ اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے کہ نہی سے استثناء فقط مستثنےٰ کی حیز نہی سے نکلجانے پر دلالت کرتی ہے نہ اوسکے لازم کرنے پر باقی رہا جملہ ثانیہ سو وہ اپنے امثال کے طرح عام ہے لہذا حدیث مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ وامثالہ سے خاص کرلیا جائیگا اور وجہ ثانی جمع ہے درمیان اس حدیث وامثالہ اور احادیث اجزاء قرأۃ الامام للمقتدی اور احادیث جواز صلوٰۃ المقتدی بلا قرأۃ الفاتحۃ کے حدیث جابر رض مَنْ صَلّٰی رکعۃً اور نیز مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ مقتدی کی نماز بغیر الحمد پڑھے جائز ہونے پر صاف صاف دلالت کر رہے ہین تو پھر حدیث عبادہ وغیرہ سے وجوب کیسے ثابت ہو سکتا ہی الحاصل ایسی کوئی حدیث نہین جس سے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی فرضیت یا وجوب ثابت ہوتا ہو باقی رہا جواز سو اوسکے معارض منع کی حدیثین ہین اور یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ تعارض کے وقت منع جواز پر مقدم ہوتا ہے کما صرح بہ ابن الھمام فی فتح القدیر۔

چوتھی فصل

امام احمد بن حنبل رح کے مذہب کے بیان مین۔ معلوم کیا چاہئے کہ تعلیق ممجد سے معلوم ہوتا ہی کہ اس مسئلہ مین امام احمد رح کا مذہب موافق امام مالک رح کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ یہ کہتے ہین کہ اگر مقتدی جہری نماز مین امام کے

ف یہ حدیث پوری مع ترجمہ کی اس باب کی فصل اول مین گذر چکی ۱۲

اتنا قریب ہو کہ اوسکے قرأۃ کو سنتا ہو تو اس حالت مین اوسکے پیچھے نہ پڑھے اور دلیل اسکی وہی آیت ہے جو امام مالک کی دلیل ہے اور جامع ترمذی مین ہے کہ امام احمد کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مصلی الحمد کو نہ چھوڑے گو مقتدی ہو اور دلیل اسکی وہی حدیث عبادہ ہے لیکن جامع ترمذی ہی مین یہ بھی ہے کہ امام احمد نے حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کو بدلیل حدیث جابر من صلے رکعۃ الخ کے اکیلے کے حق مین سمجھا ہے اور مقتدی پر الحمد پڑھنے کی واجب نہ ہونیکے ساتھ قائل ہوئے ہین **فائدہ** اس زمانے مین جو فرقہ شوکانیہ یا نذیریہ یا صدیقیہ یعنی حضرات غیر مقلدین حضرات شافعیہ کی بولی بولتے ہین اور کہتے ہین کہ الحمد کا نماز مین پڑھنا فرض ہے تو یہ قول اونکا خلاف قرآن کے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو عام طور پر قرآن مین سے اوس چیز کے پڑھنے کا حکم کیا ہے جو کہ نمازی پر آسان ہو کسی خاص سورت یا کسی خاص رکوع یا کسی خاص آیت کے پڑھنے کا حکم نہین کیا چنانچہ فرمایا ہے فاقرءوا ما تیسر من القرآن یعنی پس پڑھو تم نماز مین جو آسان ہو قرآن سے تو جبکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن مین سے جو چیز نمازی پر آسان ہو اوسکے پڑھنے کا حکم فرماوے اور یہ فرقہ خاص سورہ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض قرار دے تو یہ قول انکا خلاف قرآن کے نہوگا تو اور کیا ہوگا باقی رہی حدیث لا صلوٰۃ[1] الا بفاتحۃ الکتاب سو اس سے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی فرضیت نہین ثابت ہوتی کیونکہ اسمین مثل حدیث لا صلوٰۃ[2] بحضرۃ الطعام اور لا صلوٰۃ[3] لجار المسجد الا فی المسجد اور لا صلوٰۃ[4] لعبد ابق کی نماز کی صفت یعنی کمال کی نفی ہے ذات کی نہین یعنی اس حدیث کے معنی یہ ہین کہ بغیر الحمد پڑھے نماز پوری نہین ہوتی یہ معنی نہین کہ بغیر الحمد پڑھے نماز بالکل نہین ہوتی اور نیز یہ خبر واحد ہے تو اگر ہم اس سے نماز مین سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی فرضیت کے قائل ہوتے ہین تو خبر واحد سے زیادتی قرآن پر لازم آتی ہے اور وہ ہمارے یہان جائز نہین تو بس حد کا درجہ یہ ہے کہ اس حدیث سے سورہ فاتحہ کا وجوب ثابت ہوگا سو وہ بھی بدلیل دوسری حدیثونکے اکیلے اور امام کے حق مین مقتدی کے حق مین نہین اور اگر کوئی

[1] نہین نماز ہوتی مگر ساتھ الحمد کے ۱۲

[2] جب انسان بھوکھا ہو تو کھانا موجود ہوتے ہوئے نماز نہین ہوتی ۱۲

[3] مسجد کے پڑوسی کی نماز نہین ہوتی مگر مسجد مین ۱۲

[4] بھاگے ہوئے غلام کے نماز نہین ہوتی ۱۲

Marfat.com

کوئی کہے کہ حدیث عبادہ مین آپنے خاص کر مقتدیون کو بھی الحمد پڑھنے
کا امر فرمایا ہے اور امر مطلق کا مفاد وجوب ہے تو حدیث عبادہ سے مقتدی
پر بھی الحمد پڑہنے واجب ہوگی تو اولاً تو اسکے جواب مین ہم یہ کہین گے کہ
امر مطلق کا مفاد وجوب جب ہی تک ہی کہ جب تک کوئی دلیل اوسکے خلاف
پر قائم نہو تو یہان پر تو احادیث اجزار بہت پکی دلیلین اوسکے خلاف
پر قائم ہین تو باوجود قیام ان دلائل کے مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا
حدیث عبادہ سے کیسے واجب ہو سکتا ہے اور ثانیاً یہ کہ یہہ بھی خبر واحد ہی
تو اگر ہم اس سے مقتدی پر سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی وجوب کے قائل ہوتے
ہین تو خبر واحد سے زیادتی قرآن یعنی اللہ کے قول وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ پر
لازم آتی ہے اور وہ ہمارے یہان جائز نہین تو پس الحمد کی فرضیت اور وجوب
ثبوت کسی آیت اور حدیث سے نہین یہ فقط ان لوگون کی مفت کی باتین ہین اور
کچھہ نہین **پانچوان باب** آمین کہنے کے بیان مین **پہلی فصل** امام اعظم رح
کے مذہب کے بیان مین پوشیدہ نرہے کہ امام صاحب کا قول تو اس مسئلہ مین
یہ ہے کہ مقتدی آمین کہے امام نہ کہے ایسا ہی کہا ہے امام محمد نے
اپنی مؤطا مین لیکن عمل ہمارے مذہب مین امام محمد رح کے
قول پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب امام سورہ فاتحہ سے فارغ ہو تو وہ اور اوسکے
مقتدی آمین کہین لیکن آہستہ اور دلیلین اس قول کی کئی ہین منجملہ اونکے
ایک وہ حدیث ہے جسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اس
اسناد سے روایت کی ہے حدثنا وکیع ثنا سفیان عن سلمۃ بن کھیل
عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت النبی قرا ولا الضالین
فقال آمین وخفض بھا صوتہ یعنی حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے

Marfat.com

اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے وہ سلمہ بن کہیل سے وہ
حجر بن عنبس سے وہ وائل بن حجر سے کہا سُنا مین نے نبی ص کو کہ پڑھا وَلَا الضالین
پس کہا آمین اور پست کیا ساتھ اوسکے اپنی آواز کو یعنی آہستہ کہا **تنبیہ**
بعض علما رغیر مقلدین نے اس روایت کی نسبت لکھا ہے کہ یہ روایت دو وجہ
سے قابل احتجاج نہین ہین وجہ اول یہ کہ سنن دار قطنی سے معلوم ہوا کہ وکیع نے جو
سفیان سے روایت کی ہے اوسمین یمد بھا صوتہ ہے نہ حفض بھا صوتہ
پس حفض بھا صوتہ۔ تصحیف وخطا ہے دوم بر تقدیر تسلیم اس امر کے
یہ ہے کہ وکیع نے مخالفت کی ہے ساتھ آئمہ ثقات کے مانند محمد بن کثیر ویحیٰی بن
سعید وعبد الرحمن بن مہدی ومحاربی وفریابی کے پس یہ حدیث باین الفاظ ہر گز
قابل اعتماد نہین ہوسکتی ہے انتہی سو وجہ اول تو محض پوچ ہے اور اوسکا
پوچ ہونا ناظر نسخ متعددہ مصنف ابن ابی شیبہ پر ظاہر ہے علاوہ اسکے ہوسکتا ہے
کہ وکیع نے سفیان سے دونون طرح روایت کیا ہو جیسا کہ اکثر روایات مین
ہوتا ہے اور دوسری وجہ کے جواب مین ہم اول تو وہی کہین گی جو کہ امام مسلم
نے سلیمن کے بارہ مین ابو نضر کے بھانجے ابو بکر کے جواب مین کہا تھا یعنی ہم کہینگے
کہ وکیع بڑے کامل الحفظ ہین انکو انکے غیر کی مخالفت مضر نہو گی۔ حافظ ابن حجر
تہذیب مین انکے نسبت لکھتے ہین وکیع بیٹا جراح میٹے ملیح رواسی کا کنیت اونکی
ابو سفیان ہے روایت کی اونھون نے اپنے باپ اور اسمعیل ابن ابی خالد اور
اور ایمن باہل اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کی اونسے اونکے بیٹون۔
سفیان اور ملیح اور عبید اور اونکے شیخ سفیان ثوری اور ابو بکر بن ابی شیبہ
اور عثمان بن ابی شیبہ دونون بھائیون اور ابو خیثمہ اور حمیدی نے کہا احمد بن
حنبل رح نے نہین دیکھا مین نے حافظ علم کا زیادہ وکیع سے اور اونھون نے

Marfat.com

کہا ہے کہ وکیع مطبوع الحفظ تھے یعنے اونکی یادداشت خوب تھی اور اونھون نے
کہا ہے کہ اپنے وقت مین مسلمانون کے امام تھے اور ابن معین نے کہا ہی نہین
دیکھا مین نے افضل وکیع سے تو اونسے کہا گیا کہ کیا ابن مبارک کو فضل نہ تھا
کہا کہ اونکو بھی فضل تھا لیکن نہین دیکھا مین نے افضل وکیع سے تھے
مستقبل قبلہ حفظ کرتے تھے حدیث کو قیام کرتے تھے رات کو روزہ رکھتے تھے
دن کو انتہی **الحاصل** کلام راد کا مردود ہے اور روایت مذکورہ کے قابل
احتجاج کیا بلکہ حجت قویہ ہونے مین کچھہ شک نہین - **دوسری حدیث**
قال رسول اللہ ص اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا امین فان
الملئکۃ تقول وان الامام یقول امین الحدیث یعنی رسول اللہ ص
نے فرمایا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو پس تحقیق فرشتے آمین کہتے
ہین اور تحقیق امام بھی کہتا ہے یہ حدیث نسائی اور مصنف عبد الرزاق وغیرہما کتب
حدیث مین ہے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہے کہ جبکہ حضرت نے
ہمکو معلوم کرایا کہ امام آمین کہتا ہے تو اس سے امام کا آہستہ آمین کہنا ثابت
ہوا کیونکہ اگر وہ پکار کر کہتا تو خود ہی مسموع ہوتا حضرت کو معلوم کرانے کی کچھہ
حاجت نہ تھی اور جب امام کے لئے آہستہ کہنا ثابت ہوا تو مقتدیون کے واسطے
بھی ہوا کیونکہ اس مسئلہ مین امام اور مقتدی ایک ہین **فائدہ** ابراہیم
بن محمد حلبی نے صغیری شرح منیہ مین اس حدیث کی نسبت لکھا ہے کہ آمین کے
باب مین چونکہ احادیث فعلیہ باہم متعارض ہوئین ہین (جیسا کہ محقق غیر مقلدین
نواب صدیق حسن خان صاحب کے قول کہنا آمین کا بجہر و باسرار دونون طرح پر
ثابت ہوا ہے انتہی سے بھی جو کہ اونکے اوس تفسیر ترجمان القرآن مین ہے جبکی کیفیت
تعریف رسائل غیر مقلدین سے رسالہ تحفۃ البررہ مین منقول ہے معلوم ہوتا ہی ہم

Marfat.com

لہذا بدلیل اس حدیث قولی کے آمین آہستہ کہنے کو ترجیح دیجائیگی۔

تیسری حدیث عن عبد اللہ بن مسعود قال اربع یخفیھن الامام سبحانک اللھم والتعوذ وبسم اللہ واٰمین یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ چار چیزون کو امام پوشیدہ کہی ایک سبحانک اللہم دوسرے اعوذ باللہ تیسرے بسم اللہ چوتھے آمین۔ یہ حدیث ہدایہ مین ہے اور امام زیلعی نے نصب الرایہ مین اسکو غریب کہا ہے، اور واقف فن اصول حدیث پر ظاہر ہے کہ حدیث غریب اصل مین صحیح ہوتی ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ مین فرماتے ہین الحدیث الصحیح ان کان روایہ واحد الیسمی غریبا یعنی حدیث صحیح کا راوی اگر ایک ہو تو وہ غریب کہلاتی ہی اور اگرچہ یہ موقوف ہے لیکن مرفوع کی تائید کے لئے کافی ہے چوتھی یہ کہ آمین دعا ہے صراح مین ہے اٰمین فی الدعاء اجابت کن وچنین باد ایمد ولیقصر منتیا علی الفتح انتھی اور حضرات غیر مقلدین کے اعلیٰ درجہ کے پیشوا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مختار آمین کا دعا ہی ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونھون نے حضرت عطاء کے قول امین دعاء کو اپنی صحیح مین نقل کرکے اوسپر سکوت کیا ہے اور نیز انکے پیشوا نواب صدیق حسن خان صاحب کا بھی مختار یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونھون نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن مین لفظ اٰمین کا ترجمہ فقط یون کیا ہی ای اللہ قبول کر ہم سے اس دعا کو ٹھکانے لگا انتہی اور امام بغوی نے تو (جو کہ بموجب قول مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کے متقدمین اہلحدیث سے ہین جیسا کہ اونھون نے اپنے رسالہ تعلیم المبتدی مین لکھا ہے) معالم مین سورہ یونس کی آیہ کریمہ وقد اجیبت دعوتکما کے تحت مین صاف لکھدیا ہی انما نسب الیھما

نے بڑی فاحش غلطی کی ہی کہ ہدایت القلوب مین آمین کے معنی کذلک یکون کا ترجمہ ایسا ہی ہوگا کیا ہی ۱۲

والدعاء کان من موسی لانه روی ان موسیٰ کان یدعو وھرون یؤمن والنا مین دعاء انتھیٰ اور سورہ فاتحہ کی تفسیر کے بعد بھی آمین کی باب مین اونھون نے جتنے قول لکھے ہین اون سب سے بھی آمین کا دعا ہی ہونا ثابت ہوتا ہے مگر ایک مجاہد کے قول سے سو وہ صحیح نہین ہے امام نووی نے تہذیب الاسماء مین لکھا ہے وقیل ھو اسم من اسماء اللہ اصلہ القصر فادخلت علیہ ھمزۃ النداء وھذا لا یصح لانہ لیس فی اسماء اللہ تعالیٰ اسم مبنی مع ان اسماءہ لا تثبت الا قرانا او سنۃ متواترۃ وعدم الطریقان فی اٰمین انتھیٰ یعنی کہا گیا کہ اٰمین اللہ کے نامونمین سے ایک نام ہے اصل اوسکی قصر ہے ہمزہ ندا اوسپر داخل کیا گیا ہے اور یہ صحیح نہین ہے کیونکہ اللہ کے نامون مین کوئی نام نبی نہین ہے مع اسکے کہ اللہ کے نام نہین ثابت ہوتی مگر قرآن سے یا سنت متواترہ سے اور اٰمین مین دونون طریق معدوم ہین اور نیز حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کونہ من اسماء اللہ تعالیٰ رواہ عبد الرزاق عن ابی ھریرۃ بسند ضعیف وانکرہ الجماعۃ انتھیٰ یعنی آمین کو اللہ کے نامون مین سے ہونے کو عبد الرزاق نے ابوہریرہ رضا سے بہ سند ضعیف روایت کیا ہی اور ایک جماعت نے اوسکا انکار کیا ہے اور حضرت رسول مقبول ص کے قول سے بھی اسکا دعا ہی ہونا ثابت ہوتا ہے تفسیر مدارک اور مستصفی شرح نافع وغیرہما مین حضرت ابن عباس سے منقول ہی کہ اونھون نے کہا کہ مین نے رسول اللہ ص سے آمین کے معنی سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکے معنی افعل ہین یعنی اسکی یہ معنی ہین کہ ای پروردگار جیسی مین نے دعا مانگی ہی ویسا ہی کر اور آیت سے بھی اسکا دعا ہی ہونا ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سورہ یونس کی نوین رکوع مین فرعون اور اوسکے ہمراہیون کی ہلاک ہونیکے لئے حضرت موسیٰ ع کی دعا کرنے اور حضرت ہارون ع کے اٰمین کہنے دونون کو دعا کرکے تعبیر کرتا ہے اور فرماتا ہے

Marfat.com

قد اجیبت دعوتکما تحقیق قبول کرلی گئی دعا تم دونون کی اور ابو مصبح
مقرئی کی حدیث المخرج فی سنن ابی داؤد مین حضرت کے قول اوجب ان
ختم کے معنی اوجب الجنة ان آتم الدعاء بآمین ہین نہ اور کچھ اور اوسی
حدیث مین ابوہریرہ کا قول فان آمین مثل الطابع علی الصحیفة -
آمین کے دعا ہونے کے منافی نہین ہی کیونکہ اوسکا مطلب یہ ہے کہ آمین مثل
مہر کے ہے صحیفہ پر یعنی جیسے کہ صحیفہ کی بختگی مہر سے ہوجاتی ہے ایسی ہی دعا کی قبولیت
کی بختگی آمین سے ہوجاتی ہے نہ وہ جو کہ مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے رسالہ
کشف الستور مین لکھا ہے کہ آمین ختم دعا ہے نہ دعا الحاصل جبکہ کتب لغت اور
تفسیر اور اقوال ائمہ اہل حدیث علی الخصوص خدا اور خدا کے رسول کے قول سے
آمین کا دعا ہونا ثابت ہوگیا تو دعا کا آہستہ ہی کہنا خدا کے قول ادعوا ربکم
تضرعا وخفیة سے ثابت ہے بلکہ یہ آیت اخفاء دعا مین نص صریح اور ترک تضرع
اور اخفاء فی الدعاء پر وعید شدید ہے امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین +
فظهر ان قوله تعالیٰ انه لا یحب المعتدین کالتهدید الشدید علی
ترک التضرع والاخفاء فی الدعاء یعنی ظاہر ہوگیا کہ خدا کا قول انه لا
یحب المعتدین ترک تضرع اور اخفاء فی الدعاء پر مثل تہدید شدید کی ہے
فائدہ اگر کوئی کہے آمین دعا نہین بلکہ اسم فعل ہی تو ہم کہین گے کہ لفظاً
گو اسم فعل ہو معنیً تو دعا ہی ہے مدارک مین ہے آمین صوت سمی به الفعل
الذی هو استجب کما ان رویدا سمی به الامهل یعنی آمین ایک آواز ہے کہ
اوسکے ساتھ فعل استجب کا نام رکھدیا گیا ہے جیسا کہ امہل کا نام رویدا ہے پھر اگر
کوئی کہے کہ اچھا ہمنے یہ مانا کہ آمین دعا ہی لیکن یہ نمانین گے کہ ہر دعا آہستہ کہی جاے
دیکھو سورہ فاتحہ دعا ہے مگر پکار کر پڑھی جاتی ہے ایسے ہی لبیک لبیک حج مین

Marfat.com

پکارتے ہین دعا ہے تو جیسے انکا زور سے پڑھنا جائز ہے ویسا ہی آمین کا
بھی ہوگا ہم کہین گے کہ آمین مین تو فقط ایک وصف دعائیت ہی اور سورہ
فاتحہ مین پانچ وصف ہین حمدیت ثنائیت تمجیدیت دعائیت قرآنیت
تو یہ بلحاظ وصف خامس کے عملاً بقولہ ع لاصلوۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب بہ نیت
قرأت پکار کر پڑھی جاتی ہے نہ باعتبار وصف رابع اور نیت دعا تو اس سے
نہ تو ہمارا قول منقوض ہوگا اور نہ آمین کا پکار کر کہنا جائز ہوگا باقی رہا لبیک لبیک
تو وہ تو سرے سے دعا ہی نہین اوسکا نام تو حقیقت مین تلبیہ ہے یون کوئی
مجازاً دعا کہدے تو کہدے اس سے کیا ہوتا ہے دعا تو وہ کلام ہوتا ہی جو کہ
متضمن خواندگی وطلب ہو دیکھو دعا اسکا نام ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ ع کا
کلام ہے ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یؤمنوا حتی یروا
العذاب الالیم اور بر تقدیر تسلیم قطع نظر اس سے کہ جہر تلبیہ بوجہ خلاف قدامن ہونے کے اپنی مورد پر مقصور رہیگا۔
قیاس آمین کا تلبیہ پر قیاس مع الفارق ہی کیونکہ آمین کہنا باسرار ثابت ہی بخلاف تلبیہ کے فقد پھر اگر کوئی کہے کہ اس آیہ
یعنی آیہ ادعوا ربکم سے نفی جہر کی نہین ثابت ہوتی بلکہ نفی عنف یعنی جہر شدید کے ہے جیسا کہ
دلالت کرتا ہے اسپر لفظ فانہ لا یحب المعتدین کا تو ہم کہین گے کہ اول
تو یہ تاویل روایت ابن ماجہ غیر تجربہا المساجد کے خلاف ہے اور دوم
آیت مین تو فقط امر بالتضرع والاخفاء فی الدعاء ہے اور نفی تو نہ جہر کی ہے
نہ عنف کی اور معتدین کے معنی طالبی الامور الجلیلۃ کما نرک الانبیاء
ہین جیسا کہ نواب صدیق حسن خانصاحب کی تفسیر ترجمان القرآن سے سمجھا جاتا ہی
اور نیز معالم مین ابو مجلز سے منقول ہے اور اگر نفی ہے بھی تو جہر ہی کی ہے اور معتدین
کے معنی تارکی التضرع والاخفاء فی الدعاء ہیر جیسا کہ تفسیر کبیر کی عبارت گذشتہ
سے ثابت ہے اور معالم مین ہے اراد بہ الاعتداء بالجھر اور ابن جریج کے
قول من الاعتداء رفع الصوت والنداء بالدعاء والصیاح ہین جو کہ

Marfat.com

معالم مین ہے رفع الصوت اور صیاح سے مراد جہر ہے ۔ عنف آمام بغوی نے
لفظ خفیۃ کے تحت مین لکہا ہے قال الحسن بین دعوۃ السر و دعوۃ العلانیۃ
سبعون ضعفا ولقد کان المسلمون یجتہدون فی الدعاء وکان یسمع
لہم صوت ان کان الا ہمسا یعنی حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ
چپکے دعا اور پکار کے یعنی آواز سے دعا مانگتے مین ستّر حصّہ کا فرق ہے (یعنی چپکے
دعا مانگنا آواز سے دعا مانگنے سے ستّر حصّہ بڑھکر ہے) اور البتہ مسلمان دعا مین
بہت کوشش کیا کرتے تھے (یعنی کثرت سے دعا مانگا کرتے تھے) اور کوئی اونکی
آواز نہین سنتا تھا اور نہین ہوتی تھی مگر ایک آہستہ آواز (یعنی کانا پھوسی)
اونکی اور اونکے پروردگار کے درمیان اور نواب صاحب نے بھی ترجمان القرآن
مین صاف لکہدیا ہے دعا مین یہ بہتر ہے کہ چپکے مانگے تا اپنے نمود نہو اور دلسی
گڑگڑا کر نکلے انتہی ۔ پھر اگر کوئی کہے کہ یہ آیت عام ہے اور حدیث آمین خاص تو ہم
اسکو بھی تہاص کر لینگے پہ جائیکہ یہ آیت مخصوص البعض ہو ہم کہین گے کہ ہمارے
مذہب مین خبر واحد مخصص آیت قرآنی نہین ہو سکتی کما ہو مصرح فی کتب اصولنا
کالتحقیق شرح المنتخب الحسامی وغیرہ اور مخصوص البعض ہونا اس آیت کا اک امر غیر
ثابت ہے بالجملہ آمین کے دعا ہونے اور دعا کے آہستہ ہی کہنے کے اولی ہونے
مین کچہہ شک نہین اور علاوہ اسکے جس کسیکو اس مسئلہ مین کما حقہ تحقیق کرنی ہو اسکے لئے
مکرمی جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی کا رسالہ حبل المتین کافی ہے
وللہ الحمد

دوسری فصل امام مالک رحہ کے مذہب کے بیان مین ۔

مخفی نرہے کہ امام مالک رحہ کا مذہب اس مسئلہ مین یہ ہے کہ مقتدی آمین کہے
امام نہ کہے ایسا ہی سمجہا گیا ہے ایسے اور محلی شرح مؤطا مین توصاف لکہا ہے قولہ
اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین قد تمسک بہ المالکیۃ علی

Marfat.com

ان الامام لا یقول اٰمین فانه قسمة ثنا فی الشرکة انتہی اور دلیل انکی
اس قول کی حضرت کا قول اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا اٰمین ہے یعنی جب امام
ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو یہ حدیث موطا امام مالک وغیرہ کتب حدیث مین ہے۔
پھر مقتدی کے کہنے مین اون سے دو روایتین ہین ایک آہستہ کہنے کی دوسری پکارکے
کہنے کی لیکن عمل انکے مذہب مین پکارکے کہنے کی روایت پر ہے اور بہت بڑی دلیل
اس روایت کی حدیث وائل بن حجر کی ہے کان رسول اللہ ص اذا قال غیر المغضوب
علیهم ولا الضالین قال اٰمین ورفع بها صوته یعنی رسول اللہ ص جب غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین کہتے تو بلند آواز سے آمین کہتے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی
وغیرذلک کتب حدیث مین بالفاظ متخالفہ متقاربہ مروی ہے لیکن ہمارے علماء نے اول
تو اسکے طرق مین کلام کیا ہے اور دوم اسکا جواب یہ دیا ہے کہ یہ پکارکر کہنا حضرت کا
آمین کو تعلیم کے واسطے تھا ہم کہتا ہے کہ یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ آمین
دعا ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوچکا اور دعا کی نسبت اللہ کا تو وہ حکم ہے جو ابھی گذرا
اور حضرت کا بھی دوسرون کو تو یہ حکم ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انکم لا تدعون اصم
ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا تو خود ایسے زور سے کہ مسجد گونج جائے جیسا کہ
نواب صاحب نے ترجمان القرآن مین لکھا ہے یا حرکت مین آجائے کیونکر مانگ سکتے ہین
تو بس معلوم ہوا کہ یہ پکارکر کہنا تعلیم ہی کے لئے تھا ورنہ حدیث "آمین بالجہر اور حدیث
ادعوا ربکم مین تضرعا وخفیة انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا
ادعوا علی انفسکم مین تنافی لازم آئیگی اور نیز آیت کے خلاف ہوگا **تیسری فصل**
امام شافعی کے مذہب کے بیان مین واضح ہو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسئلہ مین
دو قول ہین ایک نیا ایک پرانا نئے قول مین تو یہ ہے کہ آمین آہستہ کہی جاوے اور
پرانے مین یہ کہ زور سے کہی جاوی لیکن عمل انکے مذہب مین انکے پرانے قول پر ہے اور
دلیل اس قول کی وہی ہے جو امام مالک کی دلیل ہے **چوتھی فصل** امام احمد رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ کے مذہب کے بیان مین واضح ہو کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مذہب یہی ہے کہ آمین زور سے کہی جاوے اور دلیل بھی اونکی وہی ہے جو امام مالک اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل ہے **چھٹا باب** - رفع یدین کے بیان مین

پہلی فصل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے بیان مین + پوشیدہ نہ رہے کہ اس مسئلہ مین امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ نمازی کسی نماز فرض مین بجز تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت کے ہاتھ نہ اوٹھاوے اور بہت بڑی دلیل آپکی حدیث عبد اللہ بن مسعود ہے اور یہ حدیث ابو داؤد مین دو طریق سے مروی ہے ایک تو اس طریق سے حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ یعنی حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہین خبر دی ہمکو وکیع نے سفیان سے وہ عاصم بن کلیب سے وہ عبد الرحمن بن اسود سے وہ علقمہ سے کہا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا نہ پڑہون مین ساتھ تمہارے نماز رسول اللہ کی علقمہ کہتے ہین پس پڑھی پس نہ اوٹھایا اپنے دونون ہاتھ کو مگر ایک مرتبہ دوسری اس طریق سے حدثنا الحسن بن علی نا معاویۃ وخالد بن عمرو ابو حنیفۃ قالوا نا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ قال فرفع یدیہ فی اول مرۃ وقال بعضھم مرۃ واحدۃ یعنی حدیث بیان کی ہم سے حسن بن علی نے کہا خبر دی ہمکو معاویۃ اور خالد بن عمرو اور ابو حنیفہ نے اونھون نے کہا خبر دی ہمکو سفیان نے عاصم بن کلیب سے وہ عبد الرحمن بن اسود سے وہ علقمہ سے کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہا کیا نہ پڑہون مین ساتھ تمہاری نماز

Marfat.com

رسول اللہ ص کی کہا علقمہ نے پس اوٹھایا ابن مسعود نے اپنے دونون ہاتھہ کو
پہلے مرتبہ مین یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت آور بعض راویون نے کہا ایک مرتبہ یعنی
اوٹھایا ابن مسعود نے اپنے دونون ہاتھہ کو ایک مرتبہ آور نسائی اپنی سنن
مین اس حدیث کو باین طریق روایت کیا ہے اخبرنا محمود بن المروزی حدثنا
وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود
عن علقمۃ عن عبد اللہ انہ قال الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ ص فصلی
فلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ یعنی خبر دی ہمکو محمود ابن مروزی نے
اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے سفیان نے وہ عاصم سے وہ عبد الرحمن بن اسود سے وہ علقمہ سے وہ عبد اللہ
ابن مسعود سے کہ تحقیق اونھون نے کہا کہ کیا نہ پڑھون مین ساتھہ تمہارے نماز
رسول اللہ ص. کی پس پڑھی پس نہ اوٹھایا اپنی دونون ہاتھہ کو مگر ایک مرتبہ آور جامع
ترمذی مین یہ حدیث باین اسناد مروی ہے حدثنا ھناد نا وکیع عن سفیان
عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد اللہ
ابن مسعود الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ ص فصلی فلم یرفع یدیہ الا
فی اول مرۃ یعنی حدیث بیان کی ہم سے ھناد نے باقی ترجمہ گذر چکا آور ترمذی نے
اسکو حسن کہا ہے اور کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین مین سے بہت سے اہل علم اسکے قائل
تھے اور اس بارہ مین صحیح حدیثین اور بھی کئی ہین لیکن یہان اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہے
اگر کوئی کہے کہ عبد اللہ ابن مبارک نے تو اس حدیث عبد اللہ ابن مسعود کی نسبت
کہا ہے لم یثبت حدیث ابن مسعود یعنی حدیث ابن مسعود ثابت نہین ہوئی
تو ہم کہین گے کہ عبد اللہ ابن مبارک کے قول کو تو خود ترمذی ہی نے رد کر دیا ہے کہ وہ
تو کہتے ہین لم یثبت الخ اور ترمذی بعد روایت کرنے قول ابن مبارک کی حدیث

Marfat.com

ابن مسعود کو روایت کرکے فرماتے ہین هذا احدیث حسن یعنی یہ حدیث حسن ہے جو متضمن مضمون ثابت کو ہے اور یہی وجہہ ہے کہ محقق غیر مقلدین نواب صدیق حسن خانصاحب نے روضۂ ندیہ مین بعد نقل اون عبارات کے جو کہ متضمن رفع اور ترک دونون کے ثبوت کو ہین فقط لفظ و بالجملہ فقد ثبت رفع الیدین فی المواضع الاربعة المذکورة بروایا صحیحة ثابتة آخر کہکر کلام کو ختم کردیا ہے اور بموجب قول ابن مبارک کے عدم ثبوت حدیث ابن مسعود کا ذکر نہین کیا پھر اگر کوئی ابن مسعود کے شان مین کچھہ کہے تو ہم کہین گے کہ یہ وہ شخص ہین جنکے نسبت حضرت نے تمکو بعہد ابن ام عبد اور رضیت لامتی ما رضی لہ ابن ام عبد فرمایا ہے یعنی ابن مسعود دین کی جو بات تمکو بتلادے اوسکو پکڑلو اور مین اپنی اُمت کے واسطے اوس چیز کے ساتھہ راضی ہوا جسکے ساتھہ ابن مسعود راضی ہوئے پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کے اِن سب طریقون مین عاصم بن کلیب ہین اور وہ ضعیف ہین تو ہم کہین گے کہ یہ قول مردود ہے کیونکہ ابن معین نے اونکی توثیق کی ہے اور مسلم نے ایک حدیث اونسے اخراج کی ہے پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کے ان طرق مین انقطاع ہے کیونکہ عبدالرحمن نے علقمہ سے نہین سنا تو ہم کہینگے کہ یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ خطیب نے کتاب المتفق والمفترق مین عبدالرحمن کے ترجمہ مین علقمہ سے اونکی سننے کی تصریح کی ہے اور نیز ابن حبان نے کتاب الثقات مین اونکے بارہ مین لکہا ہے کہ انتقال کیا اونھون نے ۹۹ سنہ مین اور سن اونکا ابراہیم نخعی کا سن ہے انتہی تو جبکہ اونکا سن ابراہیم نخعی کا سن ہے تو اونکی سماع کو علقمہ سے کون چیز مانع ہے حالانکہ ابراہیم نخعی کے سماع پر علقمہ سے سب کا اتفاق ہے۔ الحاصل ان طرق مین نہ ضعف ہے نہ انقطاع سب کے سب جید ہین پہلا فائدہ اس مسئلہ رفع یدین مین امام اوزاعی سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ بھی ہوا تھا چنانچہ کیفیت اوسکی یہ ہے کہ امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما مکہ معظمہ مین

Marfat.com

دار المناظرین مین اٹھے ہوئے تو امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے
فرمایا کہ کیا حال ہی تمہارا کہ تم نماز مین رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اوٹھتے وقت
ہاتھہ نہین اوٹھاتے آپ نے فرمایا اسلئے کہ آنحضرت سے ثابت نہین ہوا تو اونھون نے
فرمایا کیونکر نہین ثابت ہوا حدیث بیان کی مجھسے زہری نے سالم سے اونھون نے اپنے
باپ سے اونھون نے رسول اللہ ص سے کہ آپ ہاتھہ اوٹھاتے تھے نماز شروع کرتے
وقت اور رکوع مین جاتے وقت اور رکوع سے اوٹھتے وقت تو آپ نے فرمایا حدیث
بیان کی ہم سے حماد نے ابراہیم سے اونھون نے علقمہ اور اسود سے اونھون نے عبد اللہ
ابن مسعود سے کہ تحقیق رسول اللہ ص ہاتھہ نہین اوٹھاتے تھے مگر نماز کے شروع کے
وقت یعنی تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت اور پھر نہین اعادہ کرتے تھے تو امام اوزاعی نے فرمایا
مین حدیث بیان کرتا ہون آپ سے زہری سے سالم سے اونکے باپ سے اور آپ فرماتے
ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد نے ابراہیم سے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ حماد
زہری سے زیادہ فقیہ ہے اور ابراہیم سالم سے اور علقمہ بھی فقہ مین ابن عمر سے کم نہین ہین
اگرچہ ابن عمر کو صحبت ہی تو اونکو ثواب صحبت کا ہے اور اسود کو تو بہت ہی بڑا فضل ہے
اور عبد اللہ ابن مسعود تو عبد اللہ ابن مسعود ہی ہین اونکا تو ذکر ہی کیا ہے پس
اوزاعی چپ ہوگئے + جانا چاہیے کہ عوام مین مشہور ہے کہ اس مناظرہ کی نہ صحیح نہ ضعیف
کسیطرح کی کوئی سند نہین بلکہ صاحب دراسات نے تو لکھہ بھی دیا ہے کہ یہ حکایت
سفیان ابن عیینہ سے معلق چلی آتی ہے اسکی سند میری نظر سے نہین گذری اور جسکے
پاس اسکی سند ہو وہ پیش کرے حالانکہ ایسا نہین ہی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب
بن حارث حارثی بخاری نے اپنے مسند مین اسکو مسنداً ذکر کیا ہے چنانچہ کہا ہی حدیث
بیان کی ہم سے محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے سلیمان شاذکونی نے کہا سنا مین نے سفیان ابن عیینہ کو کہ فرماتے تھے

ایک مقام کا
نام ہے کہ
مکہ مین ۱۲

Marfat.com

اکھٹے ہوئے امام ابو حنیفہ اور اوزاعی دار الحناطین مین الخ ایسا ہی نقل کیا ہی
سید مرتضی حسنی نے اپنی کتاب جواہر منیفہ فی ادلۃ الامام ابی حنیفہ مین **دوسرا**
فائدہ وتر مین قنوت پڑھنے کے وقت ہاتھہ اوٹھانیکو غیر مقلدین بدعت سیئہ کہتے
ہین لیکن اونکا یہ قول نامقبول ہی کیونکہ بعض صحابہ نے اسکو کیا ہے چنانچہ ابراہیم
حلبی نے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مین لکہا ہے رفع تکبیر القنوت مروی
عن عمر وعلی وابن مسعود وابن عباس وابن عمر والبراء بن
عازب ذکرہ الکاثرم والبیہقی فی سننہ الکبری یعنی قنوت کی تکبیر مین ہاتھہ
اوٹھانا مروی ہے حضرت عمر اور علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر اور
براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہم سے ذکر کیا ہی اوسکو اثرم نے اور بیہقی نے سنن
کبری مین **دوسری فصل** امام مالک رحمہ کے مذہب کے بیان مین ۔ واضح ہو
کہ اس مسئلہ مین امام مالک کے قول مختلف ہین کبھی تو آپ نے رفع یدین کرنیکا حکم دیا ہی اور
کبھی نکرنیکا اور اس کرنے پر اونکی جمہور اصحاب ہین اور وجہ اسکی وجود دونون قسم کی حدیثون کا ہے سو
رفع یدین کرنیکے قول کی دلیل تو حدیث ابن عمر قال رایت رسول اللہ اذا
افتتح الصلوۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ واذا رکع واذا رفع
راسہ من الرکوع وکان لا یرفع بین السجدتین وغیرہ ہے اور نکرنیکے
قول کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو امام ابو حنیفہ رحمہ کے مذہب کے بیان
مین گذری **تیسری فصل** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے بیان مین۔
جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ مین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ نمازی رکوع
مین جانیکے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت مونڈھون تک ہاتھہ اوٹھاوے
اور دلیل اونکی وہی حدیث ابن عمر وغیرہ ہے **چوتھی فصل** امام احمد رحمۃ اللہ
علیہ کے مذہب کے بیان مین مخفی نرہے کہ اس مسئلہ مین امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وہی

Marfat.com

وہی مذہب ہی جو امام شافعی کا مذہب ہے اور دلیل بھی اونکی وہی ہے جو امام شافعی کی
دلیل ہی **خاتمہ** فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے اور بیس رکعت تراویح کی
تحقیق اور اونکے سُنت مؤکدہ ہونے اور تین رکعت وتر کے ثبوت کے بیان مین
پہلی فصل فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنی کی تحقیق مین * واضح ہو کہ
نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے کے بارہ مین جو بعض غیر مقلدین کہتے ہین کہ
یہ کہین سے ثابت نہین یہ قول اونکا محض غلط ہی فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے
دعا مانگنے کے بارہ مین دو حدیثین آئی ہین ایک قولی دوسرے فعلی قولی حدیث کی
تو ابن سُنی نے عمل الیوم واللیلہ مین اس طرح پر روایت کیا ہی حدثنی احمد بن الحسن
حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید الباسی حدثنا عبد العزیز بن
عبد الرحمٰن القرشی عن خصیف، عن انس عن النبی ص انہ قال ما من
عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللھم الھی و الہ ابراھیم و
اسحٰق و یعقوب و الہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی
فانی مضطر و تعصمنی فی دینی فانی مبتلیٰ و تتالنی برحمتک فانی مذنب و تنفی
عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عز و جل ان لا یرد یدہ
خائبین یعنی حدیث بیان کی مجھہ سے احمد بن حسن نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسحٰق
یعقوب بن خالد بن یزید باسی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد العزیز بن عبد الرحمن
قرشی نے خصیف سے حضرت انس سے نبی ص سے کہ تحقیق آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے پیچھے اپنے
دونون ہاتھ پھیلاکر کہے آی میری اور آی ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب اور جبرئیل اور میکائیل
اور اسرافیل کی خدا مین سوال کرتا ہون تجھسے اس بات کا کہ قبول کرے تو میری دعا کو
پس تحقیق مین بے قرار ہون اور اس بات کا کہ نگاہ رکھے تو مجکو میری دین مین پس تحقیق
مین گرفتار ہون اور اس بات کا کہ مجھپر اپنا رحم کرے تو پس تحقیق مین گنہگار ہون

Marfat.com

اور اسبات کا کہ مجھپر اپنا رحم کرے تو پس تحقیق مین گنہگار ہون اور اسبات کا
کہ دور کرے تو مجھسے محتاجی کو پس تحقیق مین محتاج ہون تو اللہ عزوجل پر حق
ہے اسبات کا کہ اوسکی دونون ہاتھ کو خالی پھیریگا اگر کوئی کہے کہ اس حدیث
کے سند مین عبدالعزیز بن عبدالرحمن متکلم فیہ ہی جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ مین
مصرح ہے تو ہم کہین گے کہ حدیث ضعیف اثبات استحباب کے لئے کافی ہے جیسا کہ ابن
ہمام نے فتح القدیر کو کتاب الحنائز مین لکہا ہے والاستحباب یثبت بالضعیف
غیر الموضوع یعنے استحباب ثابت ہوتا ہے حدیث ضعیف سے نہ موضوع
سے انتہی اور فعلی حدیث یہ ہے عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت
مع رسول اللہ الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث یعنی روایت
ہے اسود عامری سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے کہا پڑہا مین نے ساتھ رسول
اللہ ص کے فجر کو پس جب آپنے سلام پھیرا تو پھرے اور اوٹھایا دونون ہاتھ کو اور
دعا کی الحدیث یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی + **دوسری فصل۔**
بیس ۲۰ رکعت تراویح کی تحقیق اور اونکے سنت مؤکدہ ہونے کی بیان مین۔
پوشیدہ نہ ہے کہ حضرات غیر مقلدین جو تراویح کے بارہ مین کہتے ہین کہ تراویح کی
بیس رکعت ثابت نہین ہین آٹھ رکعت ثابت ہین اور تراویح سنت مؤکدہ
نہین ہی مستحب ہی یہ دونون قول اونکے نامقبول ہین مولانا شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بعض تحریرات مین لکہتے ہین کہ تراویح کی بارہ مین
جیسی کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ ما کان رسول اللہ ص یزید فی رمضان
ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یعنی رسول اللہ ص رمضان اور غیر رمضان
مین گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑہتے تہے ایسی ہی یہ حدیثین بھی وارد ہوئین ہین
قالت عائشۃ کان رسول اللہ ص یجتہد فی رمضان مالا یجتہد فی غیرہ

Marfat.com

یعنی حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ رسول اللہ رمضان مین اسقدر کوشش کرتی تھے
کہ اوسکی غیر مین نہ کرتے تھے وعنہا قالت ان النبی کان دخل العشر الاواخر من رمضان
احیی اللیل یعنی حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ جب رمضان کے
پچھلے دس دن داخل ہوتے تھے تو تمام رات قیام کرتے تھے عن النعمان ابن
بشیر قال قمنا مع رسول اللہ ص فی رمضان لیلۃ ثلث وعشرین الی ثلث
اللیل الاول ثم قمنا معہ لیلۃ خمس وعشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معہ
لیلۃ سبع وعشرین حتی قلنا ان لا ندرک الفلاح ای السحور یعنی نعمان
بن بشیر سے روایت ہے کہ اونھون نے کہا کہ کھڑے ہوئے ہم ساتھ رسول اللہ ص کے
رمضان مین تیسوین رات کو تہائی رات پہلی تک پھر کھڑے ہوئے ہم ساتھ اونکے
پچیسوین رات کو آدھی رات تک پھر کھڑے ہوئے ہم ساتھ اونکے ستائیسوین رات کو
یہانتک کہ کہا ہمنے کہ نہ پاوین گے ہم سحری کے کھانے کو پس وجہ تطبیق کی ان روایتون
مین کہ صریح دلالت اوپر زیادتی کمیت اور کیفیت نماز آنحضرت ص کی رمضان مین
کرتے ہین اور اوس روایت مذکورہ مین کہ نفی زیادتی کی کرتی ہے یہی ہے کہ وہ
روایت یعنی گیارہ رکعت والی نماز تہجد پر محمول ہے اور دلیل اوسکی حمل پر یہ ہے
کہ ابو سلمہ راوی حدیث کے تتمہ مین کہتے ہین قالت عائشۃ قلت
لرسول اللہ تنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی
یعنی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مین نے رسول ص سے کہا کہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے
سو جاتے ہین آپنے فرمایا ای عائشہ میری آنکھین سو جاتی ہین دل میرا نہین سوتا۔
اور ظاہر ہے کہ سونا قبل وتر کے تہجد ہی مین ہو سکتا ہے۔ اور روایات صحاح
مین آنحضرت کے تراویح کی عدد کی تعیین نہین آئی لیکن الفاظ مذکورہ مین لفظ
مجتہد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی تراویح کی عدد بہت تھی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین

Marfat.com

تعیین بیسّ۲۰ رکعت کی آئی ہے لیکن بیہقی نے باعث اسکے کہ اسکی سند مین ابو بکر بن ابی شیبہ ہی اس روایت کو ضعیف کہا ہے حالانکہ ابو شیبہ جد ابو بکر کا ایسا ضعیف نہین ہے کہ اوسکی روایت بالکل چھوڑ دیجائے ہان اگر کوئی صحیح حدیث اوسکے معارض ہوتی تو البتہ چھوڑ دی جاتی اور پہلے گذر چکا کہ جو شخص حدیث عائشہ متقدم یعنی گیارہ رکعت والی کو اوسکا معارض سمجھی تو وہ اوسکے معارض نہین ہی ختم ہوا کلام شاہ صاحب کا تو شاہ صاحب کی اس تحریر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حدیث سی تراویح کی بیسّ۲۰ ہی رکعتین ثابت ہین اسکے ماسوا ثابت نہین اور وہ جو بعض حدیثون مین گیارہ رکعت کا ذکر آیا ہے اوس سے تہجد مراد ہی تراویح مراد نہین ہے اور اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ حضرت کا بیسّ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہین تو اسپر بھی گذارش یہ ہے کہ بیسّ۲۰ رکعت تراویح پر اجماع صحابہ ہونے مین تو کچھ شک بھی نہین شیخ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی مشکوٰۃ کی شرح مین لکھتے ہین قول بعض ائمتنا انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی بالناس عشرین رکعۃ لعلہ اخذہ مما فی مصنف ابن ابی شیبۃ انہ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر وکذا رواہ البیہقی لکن الروایتان ضعیفتان لکن اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ انتہی ملخصاً۔ یعنی ہماری بعض اماموںکا قول کہ آنحضرت نے لوگون کی ساتھ بیس رکعت تراویح پڑہی شائد ماخوذ ہی اوس روایت سے جو کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے کہ آنحضرت رمضان مین بیس رکعت پڑھتے تھے سوا وتر کے اور ایسا ہی روایت کیا ہے بیہقی نے لیکن دونون روایتین ضعیف ہین لیکن اجماع کیا ہے صحابہ نے اسبات پر کہ تراویح بیسّ۲۰ رکعت ہین اور نیز مختار اکثر اہل علم کی بلکہ مذہب جمہور اور متوارث بیسّ۲۰ ہی رکعت ہین ترمذی نے اپنے جامع مین کہا ہے واختلف اہل العلم فی قیام رمضان فرای بعضہم ان یصلی احدی واربعین رکعۃ

Marfat.com

مع الوتر وهو قول اهل المدينة والعمل على هذا عندهم بالمدينة واكثر اهل
العلم على ما روى عن علي وعمر وغيرهما من اصحاب النبي ص عشرين ركعة وهو
قول سفيان الثوري وابن المبارك والشافعي۔ اور ارشاد الساری شرح صحیح بخاری
مین بعد نقل ایک حدیث کی لکھا ہی ولم یذکر فی هذا الحدیث عدد الرکعات التی کان
یصلی بهم ابی والمعروف وهو الذی علیه الجمهور انه عشرون رکعة بعشر
تسلیمات وذلک خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین غیر الوتر
وهو ثلث رکعات انتهی اور محلی شرح مؤطا مین بعد روایت یزید بن رومان کے
لکھا ہے قال البیهقی والثلث هو الوتر ولا ینافیه الروایة السابقة احدی
عشرة رکعة فانه وقع اولا ثم استقر الامر علی عشرین فانه المتواتر انتهی
تو بہرکیف تراویح کی بیس رکعت کا ثبوت تو ہوگیا اب باقی رہگیا ان کا سنت مؤکدہ ہونا سو
اوسکا بیان یہ ہی کہ علماء محققین کے نزدیک سنت مؤکدہ وہ فعل ہی جسپر آپ نے یا آپکے خلفاء
نے مداومت کی ہو چنانچہ تصریح اسکی رد المحتار حاشیہ در مختار مین موجود ہی اور مداومت
اعم ہے اس سے کہ حقیقی ہو یا حکمی تو اول تو حضرت ہی کی مداومت حکمیہ تراویح پر ثابت ہی
اور وجہ ثبوت کی یہ ہی کہ آپنے فرمایا ہے کہ مجکو تمہاری اوپر فرض ہوجانے کا خوف تمہارے
ساتھ تراویح پڑہنے سے روکتا ہے تو آپ کی اس قول سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر آپ کو
یہ خوف نہوتا تو آپ تراویح پر مداومت کرتی فقد ثبتت المواظبة الحکمیة اور خیر
اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ آپ کی مداومت ثابت نہین تو مواظبت خلفاء مین تو کچھہ شک بھی نہین
معرفة بیہقی مین ہی اخبرنا ابو طاهر الفقیه قال اخبرنا ابو عثمن البصری قال حدثنا
ابو احمد محمد بن عبد الوهاب قال اخبرنا خلد بن مخلد قال حدثنا محمد بن جعفر
قال حدثنی یزید بن خصیفة عن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب
بعشرین رکعة والوتر یعنی سائب بن یزید سے روایت ہے اونھون نے کہا ہم حضرت عمر کے

Marfat.com

زمانہ مین تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے اور وتر اور موطائے امام الک مین ہے عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ یعنی یزید بن رومان سے روایت ہے اونھون نے کہا لوگ حضرت عمر کے زمانہ مین تراویح بیس رکعت اور وتر تین رکعت پڑھتے تھے یہ اثر بھی صحیح ہے اور معرفت مین ہے کہ حضرت علی رمضان مین لوگون کی امامت کرتے تھے اور پانچ ترویحہ یعنی بیس رکعت پڑھتے تھے اور ابوعبدالرحمن سلمی سے ہے کہ حضرت علی نے رمضان مین قاریون کو بلایا اور ایک شخص کو حکم کیا کہ لوگون کو بیس رکعت پڑھا دی اور آپ بھی اونکے ساتھ وتر پڑھتے تھے اور شیخ الاسلام بدرالدین عینی منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک مین لکھتے ہین التراویح عشرون رکعۃ وعند مالك ست وثلثون لنا ما روی البیہقی باسناد صحیح انہم کانوا یقومون علی عہد عمر بعشرین رکعۃ وعلی عہد عثمان وعلی مثل ذلك یعنی تراویح بیس رکعت ہے اور امام مالک کے نزدیک چھتیس رکعت ہے۔ ہماری دلیل وہ ہے جسکو بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ تحقیق صحابہ حضرت عمر کے زمانہ مین بیس رکعت پڑھتے تھے اور ایسا ہی حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانہ مین اور حضرت نے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین تو مواظبت خلفاء سے بھی بیس رکعت سنت موکدہ قرار پائیگی اگر کوئی کہے کہ بیس رکعت تراویح پہ خود خلفاء کی مواظبت تو ہرگز ثابت نہین ہے ہان اونکے زمانہ مین اور صحابہ کا بیس رکعت پڑھنا ثابت ہے تو ہم کہین گے کہ مواظبت دو طرح پر ہے فعلیہ اور تشریعیہ تو خلفاء کی دوسری طرح کی مواظبت بیس رکعت پر بیشک ثابت ہے کیونکہ خلفاء ثلثہ نے انکی تشریع کی لوگونکو انکے ساتھ حکم کیا رغبت دلائی کما لا یخفی علی من طالع الاخبار المرویۃ فی ذلك پھر اگر کوئی کہے کہ حضرت عمر نے تو انکے حق مین خروج فرمایا ہے نعمت البدعۃ ھذہ تو یہ سنت اور سنت بھی کیسی موکدہ کیسے ہو سکتی ہین تو ہم کہین گے کہ حضرت عمر نے انکو شرعاً بدعت

Marfat.com

نہین کہا اور کیسے کہہ سکتے ہین کیونکہ حضرت خلفاء کے فعل کو سنت فرما رہے ہین بلکہ لغتہً انپر آپکے
اطلاق لفظ بدعت کا کیا ہی وذلک لایضرنا پھر اگر کوئی کہے کہ حدیث علیکم بسنتی تو اوس چیز
کے لازم پکڑنے پر دلالت کرتی ہی جسکو چارون خلفاء نے کیا ہو اور بیس رکعت ایسی نہین ہین کیونکہ
چارون کے زمانہ مین نہ تھین تو ہم کہین گے کہ اصل اوس لام مین جو کہ جمع پر داخل ہوتا ہی
وقت نہونے عہد کے استغراق افرادی ہے کما ھو مثبت فی التوضیح والتلویح وغیرھما
من کتب الاصول تو بس خلفاء پر جو لام داخل ہے استغراق مجموعی کے لئے نہین ہے پھر اگر
کوئی کہے کہ حضرت عمر رضہ نے گیارہ رکعت پڑھنے کا حکم بھی تو اُبی بن کعب اور تمیم داری کو دیا ہے
تو اس پر بھی آپکی مواظبت پائی گئی تو اسکو بھی پکڑنا چاہیے ہم کہین گے کہ یہ حکم آپنے پہلے دیا تھا
پھر آپنے بیس ہی رکعت کا امر فرمایا تھا جیسا کہ قول بیہقی سے اوپر گذرا تو اس اخیر کو لازم پکڑنا
ضرور ہوگا نہ پہلے کو۔ اگر کوئی کہے کہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین تراویح کی بحث مین
احادیث قیام رمضان کو ذکر کرکے لکھا ہے فتحصل من ھذا کلہ ان قیام رمضان
احدی عشرۃ رکعۃ مع الوتر سنۃ فعلہ رسول اللہ ثم ترکہ بعذرٍ وکونھا
عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین قولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین ندب الی سنتھم فیکون العشرون مستحبا والسنۃ ھو
ذلک القدر انتھی ملخصا یعنی ان سب سے یہ حاصل ہوا کہ قیام رمضان یعنی
تراویح مع وتر کے گیارہ رکعت سنت ہین کیا ہے اونکو رسول اللہ نے پھر عذر سے
ترک کر دیا اور بیس رکعت سنت خلفاء راشدین کی ہے اور آنحضرت کا قول کہ لازم
پکڑو میری سنت اور خلفاء راشدین کے سنت کو بیان استحباب سنت خلفاء کا ہی
پس بیس مستحب ہونگی اور سنت اوسی قدر یعنی گیارہ ہونگی **تو ہم کہین گے کہ**
یہ قول ابن ہمام کا مبنی ہے اوپر تعریف سنت مؤکدہ کے ساتھ ما واظب علیہ الرسول کے
اور اوپر گذر چکا کہ حق اسکے خلاف ہے اور یہ جو اونھون نے کہا ہے کہ قولہ علیہ السلام

Marfat.com

علیکم بسنتی الحدیث ندب الی سنتہم یہ قول اونکا مخدوش ہے تین وجہ سے۔
وجہ اول یہ کہ لفظ علیکم واسطے لزوم موضوع کے ہے پس اس حدیث سے سنت
خلفاء کا لازم پکڑنا صاف ثابت ہوتا ہے دوسری وجہ یہ کہ معطوف حکم مین
معطوف علیہ کے ہوتا ہے پس اس حدیث سے جیسا کہ سنت نبوی کا لازم پکڑنا ثابت
ہوتا ہے ایسا ہی سنت خلفا کا لازم پکڑنا بھی ثابت ہوگا تیسری وجہ یہ کہ اگر
آنحضرت کی غرض اس حدیث سے بیان استحباب سنت خلفا کا ہوتا تو خاص کر
خلفاء کے ذکر کرنے مین کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ تمام صحابہ کے سنتین ہمارے واسطے
مستحب ہین الحاصل اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء کی سنت
بھی آنحضرت کی سنت کیطرح امت پر لازم اور مؤکد ہے پس بیس رکعت تراویح پر
مواظبت تشریعیہ خلفاء کی ثابت ہونیکے بعد اس قدر کے سنت مؤکدہ ہونے مین کچھ
شک نہین جو شخص کم پڑھے گا وہ بوجہ سنت مؤکدہ کے ترک کرنے کے کیقدر گناہگار
ضرور ہوگا۔ علامہ عبدالعزیز بخاری منتخب حسامی کی شرح تحقیق مین لکھتے ہین ذکر
ابو الیسر ما حکم السنة فهو ان کل فعل واظب علیه الرسول مثل التشهد فی الصلوات
والسنن الرواتب یندب الی تحصیله ویلام علی ترکه مع لحوق اثم یسیر
وکل فعل لم یواظب علیه بل ترکه فی بعض الاحوال کالطهارة لکل صلوٰة وتکرار
الغسل فی اعضاء والترتیب فی الوضوء فانه یندب الی تحصیله ولا یلام علی
ترکه انتهی یعنی ابو الیسر نے ذکر کیا ہے کہ سنت کا حکم یہ ہے کہ جس فعل پر حضرت نے
مواظبت کی ہے مثل تشہد فی الصلوات اور سنن رواتب کو بلایا جائیگا انسان طرف
حاصل کرنے اوسکے کے اور ملامت کیا جائیگا اوسکی ترک پر مع لحوق تھوڑی سی گناہ کی
اور جس فعل پر آپ نے مواظبت نہین کی بلکہ بعض احوال مین اوسکو ترک کیا مانند وضو
کے واسطے ہر نماز کے اور دھونیکے اعضاء وضو کو اور ترتیب کو وضو مین پس تحقیق بلایا

Marfat.com

جائیگا انسان طرف حاصل کرنے اوسکیکے اور نہ ملامت کیا جائیگا اوسکے ترک پر انتہی اس
عبارت سی سنت موکدہ کی تارک کا کسیقدر گناہگار ہونا صاف ثابت ہوتا ہی اور ریلعی مین قریب بحرام کو مثال مین
مین لکھا ہی کترک السنة المؤکدة فانه لا یتعلق به عقوبة النار لکن یتعلق به الحرمان
عن شفاعة النبی الحدیث من ترک سنتی لم ینل شفاعتی انتہی یعنی جیسا کہ
ترک سنت مؤکدہ کا پس اسکی ساتھ جہنم کے عقوبت متعلق نہین ہوتی لیکن بورود حدیث من
ترک سنتی الحدیث کے حرمان از شفاعت نبی ص بیشک اوسکی ساتھ متعلق ہے آس عبارت
سے تارک سنت مؤکدہ کا حضرت کی شفاعت سے محروم ہونا صاف ثابت ہوتا ہے آور یہ اعلی درجہ
کا نقصان اور حد کے درجہ کا خسران ہی اعاذنا اللہ من ذلک اور مولوی عبد الحی لکھنوی
مرحوم و مغفور نے تحفۃ الاخیار مین لکھا ہی قلت الحاصل (ای من العبارات السابقة)
ان ترک السنة علی سبیل الاستخفاف والاستهزاء بها وان کانت من الزوائد
کفر وترکها عمدا علی سبیل الاستخفاف مکروه تحریما یوجب اثما وعتابا اذا کانت
مؤکدة سواء کانت سنة الرسول اوسنة الصحابة انتہی تو اس سب سے یہ حاصل ہوا
کہ تراویح بیس ہی رکعت پڑھنی چاہیے کئی وجہ سے وجہ اول یہ کہ اگر حدیث سے ثابت ہین تو
بیس ہی ثابت ہین وجہ دوم یہ کہ بیس پر اجماع صحابہ ہی وجہ سوم یہ کہ بیس پر خلفاء کی مواظبت
تشریعیہ ہے، وجہ چہارم یہ کہ اکثر علماء بیس ہی رکعت پر ہین بلکہ مذہب جمہور اور متوارث
بیس ہی رکعت ہین جیسا کہ اوپر ترمذی اور ارشاد الساری اور بیہقی سے معلوم ہو چکا - وجہ پنجم
یہ کہ ماہ رمضان مین نفل کا ثواب فرض کا ملتا ہی تو یون نو کون پڑھتا ہی بھلا اسیطرح لوگ
زیادہ رکعتین پڑھکر مستحق ثواب کے ہونگی وجہ ششم یہ کہ بیس سی کم پڑھنا گناہ ہی آور ساتھ ہی یہ بھی جان
لینا چاہیے کہ تراویح امام شافعی اور امام احمد کے یہان بھی بیس ہی ہین آور امام مالک کی نزدیک
چھتیس آور حضرات غیر مقلدین ہداہم اللہ رب العالمین کے یہان بالکل نہین جیسا کہ قاضی
شوکانی کی در ربہیہ اور نواب صدیق حسن خان کی روضہ ندیہ وغیرہما کتب فقہ سنت کی دیکھنے والے پر

۵ ترک سنت کی سزا
کیا وہ میری شفاعت کو نہ
پہونچیگا ۲
۵ ۱ مین کہا تون سی یہ بات حاصل
ہوئی کہ سنت کو ملکا سمجھکر اور
سنت زائدہ کو ضروری سمجھکر
اور اوس کو بیخبر ملکا سمجھکر
ترک کرنا گناہ ہی قصر
بتر کہا ہی اس سے گناہ لازم ہوگا
خواہ سنت رسول ص کا ہو
خواہ صحابہ کی ۱۲

Marfat.com

پر ظاہر ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون **تیسری فصل** تین رکعت وتر کے ثبوت کے
بیان مین مخفی نرہے کہ حضرات غیر مقلدین جو کہتی ہین کہ حنفی لوگ جو تین رکعت وتر پڑھتے ہین اسکا
پڑھنا حضرت سے ثابت نہین یہ قول انکا محض غلط ہی بخاری مین تین رکعت وتر کی حدیث ہی ترمذی نے
اپنے جامع مین تین رکعت وتر کا باب باندہا ہے اور اوسمین حدیث حضرت علی کان رسول اللہ
یوتر بثلاث (یعنی رسول اللہ تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے) الحدیث کو روایت کرکے
اوسکی ذیل مین کہا ہی وقد ذهب قوم من اهل العلم من اصحاب النبی الی هذا وراوا ان
یوتر الرجل بثلاث انتہی اور حضرت عائشہ سے روایت ہی کان النبی لا یسلم فی رکعتی
الوتر یعنی حضرت وتر کی دو رکعتون مین سلام نہین دیتے تھے یہ حدیث نسائی مین ہی اور اسی حدیث
کو حاکم نے روایت کیا ہی اور کہا ہے کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری اور مسلم کے ساتھ لفظ
کان یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اخرهن کے یعنی حضرت تین رکعت وتر پڑھتے
نہین سلام دیتے تھے مگر اونکے آخر مین اس سے تین رکعت وتر کا ثبوت پورے طور سے ہوگیا ولیکن
هذا اخر الرسالة وحینئذ فمن الله اسأل متضرعا ان یقبلها ویجعلها نافعة
وذخرا من شر حاسدی هذه البدعة الذین لا صناعة لهم فی الدین الا الطعن
والحسد والغیبة ولا بضاعة لهم فی الاسلام الا اللعن والحقد والنمیمة ولا
نصیب لهم من العلم الا الجهالة فیخوضون فی ما لا یعلمون ولا حصة لهم من
الفهم الا الغباوة فیفتون بما لا یفهمون ویطعنون بما لا یفقهون فضلوا
واضلوا وهم رؤساء من المذهب الحنفی وهم یحسبون انهم یستحکمون فالی الله
المشتکی من صنیع هؤلاء والیه التضرع والملتجی من مدیث هذه العلوء واخر
دعونا ان الحمد لله رب العلمین ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

قطعہ

غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے
تو مگر صاحبدلی روزی برحمت	کند در حق این مسکین دعائے

Marfat.com

ازالۃ الشنین باثبات المصافحۃ بالیدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل المصافحۃ سببًا لمغفرۃ ذنوب المتصافحین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد المبعوث الی الثقلین وعلی الہ واصحابہ الذین بذلوا جہدھم فی ارضاء رب المشرقین والمغربین اما بعد جانا چاہیے کہ چونکہ اس زمان قیامت نشان مین بہت سے فرقے پیدا اور کہنی سی مذہب ہویدا ہوگئی ہین اور ہر ایک انمین سی نئی نئی بولی بولتا اور عجیب عجیب صدائین سناتا ہی چنانچہ منجملہ اونکی فرقہ غیر مقلدین آجکل وہ نادر نادر چھچھہونکی ساتھ چھپاتا ہے کہ جنکا بیان نہین ہوسکتا منجملہ اون چھچھہونکی ایک یہ ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سی کرنا سنت ہی لہذا میرے بعض احباب نے باصرار مجھہ سے کہا کہ دس پانچ سطرین قابل یاد داشت علوم دو ہاتھ سی مصافحہ کرنیکی اثبات مین لکھہی تو اس احقر نے امتثال لامرہم یہ چند سطرین لکھین اور نام انکا **ازالۃ الشنین باثبات المصافحۃ بالیدین** رکھا اللہ انکو قبول فرماوی اور لوگون کو انسے نفع پہنچاوی آمین یارب العالمین جاننا چاہیے کہ مصافحہ مفاعلہ ہی صفحہ سی اور مراد اوس سے اپنی دونون ہتھیلی کو دوسری دونون ہاتھ کی ہتیلی کیطرف پہونچانا ہی اور نیز جاننا چاہیے کہ مصافحہ قینچی دیکر کرنا چاہیے تاکہ مصافحہ کی تعریف اوسپر صادق آئی اور نیز جاننا چاہیے کہ پہلے پہل اسکو اہل یمن نے ظاہر کیا ہی اور نیز جاننا چاہیے کہ سنت یہ ہی کہ دونون ہاتھ سی ہو فاضل رونی مجالس الابرار مین لکھا ہی والسنۃ ان تکون بکلتا یدیہ یعنی سنت یہ ہی کہ مصافحہ دونون ہاتھ سے ہو اور معجم طبرانی مین حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہی کہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا تصافح المسلمان لم تفرق اکفہما حتی یغفر لہما یعنی جبکہ دو مسلمان مصافحہ کرتے ہین تو اونکی ہتیلیین جدا ہونے سے پیشتر اونکی گناہ بخشدیی جاتے ہین اس حدیث سے مصافحہ کا دونون ہاتھ سے ہونا بخوبی معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر ہر شخص کی ایک ایک ہتیلی سی ہوتا تو اس حدیث مین جہا لفظ اکفہما کی کہ جمع کف کی ہی لفظ کفاہما بصیغہ تثنیہ وارد ہوتا نہ اکفہما اور شاہد اسکے وہ تعلیق

Marfat.com

صحیح بخاری ہی، جوکہ اوسکی باب الاخذ بالیدین مین ہی، کہ وصافحہ حماد ابن زید ابن المبارک بیدیہ یعنی حماد بن زید نے ابن المبارک سی اپنے دونون ہاتھ سی مصافحہ کیا اس تعلیق سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ قرن تابعین مین کہ قرون مشہود لہا بالخیر سے ہی دونون ہاتھ سی مصافحہ کرنا جاری تھا اور حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ افیاخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم وغیرہ سے ایک ہی ہاتھ سی مصافحہ کرنا ہرگز نہین ثابت ہوتا کیونکہ جیسا کہ ہماری زبان مین لفظ لاٹھی اور تلوار وغیرہما جنس کے معنون مین مستعمل ہوتے ہین اور انکا اطلاق انمین سے ایک اور ایک سے زیادہ پر ہوتا ہی چنانچہ لاٹھی اور تلوار کی لڑائی کی حکایت مین کہا جاتا ہے کہ خوب لاٹھی اور تلوار چلی حالانکہ وہان ایک ہی لاٹھی اور تلوار نہین ہوتی ہی ایسا ہی استعمال عرب اور آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ مین استعمال لفظ ید کا جنس ید مین آیا ہی جو ایک ہاتھ اور ایک سے زیادہ کو متضمن ہی، قال اللہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک وقال ایضا وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ وقال رسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ وقال ایضا من رای منکم فلیغیرہ بیدہ بلکہ اکثر مقامات مین ویدہ کی جگہہ لفظ یدہ کا استعمال آیا ہی علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری کی ص ۲۱۸ مین حدیث عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ توضا فافرغ علی یدیہ کو تحت مین لکھا ہے (فافرغ) ای صب الماء (علی یدیہ) بالتثنیۃ وفی روایۃ الاربع علی یدہ بالافراد علی ارادۃ الجنس انتہی اس سی ظاہر ہوگیا کہ مولوی جمیل احمد صاحب سہسوانی نے جو اپنے رسالہ بسط المائدہ مین لکھا ہی کہ ید کا اسم جنس ہونا غیر مسلم ہی اور یدین کو ید نہین کہہ سکتے وہ کوئی شئے نہین ہی، بالجملہ جن حدیثون مین اخذ بالید وارد ہی وہ مصافحہ ایک ہاتھ سی مریض نہین ہین تو بس دو ہی ہاتھ سی مصافحہ کرنیکی تو حدیث بھی ہی اور زمانہ تابعین مین اسکے جاری ہونیکا ثبوت بھی ہی اور ایک ہی ہاتھ سی مصافحہ کرنیکی نہ تو کوئی حدیث ہی اور نہ قرون مشہود لہا بالخیر مین اسکی جاری ہونیکا ثبوت اور معہذا اسمین تشبہ بالنصاری ہی اور تشبہ باہل کتاب سی حضرت کا احتراز کرنا حدیث صوم عاشورا وغیرہ سی صاف ظاہر ہی تو بہ صورت مصافحہ دو ہی ہاتھ سی کرنا چاہئے اور یہی مسنون ہی، وما عدا ذلک لیس بمسنون اور جانا چاہیے کہ مصافحہ توديع اور رخصت کرنیکی وقت بھی ثابت ہی حضرت ابن عمر رضی سی روایت ہی کہ حضرت کی عادت تھی کہ جب کسی شخص کو رخصت کرتے تو اوسکی ہاتھ کو پکڑ کر نہ چھوڑتے جب تک کوئی شخص آپکی ہاتھ چھوڑتا اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہی اسبات کو محقق غیر مقلدین مولوی جمیل احمد صاحب نے بھی اپنے رسالہ بسط المائدہ مین لکھا ہی و للہ الحمد وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ط

تمت

Marfat.com

تحفۃ البررہ فی اجابۃ الاسألۃ العشرۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للمجیب الذی علم اجوبۃ اسالۃ الکفرین حبیبہ الذی ارسلہ رحمۃ للعلمین وقال یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وقال ایضا فی جواب قولھم من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ والصلوۃ والسلا علی رسولہ الذی اوعد الکفرۃ ووعد البررۃ و علی آلہ واصحابہ الذین فی سبیل اللہ قاتلوا الفجرۃ اما بعد بندۂ ضعیف امیدوار رحمت رب قوی و لطیف کہتا ہی کہ مجہہ سی میرے ایسے بعض احباب نے کہ جنکا کہنا ماننے سے مجکو چارہ نہ تھا مجہہ سی دس سوال کرکے کہا کہ انکی جواب مختصر تاکہ ذہن عوام اونکا متحمل ہوسکے اور عام فہم تاکہ عوام بخوبی سمجہہ سکین لکھیے مینے امتثالا لامرہم اونکے جواب لکہکر باسم تحفۃ البررہ فی اجابۃ الاسألۃ العشرۃ اونکو سے کیا اور وہ یہ ہین سوال اول و دوم کیا فرماتے ہین علمائے دین رحمہم اللہ اس باب مین کہ تقبیل ابہامین مرفوعاً یا موقوفاً کسی طور سی ثابت ہی یا نہین اور اسمین کہ ہمارے ائمہ ثلثہ مین سے امام محمد رح کی نزدیک قرأۃ خلف الامام مستحسن ہے یا نہین بینوا توجروا +

جواب اول تقبیل ابہامین یعنی اذان مین وقت سماع اشہد ان محمد الرسول اللہ دونون ابہام دست کے ناخنون کو دونون آنکہون پر رکھکر چومنا یا چوم کر رکھنا مرفوعاً ثابت ہی امام سخاوی مقاصد حسنہ مین لکہتے ہین مسح العینین بظفری الابہامین بعد تقبیلھما عند سماع المؤذن اشھد الا مع قولہ رض اشھد ان محمدا الی قولہ نبیا ذکرہ الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث سیدنا ابی بکر الصدیق ان النبی ص قال من فعل ذلک فقد حلت لہ شفاعتی یعنی مؤذن سی اشہد ان محمد الرسول اللہ سننے کے وقت اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا کہکر ہاتھ کی دونون انگوٹھون کے ناخن کو چوم کر اونسے دونون آنکہون کو چھونا ذکر کیا ہی اوسکو دیلمی نے مسند الفردوس مین ابوبکر صدیق رض کی حدیث سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسکو کرے اوسکی واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی علامہ

Marfat.com

ابن حجر مکی تحفہ مین اس حدیث دیلمی کی نسبت لکھتے ہین ومن شرط العمل بالحدیث الضعیف ان لا یشتد ضعفہ وحدیث الدیلمی لیس فیہ شدۃ الضعف کما سیاتی اعتضادہ قریبا اور دوسری مرفوعاً نہین تو موقوفاً ثابت ہوئے ہین تو کچھ شک بھی نہین ابن حجر مکی ہی کتاب موضوعہ مین لکھتے ہین بل صح رفعہ الی الصدیق الاکبر رض اور شیخ امام ردادکتاب موجبات الرحمۃ مین لکھتے ہین واذا ثبت رفعہ الی الصدیق الاکبر فیکفی للعمل بہ لقولہ علیکم بسنتی الخ فثبت انہ مندوب فضلا ان یکون بدعۃ انتہی واللہ اعلم بالصواب

جواب سوال دوم نہین کیونکہ انکی مصنفات قدیمہ وحدیثہ مین سے کسی مصنف مین یہ بات نہین ہے بلکہ مؤطا وغیرہ مین قرأت خلف الامام سے صاف منع فرمایا ہے چنانچہ مؤطا مین کہا ہے قال محمد لا قراءۃ خلف الامام فیما جھر فیہ ولا فیما لم یجھر فیہ بذلک جاءت عامۃ الآثار وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ اور کتاب الآثار مین کہا ہے لا ینبغی ان یقرأ خلف الامام فی شیء من الصلوات اور کتاب الحج مین ہے کہ امام محمد رح نے اہل مدینہ سے کہا ارایتم من رای القراءۃ خلف الامام بام القرآن وسورۃ ان فرغ الامام من قرأتہ فرکع قبل ان یفرغ رجل الذی خلفہ من ام القرآن کیف ینبغی لہ ان یصنع ایقوم حتی یقرأ ام یتابع الامام تو اہل مدینہ نے کہا بل یتبع الامام فی رکوعہ تو امام محمد نے کہا فان ابطا بھا عن ذلک او کان شیخا کبیرا فلم یقرأ شیئا حتی فرغ الامام ورکع ایتبع الامام فیرکع معہ ام یقرأ ثم یتبعہ تو اونھون نے کہا بل یتبع الامام ویترک القراءۃ تو امام محمد رح نے فرمایا فھذا یدلکم علی انہ لا قراءۃ خلف الامام اذا کانت القراءۃ یؤمر بترکھا فی بعض المواضع اور وہ جو بعض کتب مین قرأۃ خلف الامام کو استحسان کو آپکی طرف نسبت کیا ہے وہ درست نہین ہے، ابن ہمام نے فتح القدیر مین کہا ہے کہ حق یہی ہے کہ امام محمد کا قول بھی شیخین ہی کے قول کی مثل ہے یعنی انکے نزدیک بھی قرأۃ مکروہ تحریمی ہی ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

سوال - ہمارے علماء رحمہم اللہ اسمین کیا فرماتے ہین کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو غنیۃ الطالبین مین حنفیہ کو مرجیہ مین شمار کیا ہے تو وہ ہم اس تیرہ صدی کے حنفیون کو گنا ہے یا کوئی اور حنفیون کو بینوا توجروا +

جواب ان شیخ رحمہم اللہ نے ہم حنفیون کو مرجیہ مین ہرگز ہرگز نہین شمار کیا اور کیسے کر سکتے ہین

ہم حنفیون کے عقائد اور مرجیہ کے عقائد مین آسمان زمین کا فرق ہے بلکہ ہمارے اونکے عقائد باہم مبائن ومخالف ہین وہ کہتے ہین گنہگار عذاب نہ کیا جائیگا اور پیغمبر جو خوف ورجا کرتے ہین سب عالم کے انتظام کے لئے ورنہ پروردگار اپنے بندون پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے ہم کہتے ہین گنہگار عذاب کیا جائیگا اور یہ خوف ورجا سب واقعی باتین ہین تو پھر مرجیہ کیسے ہوسکتی ہین تو بس شیخ قدس سرہ نے جو گنا ہے وہ اتباع غسان مرجی کو گنا ہے شرح مواقف مین ہی غسان نام ایک شخص مرجی تھا وہ ارجاء کو امام صاحب سے نقل کرتا تھا اور آپ کو مرجیہ سے گنتا تھا اور یہ اوسکا امام صاحب پر محض افترا تھا کہ اپنے مذہب کے رواج دینے کیواسطے آپ کی طرف نسبت کردیا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط

سوال ۔ حدیث جابر بن سمرہ مالی اراکم رافعی ایدیکم الحدیث رفع الیدین عند السلام کے بارہ مین ہی جیساکہ مسلم وغیرہ نے سمجھا ہے یا رفع یدین مشہور کے باب مین **جواب آن** اس حدیث کو بقرینہ لفظ فی کے رفع یدین مشہور پر حمل کرنا صحیح ہے اور رفع الیدین عند السلام کے بارہ مین اسکو سمجھنا صحیح نہین کئی وجہ سے منجملہ اونکی ایک یہ ہے کہ نہ تو حدیث مین کوئی قرینہ اسکے رفع الیدین عند السلام کے باب مین ہونے پر دال ہی نہ کسی صحابی سے یہ بات ثابت اگر کہو اتفاق علماء سے ثابت ہی تو اول تو بجز قرآن وحدیث کے اونکو تیسری چیز سے علاقہ کیا اور دوم یہ سراسر غلط کیونکہ ہمارے علمائے حنفیہ مین سے صاحب نہایہ وغیرہ بہت سے لوگون نے اسکو رفع یدین مشہور پر حمل کیا ہی اور ایک یہ کہ زمانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین تسلیم لقائی مین ہاتھ اور لفظ سے معًا سلام کرنیکی رسم صحابہ مین شائع وذائع نہ تھی تاکہ اوسکی قیاس پر صحابہ تسلیم تحلیلی مین بھی ہاتھ اوٹھاتے اور بغیر تسلیم لقائی مین ہاتھ اوٹھانیکی رسم جاری ہونیکی تسلیم تحلیلی مین ہاتھ اوٹھانا ایک امر مستبعد ہے اور ایک یہ کہ سلام پھیرنے کی حالت مخالفین کی نزدیک بدلیل تتمہ حدیث تشہد عبداللہ بن مسعود رض اذا فعلت ذلک فقد تمت صلوتک یا اذا قلت ھذا وقضیت ھذا فقد قضیت صلاتک کے بعد تمام وادا ہونے نماز کے ہی اوسپر لفظ فی الصلوۃ صادق نہین آسکتا اور حدیث مین لفظ فی الصلوۃ ہی واللہ اعلم +

سوال ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کسی عالم غیر مقلدین کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہین ۔ **جواب آن** غیر مقلدین کے ایسے بہت بڑے عالم نواب صدیق حسن خان صاحب

Marfat.com

کے نزدیک ثابت ہے کہ جنکو مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے رسالہ ہدایۃ الرتاب کے صہ ۲۱ مین محقق
زمان عالم اجل فاضل بے بدل اور صہ ۳۱ و ۳۸ و ۵۰ و ۶۰ و ۷۵ مین رئیس المحققین اور صہ ۵۲ مین
خاتمۃ المحدثین وقدوۃ المحققین اور صہ ۷۹ مین افضل المتاخرین اور صہ ۸۱ مین تاج الحمد فقین اور صہ ۸۷
مین جناب فخر المحدثین اور اسکی اور صفحونمین اور نیز اپنے اور رسائل مین مجتہد وقت وغیرہ وغیرہ بہت کچھ لکھا ہے
اور نیز جنکے تصانیف کو مولوی صاحب موصوف نے رسالہ الشیع والری کے صہ ۸ مین مسائل حقہ سے پر اور انکی ہر ہر
مسئلہ کو کتاب وسنت سے مبرہن بتلایا ہی آونھون نے اپنے روضۂ ندیہ شرح درر بہیہ مین لکھا ہی وضع تحت السرۃ
وفوقها متساویان لان کلا منهما مروی عن اصحاب النبی ص اخرج ابوداؤد و احمد وابن ابی
شیبة عن علی السنة وضع الکف فی الصلوة تحت السرة یعنی ہاتھون کا ناف کے نیچے اور اوسکے
اوپر باندھنا دونون برابر ہین کیونکہ حضرت کے اصحاب سے دونون ثابت ہین ابوداؤد اور احمد اور ابن ابی شیبہ
نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ نماز مین ہاتھونکا ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے +

سوال آمین آہستہ کہنی کسی عالم غیر مقلدین کے نزدیک بھی ثابت ہی یا نہین +

جواب آن انھین نواب صدیق حسن خانصاحب کے نزدیک ثابت ہی انھون نے اپنے اوس
تفسیر ترجمان القرآن مین (کہ جسکی نسبت مولوی محمد سعید صاحب نے ضمیمہ نصرۃ السنہ نمبر ۱۲ بابت ماہ صفر
سنہ ۱۳۰۴ ہجری جلد ۱ مین لکھا ہے ایک تفسیر مسمی ترجمان القرآن بلطائف البیان سورہ بقر تک طبع ہوکر
شائع ہوئی ہی الی ان قال مین نے جو اوس تفسیر کو دیکھا تو ایک گوہر نایاب پایا آجتک ایسی تفسیر دیکھنے سنے مین
نہین آئی الی قولہ اسپر طرہ یہ کہ سب باتین خوب تحقیق سے لکھی ہین الی قولہ کل مضامین موافق حدیث نبوی کے
ہین اس تفسیر کی خوبی وحسن کو میری طاقت نہین ہے کہ مین لکھون انتہی بلفظہ) لکھا ہی کہنا آمین کا بجہر و
باسرار دونون طرح پر ثابت ہوا ہی انتہی بحروفہ **سوال** ۔ترک رفع یدین مشہور کسی عالم غیر مقلدین کے
نزدیک بھی ثابت ہی یا نہین + **جواب آن** انھین نواب صدیق حسن خانصاحب کے نزدیک
ثابت ہے انھون نے روضۂ ندیہ مین بعد نقل اون عبارت کے جو کہ متضمن رفع اور ترک دونون کے ثبوت کو
ہین فقط ولفظا بجملتہ فقد ثبت رفع الیدین فی المواضع الاربعۃ المذکورۃ بروایات

Marfat.com

صحیحۃ ثابتۃ الخ کہکر کلام کو ختم کردیا ہے اور ثبوت ترک سے کچھہ تعرض نہین کیا تو حسب قاعدہ تقریر ثبوت ترک اونکے نزدیک ثابت ہوا وللہ الحمد +

سوال ۸ اگر یہ سب باتین غیر مقلدین کے کسی عالم کے نزدیک ثابت ہون اور یہ لوگ اونکی نسبت یون کہین کہ ہم کیا اونکے مقلد تھوڑا ہی ہین تو ہم کیا جواب دین

جواب آن - کہو اوس عالم کا قول دو حال سے خالی نہین یا موافق حدیث کے ہے یا مخالف اگر موافق ہے تو پھر نہ ماننا چہ معنی دارد اور اگر مخالف ہے تو جبکہ تمہارے اتنے بڑے بڑے عالم حدیث اور حدیث کو مطلب کو سمجھے اور خلاف حدیث کہدیا تو تم تو کس گنتی مین ہو جو موافق حدیث کے کہوگے تم تو بطریق اولی خلاف کہوگے - چلو تمہاری بات بھی قابل اعتبار نہین کیونکہ احتمال مخالفت سے خالی نہین وللہ الحمد -

سوال ۹ - رفع اور ترک دونون مین سے حضرت کے آخر عمر مین کونسا واقع ہوا +

جواب آن - شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے تکمیل مین حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ الحدیث کے باب مین لکہا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے اس حدیث سے حضرت کے رفع یدین کو ہمیشہ ترک کرنے کا ارادہ نہین کیا اور جز این نسبت کہ آپنے ارادہ کیا ہے اس سے حضرت کے رفع یدین کو آخر عمر مین ترک کرنے کا جیسا کہ بعض ما ینقل عن ابن مسعود سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع اور ترک دونون مین پچھلا ترک ہے اور مدت ترک کی معلوم نہین تو محتمل ہے کہ آپنے بیماری کے دنون مین چھوڑا ہو انتہی الملخصاً مترجما تو اس قول سے ترک رفع یدین کا آخر عمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین ہونا صاف ثابت ہوتا ہے اور محقق غیر مقلدین نواب صدیق حسن خانصاحب نے اس قول کو اپنے روضہ ندیہ مین نقل کرکے اسپر سکوت کیا ہے تو حسب قاعدہ تقریر اونکے نزدیک اس قول کا صحیح ہونا بھی معلوم ہوا وللہ الحمد - اگر کوئی کہے کہ بیہقی مین ہے کہ رسول مقبول صلعم کی نماز ہمیشہ رفع یدین کے ساتھ رہی یہانتک کہ آپنے اس جہان فانی سے انتقال کیا تو ہم کہینگے کہ یہ حدیث صحیح نہین کئی وجہ سے

وجہ اول رفع اور عدم رفع مین صحابہ کا مختلف ہونا اگر بر تقدیر اسکی صحت کے آپکی نماز ہمیشہ تا وقت وفات رفع یدین کے ساتھ ہوتی تو صحابہ رفع اور عدم رفع مین باہم ہرگز مختلف نہوتی

وجہ دوم حدیث ابن مسعود کے نسبت شاہ رفیع الدین صاحب کا وہ فرمانا جسکو ہمنے اوپر ذکر کیا

Marfat.com

اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو شاہ صاحب وہ مضمون مرقوم الصدر حدیث ابن مسعود کے نسبت ہرگز نہ لکھتے۔

وجہ سوم محقق غیر مقلدین نواب صدیق حسن خانصاحب کا اوس قول شاہ رفیع الدین صاحب کو اپنے روضۂ ندیہ مین نقل کرکے اوسپر سکوت کرنا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو وہ اس قول شاہ صاحب پر ہرگز سکوت نہ کرتے اور کہتے جو کچھ کہتے **وجہ چہارم** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا علقمہ وغیرہ کو نماز رسول اللہ ص بغیر رفع یدین کے پڑھکر دکھلانا۔ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ابن مسعود رض نماز اس طرح پڑھ کر کیسے دکھلاتے **وجہ پنجم** ترمذی کا حدیث ابن مسعود رضا کو حسن کہنا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ترمذی حدیث ابن مسعود رضا کو حسن کیسے کہتے اور حدیث ابن مسعود بوجہ اونکو رسول اللہ کی کثرت سے ملازم ہونیکی ایک دو وقت پر محمول ہو نہین سکتی فتدبر اگر کہیے ابن مسعود کو سہو و نسیان لاحق ہو گیا تھا تو ہم کہین گی کہ کیا ابن مسعود بھولے تو رفع یدین ہی کو بھولے نماز کی اور کسی سنت یا رکن کو نہ بھولے اور اگر بھولے بھی تو ایک آدہ رکعت مین بھی نہ بھولے سب کے سب نماز مین بھول گئی بالجملہ یہ حدیث بیہقی والی صحیح نہین اور بیشک حضرت نے آخر عمر مین رفع یدین کو ترک کر دیا۔

سوال آمین زور سے کہنے اور آمین آہستہ کہنے ان دونون باتون مین سے کونسی بات آخر عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین واقع ہوئی ہے **جواب آن** حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا حضرت کو مرض وفات کی نمازون مین جو کہ آپنے مسجد مین تشریف لیجا کر جماعت سے پڑھی ہین آپ کے ہمراہ شریک ہونا ثابت ہی اور طبری نے تہذیب الآثار مین اخراج کیا ہی کہ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسم اللہ اور آمین زور سے نہین کہتے تھے تو اس سی صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت نے اخیر مین آمین آہستہ کہی ورنہ یہ بات عقل سی بعید ہے کہ حضرت تو آمین زور سے فرماتے اور حضرت علی رض آہستہ کہا کرتے واللہ اعلم بالصواب فقط

تمت

Marfat.com

ایضاح الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ربی العالمین وارسل لھدایتنا حبیبہ محمدا وانزلہ الکتب المبین وخلق ائمۃ المجتھدین لتسھیل العمل علی الشرع المتین سیما امامنا ابا حنیفۃ ما زالت شموس مذھبہ بازغۃ الی یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ الذی ھو کالمنبع لھذہ الانھار المذاھب وعلی الہ واصحابہ الذین ھم اولوا المناقب والمناصب قاتلوا الکفرۃ والضالین

اما بعد یہ ناکام خاکپائے انام موسوم بہ محمد مدعو بہ عبد الحمید فریدی فاروقی پانی پتی جمیع اہل اسلام کے خدمت مین عرض کرتا ہے کہ چونکہ اسوقت مین مسائل مختلف فیہا مین سے مسئلہ آمین بالجہر وغیرہ مین عموماً اور مسئلہ قرأت فاتحہ خلف امام مین خصوصاً از حد افراط وتفریط ہورہی ہے۔ یہانتک کہ حضرات غیر مقلدین کہتے ہین کہ دیگر مسائل مختلف فیہا مین عموماً اور مسئلہ قرأت فاتحہ خلف امام مین خصوصاً امام صاحب کے پاس انکے مذہب کی موئید کوئی حدیث نہین ہے اور بغیر الحمد پڑھے نماز ہرگز نہین ہوتی اور جو کوئی یہ کہے کہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی کچھہ ضرورت نہین ہے، وہ جھوٹا اور گمراہ ہے لہذا اس احقر نے چاہا کہ چند سطرون مین مختصر طور پر عوام کے یاد کرلینے کے لئے حق کو ظاہر اور امام صاحب کے مذہب کی موئید حدیثونکو باہر کردون تاکہ ہر شخص کو ان حضرات کے اقوال کا صدق وکذب بخوبی معلوم ہوجائی جانا چاہیے کہ حضرات غیر مقلدین کے تینون قول جو اوپر ذکر کئی گئی محض غلط ہین اور اس باب مین حدیثین بہت وارد ہین منجملہ اونکے ایک تو یہ حدیث ہے ثنا اسحق الازرق ثنا سفیان الاسرق

Marfat.com

ثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن
جابر رض قال قال رسول اللہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنے کہا
حدیث بیان کی ہم سے اسحٰق ازرق نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان ازرق نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان اور شریک نے موسی
بن ابی عائشہ سے وہ روایت کرتے ہین عبد اللہ بن شداد سے وہ حضرت جابر رض سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو شخص کہ ہو واسطے اوسکی امام پس قرأت
امام کے واسطے اوسکے قرأت ہے اس حدیث کو ترمذی کے شیخ احمد بن منیع نے اپنے مسند
مین روایت کیا ہے اور یہ حدیث باین اسناد صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے اگر کوئی کہے
کہ آپ تو اس حدیث کو باین اسناد صحیح علی شرط مسلم کہتے ہین اور بعض علماء نے
تو کہا ہے کہ یہ حدیث کل طرق سے ضعیف ہے ہم کہین گے کہ جسنے اس حدیث کو کل طرق سے
ضعیف کہا بالکل بیجا کہا کیونکہ عیان راچہ بیان اسکے صحیح طریقون مین سے ایک تو یہی طریقہ
ہی جو یہان مذکور ہے ذرہ کوئی بتلادی تو کہ اسمین کیا ضعف ہی پھر اگر کوئی کہے کہ اچھا ہمنے مانا
کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن آپ کے مطلب سے تو اسکو کچھ تعلق نہین بلکہ یہ تو اہلحدیث
ہی کے مذہب کے مؤید ہے - کیونکہ اسمین لہ ثانی کا مرجع امام ہی ہم کہین گے کہ آپ کا یہ قول
کہ لہ ثانی کا مرجع امام ہی محض غلط ہی کئے وجہ سے **وجہ اول** یہ کہ جبکہ لہ ثانی کا مرجع
امام ہوا اور اس تقدیر پر امام کی قرأت امام ہی کیواسطے ہوئی تو مقتدی حکم مین منفرد کے
ہوا تو اوسکو الحمد اور سورۃ دونون پڑھنا چاہئے اور یہ حضرت کے قول لاتفعلوا الا بفاتحۃ
الکتب کے خلاف ہے **وجہ دوم** یہ کہ اس حدیث مین لفظ من شرطیہ ہی تو جملہ من
کان لہ امام شرط ہے اور جملہ فان قراءۃ الامام لہ قرأۃ جزا تو اگر لہ ثانی کا
مرجع امام قرار دیا جائے تو جملہ فان قرأۃ الامام الخ جزا شرط کی نہین ہو سکتا کما لایخفی
اور جب کہ یہ اوسکی جزا نہ ہوا تو شرط بغیر جزا کے کلام ناقص ہوتا ہے اور ایسے ہی جزا تو یہ
حدیث بموجب آپ کے قول کے کلام ناقص ہوتا ہے معاذ اللہ من ذلک +

Marfat.com

وجہ سوم یہ کہ من شرطیہ مین نحاۃ کے کئی مذہب ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ لفظ من مبتدا اور مجموع شرط اور جزا اوسکی خبر اور دوم یہ کہ لفظ من مبتدا اور فقط جزا اوسکی خبر تو بموجب ان دونون مذہبون کے جملہ فان قرأۃ الامام الخ خبر لفظ من مبتدا کی ہے اور خبر جبکہ جملہ ہوتی ہے تو اوسمین ضمیر عائد طرف مبتدا کی (جو کہ ربط دینے والی خبر کی مبتدا کی ساتھ ہوتی ہے) ضرور ہوتی ہے تو جبکہ لہ ثانی کا مرجع امام ہوا تو کہیے خبر کو مبتدا کے ساتھ ربط دینے والی ضمیر کونسی ہوگی اور دوسری یہ عن جابر رض انہ قال من صلی رکعۃ لم یقرا فیھا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام یعنی حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسی رکعت پڑھی کہ اوسمین الحمد نہ پڑھی تو نہ پڑھی اوسنے یعنی وہ رکعت مگر امام کے پیچھے یعنی اس حالت مین بغیر الحمد پڑھے وہ رکعت اوسکی ہوجائیگی یہ حدیث ترمذی مین ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اور یہ حدیث عبادہ کی حدیث کی طرح خاص الحمد کے بارہ مین ہے اگر کوئی کہے کہ یہ موقوف ہے اور حدیث عبادہ مرفوع ہے اور موقوف جب کہ معارض ہوتی ہے مرفوع کی تو حجت نہین ہوتی ۔ ✣ ✣ ✣

سے بھی آپ دریافت کرینگے کہ اثر جابر رضہ کا مفاد کیا ہے تو آپکو بتلا دیگا کہ اوسکا مفاد یہ ہی کل صلوۃ لا یقرا فیھا بام القران فھی لیست بجائز الا صلوۃ المقتدی ای بعض صلوۃ لم یقرا فیھا بام القران فھی جائز اور ظاہر ہی کہ یہ قضیہ جزئیہ ہی کلیہ نہین ہے کما لا یخفی علی البلہ والصبیان رہی جواز اور عدم جواز مین نسبت و تقابل سو اگرچہ بموجب کلموا الناس علی قدر عقولھم کے تو لکھنا انکا مناسب نہ تھا لیکن آپ کے سوال کو خیال سے آپکو بتلائے دیتا ہون کہ ان دونون یعنی جواز اور عدم جواز مین نسبت تباین اور تقابل تضاد ہی لیکن حدیث عبادہ رضہ سے عدم جواز نماز مقتدی بلا قرأۃ فاتحہ اور حدیث جابر رضہ سے جواز ہر نماز بلا قرأت فاتحہ ثابت نہین ہوتا کما سیجئی تحقیقہ انشاء اللہ تعالیٰ فتدبر **قول المجیب** ظاہر ہی کہ دونون قضیہ آپس مین معارض ہین ایک موجبہ کلیہ دوسرا سالبہ کلیہ الخ۔

قول المصیب واہ کیا خوب منقول ہین تو جو کچھہ مہارت مجیب صاحب کو تھی وہ تو معلوم ہی ہو چکی تھی اب مجیب صاحب نے معقول مین بھی دخل دیا خدا خیر کرے اور خیر کہان ہونی تھی جبکہ ایسے لوگ کہ جنھون نے ایساغوجی تک نہین دیکھی نعرہ ھل من مناظر مارنے لگی آی مجیب صاحب تعارض قریب المعنی کیا بلکہ متحد المعنی تناقض کا ہی در قضیتان مختلفتان فی الایجاب والسلب جبکہ محصورہ ہوتی ہین تو اونکی تناقض کے لئے باوجود وحدات ہشتگانہ تناقض کے اختلاف در کلیۃ و جزئیۃ بھی ضرور ہی علامہ اثیر الدین ابہری ایساغوجی مین لکھتے ہین والمحصورتان لا یتحقق التناقض بینھما الا بعد اختلافھما فی الکلیۃ والجزئیۃ اور سلم العلوم مین ہی ثم یختلفان کما لکذب الکلیتین وصدق الجزئیتین انتھی اور وہ یہان مفقود ہی کیونکہ ان دونون کو آپ کلیہ ٹھہرا چکے ہین تو ابحاث معقولیہ مین سے جس بحث مین سے کچھہ لکھنا ہوا کرے تو اوس بحث کو کسی استاد کامل سے پڑھ سمجھکر پھر لکھا کیجئے یون ہین الکل بچون نہ لکھدیا کیجئے خیر یہ جواب تو آپ کی معقولی گفتگو کا تھا اب یہ احقر کہتا ہی کہ حدیث عبادہ اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مین ہرگز ہرگز تعارض نہین ہے جیسا کہ ہم موعظۃ الحسنہ مین تحقیق کر چکے ہین اور جب دونون کی حدیثون مین تعارض نہوا تو بموجب قاعدہ اصولیہ کے اثر جابر رضہ حجت ہوگا **قول المجیب** اور ابراز الحق مین یہ جو آپ نے لکھا ہی کہ قول مقدم ہوتا ہے فعل پر الخ **قول المصیب** واہ صاحب واہ یہ جواب تو آپ نے ایک ہی دیا ای مجیب صاحب اول تو یہ سنیے کہ یہان حادیث رسول اور آثار صحابہ ہی بحث ہی نہ مطلق کلام کا ذکر کہ جو آپ یہان جہنمیونکی کلام کا رد مارنے لگی کچھہ تو سوچ سمجھکر جواب دیا کیجئے دوم یہ سمجھیے کہ بیشک قول کو فعل پر عقلا و نقلا ترجیح ہی آپ اپنی ہی کو دیکھیے کہ آپکا فعل تو یہ ہی کہ مدرسہ جامع العلوم کانپور مین جاکر شرح تہذیب پڑھتے ہین اور زیر ناف تو کیا بلکہ رانون پر ہاتھہ باندھتے ہین اور قول یہ کہ سینے پر ہاتھہ باندھنا سنت ہی اور زیر ناف ہاتھہ باندھنی کی حدیث صحیح نہین تو کہیے دونون مین قابل اعتبار کون ہی یا اپنی بعض علما کو دیکھیے کہ فعل تو انکا یہ ہی کہ ہمیشہ عدالت مین جاکر جھوٹ بولتے اور یولواتے ہین کہین دو چار روز سے آمین کہنا شروع کیا تو کہدیا اور کہلا دیا کہ یہان تو پانچ چھہ برس سے آمین ہوتی ہی اور قول یہ کہ جھوٹ بولنا

Marfat.com

صحت نامہ متن رسالہ موعظۃ الحسنۃ

صفحہ	سطر	غ	ص	صفحہ	سطر	غ	ص	صفحہ	سطر	غ	ص
۱	۲	الافصات	النصات	۲۶	۲۱	لازم آنیکی	لازم آنیکی	۵۸	۱۷	ابن	بن
〃	〃	اولی	واولی	۲۷	۸	متنظومنہ	منظومتہ	۶۰	۹	روایہ	راویہ
〃	۸	مربنیا	مربینا	〃	۱۸	وغیرہا	وغیرہما	۶۱	۷	قدوعدم	وقد عدم
۳	۱۸	باندھنے کے	باندھنے کی جگہ کے	۲۹	۳	الفاق	الفارق	۶۲	۲	مقری	مقرائی
۴	۱۴	رقوب	اقرب	〃	۲۱	السرہ	السرۃ	〃	۵	یحب	یحب
〃	〃	للتقوای	للتقوی	۳۰	۲	شیبہ	شیبہ	۶۳	۱۱	قداس	قیاس
〃	۱۹	امل	مائل	〃	۴	تقلید	تقیید	۶۶	۵	فرض مین	فرض ونفل مین
۵	۵	ابن	بن	〃	۹	الصحالی	الصحابی	۶۸	۷	تمسکو	تمسکوا
۷	۱	رضی	رضی	۳۱	۷	ابوداؤ	ابوداؤد	〃	۹	اار	اور
〃	۶	المبارب	المبارک	〃	۱۶	تحریمہ	تحریمہ	〃	〃	جسکے	جسکے
〃	۱۴	طامع	طالع	۳۲	۹	یتصرف	ینصرف	۷۰	۱	الحتاطیز	الحناطین
۱۲	۲۱	اورحفہ	اورتحفۃ	〃	۱۸	مین	ہین	۷۱	۱۴	یدہ	یدیہ
۱۳	۱	الائمۃ الامصار	ائمۃ الامصار	۳۳	۱۷	جاز	جان	〃	۱۷	حضرت	وہ حضرت
〃	۱۴	جوارجہ	جوارحہ	۳۴	۶	السنن	السنن	〃	〃	نبی سے	وہ نبی سے
۱۵	۲۱	کئی تو ہین	تو کئی ہین	〃	۸	بخرجہ	یخرجہ	〃	۲۰	مین بے قرار	مین بے بس اور بیقرار
۱۷	۱۴	اختتم	اختتم	〃	۱۰	بصاحبک	لصاحبک	〃	۲۱	اور اسباع کا آئے	×
۱۸	۲۱	لانک	لانک	۳۹	۸	صحیح	نجیح	۷۲	۷	نہ موصوع	نہ موضوع
۱۹	۱۰	المائتین	المائتین	۴۲	۱۸	کمار	کبار	〃	۹	الفجر	الفجر
〃	۱۳	احدیہما	احدہما	۴۴	۳	خائجنیہا	خالجنیہا	۷۳	۲	ادا	اذا
〃	۱۴	دلتہا	ادلتہا	〃	۹	ہی	یہی	〃	۴	تونبی تمام	تونبی ص تمام
〃	۲۱	پہچانتا	پہچاننا	〃	۱۱	یجہر	یجہر	〃	۱۵	قالث	قالت
۲۰	۱۹	تبلارہا	تبلارہا	۴۵	۱۲	فسکتوا	فسکتوا	۷۴	۲۱	اھلم	العلم
۲۱	۱۴	المتوسط	المتوسط	〃	〃	فسالہم	فسالہم	۷۵	۲۰	کما	کنا
۲۲	۱	انتہی	انتہی	۴۶	۷	اورس	اوس	۷۶	۱۴	مواطبت	مواظبت
۲۳	۹	یلج	یلج	۴۷	۱۷	الھم	الھم	〃	۳	مق	حق
〃	۱۰	بالقا	بالغا	〃	۲۱	بصیحج	بصحیح	〃	〃	خرد	خود
〃	۱۱	الاثیر	الاثیر	۴۸	۱۴	تبت	ثبت	〃	〃	البدعنہ	البدعۃ
〃	۱۷	مصابیح	مصابیح	۵۳	۲	لمعتدی	المعتدی	۷۷	۵	وغیرھا	وغیرہما
〃	۱۹	〃	〃	۵۶	۷	بوسی	بولتی	〃	۱۴	والسنۃ	والسنۃ
۲۴	۵	اسماء	اسماء	۵۷	۱۳	مقتدی	مقتدی	〃	۱۸	استجباب	استیاب
〃	۲۰	آتے سو	آنے سے	۵۸	۶	حفض	خفض	۷۸	۱	بسنتی	بسنتی
〃	۲۱	اسکی	اسکی	〃	۷	〃					

Marfat.com

	غ	ص
	سنتی	سنتی
۱	پڑہتے	پڑہتے تھے

ت نامہ حواشی موعظۃ الحسنہ

ص	س	غ	ص
۱	۱	فرمائی	خرمائی
۱	۴	ایہا	ایہما
〃	۶	سعت	سمعت
〃	۱۳	شل	بمثل
〃	۲	۳	اسکو نزدیک	محدثین کو نزدیک
〃	۳	۱	لودی	نودی
۱۷	۱	۳	مجتہدین	مجتہدین
۲۱	〃	〃	السنۃ	السنہ
۲۲	۲	۷	ہو	نہو
۲۶	۱	۳	الائمہ	الائمۃ
۳۲	〃	۲	لیا	کیا
۴۴	۲	۱۶	من عیدہ	×
۴۸	۲	۲۰	جرکی	جرحکی
〃	〃	۳۲	منافسہ دنیوی	منافسہ دنیوی
〃	۳	۲	اونکو منع	اوسکے منع
۴۹	۱	〃	شروح	شروح اربعہ
〃	۲	۱۹	ی ۳	نبی ۳
۵۸	۱	۷	وکیع	وکیع
۶۰	〃	۲	کہتے کے	کہنے کے
〃	۱	۴	موئد	مؤید
۷۴	۲	۱	قیارم	قیام
۷۵	۱	۳	تہین	نہین
〃	〃	۷	تراویحی	ترویحی
〃	۳	۱	اوراور	اور
〃	〃	۴	اگیارہ	گیارہ
〃	〃	۷	کھرگئی	ٹھرگئی
〃	۳	۱	بہ اثر	یہ اثر

واضح ہو کہ حواشی بین السطور کی غلطیین حوالہ ناظرین کی گئین اور بھی واضح ہو کہ ص ۲۱ س ۱۹ لفظ (فتدبر) پر کا یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہے (اور سوم یہ تاویل اسوقت مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نکرنیکی واجب نہونیکو متضمن ہے ۱۲) اور ص ۲۵ س ۵ لفظ (ان چارون پر کا یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہی (یعنی علی سبیل الانفراد نہ علی سبیل الاجتماع کیونکہ یہ خلاف اجماع ہی ۱۲) اور ص ۳۰ س ۲۱ لفظ (نہین ہی پر کا یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہے (اور ثالثاً یہ کہ اسکی شواہد بھی ہین چنانچہ ایک تو وہ ہی جسکو ابوداؤد ہی نے ابن جریر ضبی سے روایت کیا ہی وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ مین نے حضرت علی کو دیکہا کہ آپ اپنی بائین ہاتھ کے پہونچی کو داہنے ہاتھ سے ناف کے نیچے پکڑے ہوئے تھے اور ایک وہ جسکو اونھون ہی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ اونھون نے کہا پکڑنا ہتیلیونکا نماز مین ناف کے نیچے ہے تو پہر یہ حدیث کیسے حجت نہوگی ۱۲) اور ص ۴۵ س ۱۸ لفظ (منع کردیا) پر کا یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہی (اور اس حدیث مین کچھہ اجمال و ابہام نہین ہی تاکہ کوئی اور حدیث اسکے لئے مفصل و مفسر گردانی جائے ۱۲) اور ص ۵۵ س ۱۱ مین لفظ ۲

صحت نامہ ازالۃ الشین

ص	س	غ	ص
۱	۱۳	جانا چاہئے	جانا چاہئے
〃	۱۰	دوسری	دوسری کے
۲	۱	حماد ابن	حماد بن
〃	۱۰	فلیغیرہ بیدہ	فلیغیرہ بیدہ وقال الفیض فی حدیث النہی عن رفع الیدین عند السلام انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ

ص	س	غ	ص
۲	۱۴	بسط المائد	بسط المائدہ
〃	۲۰	جبتک کوئی	جب تک کہ وہ
〃	۲۱	چھوڑتا	نہ چھوڑتا

صحت نامہ تحفۃ البررہ

ص	س	غ	ص
۱	۱	یسئلونک	یسئلونک
〃	۳	یحیہا	یحییہا
〃	〃	والسلا	والسلام
〃	۴	الفجرہ	الفجرہ
〃	۱۰	جواب اول تقبیل	جواب سوال اول اول تو تقبیل
〃	〃	لرسول	رسول
〃	۱۴	〃	〃
۲	۵	قلبت	فثبت
۳	۱۸	یا	یا
۴	۷	متسادیان	متساویان
〃	۱۰	وجہ	وجہہ
〃	۲۱	فقط	فقط
۵	۵	سمجہی	نہ سمجہی
۶	۱	مسود	مسعود
〃	۲	تواب	نواب

واضح ہو کہ اس رسالہ کو ص ۳ س ۱۴ مین اور ایک یہ سے لیکر س ۱۷ مین لفظ مستبعد ہی تک عبارت قلمخوردہ ہی

صحت نامہ ابراز الحق

۳ ۲۱ بعینہ مع قدری تغیر کے

واضح ہو کہ اشتہار مین بجائے لفظ رسالہ کے لفظ مجموعہ ہی اور بھی واضح ہو کہ اس صحت نامہ مین غلطیین درج کیگئین ہین جو غیر قابل اصلاح عوام ناظرین اور مخل فی المطلب تھین اور اغلاط قابل اصلاح عوام ناظرین اور غیر مخل فی المطلب مثل لفظ مشایخ اور موکدہ کے حوالہ ناظرین کیگئین فقط +

Marfat.com

Marfat.com

اشتہار

واضح ہو کہ اس رسالہ کا حق تصنیف محفوظ ہے کوئی صاحب اسکے جزو یا کل کو بامید نفع چھاپ کر نقصان نہ اوٹھائین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون بارسال نقد قیمت یا بذریعہ ویلو پی ایبل اس احقر سے طلب فرمائین اور اس رسالیکے جس نسخے پر مصنّف کی دستخط نہونگے وہ مال مسروق قرار دیا جائیگا فقط

المشتہر

محمد قادر بخش ساکن بنارس محلہ پیری کلان متصل

مکان فتح محمد زردوز

عبدالحمید

کاتب الحروف فدا حسین

Marfat.com

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

لله الحمد والمنة که بسعی مالا کلام مولوی محمد بن مولانا
مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودیانوی ترجمه

الدیک القوی علی ترک الفرک المفتدی

که از تصنیفات و افادات راس العلماء العاملین و رئیس الفقهاء
والمحدثین مولینا الحاج الحافظ مولوی احمد علی سهارنپوری ادام الله ظله العالی هست

در مطبع رحیمی منشی [illegible] عصمت الله [illegible] نواب علی محمد [illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض کرتا ہی خادم الطلبا احمد علی سہارنپوری کہ سبب تحریر رسالہ
الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی یہ ہوا تھا کہ ایک محب قلبی اعنی سید ضامن علیہ
سہارنپوری سنے ایک مرتبہ اس عاجز سے یون فرمایا کہ جناب مولوی محمد شاہ صاحب لودیانوی نے
استفسار کیا ہی کہ حدیث عبادہ بن صامت رضی مذکور باب قرأۃ فاتحہ خلف امام ثابت ہی یا نہیں بر تقدیر
ثبوت حنفی اس حدیث کا کیا جواب دیتے ہین مینے کہا البتہ حدیث مذکور ابو داؤد وغیرہ نے
نقل کی ہی اور تمسک حنفیون کا ایت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا ہی سید صاحب
ممدوح نے یہی جواب مولوی محمد شاہ صاحب کو تحریر کر دیا مولوی محمد شاہ صاحب نے دوبارہ
پھر کچھ تحریر کیا یہ عاجز جو مقدمات اختلافیہ مین بحث کو اچھا نہین سمجھتا دوبارہ پھر جواب سے کنارہ
کشی کر کے موطا امام محمد کا دوبرو سید صاحب ممدوح کے رکھدیا کہ اس میں سے احادیث
منع قرأۃ کی نقل کر کے تہیجد و تیسری دفعہ پھر مولوی محمد شاہ صاحب کا خط جواب ان مقدمات
مین آیا پھر سید صاحب ممدوح نے تاکیداً اس عاجز کو ارشاد کیا کہ جواب اس مسئلہ کا توجہ تام سے
لکھنا چاہیے اگرچہ یہ امر مرغوب طبع اس عاجز کے خلین تھا اور فرصت بہی کم تہی مگر سبب
کمال تاکید سید موصوف اور دینداری مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم کے یہ رسالہ

Marfat.com

زبان فارسی مین تصنیف کیا گیا تھا اب باستدعاء بعضے احباء ترجمہ اس کا زبان اردو مین
کیا جاتا ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وھو المستعان وعلیہ التکلان
سوال حدیث عبادہ بن صامت رضہ کے جو ابو داؤد وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے
صحیح ہے اور اس مین صاف حکم ہے مقتدی کو فاتحہ پڑھنے کا اور روایت موطا امام محمدؒ
کی معارض حدیث صحیح مرفوع کا نہین ہو سکتین علاوہ اسکے صحت اسانید روایات مذکورہ
مین محل تامل کا ہے کیونکہ صحت احادیث صحاح ستہ پر سب علما کا اتفاق ہے اور دیگر
کتب احادیث مین ثبوت اس امر کا بہت مشکل ہے اور جواب تعارض آیت کا ساتھ
حدیث عبادہؓ کے یہ ہے کہ حدیث بالکل معارض آیت کی نہین بلکہ حدیث مخصص آیت
کی ہے کیونکہ معنے آیت کے یہ ہین کہ جب پڑھا جاوے قرآن سنو تم اسکو اور چپکے
رہو اور مطلب حدیث عبادہؓ کا یہ ہے کہ مقتدی کو فاتحہ کا پڑھنا ضرور ہے علاوہ برین
نماز سریہ مین بالکل تعارض نہین کیونکہ مفاد آیت کا یہ ہے کہ چپکا رہے واسطے سننے
کلام اللہ کے نماز سریہ مین بسبب عدم استماع کے چپکے رہنا بھی لازم نہوا اس قدر خلاصہ
بعض رسایل کا بیچ دل اس عاجز کے محفوظ تھا جواب اس کا عنایت ہو جواب
پوشیدہ نرہے کہ عبارت سوال کی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سایل کو اصطلاح
اصطلاح اہل حدیث کے کم ہے اسواسطے اولا ذکر کرنا بعض اصطلاحات کا ضرور ہوا
فاقول وباللہ التوفیق جاننا چاہیئے کہ معنے صحیح ہونے حدیث کے نزدیک
محدثین کے یہ ہین الصحیح ما اتصل اسنادہ بنقل العدل الضابط عن مثلہ وسلم عن شذوذ وعلۃ اذا قیل فی الحدیث انہ صحیح فمعناہ ما ذکرنا ولا یلزم ان یکون مقطوعا علیہ فی نفس الامر وکذا اذا قیل انہ غیر صحیح فمعناہ انہ لم یصح اسنادہ علی الوجہ المعتبر لانہ لیس فی نفس الامر کذا فی جواہر الاصول یعنے
جواہر اصول مین لکھا ہے کہ حدیث صحیح محدثین کے نزدیک وہ ہے کہ علی الاتصال

Marfat.com

اسناد پہنچانے والے اُس حدیث کے نیکبخت قصہ لوگ ہون اور بچی ہوئی ہو وہ حدیث
شذوذ اور علتہ سے او جب کہا جاوے کہ یہ حدیث صحیح ہی پس معنے اُسکے یہی ہین جو
ذکر کیے ہمنے اور نہین لازم کہ وہ حدیث نفس الامر مین قطعی ہو اور اسیطرح جب کہا جاوی
کہ یہ حدیث صحیح نہین پس معنے اُسکے یہ ہین کہ اسناد اس حدیث کی معتبر طور سے ثابت نہین
نہ کہ یہ حدیث نفس الامر مین جھوٹی ہے۔ پس اگر حدیث صحیح حد تواتر کو پہنچی فایدہ یقین کا
دیگی اور اگر درجہ شہرت کو پہنچی تسلی اور اطمینان بخشیگی اور اگر خبر واحد ہی تو فائدہ ظن کا
دیگی جیسا کہ بیان ہو علمانے اصول حدیث مین پس حکم ساتھہ صحت حدیث کے موقوف ہی اوپر
شرایط مذکورۃ الصدر کی اگرچہ حدیث صحاح ستہ مین نہو اور صحاح ستہ مین سواے صحیحین کے
احادیث صحیحہ اور ضعیفہ موجود ہین اور نام رکھنا انکا صحاح باعتبار اغلب کے ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق
دہلوی نے بیچ مقدمہ ترجمہ مشکوۃ کے کہا ہی کتب ستہ کہ مشہور اند میان اقسام احادیث از صحاح
وحسان وضعاف ہمہ موجود اند و تسمیہ صحاح بطریق تغلیب است انتہی بخاری اور مسلم نے اگرچہ حدیث غیر
صحیح کو اپنی دانست مین صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین داخل نہین کیا لیکن یہ نہین کہ کل احادیث
صحیحہ صحیحین مین درج کی گئی ہین امام بخاری خود فرماتی ہین کہ نہین داخل کی مینے کوئی حدیث
بخاری مین سواے صحیح کی اور نہین داخل کی مینے بہت صحیح حدیثین بخاری مین اور اسیطرح
فرمایا ہی امام مسلم نے صحیح مسلم مین پس حکم صحت اور ضعف کا نزدیک محدثین کے فقط باعتبار احوال
رواۃ کی ہی او حکم صحت جملہ احادیث صحیحین کا اسی قبیل سی ہی **فائدہ ۳** جدیدہ حکم صحت اور
ضعف حدیث کا قبیلہ اجتہاد سی ہی مثلاً امام بخاری نی بموجب تحقیق اپنی کے بخاری مین ایسی
احادیث داخل کی ہین کہ جنکے راویونکو امام بخاری نی بہت معتبر اور مستند جانا اگرچہ وہ رواۃ باعتبار
اجتہاد اور تفتیش اور محدثون کے معتبر ہون یا نہون اسیواسطے بعض روایت احادیث صحیحین کے بموجب
تحقیق بعض محدثین کی مجروح ومبحوث فیہ ہی ہین ایسا ہی ذکر کیا ہی علامہ حلبی نے کبیری مین
حیث قال او الحکم بالصحۃ الشروط لیس مما یقطع فیہ بمطابقۃ الواقع فیہ

Marfat.com

کون الواقع خلافہ وقد اخرج مسلم فی کتابہ عن کثیر ممن لم یسلم من غوائل
الجرح وکذا فی البخاری جماعۃ تکلم فیہ فدار الامر فی الرواۃ علی اجتہاد العلماء
وکذا فی الشروط حتی من اعتبر شرطا والغاہ الآخر یکون ما رواہ الآخر مما لیس
فیہ ذلک الشرط عندہ مکافیا لمعارضۃ المشتمل علی ذلک الشرط وکذا فیمن ضعف
راویا وثقہ الآخر فتسکن نفس المقلد الی ما اجتمع علیہ الاکثر انتہی ملخصا
فحکم اصح ہونے شرطوں کا اس قبیلہ سے نہین کہ قطعیۃ اسکے نفس الامر ہی پس جایز ہی کہ اصحیت بعض شروط کے
مخالف ہو واقع کی اور نہ سالم ہونا اکثر رجال مسلم اور بخاری کا جرح اور کلام سے شاہد عدل ہی اس مدعا
پر امر رواۃ اور شروط کا اوپر اجتہاد علما کی ہی یعنی اگر اعتبار کیا کسی شرط کو ایک مجتہد نے اور نہ مانا اسکو دوسرے
مجتہد نے پس حدیث نزدیک مجتہد دوسرے کی بدون لحاظ شرط مجتہد اول کے معارضہ پورا کر سکتے ہی
اس حدیث سے جو مجتہد اول نے بلحاظ شرط اپنے کے روایت کیا ہی اسیطرح اگر ضعیف کہا ایک راوی کو
اور محدث نے اور قوی کہا اسکو دوسرے نے یعنے مثلاً اگر زید کو امام بخاری نے بموجب تحقیق اپنی کے ضعیف
کہا اسکی روایت کو معتبر نہ سمجھا اور عمرو نے اور محدث نے بموجب اجتہاد اپنے کے زید کو قوی جانکر سابقہ روایت
کے بعد معارضہ بخاری کی حدیث سے کر سکیگا غرض بغیر مقلد کے مجتہد کی تحقیق کے کیونکر اصل
بن ہوتی اگر کوئی سوال کرے کہ صحیحین کی صحت پر اجماع ہونے کی پھر کیا معنے ہین تو کہا جاویگا اسکا
کہ امام بخاری اور مسلم نے بموجب تحقیق اپنی کے صحیحین مین بجز حدیث صحیح الاسناد داخل نہیں کی بخلاف
سنن ماجہ وغیرہ کی اور اجماع مذکور سے یہ مراد نہین کہ تمام احادیث صحیحین بموجب تحقیق کل محدثین کے صحیح
الاسناد ہین کیونکہ مجروحیت رجال بخاری اور مسلم کی بموجب تحقیق اور محدثین کے صاف دال ہی اوپر
اس امر کے اور اسیطرح دعوی مقدم ہونے حدیث بخاری اور مسلم کا اوپر باقی احادیث کے اگرچہ اسناد
احادیث کی موافق شرط بخاری اور مسلم کی ہو محض بے بنیاد ہی قال فی الکبری ادرج
فی الصحیحین او احدھما بما قیل اصح الاحادیث ما اتفقا علیہ
ثم ما تفرد بہ البخاری ثم ما تفرد بہ مسلم ثم ما استمل علی شرطھما ثم ما

Marfat.com

عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ ثُمَّ مَا عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ فَإِنَّ ذَلِكَ فَحَكَمٌ لَا يَجُوزُ التَّقْلِيدُ فِيهِ لِلْأَدِلَّةِ الصَّحِيحَةِ وَإِنَّمَا هِيَ لِاشْتِمَالِهَا وَإِتْمَامِهَا عَلَى الشَّرْطِ انْتَهَى یعنے

ترجیح دینی حدیث کو بایں طریق کہ جو حدیث صحیحین مین موجود ہو اسکو سب احادیث سے معتبر جانے

بعد اسکے جو حدیث صرف بخاری مین موجود ہو معتبر سمجھنا بعد اسکے جو صرف مسلم مین موجود ہو بعد اسکے

جو حدیث بموجب شرط بخاری اور مسلم کے ہو معتبر سمجھنا دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ اعتبار صحت حدیث

کا باعتبار احوال رواۃ کو ہے نہ باعتبار اوراق بخاری اور مسلم کے اور بیچ جواب حدیث بخاری کی مثلاً

وغیرہ کی حدیث کو بیان کرنا اہل علم کا قدیم الزمان سے دلیل کامل ہے واسطے ابطال ترجیح مذکور کے

کما ذکر القسطلانی فی شارح البخاری فی باب الی بلال واجابک الذین عنعنہ

الباب اخرجہ ابن ابی شیبۃ عن ابن عباس وابن عمر قالا اذا الی الحدیث قال

ورجال ھذا السند کلھم اخرج لھم الشیخان فیھم رجال الصحیح فیتعین مضی

فلم یبق الا قول من قال بان اصح الحدیث ما فی الصحیحین ثم ما کان

علی شرطھما الی آخر ما عرف وھذا حکم محض لا دلیل اذا کان للعرض آخر

الزرکشی علی نخبۃ لشرط المعتبر عندھما فلم یفتہ الا کونہ لم یکتب فی خ

ان کذا فی معینۃ ولا یکثر لذلک انتھی ملخصا اور علی وجہ التسلیم ہمین ممکن ہے جہان تک

کا باعتبار شہرت کتب ستہ اربعہ کے کیونکہ بخاری اور مسلم بعد ان اربعہ کی تالیف کی گئی ہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم

صحاح ستہ کو اور کتابین حدیث کے بھی معتبر ہین اور انمین بھی بہت حدیثین صحیح اور واجب العمل

بعضی صحاح ستہ مین نہین شاہ عبد العزیز صاحب نے عجالہ نافعہ مین فرمایا ہے کہ کتاب موطا امام

صحیح ہے اور رواۃ اس کتاب کی سب محدثین کے نزدیک معتبر ہین صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی

سند مین کمر طریق روایت اور تمیز رجال اور راہ اعتبار اور استنباط کا موطا سے سیکھا ہی پورا ہوا ہے

کی سلام کلی بطور اختصار کے اور اسیطرح منقول ہے شاہ ولی اللہ صاحب سے اور حاکم نے جو احادیث صحیح

اور مسلم سے رہ گئی ہین اپنی کتاب مستدرک مین درج کی ہین اسناد اون احادیث کی موافق شرط صحیح

یا موافق شرط بخاری یا مسلم یا شرط صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان وغیرہ کی ہی قطع نظر اس

کو مثل حدیث معمول بہ امام اعظم رح کی ہو اور صحاح وغیرہ مین اس حدیث کو ضعیف لکھا ہو ضعیف

Marfat.com

کا بہ نسبت امام اعظم رح کی لایق قبولیت کی نہین کیونکہ ممکن ہی کہ تا پہنچنے ان محدثین کے بسبب
وثوق راوی مجروح کی ضعیف ہو گئی ہو اور امام اعظم رح کی اسند مین وہ راوی نہ آیا ہو بسبب اسکے کہ
امام اعظم رح کا اس شخص سی مقدم ہو یا اسناد امام اعظم رح کی دوسرے طریق معتبر سے ثابت ہو حاصل کلام کا
ہی کہ متقدمین کو خدا تعالی نی ایسی فضیلت دی ہی کہ متاخرین متقدمین پر یون اعتراض نہین کر سکتے
امام نے قوی اور صحیح حدیث کو ترک کر کی ضعیف پر عمل کیا ہی کیونکہ متقدمین کو خدا تعالی نے سمجھ
شریعت کے بسبب قرب زمانہ رسول صلعم کے زیادہ تر عطا فرمائی تھی اسیواسطے اصول مین لکھا ہی
حکم المعارضة بين السنتين المصير الى اقوال الصحابة یعنے اگر دو حدیثین آپسمین مختلف
ہون تو حکم اسکا یہ ہی کہ رجوع کیا جاوی طرف اقوال صحابہ کی خاصکر قول فقہاء صحابہ مثل خلفاء اربعہ
اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور زید بن ثابت وغیرہ رض کا دلیل قوی اور آئینہ ہی واسطے
فرد شارع کی خاصکر امر کثیر الوقوع مین مثل قرأة صلوة وغیرہ کے یہان تک کہ مخالف ہونا حدیث مرفوع
اکثر صحابہ کا ایسے مقدمہ مین خبر دینے والا ہی ساتھ ضعیف ہونے اس حدیث کے کیونکہ یہ ممکن نہین کہ
امر حضرت کے روبرو ثبوت تک پہنچ چکا ہو پھر اس امر کو صحابہ کبار نی بعد رسول اللہ صلعم کی یکلخت ترک
کر دیا ہو پس امر قرأة خلف امام کا جو ہر روز پانچ دفعہ عمل مین آتا ہی ایسا نہین کہ توجہ نکیا جاوی طرف
جمہور صحابہ کی اور حالانکہ قرآن اور حدیث بہی موافق قول انکے کی ہو بعد تمہید اس مقدمہ کی بیان
کیا جاتا ہی حال حدیث عبادہ بن صامت رض کی کا اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نی باین الفاظ
روایت کیا ہی عن عبادة بن الصامت رض قال كنا خلف النبي صلعم في صلوة
فقرأ فثقلت عليه القرأة فلما فرغ قال لعلكم تقرأون خلف امامكم
قلنا نعم يا رسول الله قال لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة
لمن لم يقرأ بها یعنے عبادہ رض نی کہا کہ تھے ہم پیچھے آنحضرت صلعم کی فجر کی نماز مین پس پڑہا حضرت نے
پس بہاری ہوئی قرأة حضرت صلعم پر فرمایا بعد فارغ ہونی نماز سے شاید تم پڑہا کرتی ہو پیچھے امام
کی کہا ہمنے ہان فرمایا آنحضرت نے کہ نہ پڑہا کرو پیچھے امام کی مگر سورہ فاتحہ کیونکہ جو شخص سورہ فاتحہ
کو نہین پڑہتا نماز اسکی نہین ہوتی اس حدیث کی اسناد مین جو محمد بن اسحاق واقع ہی اسکو شیخ
ابن حجر نی تقریب التہذیب مین یون لکھا ہی محمد بن اسحاق بن یسار صدوق مدلس ورمی

بالتشیع والقدر یعنے مدلس اور مطعون تھا ساتھہ رافضی اور قدریہ ہونیکے اور روایت نسائی اور
ابوداؤد کی سند مین نافع بن محمود واقع ہی اور اسکو تقریب التہذیب مین مستور الحال لکھا ہی یعنی اسکے ثقہ
اور غیر ثقہ ہونیکا کچھہ علم نہین اور یحیی بن معین نے جو محدثین معتبرین اور ایمہ محققین علم حدیث سے ہین کہا ہی کہ جملہ استثنائیہ
اس حدیث کا سند معتبر سے ثابت نہین اسیواسطے ترمذی مین دوسری حدیث عبادہ کی کو جو بغیر اس جملہ کے مروی
ہی اصح لکھا ہی کیونکہ روات اس حدیث کی جو خالی ہی جملہ استثنائیہ سے سب معتبر ہین اور اسیواسطے
بخاری مین بھی جملہ استثنائیہ والی حدیث کو داخل نہین کیا باوجودیکہ باب وجوب القرأۃ خلف الامام
کا بخاری مین موجود ہے اگر حدیث عبادہ بن صامت رض کی صحیح الاسناد ہوتی تو امام بخاری اس
حدیث کو ضرور داخل کرتا اور نیز تصریح کی ہی بیہقی نے کہ امام احمد رح اور ایک جماعت نے اس
حدیث کو ضعیف کہا ہی اور نیز اس حدیث عبادہ رض کی کو ضعیف کرتی ہی دوسری حدیث عبادہ رض کی
جو ابوداؤد مین مروی ہے اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہی کیونکہ روات اس حدیث کے سب معتبر ہین
اور وہ حدیث یہ ہی عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا يَقْرَأَنَّ اَحَدٌ
مِنْكُمْ شَيْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ بِالْقُرْاٰنِ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ نہ پڑہے
کوئی تم مین سے کوئی لفظ قرآن کا وقت بلند پڑہنے میرے کی قرآن کو کہا دارقطنی نے کہ کل
راوی اس حدیث کے معتبر ہین اور کہا امام احمد بن حنبل رح نے ما سمعنا احدا من اہل الاسلام
یقول ان الامام اذا جہر بالقرأۃ لا تجزی صلوۃ من لم یقرأ انتہی یعنے نہین سنا ہمنے
کسی اہل اسلام سے کہ نماز جہریہ مین اگر مقتدی پیچھے امام کے قرأۃ نہ پڑہے تو نماز اسکی
درست نہین ہوتی اگر کوئی سوال کرے کہ امام شافعی رح کی نزدیک مقتدی پر پڑہنا فاتحہ کا
پیچھے امام کے نماز جہریہ مین بھی واجب ہے یعنے نماز مقتدی کی بغیر پڑہنے سورہ فاتحہ کے
نہین ہوتی پس قول امام احمد رح کا کہ نہین سنا ہمنے کسی اہل اسلام سے لایق استدلال اور اعتبار کے
نہین تو جواب اسکا یہ ہی کہ قول قدیم امام شافعی رح کا یہ ہی کہ نماز جہریہ مین سورہ فاتحہ کا پڑہنا مقتدی
پر لازم نہین اور قول جدید امام شافعی رح کا موافق بیان سائل کے ہی شاید امام احمد رح قول

Marfat.com

جدید سے مطلع نہوئے ہون یا قول مذکور کے جواب مین یہہ عبارت فرمائی ہو یعنے یہہ قول امام شافعی
کا بالکل مخالف اہل اسلام کے ہے الغرض ثبوت ضعف حدیث عبادہ رضہ کا دلایل مذکورۃ الصدر
سے اظہر من الشمس ہے پس قول دار قطنی اور خطابی کا کہ اسناد حدیث عبادہ کی حسن اور جید ہے
اور راوی اسکے معتبر ہین دعوی بلا دلیل ہے یعنی باوجود مدلس اور مطعون ہونے محمد بن اسحاق
کے ساتھ رفض اور قدریت کے جو راوی حدیث عبادہ رضہ کا ہے حدیث کو حسن اور جید الاسناد
ہونے سے مانع ہے اور جو ابن الملقن نے دار قطنی اور خطابی کیطرف سے جواب دیا ہے کہ
روایت کرنا دار قطنی اور بیہقی اور ابن حبان کا اپنی اسانید مین محمد بن اسحاق سے دور کرتا ہے شبہ
تدلیس کو محض بے اصل ہے کیونکہ دار قطنی اور بیہقی اور ابن حبان نے یہہ التزام نہین کیا کہ بجز احادیث
جید الاسناد کے اپنی اسانید مین ہمنے داخل نہین کین ورنہ احادیث ضعیف و سقیم اور منسوب
بالوضع کو اپنی کتابون مین نقل نہ کرتے پس جید الاسناد ہونا حدیث کا جو عبارت ہے عدالت
رواۃ سے بمجرد روایت کرنے محدثین مذکورین کا بدون التزام مذکورہ کے محدثین مذکورین کے
نزدیک بھی محالات سے ہے جیسا کہ نہین پوشیدہ یہہ امر ادنی ذہی ہوش پر علاوہ اسکے
جواب اعتراض طعن رفض اور قدریت کا جو محمد بن اسحاق پر وارد ہے ابن ملقن سے بالکل
بن آیا بلکہ قایل ہونا ابن ملقن کا بعد جواب مذکور کے کہ تدلیس راوی کی حدیث کو حسن نہین ہونے
رد کرتا ہے جواب مذکور کو پس جبکہ ظاہر ہوا حال حدیث عبادہ کا اب خیال کرنا چاہیئے تعارض اسکا
ساتھ معنے آیت اور احادیث مرفوعہ حقیقتاً یا حکماً اور مخالفت جمہور صحابہ خصوصاً خلفا اربعہ و عبادلہ
ثلثہ و تابعین وغیرہ کے کیونکہ حنفیون کو طلب حق اور قبول کرنے حق سے چارہ نہین لیکن اس
مقام مین جواب چند شبہات کی حاجت پڑی وہ یہہ ہین کہ شاید سائل کے دل مین یہہ خیال آوے
کہ دوسری حدیث عبادہ رضہ کی جو بغیر جملہ استثنائیہ کے صحیح الاسناد ہے اس سے بھی یہہ
قرار کا ہر شخص یعنے امام اور مقتدی پر ثابت ہوتا ہے کیونکہ لفظ لا صلوٰۃ لمن لم یقرء
بفاتحۃ الکتاب جو اس حدیث مین موجود ہے نیز مشعر اس امر کا ہے کہ ہر ایک امام اور

Marfat.com

مقتدی کو پڑھنا سورہ فاتحہ کا فرض ہے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ اس حدیث سے فرضیت قراۃ
سورہ فاتحہ کی امام پر بھی ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ اس سے زیادتی ساتھ خبر واحد کے آیت پر لازم
آتی ہے اور یہہ ہرگز درست نہین قال فی الحسامی لم یجعل علماءنا رحم قراءۃ الفاتحۃ رکنا
فی الصلوۃ بخبر الواحد لانہ زیادۃ علی النص انتہی یعنے نہین کیا علما حنفیہ نے قراۃ فاتحہ کو فرض
نماز مین ساتھ خبر واحد کے کیونکہ یہہ زیادتی ہے اوپر آیت کے یعنی آیت فاقرأوا ما تیسر
من القرآن سے کسی سورہ کی تخصیص نہین نکلتی بلکہ فرضیت قراۃ کی علے الاطلاق اس
آیت سے ثابت ہوتی ہے یعنی ہر سورۃ واسطے نماز کے کافی ہے اور تائید دیتا ہے اسکو تعلیما
فرمانا آنحضرت کا اعرابی کو ثم اقرأ ما تیسر من القرآن یعنی باوجود ہونے مقام تعلیم اور
بیان کے آنحضرت نے قراۃ سورہ فاتحہ کو بالتخصیص نفرمانا آپکا صاف دال ہے اوپر عدم فرضیت
قراۃ سورہ فاتحہ کے **سوال** اگرچہ آیت مذکور سے فرضیت سورہ فاتحہ کی ثابت نہین ہوتی لیکن
وجوب مطلق قراۃ کا امام اور مقتدی پر آیت مذکور سے صاف ثابت ہوتا ہے **جواب** اگر
قراۃ امام کے قایم مقام قراۃ مقتدی کے شرعا نہوتی تو ضرور مقتدی کو بھی پڑھنا قران کا لازم ہوتا
لیکن بمقتضائی حدیث من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراءۃ قراۃ امام کی کا قایم
ہونا مقام قراۃ مقتدی کے شرعا ثابت ہوا اس سبب سے مقتدی کو قراۃ کی حاجت نرہی اور
یہہ حدیث مروی ہے موافق شرط بخاری اور مسلم کے جیساکہ آگے آویگی تحقیق اسکی **سوال** جیسا
کہ سورہ فاتحہ کی حدیث پر عمل کرنے سے زیادتی ساتھ خبر واحد کے اور قرآن کے لازم آتی ہے
اسی طرح بموجب حدیث قراءۃ الامام لہ قراءۃ کے مقتدی کو قراۃ خلف امام سے روکنے مین بھی زیادتی
ساتھ خبر واحد کے آیت فاقرأوا ما تیسر من القرآن پر لازم آتی ہے **جواب** زیادتی ساتھ خبر واحد
کے قرآن پر اسوقت ناجائز ہے کہ عمومیت اس آیت کی کسی آیت یا حدیث مشہور سے ساقط نہ
ہوئی ہو ورنہ زیادتی ساتھ خبر واحد کے ممنوع نہین اور آیت فاقرأوا ما تیسر من القرآن اپنی عموم پر باقی
نہین رہی کیونکہ جو شخص امام سے رکوع مین جاملے اس مقتدی پر اجماعا قرأت فرض نہین جب اس اجماع

Marfat.com

سے آیت مذکورہ کو تخصیص حاصل ہو چکی اب ساتھ حدیث مذکورہ کے بھی زیادتی درست ہے اور
اگر غور سے خیال کیا جاوے تو مقتدی بموجب حدیث قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کے تارک قراۃ کا مطلقا
نہین جیسا کہ گذر چکی تحقیق اسکے عنقریب کما اشار الیہ یعنی فَاِنْ قُلْتُ قَوْلُهٗ صلعم قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ
يُعَارِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى فَاقْرَاُوْا فَلَا يَجُوْزُ تَرْكُهٗ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ قُلْتُ جُعِلَ الْمُقْتَدِيْ
قَارِيًا بِقِرَاءَةِ الْاِمَامِ فَلَا يَلْزَمُهُ التَّرْكُ اَوْ نَقُوْلُ اِنَّهٗ خُصَّ الْمُقْتَدِيْ الَّذِيْ اَدْرَكَ
الْاِمَامَ فِي الرُّكُوْعِ فَاِنَّهٗ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ بِالْاِجْمَاعِ فَيَجُوْزُ الزِّيَادَةُ عَلَيْهِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ انتہی
یعنی جواب تعارض حدیث قراۃ الامام لہ قرات کا ساتھ ایت فاقراوا کے یہہ ہے کہ مقتدی
بھی حکما قاری ہے یا یہہ کہ آیت مذکورہ کی تعمیم مین وہ مقتدی اجماعاً داخل نہین جو رکوع مین
امام سے آملا ہو بعد اسکے اس خبر واحد سے باقی مقتدیون کی تخصیص کرنی بھی ممنوع نہوئی سوال
جب کہ جایز ہوئی تخصیص آیت فَاقْرَاُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے ساتھ خبر واحد یعنے حدیث
قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی پس کس سبب سے جائز نہین تخصیص اس آیت کے ساتھ دوسری
خبر واحد یعنے حدیث لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا کے **جواب** آیت مذکورہ مین دو تعمیمین مذکور ہین
تعمیم اول یہہ ہے کہ ہر نمازی پر پڑھنا فرض ہے اس تعمیم پر لفظ فاقراؤ کا دال ہے تعمیم دوسری
یہہ ہے کہ قران مین سے کسی سورہ خاص مثل سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہین اس تعمیم پر لفظ مَا تَيَسَّرَ
مِنَ الْقُرْاٰنِ کا دال ہے چونکہ تخصیص تعمیم اول کے ساتھ اجماع مذکور کے ہو چکی تھی
اسواسطے دوبارہ تخصیص اسکے ساتھ حدیث قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی کرنی جایز ہوئی بخلاف تعمیم
دوم کے یعنی اسکو اجماع یا حدیث مشہورہ سے کوئی تخصیص حاصل نہین ہوئی تا حدیث
لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا سے جو خبر واحد ہے تخصیص جائز ہوتی پس جبکہ فرضیت سورہ فاتحہ امام پر
بھی حدیث صحیح لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا سے بسبب تعمیم آیت فَاقْرَاُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
کے ثابت نہوئی پس ثبوت فرضیت سورہ فاتحہ کی مقتدی پر پیچھے امام کے ساتھ ایسی حدیث
ضعیف الاسناد جو راوی اسکا مدلس اور مطعون ہو ساتھ رفض اور قدریت کے باوجود تعارض آیت فَاقْرَاُوْا

Marfat.com

ما تیسر من القرآن اور آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له اور حدیث قراءة الامام له قراءة
کی محالات سے ہے اور حدیث لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب بھی جزو احد ہے پس اس حدیث
سے بھی زیادتی قرآن پر درست نہین لیکن چونکہ حتے الامکان عمل اوپر جزو احد کے کرنا واجب
ہے اسواسطے علماء حنفیہ نے مطلق قراءة کو امام اور منفرد پر بموجب آیت فاقرأوا کے فرض لکھا اور
سورہ فاتحہ کو امام اور منفرد پر واجب **سوال** حدیث لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب
احادیث مشہورہ سے ہے کیونکہ سب اہل علم کے نزدیک یہہ حدیث مقبول ہے اور ساتھ
حدیث مشہور کے زیادتی آیت پر درست ہے **جواب** اس حدیث کا مشہور ہونا غیر مسلم
ہے کیونکہ حدیث مشہور وہ ہے جو تابعین کے زمانہ مین مقبول ہوا اور اس مسئلہ مین تابعین کا
مختلف ہونا منافی ہے مقبول ہونے اسکے کو مابین تابعین کے اور اگر تسلیم کیا جاوے مشہور
ہونا اس حدیث کا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ ہر حدیث مشہور سے زیادتی قرآن پر درست نہین
بلکہ جو حدیث مشہور محکم ہو یعنی معنی اسکے قطعی ہون یعنے محتمل کسی اور تاویل کے نہو اور یہہ
حدیث اس قبیل سے نہین کیونکہ معنے اس حدیث کے یون بھی ہو سکتے ہین یعنی نہین ہوتی
نماز کامل بجز پڑھنے فاتحہ کے جیسا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا صلوٰة لجار المسجد الا فی المسجد
یعنی نہین ہوتی کامل نماز ہمسایہ مسجد کی بغیر مسجد کے اور ایسے قبیل سے ہے حدیث لا ایمان
لمن لا امانة یعنی نہین ایمان دار کامل خیانت کرنیوالا بلکہ اس احتمال کو علماء نے بہت
پسند کیا ہے یہی مراد ہے عینی کی اس کلام سے وفی العینی والحمل علی نفی الکمال
اولی قلت یتعین لان نفی الاصل یستلزم نفی الکمال ایضا فتکثر مخالفة
الحدیث مع الآیة فان قلت هذا الحدیث مشهور فان العلماء تلقته بالقبول فیجوز
الزیادة بمثله قلنا لا نسلم انه مشهور لان المشهور ما تلقاه التابعون بالقبول وقد
اختلف التابعون فی هذا المسئلة ولئن سلمنا انه مشهور فالزیادة
[illegible] اذا کان محکما اما اذا کان محتملا فلا وهذا الحدیث

Marfat.com

محتمل لان مثله يستعمل لنفي الجواز ويستعمل لنفي الفضيلة
لقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوة لجار المسجد والمراد نفي الفضيلة وكذا هو
ويؤيد هذا التاويل قوله تعالى انهم لا ايمان لهم معناه انهم لا ايمان لهم
موثوق بها ولم ينف وجود الايمان منهم راسا لانه تعالى قد قال وان نكثوا ايمانهم
من بعد عهدهم وعطف على ذلك ايضا الا تقاتلوا قوما نكثوا ايمانهم فانه يدل على انه تعالى لم يرد نفي اصل
الايمان بل نفي ما ذكرنا وهذا يدل على ان لا تطلق لنفي الفضيلة دون الاصل انتهى ملخصا

یعنی آیات اور احادیث صاف موید ہین اس امر کی کہ مراد حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے
یہہ ہے کہ نماز بدون سورہ فاتحہ کے کامل نہین ہوتی اور یہہ مراد نہین کہ بالکل نہین ہوتی اسیواسطے
علماء حنفیہ نے امام اور اکیلے پر پڑھنا سورہ فاتحہ کا واجب سمجھا اور قطع نظر حدیث من کان له
امام آہ سے مقتدی مامور ہے ساتھ چپکے رہنے کے کما قال اللہ تعالے اذا قرئ القرآن
فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون اور روایت کی ہے مسلم نے زید بن ثابت انصاری سے
جو کاتب وحی اور صحابہ کبار سے ہے قال لا قراءة مع الامام في شيء یعنے نہین قراۃ
ساتھ امام کے بالکل اور یہی ہے قول حضرت علی اور ابن مسعود اور بہت صحابہ کا اور یہہ دلایل
کافی ہین واسطے جواب دلایل شافعیہ وغیرہ کے وسيجيء ما يؤيدها من الاخبار والآثار
واقوال جمهور الصحابة ان شاء الله تعالى یعنے آگے بیان کیا جاویگا باقی احادیث اور آثار اور
اقوال جمہور صحابہ کو انشاء اللہ تعالی ومن ثم قال في الهداية ولكن حظ المقتدي
الانصات والاستماع لقوله تعالى واذا قرئ القرآن الآية قال ابن الهمام والانصات
لا يخص الجهرية لانه عدم الكلام لكن قيل ان السكوت للاستماع لا مطلقا
وحاصل الاستدلال بالآية ان المطلوب امران الاستماع والسكوت فيعمل بكل
منهما والاول يخص الجهرية والثاني لا فيجري على اطلاقه فيجب السكوت عند القراءة
مطلقا بناء على ما اخرج البيهقي عن الامام احمد

Marfat.com

اجمع الناس علی ان ھذہ الآیۃ نزلت فی القراۃ فی الصلوٰۃ الخ واللہ اعلم

یعنی اسیواسطے کہا ہے صاحب ہدایہ نے کہ حصہ مقتدی کا چپکے رہنا اور سماع کرنا ہے اور کہا ابن ہمام نے فتح القدیر مین کہ چپکے رہنا خاص نہین ساتھ نماز جہریہ کے کیونکہ معنے انصات کے فقط ترک کلام کا ہے اور قول بعض کا کہ چپکے رہنا واسطے سماع قرآن کے ہے پس نماز سریہ مین چپکے رہنا آیت سے ثابت نہوا تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ آیت مشتمل ہے اوپر دو حکمون کے اول سماع کرنا قرآن کا دوم چپکے رہنا حکم اول اگرچہ ظاہر اخاص معلوم ہوتا ہے ساتھ نماز جہریہ کے اور حکم دوم کو کچھ خصوصیت ساتھ نماز جہریہ کے نہین پس مقتدی پر بموجب حکم دوسرے کے چپکے رہنا ہر نماز مین لازم ہوا کیونکہ نزول اس آیت کا بموجب اجماع اہل اسلام کے خاص نماز کے باب مین ہوا ہے جیسا کہ روایت کیا اسکو امام احمد رح سے بیہقی نے اگر بالفرض بموجب حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کے فرضیت سورہ فاتحہ کی تسلیم کیجاوے تو بھی فرضیت اسکی مقتدی پر لازم نہین آتی کیونکہ حدیث قراۃ الامام لہ قراۃ کی حدیث مذکور کو اتفاقاً تخصیص دیسکتی ہے کیونکہ دونون حدیثین خبر واحد ہونے مین برابر ہین اور حدیث قراۃ الامام لہ قراۃ اسانید معتبرہ سے ثابت ہے جیسا کہ آگے آتا ہے بیان اسکا اور عمل کیا ہے اوپر ترک قراۃ کے بہت صحابہ نے اور روایت کیا گیا ہے منع کرنا انتی صحابہ کبار کا قراۃ خلف الامام سے یہانتک کہ دعوی کیا صاحب ہدایہ نے اوپر اسکے اجماع صحابہ کا اور منع کیا خلفاء اربعہ نے یہانتک کہ کہا بعضے نے کہ کانٹے پتھر ہون پڑھنے والے کے موتہ مین اور بعض نے انکار کیا اگر یا فرمایا اور بہت سے صحابہ نے یہہ حکم دیا ہے کہ امام کے پیچھے قراۃ پڑھنے والے کی نماز نہین ہوتی اور احادیث مرفوعہ بقید سورہ فاتحہ بھی اس باب مین پایہ ثبوت کو پہونچی ہین چنانچہ کچھ اونمین سے بیان کیجاتی ہین فاقول وھو الموفق وباللہ التوفیق قال علی القاری فی شرح الموطا جمعوا وما قالا عن شرح النقایۃ للشمنی مراد ہی سفیان الثوری رح وشعبہ واسمہ یوشع وشریک ابو الحوص وسفیان بن عیینۃ وجریر بن عبد

Marfat.com

عن موسى بن ابي عائشة عن عبد الله بن شداد عن النبي صلعم
مرسلا من كان له امام فقراءة الامام له قراءة وروى احمد في مسنده عن ابي الزبير
عن جابر مرفوعا انتهى قال العيني في شرحه للبخاري في بيان هذا الحديث
ان هذا الحديث رواه جماعة من الصحابة وهم جابر بن عبد الله
وابنا عمر وابو سعيد الخدري وابو هريرة وابن عباس وانس بن مالك
ومع هذا روي منع القراءة خلف الامام عن ثمانين نفرا من الصحابة
الكبار منهم المرتضى والعبادلة الثلثة فكان اتفاقهم بمنزلة الاجماع فمن هذا
قال صاحب الهداية على ترك القراءة خلف الامام اجماع الصحابة فسماه اجماعا
باعتبار اتفاق الاكثر وايضا في العيني وذكر الشيخ الامام عبد الله بن يعقوب
في كتاب كشف الاسرار عن عبد الله بن زيد بن اسلم عن ابيه قال كان
عشرة من اصحاب النبي صلعم ينهون عن القراءة خلف الامام اشد النهي ابو بكر
الصديق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان وعلي بن ابي طالب وعبد الرحمن بن
عوف وسعد بن ابي وقاص وعبد الله بن مسعود وزيد بن ثابت وعبد الله بن عمر وعبد الله بن
عباس رض وايضا اورد هذه الرواية الشيخ العابد السندي مولدا والمدني مهاجرا
في شرح المسند المنسوب الى ابي حنيفة رح برواية الحصكفي وقال بعد هذه الرواية
فنقول لما ثبت نهي العشرة المذكورة ولم يثبت رد احدهم عليهم عند توافر الصحابة كان اجماعا

یعنی لکھا ہے ملا علی قاری نے شرح موطا میں کہ روایت کیا ہے حدیث قراءة الامام له قراءة
مرسلا سفیان ثوری اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابو الاحوص اور سفیان بن عیینہ اور جریر
بن عبد الحمید نے اور مرفوعا روایت کیا اسکو امام احمد رح نے اپنی مسند میں اور کہا عینی نے شرح
بخاری میں روایت کیا اس حدیث کو بہت صحابہ نے مثل جابر اور عبد اللہ بن عمر اور ابو سعید اور
ابو ہریرہ اور ابن عباس اور انس بن مالک رض نے اور منقول ہے منع کرنا قراءة خلف امام سے

Marfat.com

اسی صحابہ کبار مثل حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رض
وغیرہ کا پس ہوا اتفاق انکا بمنزلہ اجماع کے اسیواسطے کہا ہے ہدایہ مین کہ منع قراۃ خلف پر اجماع
ہے صحابہ کا اور لکھا ہے کتاب کشف الاسرار مین کہ سخت منع کرتی تھی قراۃ خلف امام سے دس صحابہ
کبار یعنے خلفاء اربعہ اور عبد الرحمان اور سعد اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر اور
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور کہا شیخ عابد سندہی نے جو مدینہ منورہ مین ہجرت کر کے جا رہے تھے
شرح مسند ابی حنیفہ رح مین بعد روایت مذکورہ کے ہر گاہ کہ ثابت ہوا منع کرنا دس صحابہ کبار کا اور
نہین ثابت رد کرنا کسی صحابی کا قول اونکے کو باوجود ہونے بہت صحابہ کے پس ہوا بہ اجماع سکوتی
اوپر منع قراۃ خلف امام کے وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ
عُقْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ص وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ یعنے رسول
صلعم اور خلفاء ثلثہ رض منع کرتے تھے قراۃ خلف امام سے وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
بِجَادٍ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ ذَكَرَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ
وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ حُجْرًا یعنے فرمایا سعد رض نے دوست رکھتا ہون مین پتھر کو
مقتدی کے مونہہ مین پڑھنے قران سے پیچھے امام کے روایت کیا ان دونون حدیثون کو عبد الرزاق نے
أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ الْقُرَّاءُ أَخْبَرَنِي بَعْضُ وَلَدِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ ذَكَرَ لَهُ
أَنَّ سَعْدًا قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ جَمْرَةٌ یعنے فرمایا سعد رض
نے دوست رکھتا ہون مین انگاری آگ کی کو اوس شخص کے مونہہ مین جو پڑھے پیچھے امام کے قَالَ مُحَمَّدٌ
أَخْبَرَنَا بَكْرُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ لَأَنْ أَعُضَّ
عَلَى جَمْرَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ یعنے فرمایا علقمہ رض نے کہ البتہ دانت مارنا میرا
انگاری پر دوست زیادہ ہے طرف میرے اس سے جو پڑھون مین پیچھے امام کے روایت کیا ان
دونون حدیثون کو امام محمد رح نے موطا مین وَفِي الْكِفَايَةِ قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ يُمْلَأُ
فِي فِيهِ جَمْرَةٌ وَقَالَ عَلِيٌّ رض مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَخْطَأَ الْفِطْرَةَ یعنے فرمایا حضرت علی نے

Marfat.com

جس شخص نے پڑھا پیچھے امام کے تحقیق مخالفت کی اوسنے دین کی نقل کیا اسکو کفایہ مین وفی
العینی قال ابن مسعود ملئی فوہ ترابا رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ وقال عمر بن الخطاب
وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ حجرۃ انتہی یعنے عینی مین منقول ہے عبد اللہ بن مسعود رض سے
کہ پر کیا جاوے مونہہ پڑھنے والے کا خاک سے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے مصنف
مین کہ فرمایا عمر رض نے دوست رکھتا ہون مین پتھر کو اس شخص کے مونہہ مین جو پڑھے پیچھے امام کے
واخرج الطحاوی باسنادہ عن علی رض انہ قال من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرۃ اراد لیس
علی شرائط الاسلام وقیل لیس علی السنۃ انتہی یعنے فرمایا حضرت علی رض نے جس شخص
نے پڑھا پیچھے امام کے پس نہین وہ شخص اوپر اسلام کے یعنے شرایط اسلام یا سنت پر نہین روایت
کیا اسکو امام طحاوی نے واخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن ابی یعلی عن علی رض
من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ انتہی فرمایا علی رض نے امام کے پیچھے قرآن پڑھنیوالا
دین پر نہین روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے کتاب اپنی مین جو نام اسکا مصنف ہے واخرجہ
الدارقطنی کذلک من طرق واخرج عبد الرزاق فی مصنفہ عن داؤد بن قیس
عن محمد بن عجلان قال علی من قرأ مع الامام فلیس علی الفطرۃ انتہی یعنے فرمایا علی رض
نے جسنے پڑھا ساتھ امام کے نہین ہے وہ دین پر روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے وروی
ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا وکیع عن حسین بن صالح عن عبد الملک بن ابی
سلیمان عن ابراہیم قال الذی یقرأ خلف الامام فاسق انتہی یعنے منقول ہے ابراہیم رح سے پڑھنیوالا
پیچھے امام کے فاسق ہے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے وفی الکفایۃ وعن سعد بن
ابی وقاص وزید بن ثابت رض من قرأ خلف الامام فلا صلوۃ لہ وقال
شمس الائمۃ السرخسی رح تفسد صلوتہ فی قول عدۃ من الصحابۃ رض کذا ذکرہ
علی القاری وایضا یؤیدہ ما قال محمد فی الموطا اخبرنا داؤد بن قیس الفراء
اخبرنا عمر بن محمد بن زید عن موسی بن سعد بن زید یحدثہ عن جدہ

Marfat.com

اعنی زید بن ثابت الانصاری انہ قال من قرأ خلف الامام فلا صلوٰۃ لہ انتہی یعنے کفایہ مین نقل
کیا ہے سعد اور زید رض سے کہ نہین ہوتی نماز پڑھنیوالے کی پیچھے امام کے اور کہا سرخسی رض نے
کہ فاسد ہوجاتی ہے نماز ایسی شخص کی بیچ قول اکثر صحابہ کے اور ایسا ہی لکھا ہے ملا علی قاری
نے اور تائید دیتا ہے اسکو روایت کرنا امام محمد رح کا زید بن ثابت انصاری رض سے کہ نہین ہوتی
نماز اوس شخص کی جو پڑھے پیچھے امام کے واخرج الطحاوی فی معانی الآثار عن حماد بن
سلمۃ عن ابی جمرۃ قال قلت لابن عباس اقرأ والامام بین یدی قال لا انتہی
یعنے فرمایا ابن عباس رض نے بیچ جواب ابی جمرہ کے کہ نہ پڑھا کر پیچھے امام کے روایت کیا اسکو امام
طحاوی نے وروی بن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن جابر قال لا تقرأ خلف
الامام ان جہر ولا ان خافت یعنے فرمایا جابر رض نے کہ نہ پڑھ پیچھے امام کے نماز جہریہ اور نہ سریہ مین
روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے وفی النسائی حدثنا ہارون بن عبد اللہ حدثنا
زید بن الحباب حدثنا معاویۃ بن صالح حدثنا ابو الزاہریۃ حدثنی کثیر بن مرۃ
الحضرمی عن ابی الدرداء سمعتہ یقول سئل رسول اللہ ص افی کل صلوٰۃ قراءۃ قال نعم
قال رجل من الانصار وجبت ہذہ فالتفت الی وکنت اقرب القوم منہ فقال
ما اری الامام ان ام القوم الا قد کفاہم وفی موطا محمد رح اخبرنا عبید اللہ بن عمر
بن حفص بن عاصم عن نافع عن ابن عمر قال من صلی خلف الامام کفتہ قراءتہ اخبرنا عبد الرحمن
بن عبد اللہ المسعودی اخبرنی انس بن سیرین عن ابن عمر انہ سئل عن القراءۃ خلف
الامام قال یکفیک قراءۃ الامام حدثنا الشیخ ابو علی قال حدثنا محمود بن محمد المروزی
قال حدثنی سہل بن عباس الترمذی اخبرنا اسماعیل بن علیۃ عن ایوب عن ابی الزبیر
عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ص من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ انتہی یعنی کہا حضرمی نے کہ
سنا مینے ابی الدرداء سے کہ پوچھے گئے آنحضرت ص آیا ہر نماز مین قراۃ ہی فرمایا ہان کہا ایک انصاری نے
واجب ہوئے پھر میرے طرف التفات کرکے کہا ابو الدرداء نے یعنی انصاری کی بات سنکر کہ نہین

Marfat.com

گمان کرتا ہون مین امام کو اگر امامت کراوے قوم کی مگر کفایت کریگا اونکو یعنے مقتدیون کو پھر
قرأۃ کی حاجت نہین روایت کیا اسکو نسائی نے اور کہا ابن عمر رض نے جسنے پڑھی نماز پیچھے امام
کے کفایت کرتی ہے اوسکو قراۃ امام کی اور پوچھی گئی ابن عمر قراۃ خلف امام سے فرمایا کفایت کرتی
ہے تجھکو قراۃ امام کی اور فرمایا رسول خدا صلعم نے جسنے نماز پڑھے پیچھے امام کے پس تحقیق قراۃ
امام کی واسطے اوسکی قراۃ ہے روایت کیا اسکو امام محمد رح نے موطا مین قَالَ عَلِيٌّ الْقَادِيُّ شَارِحُ
الْمُوَطَّا الْحَدِيْثُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ وَلَفْظُهٗ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ
لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنے حدیث قراۃ الامام لہ قراۃ کو امام احمد رح اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے قَالَ مُحَمَّدٌ
اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ
عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ فَاِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا سَيَكْفِيْكَ ذَالِكَ الْاِمَامُ اَخْبَرَنَا
اِسْرَائِيْلُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِنْ اَقَلَّ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ
رَجُلٌ اَظُنُّهٗ قَالَ اِنْتَهٰى قَالَ الْقَادِيُّ فِيْ شَرْحِهٖ اَيِ انْتَسَبَ اِلٰى بِدْعَةٍ اَوْ لِلْمَعْصِيَةِ اِنْتَهٰى
وَيُؤَيِّدُهٗ مَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا
خَلْفَ اِمَامٍ مِنَ السُّنَّةِ انْتَهٰى یعنے فرمایا عبداللہ بن مسعود نے قراۃ خلف امام کے جواب مین مقتدی کو
درست نہین بلکہ قراۃ امام کی کافی ہے اور فرمایا ابراہیم نے جس نے قراۃ خلف امام کو پہلے
رواج دیا اوسکو اہل اسلام نے بدعتی اور ریاکار کہا یہہ موطا اور شرح اوسکی مین مذکور ہے اور کہا
امام محمد رح نے کہ نہین جانتا ہون مین قراۃ خلف امام کو سنت سے روایت کیا اسکو ابن ابی
شیبہ نے قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم وَرَجُلٌ
خَلْفَهٗ يَقْرَأُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلعم يَنْهَاهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ انْتَهٰى
عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ صلعم فَنَازَعَا حَتّٰى ذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلعم فَقَالَ النَّبِيُّ
صلعم مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ

Marfat.com

اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رح اِنْتَہٰی وَرِجَالُ ھٰذِہِ الرِّوَایَۃِ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ غَیْرُ مَجْرُوْحٍ اَحَدٌ مِّنْھُمْ وَاَیْضًا اَخْرَجَ ھٰذَا
الْحَدِیْثَ بِرِوَایَۃِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رح فِی الْمُسْنَدِ مَرْفُوْعًا وَقَالَ شَارِحُہٗ اَبُو الْفَیْضِ مُحَمَّدٌ مُرْتَضٰی الْحُسَیْنِیُّ
ھٰکَذَا رَوَاہُ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ وَالْمَازِنِیُّ وَاَبُو الْمُظَفَّرِ وَابْنُ خُسْرَوْ وَاَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِیْ وَزُفَرُ وَطَلْحَۃُ انْتَہٰی وَرَوَاہُ
مُحَمَّدٌ فِی الْمُوَطَّاِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ الصَّحِیْحِ مُخْتَصَرًا بِغَیْرِ الْقِصَّۃِ وَرَوَی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ حَدَّثَنَا مَالِکُ
ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صلعم قَالَ کُلُّ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ
الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ اِنْتَہٰی فَالْعَجَبُ مِمَّنْ یَّقُوْلُ اِنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ لَمْ یَثْبُتْ مَرْفُوْعًا وَلِھٰذَا رَدَّہٗ ھٰذَا الْقَوْلَ ابْنُ ھُمَامٍ فِیْ شَرْحِ الْھِدَایَۃِ

یعنے کہا جابر رضؓ نے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے اور ایک مقتدی قراۃ پڑھ رہا تھا پیچھے آنحضرت
صلعم کے پس منع کیا اوسکو ایک اصحابی نے پس کہا اوس شخص نے بعد نماز کے کیون منع کیا تو نے
قراۃ پڑھنے سے پیچھے آنحضرتؐ کے جب پہونچی یہہ گفتگو آنحضرتؐ تک فرمایا آنحضرتؐ نے مقتدی کو
قراۃ امام کی کفایت کرتی ہے روایت کیا اسکو امام محمد نے آثار مین اور راوی اس حدیث کے
بہت معتبر ہین اور مروی ہے یہہ حدیث مسندین ساتھہ روایت امام اعظم رح کے اور کہا شارح
نے اسیطرح روایت کیا اسکو محمد رح نے آثار مین اور مازنی اور ابو المظفر اور ابن خسرو و ابو بکر
بن عبد الباقی و زفر و طلحہ نے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے پس تعجب ہے اوس شخص
سے جو ایسی حدیث صحیح الاسناد کو ضعیف خیال کرے اسیواسطے رد کیا اسکو ابن ہمام نے
فتح القدیر مین جیث قال وقولھم ان الحفاظ الذین عدوھم لم ینفردوہ غیر صحیح قال احمد بن منیع فی
مسندہ اخبرنا اسحاق الازرق حدثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ
بن شداد عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وحدثنا
حجین عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلعم فذکرہ ولم یذکرہ عن جابر
ورواہ عبید بن حمید حدثنا ابو نعیم حدثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلعم
فذکرہ واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط الشیخین والثانی علی شرط مسلم فھو لاء سفیان وشریک
وحجین وابو الزبیر رفعوہ بالطرق الصحیحۃ فبطل علتھم فی من لم یرفعہ ولو تفرد الثقۃ وجب قبولہ

Marfat.com

لِاَنَّ الْمُثْبِتَ زِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ فَكَيْفَ اِذَا لَمْ يَنْفِهِ ذُوالثِّقَةِ قَالَ يُسْئَلُ الْحَدِيْثُ نَادَّةٌ
وَيُسْئَلُ اُخْرٰى وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ تَرْجَمَتِهٖ وَذَكَرَ فِيْهِ
قَصَّةً وَبِهَا اَخْرَجَهُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَاكِمُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ بَكْرِ الصَّيْدَلِيُّ فِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الصَّمَدِ بْنُ الْفَضْلِ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ اَبِيْ
عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلّٰى وَرَجُلٌ خَلْفَهٗ يَقْرَاُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَنْهَاهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ اَتَنْهَانِيْ عَنِ الْقِرَاءَةِ
خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَازَعَا حَتّٰى ذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ
فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ ذٰلِكَ
كَانَ فِي الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ هٰكَذَا اِنَّ رَجُلًا قَرَاَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ رَجُلٌ فَنَهَاهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْهَانِيْ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اٰخِرِهٖ فَهٰذَا يُفِيْدُ اَنَّ اَصْلَ الْحَدِيْثِ هٰذَا غَيْرَ اَنَّ
جَابِرًا رض رَوٰى عَنْهُ مَحَلَّ الْحُكْمِ فَقَطْ نَادَّةٌ وَالْمَجْمُوْعُ نَادَّةٌ وَيَتَضَمَّنُ رَدًّا لِقِرَاءَةِ خَلْفِ
الْاِمَامِ لِاَنَّهٗ خَرَجَ تَاْيِيْدًا لِنَهْيِ ذٰلِكَ الصَّحَابِيِّ عَنْهَا فِي السِّرِّيَّةِ وَالْجَهْرِيَّةِ فَيُعَارِضُ مَا رُوِيَ
فِيْ بَعْضِ رِوَايَاتِ حَدِيْثِ مَالِيْ اُنَازَعُ اَنَّهٗ قَالَ اِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَالْفَاتِحَةَ وَكَذَا مَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ
وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رض قَالَ كُنَّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم اه وَيُقَدَّمُ لِتَقَدُّمِ الْمَنْعِ
عَلَى الْاِطْلَاقِ عِنْدَ التَّعَارُضِ لِقُوَّةِ السَّنَدِ فَاِنَّ حَدِيْثَ الْمَنْعِ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ اَصَحُّ ثُمَّ قَدْ عُضِّدَ بِطُرُقٍ
الْمَذْكُوْرَةِ وَاِنْ ضُعِّفَتْ وَبِمَذْهَبِ الصَّحَابَةِ حَتّٰى قَالَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ اِنَّهٗ عَلَيْهِ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا یعنے حدیث من کان لہ امام
اہ کے مرفوع ہونے سے انکار کرنا بالکل صحیح نہیں کیونکہ روایت کیا ہے اِس حدیث کو مرفوعاً احمد
بن منیع نے جابر سے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور جریر نے شداد رض سے اور عبید نے جابر رض

Marfat.com

سے اوپر شرط مسلم کے چونکہ ایک راوی معتبر کی حدیث پر بھی عمل شرعاً واجب ہے تو پھر ثقات مذکورین کی حدیث کیونکر واجب العمل نہوگی اور ایک حدیث امام اعظم رح نے جابر رضہ سے یون روایت کی ہے کہ نماز ظہر یا عصر مین ایک شخص پیچھے آپکے قراۃ پڑھ رہا تھا اسکو ایک اصحابی نے منع کیا اُس شخص نے بعد نماز کے اصحابی سے کہا کہ تو نے کیون منع کیا پڑھنے قراۃ سے پیچھے آنحضرتؐ کے پس جھگڑا ہوا اون دونون کا یہانتک کہ اطلاع ہوئی اِسکی آنحضرتؐ کو پھر فرمایا آنحضرتؐ نے کہ قراۃ امام کی کافی ہے مقتدی کو روایت کیا اِس حدیث کو امام اعظم سے ابن عدی اور حاکم نے یہہ حدیث صاف رد کرتی ہے قراۃ خلف امام کو اور جواب تعارض حدیث بالی انازع اور حدیث عبادہ بن صامت رضہ کا یہہ ہے کہ دلیل منع کی مقدم ہوتی ہے وقت تعارض کے اور نیز سند حدیث من کان کہ امامؑ کی قوی ہے اور مروی ہونا اِس حدیث کا بہت طرف پر اور موافق اِسکے عمل کرنا صحابہ کا دلیل کامل ہے واسطے صحت اِس حدیث کے

سوال بہت اور احادیث بھی دال ہین اوپر قراۃ خلف امام کے جیسا کہ حدیث ابوہریرہ کی مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَھِیَ خِدَاجٌ یعنے جسنے پڑھی نماز اور نہ پڑھی نماز مین سورہ فاتحہ پس وہ نماز ناقص ہے روایت کیا اِسکو مسلم اور ابوداؤد نے آخر حدیث مذکور کے یہہ قول بھی روایت کیا گیا ہے فَقُلْتُ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اِنِّیْ اَکُوْنُ اَحْیَانًا وَرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ فَغَمَزَ ذِرَاعِیْ وَقَالَ اقْرَأْ بِھَا فِیْ نَفْسِكَ یَا فَارِسِیُّ وَالْخِطَابُ لِاَبِی السَّائِبِ قَالَ النَّوَوِیُّ وَھٰذَا یُؤَیِّدُ وُجُوْبَ قِرَاءَۃِ الْفَاتِحَۃِ عَلَی الْمَاْمُوْمِ وَمَعْنَاھَا اقْرَأْ سِرًّا بِحَیْثُ لَا یَسْمَعُ نَفْسُكَ یعنی کہا ابوالسایب نے ابوہریرہ رضہ سے کہ ہوتا ہون مین کبھی پیچھے امام کے فرمایا ابوہریرہ رضہ نے پڑھ سورہ فاتحہ کو اپنے دلمین اے فارسی اور کہا نووی نے یہہ مؤید ہے وجوب قراۃ خلف امام کو **جواب** اِس حدیث سے مطلق قراۃ ثابت ہے اور قراۃ خلف امام کا ثبوت اِس خبر واحد سے باوجود مخالفت آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الایۃ اور حدیث مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ کے محالات سے ہے جیسا کہ گذرچکا بیان اِسکا بالتفصیل قطع نظر اِس سے

Marfat.com

اگر ایک حدیث دلالت کرتی ہے اوپر وجوب قراۃ مقتدی کے تو دوسری قوی حدیث مخالف
اسکی موجود ہے کما نقل العینی فان قلت اخرج البیہقی من حدیث الجریری عن ابی الازہر
سئل ابن عمر عن القراءۃ خلف الامام فقال انی لاستحیی من رب ہذہ البنیۃ ان
اصلی صلوۃ لا اقرأ فیہا بام القرآن قلت ہذہ معارضۃ باطلۃ فان اسناد ما ذکرہ
منقطع والصحیح عن ابن عمر عدم وجوب القراءۃ خلف الامام کما روی مالک فی الموطا
باعلی طرق الاسناد عن نافع عن ابن عمر قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ
قراءۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ قال وکان ابن عمر لا یقرأ خلف الامام انتہی
یعنے کہا ازہری نے کہ پوچھے گئے ابن عمر قراۃ خلف امام سے پس کہا ابن عمر رض نے کہ حیا آتا ہے
مجھکو رب اس گھر کی یعنے خانہ کعبہ کے سے یہہ کہ نماز پڑھون مین اور نہ پڑھون اوسمین سورہ فاتحہ کو
روایت کیا اسکو جریر نے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ معارضہ باطل ہے کیونکہ اسناد حدیث
مذکور کی منقطع ہے اور روایت صحیح ابن عمر سے عدم وجوب قراۃ خلف امام کی ہے جیسا کہ روایت
کیا امام مالک نے موطا مین ساتھ اعلی ترین اسناد کے کہ فرمایا ابن عمر رض نے کہ جب نماز پڑھے
کوئی شخص پیچھے امام کے کافی ہے اسکو قراۃ امام کی اور اگر تنہا نماز ادا کرے تو قراۃ اسپر لازم ہے
اور ابن عمر نہین پڑھا کرتے تھے پیچھے امام کے وروی عبد الرزاق فی مصنفہ عن الثوری
عن ابن ذکوان عن زید بن ثابت وابن عمر کانا لا یقرآن خلف الامام
یعنے زید رض اور ابن عمر رض نہین پڑھا کرتے تھے پیچھے امام کے وروی ایضا عن ہشام ابن
حسان عن انس بن سیرین قال سألت ابن عمر اقرأ مع الامام قال انک
لضخم البطن یکفیک قراءۃ الامام انتہی ذکرہ ابو الفیض فی شرح المسند یعنے کہا ابن
سیرین نے کہ پوچھا مینے ابن عمر رض سے آیا قراۃ پڑھا کرون پیچھے امام کے فرمایا ابن عمر رض نے کہ
تحقیق تو موٹے پیٹ والا ہے کافی ہے واسطے تیرے قراۃ امام کی روایت کیا ان دونون
حدیثون کو عبد الرزاق نے ذکر کیا اسکو ابو الفیض نے شرح مسند مین حاصل جواب کا یہہ ہے کہ حدیث

Marfat.com

ابو ہریرہ کی نہین دلالت کرتی اوپر وجوب قراۃ خلف امام کے بلکہ قیاساً ابو ہریرہ نے مقتدی کو دل مین
قراۃ کا حکم دیا ہے یعنے سورہ فاتحہ کو مقتدی زبان پر نہ لاوے جیساکہ دلالت کرتا ہے اسپر روایت
کرنا ابو ہریرہ کا حدیث اِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا کو یعنے جب پڑھنے لگے امام خاموش ہوجاؤ تم قَالَ
مُسْلِمٌ وَهُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ یعنے کہا مسلم نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے نزدیک میرے پس بیان
کرنا امام نووی کا کہ مراد اِس سے قراۃ آہستہ ہے دعوی بلا دلیل ہے اگر بالفرض قول ابو ہریرہ کا
محمول اوپر قراۃ سر یہ کے کیا جاوے تو جواب اُسکا یہہ ہے کہ چونکہ ابو ہریرہ رض صحابہ مجتہدین سے
نہین ہین اور یہہ قیاس بھی مخالف آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کی ہے اور حدیث صحیح مَنْ كَانَ لَهٗ
اِمَامٌ کے تھا اسواسطے یہہ قول ابو ہریرہ رض کا علماء حنفیہ نے لایق عمل نہ جانا فَلِذَا قَالَ الطَّحَاوِيُّ
مَا خُلَاصَتُهٗ اَنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ
لَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ صلعم اَرَادَ بِذٰلِكَ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ تَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ بَلْ يَجُوْزُ
اَنْ تَكُوْنَ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ لَا اِمَامَ فِيْهَا لِلْمُصَلِّيْ بِدَلِيْلِ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ
كَيْفَ وَقَدْ رَاَيْنَا اَبَا الدَّرْدَاءِ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ مِثْلَ هٰذَا فَلَمْ يَكُنْ
ذٰلِكَ عِنْدَهٗ عَلَى الْمَأْمُوْمِيْنَ كَمَا رَوٰى كَثِيْرُ ابْنُ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ
يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَجُلٌ
مِنَ الْاَنْصَارِ وَجَبَتْ هٰذِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ وَكُنْتُ اَقْرَبَ الْقَوْمِ مِنْهُ فَقَالَ يَعْنِيْ اَبُو الدَّرْدَاءِ
مَا اَرٰى الْاِمَامَ اِنْ اَمَّ الْقَوْمَ اِلَّا وَقَدْ كَفَاهُمْ فَقَدْ خَالَفَ اَبُو الدَّرْدَاءِ رَاْيَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى

یعنے حدیث ابو ہریرہ کی دلیل نہین واسطے قراۃ خلف امام کے بلکہ جایز ہے کہ مراد اوس سے نماز
اکیلے کے ہو تاکہ مخالف نہو آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اور حدیث قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کے
جیساکہ ابو درداء نے حدیث قراۃ کو اسپر عمل کیا ہے جیساکہ روایت کیا ہے حضرمی نے ابو درداء
کہ پوچھے گئے آن حضرت ص آیا ہر نماز مین قراۃ ہے فرمایا ہان کہا ایک انصاری نے کہ لازم ہوگئی
قراۃ پھر التفات کیا ابو درداء نے طرف میری اور کہا کہ بیشک قراۃ امام کی کافی ہے مقتدیون کو پس مخالف

Marfat.com

قیاس ابو درداکا ابوہریرہ سے **فائدہ** یعنے حدیث ابوہریرہ کے بھی موافق قیاس
ابو درداکے کرنا ضروریات سے ہی تاکہ نہ مخالف ہو ساتھ باقی احادیث قویہ کے
مِمَّا يُقَوِّي قَوْلَنَا مَا أَوْرَدَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صلعم لَا
صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا كَانَ وَحْدَهُ وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
حَيْثُ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ
قَالَ أَحْمَدُ فَهٰذَا جَابِرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلعم تَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صلعم لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ
بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا كَانَ وَحْدَهُ انْتَهٰى كَلَامُ التِّرْمِذِيِّ قُلْتُ بِمِثْلِ هٰذَا التَّوْجِيهِ تَجْتَمِعُ
النُّصُوصُ وَأَيْضًا يَدُلُّ عَلَيْهِ بَلْ يُعَيِّنُهُ مَا رَوٰى مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِذَا
صَلّٰى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ رَوَاهُ عَنْهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مَرْفُوعًا وَقَالَ
رَفْعُهُ وَهْمٌ وَقَالَ الشَّيْخُ الْعَابِدُ الْمَدَنِيُّ فِي جَوَابِهِ لٰكِنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ
لِمَا قَرَّرَ أَنَّ الصَّحَابِيَّ إِذَا أَخْبَرَ بِأَمْرٍ لَا مَسَاغَ لِلِاجْتِهَادِ فِيهِ لَهُ حُكْمُ الرَّفْعِ وَهٰهُنَا كَذٰلِكَ فَكَانَ مَرْفُوعًا حُكْمًا انْتَهٰى
فَفِيهِ أَنَّ هٰذَا أَوْلٰى مِمَّا رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رض يعنے ترمذی میں لکھا ہے کہ فرمایا امام احمد رح نے کہ حدیث
لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سے اکیلا مراد ہے بموجب حدیث جابر رض سے
مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً اھ یعنے جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے نہیں ہوتی نماز اسکی مگر امام کے
امام کے پیچھے جابر رض اصحاب کے نزدیک حدیث لَا صَلٰوةَ سے بھی یہی معنے مراد ہیں یہ
تاویل بہتر ہے کیونکہ اس تاویل سے سب آیات اور احادیث صحیحہ میں تضاد باقی
نہیں رہتا بلکہ اس تاویل کو معین کرتا ہے روایت کرنا امام مالک کا ابن عمر رض سے کہ جب
نماز پڑھے کوئی تمہارا پیچھے امام کے پس کافی ہے اسکو قراۃ امام کی اور جب اکیلا پڑھے
پر قراۃ لازم ہے اور روایت کیا اس حدیث کو دار قطنی نے ابن عمر رض سے بطور مرفوع کے
اور کہا دار قطنی نے کہ مرفوع ہونا اس حدیث کا ثابت نہیں اور موقوف ہونا اور
عبداللہ بن عمر رض کے صحیح ہے اور کہا شیخ عابد مدنی نے البتہ مرفوع ہونا اس کا روایۃ

Marfat.com

ثابت نہیں مگر حکماً ضرور مرفوع ہی کیونکہ مرفوع حکمی اُس حدیث کا نام ہی کہ جو صحابی ایسے امر کی خبر دے کہ جسمیں قیاس کو راہ نہو اور یہہ حدیث بھی اسی قبیل سے ہی یعنے عبداللہ بن عمر رض کو یہہ طاقت نہ تھی کہ بغیر فرمانے آن حضرت ص کے یہہ حکم لگاتے یعنے مقتدی کو قراۃ کا پڑھنا ضرور نہیں پس تحقیق ماسبق سے ظاہر ہوا کہ نہ پڑھنا مقتدی کا بموجب آیات واحادیث مذکورہ کے بہتر ہی قراۃ خلف امام سے بموجب قیاس ابوہریرہ رض کے قال صاحب الکافی فی شرح الوافی ما ملخصہ اَنْ لَا یَقْرَأَ الْمُؤْتَمُّ خَلْفَ الْاِمَامِ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ رح یَقْرَأُ الْفَاتِحَۃَ لِحَدِیْثِ عُبَادَۃَ رض وَلَنَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الْاٰیَۃَ وَالْحَدِیْثُ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْاِبْتِدَاءِ کَمَا یَدُلُّ عَلَیْہِ رِوَایَۃُ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ تَرَکُوا الْقِرَاءَۃَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَاَیْضًا لَنَا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ وَاِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ بَیَّنَ کَیْفِیَّۃَ ائْتِمَامِ الْمَاْمُوْمِ بِالْاِمَامِ فَاَمَرَہٗ بِالْمُتَابَعَۃِ فِی الْبَعْضِ بِالْمَلَکُوْتِ وَفِی الْبَعْضِ بِالْمُجَاوَبَۃِ ثَبَتَ اَنَّ الْاِئْتِمَامَ عَلٰی مَا عُلِمَ لَا عَلٰی نَمَطٍ وَاحِدٍ یعنے کہا صاحب کافی نے کہ مقتدی کو بموجب آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے پڑھنا پیچھے امام کے منع ہی اور امام شافعی رض جو حدیث عبادہ کو واسطے وجوب قراۃ خلف امام کے دلیل پکڑتے ہیں سو جواب اُسکا یہہ ہی کہ روایت ابی بن کعب رض سے ثابت ہی کہ ابتدا اسلام میں مقتدی پیچھے امام کے قران پڑھا کرتے تھے بعد نزول اس آیت کے ترک کیا اصحابوں نے قراۃ خلف امام کو اور نیز دلیل ہی واسطے منع قراۃ کے حدیث مَنْ کَانَ لَہُ اِمَامٌ اور حدیث مشہور اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ یعنے فرمایا ان حضرت نے بیشک کیا گیا امام تاکہ تابعداری کیجاوے اُسکی پس جبکہ تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب قران پڑھنے لگے امام خاموشی اختیار کرو تم اور جب رکوع کرے رکوع کرو اور جب کہے سمع اللہ لمن حمدہ تم کہو ربنا لک الحمد پس بیان کر دیا آنحضرت نے کیفیت اقتدا کی پس حکم کر دیا آنحضرت نے

Marfat.com

بعض میں شرکت کا اور بعض میں خاموشی کا اور بعض میں مجاوبتہ کا پس ثابت ہوا کہ تحقیق
اقتدا امام کے افعال نماز میں ایک نمط پر نہیں قال العینی مستدلا بقولہ علیہ السلام
وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا اِنَّ هٰذِهٖ حُجَّةٌ صَرِيْحَةٌ فِيْ اَنَّ الْمُقْتَدِيَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَقْرَأَ
خَلْفَ الْاِمَامِ اَصْلًا عَلَى الشَّافِعِيِّ فِيْ جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ وَعَلٰى مَالِكٍ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
اِنْتَهٰى وَمَا نُقِلَ عَنْ بَعْضِ مَشَايِخِنَا اَنَّ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا لَا يَجْهَرُ لَا يُكْرَهُ
لِلْاِحْتِيَاطِ رَدَّهُ ابْنُ الْهُمَامِ حَيْثُ قَالَ ثُمَّ لَا يَخْفٰى اَنَّ الْاِحْتِيَاطَ لَيْسَ فِيْ قِرَاءَةِ خَلْفِ
الْاِمَامِ بَلْ فِيْ عَدَمِهٖ لِاَنَّ الْاِحْتِيَاطَ هُوَ الْعَمَلُ بِاَقْوَى الدَّلِيْلَيْنِ وَلَيْسَ مُقْتَضٰى
اَقْوَاهُمَا الْقِرَاءَةُ كَيْفَ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ عِدَّةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَسَادُ
الصَّلٰوةِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَهٗ فَاَقْوَى هُمَا الْمَنْعُ اِنْتَهٰى مَعَ تَغْيِيْرٍ لَيْسِيْرٍ وَفِي
النِّهَايَةِ مَنْعُ الْمُقْتَدِيْ مِنَ الْقِرَاءَةِ مَرْوِيٌّ عَنْ ثَمَانِيْنَ نَفَرًا مِنْ
اَكَابِرِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ قَالَ صَاحِبُ الْكَافِيْ
مِنْهُمُ الْمُرْتَضٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ عُمَرَ رض وَفِي الْكَرْمَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَدْرَكْتُ سَبْعِيْنَ بَدْرِيًّا كُلُّهُمْ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَقْرَأُ
خَلْفَ الْاِمَامِ ذَكَرَهُ الْقَارِيُّ وَغَيْرُهٗ یعنی کہا عینی نے کہ حدیث اِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا صحیح ہے اور بہ
عدم وجوب قراۃ خلف امام کے نماز جہریہ میں اور قراۃ خلف امام کو جو بعض مشایخ نے
نماز سریہ میں احتیاطاً درست لکھا ہے بالکل بے اصل ہے کیونکہ احتیاط اوپر قوی ترین دلیل
کے عمل کرنیکا نام ہے اور دلیل منع قراۃ خلف امام کے نہایت قوی ہے بلکہ روایت کیا گیا ہے
بہت صحابہ سے کہ قراۃ خلف امام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے پس احتیاط اسی میں ہے کہ
مقتدی قراۃ کو پیچھے امام کے ہرگز نہ پڑھے اور نہایہ میں لکھا ہے کہ منع کرنا قراۃ سے روایت
کیا گیا ہے اسی صحابہ کبار سے مثل علی اور عبادلہ ثلثہ رض کے اور کرمانی میں شعبی سے نقل
کیا ہے کہ پایا میں نے ستر اصحاب کو جو جنگ بدر کے فضیلت سے مشرف تھے سب کہتے تھے

Marfat.com

سے پیچھے امام کے بیان کیا اسکو ملا علی قاری وغیرہ نے پس ان احادیث اور آثار سے
صاف واضح ہے کہ اتفاق اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اسپر ہے کہ قراۃ خلف امام علی الاطلاق
ممنوع ہے یعنے کسی نماز میں سری ہو یا جہری یہ سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورہ ہرگز درست
نہیں اور کلام شاہ ولی اللہ صاحب کی بھی دال ہے اسی مدعا پر حَيْثُ قَالَ فِي الْمُسَوّٰى شَرْحِ
الْمُوَطَّا فِي بَيَانِ حَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا
بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ قُلْتُ وَعَلَيْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ اِلَّا اَنَّ
الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ مَنْ لَمْ يَقْرَأْ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَصَلٰوتُهٗ فَاسِدَةٌ اِنْتَهٰى
یعنے کہا شاہ ولی اللہ صاحب نے کہ حدیث جابر پر سوائے امام شافعی کی سب اہل علم کا عمل
ہے اگر کوئی کہے کہ روایات مذکورہ بالا بعضے صحیح اور بعضے ضعیف ہیں تو اسکا جواب
ہم ابتدا کتاب میں تفصیلا بیان کر چکے ہیں یعنے ضعیف ہونا حدیث کا نزدیک محدثین کی
جو بعد امام اعظم رح کی ہوئی ہیں امام اعظم رح کی حق میں مضر نہیں اور قطع نظر اس سے ہمنے
کسی محل تعارض میں بنا اوپر حدیث ضعیف کے نہیں کی بلکہ ہر مقام میں احتجاج ساتھ
ان احادیث کے کیا ہے جو بموجب اصطلاح محدثین کی صحیح الاسناد ہیں البتہ روایات ضعیف
کو تائیداً ذکر کیا ہے سو وہ محل اخذ اور اعتراض کا نہیں کما لا یخفی خلاصہ کلام کا یہہ ہے کہ فرضیت
قراۃ علی الاطلاق یعنے امام ہو یا مقتدی سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور آیت یا سورہ ہو ثابت ہے
ساتھ آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ اور ساتھ فرمانے آنحضرت کے بیچ تعلیم اعرابی کی ثُمَّ اقْرَأْ
مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یعنے پڑھ نماز میں قرآن سے جو آسان ہو تجھکو لیکن
قرار دینا سورہ فاتحہ کا بدون تخصص کے ترجیح بلا مرجح اور دعوی بلا دلیل ہے کما مَرَّ بَيَانُهٗ
بِدَفْعِ جَمِيْعِ شُقُوْقِهٖ وَمَا قِيْلَ اَنَّ الْمُخَصِّصَ هُوَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ رَدَّهٗ بِحَيْثُ قَالَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ قَوْلُهٗ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ مُخَصِّصًا لِاَنَّهٗ يُنَافِيْ مَعْنَى
التَّيَسُّرِ فَيَنْقَلِبُ اِلَى التَّعَسُّرِ وَهٰذَا بَاطِلٌ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ مُفَسِّرًا لِاَنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ بَيَانٌ وَمَا دَلَّ

Marfat.com

النواوی ان الفاتحۃ متیسرۃ فنقول ان سورۃ الاخلاص اکثر
تیسرا من الفاتحۃ فما معنی تعیین فاتحۃ الکتاب فی التیسر بل ھذا
یحکم بلا دلیل انتھی ملخصا و ایضا قال العینی و من قال انہ مجمل
کالتیمی و غیرہ کالکرمانی و حدیث عبادۃ رضی اللہ عنہ مفسر و
المفسر قاض علی المجمل فقد ابعد جدا لانہ لا یصدق علیہ حد الاجمال
کما ذکرنا عن قریب و اشار الی ما قالہ فلیت شعری من قال ان
حد الاجمال یصدق علی ھذا او المجمل ما خفی المراد منہ لنفس اللفظ خفاء
لا یدرک الا ببیان من المجمل سواء کان ذلک لتنزاحم
المعانی المتساویۃ الاقدام کالمشترک او لغرابۃ اللفظ
کالھلوع او لانتقالہ من معناہ الظاھر الی ما ھو غیر معلوم
کالصلوۃ و الزکوۃ و الربوا فانظر ایھا المنصف
الشارح عن طریق الاعتساف ھل یصدق ما قالہ
من دعوی الاجمال و ھل ینطبق ما ذکر
الاصولیون فی حد المجمل علی ما یذکرہ
فنسأل اللہ العصمۃ من دعوی الاباطیل و الوقوع
فی مھمۃ التضالیل انتھی یعنے حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب آیت فاقرءوا
ماتیسر کو تخصیص نہیں دے سکتے کیونکہ تخصیص کرنے میں تیسر باقی نہیں رہتا بلکہ تعسر پیدا ہوتا
ہے اور نہیں جایز یہہ کہ حدیث مذکور تفسیر ہو آیت کی کیونکہ آیت میں ابہام نہیں اور جو
نووی شارح مسلم نے کہا ہے کہ سورہ فاتحہ آسان ہے تو ہم کہتے ہیں سورہ اخلاص اس سے
بھی آسان تر ہے پس مخالفین کا فقط سورہ فاتحہ کو آسان سمجھنا اور باقی قرآن کو مشکل قرار دینا
دعوی بلا دلیل ہے اور کہنا تیمی اور کرمانی وغیرہ کا کہ آیت مجمل ہے اور حدیث عبادہ رضہ کی مفسر ہے

Marfat.com

اور حکم منفسر کا بڑھکر ہی مجمل سے بالکل بعید ہی علمیت سے کیونکہ مجمل اُسکو کہتے ہیں کہ جسکی مراد
پوشیدہ ہو بسبب مشترک ہونے اُس لفظ کے معانے متساویۃ الاقدام میں یا بسبب
قلیل الاستعمال ہونے اُس لفظ کے یا بسبب اِسکے کہ معنے ظاہری اُسکے سے انتقال کیا
گیا ہی طرف معنے غیر معلوم کی حالانکہ کوئی وجہ اخفا کی آیت فاقرؤا میں پائی نہیں جاتی
جیساکہ نہیں پوشیدہ اور پر منصف غیر متعصب کے دعا مانگتے ہیں ہم کہ بچاوے اللہ
جل جلالہ ہمکو گمراہی اور دعاے باطلہ سے پھر بعد ثبوت فرضیت قراۃ علے الاطلاق کے
ساقط ہوئے قراۃ مقتدی سے بسبب نزول آیت کے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا
لَهٗ وَاَنْصِتُوْا الاَنَّ نُزُوْلَهٗ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ اِجْمَاعًا قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ
كَمَا رَوٰى اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَهُوَ مِنْ فُقَهَاءِ الصَّحَابَةِ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ
تَرَكُوا الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ یعنے سب علما کا اسپر اجماع ہی کہ نزول اِس آیت کا نماز کے بارہ میں
ہوا ہی جیساکہ روایت کیا ہی اُبی بن کعب نے جو فقہاے صحابہ سے ہیں کہ جب نازل ہوئی
یہہ آیت ترک کیا لوگوں نے قراۃ خلف امام کو وَلَمْ يَثْبُتْ فَرْضِيَّةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ
مِنْ اَقْوَالِ الْاِمَامِ كَمَا مَرَّ بَيَانُهٗ لِاَنَّ الْمُرَادَ مِنْ نَفْيِ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ نَفْيُ الْكَمَالِ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ
لَا اَمَانَةَ وَاِلَّا يَلْزَمُ الزِّيَادَةُ عَلَى النَّصِّ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ
وَاِنْ نَزَلْنَا وَسَلَّمْنَا اَنَّ خَبَرَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
يُوْجِبُ فَرْضِيَّةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قُلْنَا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ وَمَرَّ تَصْحِيْحُهٗ بِطُرُقٍ
مُصَحَّحَةِ الْاِسْنَادِ مَرْفُوْعًا وَمُرْسَلًا فَاِذَا صَحَّ فَقَدْ وَجَبَ
اَنْ يُخَصَّ عُمُوْمُ الْاٰيَةِ وَالْحَدِيْثِ عَلَى الطَّرِيْقَةِ الْخَصْمِ
مُطْلَقًا فَيَخْرُجُ الْمُقْتَدِيْ وَعَلٰى طَرِيْقِنَا يَخُصُّ اَيْضًا لِاَنَّهَا عَامٌّ خُصَّ مِنْهُ الْبَعْضُ

Marfat.com

هُوَ الْمُدْرِكُ فِي الرُّكُوعِ اِجْمَاعًا فَجَازَ تَخْصِيصُهَا بِالْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ وَهٰذِهِ حُجَّةٌ ثَانِيَةٌ
لَنَا الْاَخْبَارُ فِيهَا اَصْلًا تُقَارِبُ الْحُجَّةَ الْاُولٰى الثَّابِتَةَ بِالنَّصِّ الْقُرْاٰنِيِّ فِي الْقُوَّةِ
یعنے ابتک نہیں ثابت ہوا فرض ہونا سورہ فاتحہ کا حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے
کیونکہ یہہ حدیث محمول ہی اوپر نفی کمال کے جیساکہ حدیث لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا
دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ اجماعاً محمول ہی اوپر نفی کمال کے کما مر تحقیقہ بالامزید علیہ اگر تسلیم کرلیں ہم
اس امر کو کہ حدیث لَا صَلٰوةَ اٰہ واجب کرتی ہی فرضیت فاتحہ کو تو کہیں گے ہم کہ ساتھ حدیث
صحیح الاسناد یعنے من کان لہ آہ کے واجب ہوا خاص کرنا آیت فاقرءوا اور حدیث لاصلوۃ
الا اوپر قاعدہ خصم کے بلا تکلف لِاَنَّهٗ یَجُوْزُ تَخْصِیْصُ الْعَامِّ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ
عِنْدَهٗ بِلَا شَرْطِ کَوْنِهٖ مَخْصُوْصًا بِدَلِیْلٍ اٰخَرَ قَبْلَهٗ
لِکَوْنِ الْعَامِّ ظَنِّیًّا عِنْدَهٗ کَمَا بُیِّنَ فِیْ عِلْمِ الْاُصُوْلِ سوال
حدیث عبادہ بن صامت سے معلوم ہوتا ہی کہ سقوط قراۃ کا مقتدی سے بمقتضے آیت
اقرءے اور حدیث من کان لہ امام کے سوائے فاتحہ کی مراد ہی جواب بطلان اس
دعوے کا وجوہ متعددہ سے ثابت ہی وجہ اول حدیث عبادہ رضہ کی نہایت ضعیف
ہی جیساکہ گذر چکا بیان اسکا تفصیل سے اور ایسی ضعیف حدیث سے تخصیص آیت اور
تقیید اطلاق حدیث صحیح کا اتفاقا درست نہیں بلکہ ایسی روایت مقابل آیت اور حدیث
صحیح کے اتفاقا لایق عمل کے نہیں وجہ دوسری حدیث عبادہ بن صامت سے وجوب
قراۃ خلف امام کا نماز جہریہ اور سریہ میں علی الاطلاق ثابت ہوتا ہی پس معارض ہوئے
یہہ حدیث احادیث صحیحہ کے بلکہ ایک حدیث اُسے عبادہ بن صامت رضہ سے صحیح
الاسناد معارض حدیث مذکور کی موجود ہی عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَا یَقْرَاَنَّ اَحَدٌ مِنْکُمْ شَیْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ
بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ وَرِجَالُهٗ کُلُّهُمْ ثِقَاتٌ ذَکَرَهُ الزَّیْلَعِیُّ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے

Marfat.com

کہ ہرگز نہ پڑھے کوئی تم میں سے قرآن کی کوئی شے جبکہ وقت پکارنے کے پڑھوں میں
قرآن کہا دارقطنی نے کہ راوی اس حدیث کے سب معتبر ہیں پس صحیح الاسناد ہونے
اس حدیث کے جو دال ہے اوپر منع قراۃ مقتدی کے نماز جہریہ میں واجب ہوا ترک کرنا
پہلے حدیث ضعیف الاسناد کا جو برابر دال ہے اوپر وجوب قراۃ مقتدی کے نماز جہریہ
اور سریہ میں کیونکہ درست نہیں کسیکے نزدیک عمل کرنا اوپر حدیث ضعیف کے جو مخالف اسکے
دوسری حدیث صحیح الاسناد موجود ہو اور معارض حدیث قراۃ کی اور احادیث
بھی بہت ہیں منہا ما رَوٰی مَالِكٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِي الْمُوَطَّا عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ
فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ اَحَدٌ مِنْكُمُ انِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ
قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوٰتِ
حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَيْضًا رَوَاهُ
اَبُوْدَاؤُدَ فِيْ سُنَنِهٖ وَقَالَ حَدِيْثُ ابْنِ اُكَيْمَةَ هٰذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ
وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَلٰى مَعْنٰى مَالِكٍ دم اِنْتَهٰى وَاَيْضًا رَوَى
هٰذَا الْحَدِيْثَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنْتَهٰى
یعنے بیان کیا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا رسول اللہ نے بعد سلام پھیرنے کے نماز جہریہ سے کہ
آیا پڑھا ہی ساتھ میرے کسی نے تم میں سے اب کہا ایک شخص نے کہ ہاں پڑھا ہی میں نے
یا رسول اللہ پھر فرمایا رسول اللہ نے کہ تحقیق کہتا ہوں میں کہ کیا باعث ہی منازعت میری

Marfat.com

سامنہ قرآن کے پھر موقوف کیا لوگوں نے قراۃ خلف امام کو نماز جہریہ میں
روایت کیا اسکو امام مالک اور ابوداؤد اور امام احمد اور نسائی اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے منہا ما رواہ
النسائی فی باب ترک القرآن اخبرنا
علی بن حجر اخبرنا اسماعیل عن ابن ابی ذئب
عن ابن خصیفۃ عن یزید بن عبد اللہ بن قسیط عن
عطاء بن یسار انہ اخبرہ انہ سمع زید بن ثابت
یسئل عن القرأۃ مع الامام فقال لا قرأۃ مع الامام فی شیء اتما
یعنے پوچھی گئی زید بن ثابت رضہ قراۃ خلف امام سے پس فرمایا کہ نہیں بالکل
قراۃ ساتھہ امام کے کسی نماز میں روایت کیا اسکو نسائی نے اور مسلم نے
وقوع لفظ قرأۃ فی شیء تحت النفی فی ھذا الحدیث افاد
عموم نفی القرأۃ فی فاتحۃ کانت او غیرھا جھریۃ کانت
الصلوٰۃ او سریۃ کما لا یخفی علی من لہ ادنی مسکۃ فی
المنقول و المعقول منہا ما رواہ النسائی فی باب ترک
القرأۃ خلف الامام فیما جھر اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن مبارک
حدثنا محمد بن سعید الانصاری قال حدثنی
محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا
یعنے فرمایا رسول اللہ صہ نے بیشک کیا جاتا ہے امام تاکہ تابعداری کیجاوے
اسکی اسلئے پر کہ جسوقت تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب پڑھنے لگے امام

Marfat.com

خاموش ہو جاؤ تم روایت کیا اسکو نسائی نے لفظ اذا قرأ فانصتوا اس حدیث میں
اور لفظ فانتہی الناس عن القراۃ حدیث سابق میں صاف دال ہی اوپر ممنوعیت قراۃ خلف امام
کے بلا تخصیص فاتحہ وغیرہ اور تائید دیتا ہی اسکو لفظ شیئا من القرآن کا جو بعض احادیث
مسبوقہ الذکر میں مروی ہی منہا ما روی الطحاوی فی معانی الآثار من الروایات المذکورۃ
وغیرہا لکنا ترکناہ بسبب التکرار وخوف الاطالۃ یعنے اسی قبیل سے ہیں روایات مذکورہ وغیرہ طحاوی
کے معانی آثار میں نہ بیان کیا میں نے اون روایات کو اس مقام پر واسطے خوف اطالت کے
اسیواسطے جب شافعیوں نے مذہب اپنے کو بیچ قراۃ خلف امام کے نماز جہریہ میں مخالف
احادیث صحیحہ کے پایا اور نہ ملی انکو کوئی حدیث صحیح موافق مذہب اپنے کے ترک کیا
شافعیوں نے قراۃ خلف امام کو نماز جہریہ میں وقت پڑھنے امام کے اور اجتہاد کیا اس
امر کو کہ امام بعد پڑھنے سورہ فاتحہ کے چپکا کھڑا رہے کہ تا مقتدی سورہ فاتحہ کو ادا کریں
جیسا کہ شافعیوں کا اب حرمین شریفین میں بھی عمل ہی اگر شافعیوں کے نزدیک حدیث عبادہ
رض کے پایہ ثبوت کو پہونچتے ہرگز اس تکلف خلاف وضع کو اختیار نہ کرتے اور سکوت
مذکور بھی محتاج طرف دلیل کے ہی بلکہ الٹا تابعدار ہونا امام کا واسطے مقتدیوں کے مخالف
حدیث انما جعل الامام لیؤتم بہ کی ہی پس معلوم ہوا کہ شافعیوں کو بھی اس مسئلہ میں بہت حیرانی
اور سرگردانی ہی واللہ اعلم بالصواب وجہ سیوم حدیث من کان لہ امام آہ سے قراۃ
ماورای فاتحہ کا مراد لینا ہرگز ممکن نہیں کیونکہ راوی اس حدیث کا جو جابر بن عبداللہ ہی
وہ خود کہتا ہی کہ مقتدی سورہ فاتحہ کو بھی نہ پڑھے اور یہہ بات جابر سے ساتھ چند روایات
صحیحہ معتبرہ کے ثابت ہی کما روی مالک فی الموطا حدثنا وہب بن کیسان
انہ سمع جابر بن عبداللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام
القرآن فلم یصل الا وراء الامام انتہی وروی الترمذی فی جامعہ
قال حدثنا اسحاق بن موسی الانصاری قال انا معن قال حدثنا

Marfat.com

مالك عن أبي نعيم وهب بن كيسان أنه سمع جابر بن عبد الله
يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بأم القرآن فلم يصل إلا أن
يكون وراء الإمام وقال هذا حديث حسن صحيح انتهى أقول
رجاله على شرط مسلم وروى ابن أبي شيبة في
مصنفه حدثنا ابن أبي عيينة عن وهب بن كيسان
قال قال جابر بن عبد الله من لم يقرأ في كل
ركعة بأم القرآن فلم يصل إلا وراء الإمام انتهى
وروى الطحاوي في معاني الآثار عن محمد بن علي بن
داود البغدادي وفهد بن سليمان حدثنا إسماعيل
بن موسى حدثنا مالك فذكر هذا
الحديث بإسناده انتهى یعنے کہا جابر رضہ نے کہ جو شخص پڑھے ایک رکعت بدون
سورہ فاتحہ کے نہیں ہوتی نماز اسکی مگر یہہ کہ ہو پیچھے امام کے روایت کیا اسکو امام مالک نے
موطا میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں اور کہا ترمذی نے کہ یہہ حدیث حسن اور صحیح ہے کہتا
ہوں میں کہ روایت اسکی اوپر شرط مسلم کے ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ
نے جو استاد ہے بخاری اور مسلم کا اپنی کتاب میں جو نام اس کتاب کا مصنف ہے اور روایت
کیا اس حدیث کو طحاوی نے معانی آثار میں و ہمچنین حدیث اگرچہ سندش موقوف
باشد بر اصحابے لیکن در حکم مرفوع است چرا کہ فقرہ اول حدیث دلالت میکند کہ نماز صحیح
نمیشود مگر بفاتحہ و ثبوت این فقرہ بروایات صحیحہ مرفوعہ در صحیح بخاری وغیرہ اہم متحقق است
پس استثناء انچنین امر در حق مقتدی صحابے از رائے خود بغیر سماع از آنحضرت
نمیتوان کرد پس این حدیث اگرچہ بظاہر موقوف است مگر در حقیقت حکم مرفوع دارد کما
بین فی أصول الحدیث قال الشیخ عبد الحق فی بعض

Marfat.com

رسائله بما حاصله والرفع الحكمي فكاخبار الصحابي عن
ترتب ثواب او عقاب على فعل او يفعل ما لا مجال
فيه للاجتهاد او يخبر انه من السنة الى غير ذلك
من الصور التي لا مجال فيه للاجتهاد حاصل ان دونوں عبارتونکا یہہ ہے کہ اگر صحابہ نے خبر
دی کسی فعل کے ثواب یا عقاب کی یا بیان اسکا مخالف اجتہاد کے ہو ایسے حدیث محدثین کے
نزدیک بیچ حکم حدیث مرفوع کے ہے اور حدیث مذکور جابر رض کی بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ جابر
رض کو مجال نہ تھی کہ وجوب سورہ فاتحہ کا بیان کرکے پھر اپنی طرف سے مقتدی کو وجوب
مذکور سے مستثنے کریں بلکہ مرفوعانہ بیان کرنا انکا دال اوپر متفق علیہ ہونے اس امر کے ہے
یعنے اگر زمانہ صحابہ میں اس امر کا مختلف فیہ ہونا جابر رض کو معلوم ہوتا تو ضرور واسطے الزام مخالف
کے مرفوعا بیان کرتے کیونکہ دعوی بلا دلیل سے موقع اختلاف میں نہایت خلل پیدا ہوتا
ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم **وجہ چہارم** مرفوع حکمی ہونا حدیث جابر بن عبد اللہ کا آثار صحابہ سے
بھی ظاہر ہے کیونکہ اقوال جمہور صحابہ خصوصاً صحابہ مجتہدین کے باین شدت کہ کاشکے مقتدی کے
منہہ میں جو پڑھے پیچھے امام کے پتھر ہوں انگارا آگ کا ہو اور وہ فاسق ہے دین پر نہیں
فاسد ہو جاتی ہے نماز اسکی علی الاطلاق یعنے بدون تخصیص سورہ فاتحہ وغیرہ اور نماز جہریہ
وسریہ کے وارد ہونا صاف دال ہے اس پر کہ صحابہ کرام کو قراۃ خلف امام کی منع ہونے
میں کوئی وہم اور احتمال جانب مخالف کا نہیں تھا ورنہ سرزد ہونا ایسے مواعید شدیدہ کا
امر احتمالے میں صحابہ عظام سے جو امور دینیہ میں کمال محتاط تھے ہرگز ممکن نہ تھا یعنے
ورود مواعید شدیدہ کا اقوال صحابہ میں اسواسطے ہوا ہے کہ انکو منع ہونے قراۃ خلف
امام میں یقین کلی حاصل تھا اور یقین کلی کا حاصل ہونا اُن کو بدون فرمانے آنحضرت ص کے
ممکن نہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم **وجہ پنجم** یہہ وجہ بہت شافی اور کافی ہے یعنے مادہ نزاع اور
اختلاف کی سخت بیخ کن ہے اور وہ یہہ ہے کہ مرفوع ہونا حدیث جابر مذکور کا بھی ثابت ہے

Marfat.com

لما روی الطحاوی فی معانی الآثار باسناد متصل
من فوع حدثنا بحر بن نصر حدثنا یحیی بن
سلام اخبرنا مالک عن وهب بن کیسان عن جابر بن
عبد اللہ عن رسول اللہ انہ قال من صلی رکعۃ فلم یقرأ فیہا بام القرآن
فلم یصل الا ان یکون وراء الامام الحدیث یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جس شخص نے پڑھی ایک
رکعت اور نہ پڑھی سورہ فاتحہ کو پس نہیں ہوتی نماز اسکی مگر یہہ کہ ہو پیچھے امام کے روایت
کیا اسکو طحاوی نے معانی آثار میں اب عرض کرتا ہوں میں کہ جبکہ عام ہوا آیت اذا قرئ القرآن
و اطلاق حدیث من کان لہ امام شیخ ممنوع ہوئے قراۃ کا سورہ فاتحہ وغیرہ کے ساتھ
تفسیر حدیث مرفوع حکمی اور حقیقی کے ثابت ہوا تو کس احتمال اور خدشہ کو گنجایش نہ رہی ہے
طالب حق کو بجز تسلیم اور انقیاد کے مکان دم مارنے کا نہیں فظہر الحق والحمد للہ
الذی بفضلہ تتم الصالحات واللہ اعلم بالصواب سوال ظاہر مطلب آیت اذا قرئ القرآن فاستمعوا
ہوتا ہے کہ چپکے رہنے کا حکم اس آیت میں واسطے استماع کے ہوا اور وہ متصور ہے نماز جہریہ
میں نہ سریہ میں پس کسواسطے عمل نہیں کرتے حدیث کان لہ امام کو بھی نماز جہریہ
کما ھو مذھب مالک ویوید ما مر روی مالک
فی الموطا من الآثار قال مالک عن شھاب
بن عروۃ عن ابیہ کان یقرأ خلف الامام فیما یجھر بہ الامام من القرأۃ
قال مالک عن یحیی بن سعید وعن ربیعۃ بن ابی ربیعۃ بن احد
عبد الرحمن ان القاسم بن محمد کان یقرأ خلف الامام
فیما لا یجھر فیہ الامام بالقرأۃ قال مالک عن زید بن رومان
عن نافع بن جبیر بن مطعم کان یقرأ خلف الامام فیما لا یجھر الامام بالقرأۃ
یعنے عروہ اور قاسم اور نافع بھی پڑھا کرتے قران کو نماز سریہ میں پیچھے امام کے روایت

Marfat.com

کیا اسکو امام مالک نے موطا میں **جواب** یہہ قول چند وجوہ سے مدفوع ہی **وجہ اول**
حکم خدا پاک کو اپنی رائے سے تخصیص دینی ہرگز درست نہیں بلکہ آیت اپنے عموم پر باقی
ہی جیسا کہ گذر چکی تحقیق اسکی اور ورود صرف خاموشی کا بعض احادیث میں بدون ذکر
استماع کے شاہد عدل ہی اس مدعا پر اور وہ حدیث یہہ ہی اذا قرئ القرآن فانصتوا
پس انصات معلق بوقت قراۃ ست و قراۃ عام است جہریہ و سریہ را پس جزا یعنے سکوت
ہم بہر دو صورت مرتب خواہد شد و در آیت کریمہ ظہور فاستمعوا اگرچہ بجز جہر صورت
نمی بندد لیکن عمل بانصتوا در ہر دو متصور است یعنے حکم خاموشی کا حدیث مذکور میں متعلق
کیا گیا ہی ساتھ وقت پڑھنے قراۃ کے علے الاطلاق یعنے نماز جہریہ ہو یا سریہ اور ظہور
فاستمعو کا جو آیت میں وارد ہی اگرچہ موقوف اوپر جہرہ کے ہی لیکن عمل ساتھ انصتوا کے
جو آیت اور حدیث میں وارد ہی جہریہ اور سریہ دونوں میں ہو سکتا ہی بلکہ ذکر انصات کا بعد
استماع کے دلیل کامل ہی اس امر کے مقصود بالذات ہونے پر ورنہ ذکر انصات جو بموجب
قول سائل کی موقوف علیہ استماع کا ہی بعد ذکر استماع کے بطریق عطف لاطایل ہوتا
کیونکہ وجود شے بدون وجود موقوف علیہ محالات سے ہی پس گویا انصات بسبب موقوف
علیہ ہونے کے استماع میں مذکور ہو چکا پس دوبارہ ذکر کرنا اسکا خالی تکرار سے نہوتا
اور جو مقتدی بسبب بعد یا بہرا ہونے کی قراۃ امام کی نہ سنے تو بھی اسپر انصات کا لازم ہونا
نزدیک امام مالک کے دلالت کرتا ہی کہ انصات صرف واسطے استماع کے نہیں اور وہ جو
سایل نے روایات موطا کے نقل کی ہیں صرف اقوال تابعین کی ہیں پس امام اعظم رح جو تابعی
اور مجتہد تھی حدیث اور آیت کی مخالف ہو کر تقلید ابنائے زمان کی کیونکر کرتے بلکہ جو بعض صحابہ
سے بھی اس باب میں منقول ہی اسکو ابتدائے اسلام پر حمل کرنا چاہیے یعنے قبل نزول آیت
اذا قرئ القرآن کی قرات خلف امام جاری تھی بعدہ ترک کی گئی تا مخالفت آیت کی لازم
نہ آوے کما روی ابی بن کعب لما نزلت ہذہ الآیۃ ترکوا القراۃ خلف الامام

یعنے بعد نزول اس آیت کے ترک کر دیا لوگوں نے قراۃ خلف امام کو بلکہ قاسم بن محمد
مذکور سے عدم قراۃ خلف امام مخالف روایت امام مالک کی بھی ثابت ہے قال محمد فی
موطاہ حدثنا اسامۃ بن زید المدنی حدثنا سالم بن
عبد اللہ بن عمر قال کان ابن عمر لا یقرأ خلف الامام قال ای
اسامۃ سألت القاسم بن محمد عن ذلک فقال ان ترکتہ
فقد ترکہ ناس یقتدی بہم ای الصحابۃ والتابعین
وان قرأت فقد قرأ ناس یقتدی بہم وکان القاسم ممن لا یقرأ یعنے عبد اللہ بن عمر نہیں
پڑھا کرتے تھے قرات خلف امام کو کہا اسامہ نے کہ پوچھا میں نے یہہ مسئلہ قاسم سے پس کہا قاسم نے
کہ اگر ترک کرے تو قراۃ کو تو ترک کیا ہے اس قرات کو ایسے لوگوں نے جو پیروی کیجاتی ہے
انکی یعنے صحابہ اور تابعین اور اگر پڑھے قراۃ کو تو پڑھا ہے ایسے شخصوں نے کہ پیروی
کیجاتی ہے ان کی اور تھے قاسم ان لوگوں سے کہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے روایت
کیا اسکو امام محمد رح نے موطا میں پس ثابت ہوا کہ نزدیک قاسم کے قراۃ اور ترک قرات
دونوں امر برابر تھے پس قول انکا بموجب قاعدہ اذا تعارضا تساقطا ساقط ہو کر
جانب ترک قراۃ کو مفید ہوا لکونہ اصلیا فالمصیر الیہ ضروری
عند تساقط الدلائل او کل شیء یرجع الی اصلہ واللہ اعلم وعلمہ اتم
وجہ دویم اگرچہ بعض آثار سے ثبوت قرات خلف امام کا نماز سریہ میں پایا گیا ہے لیکن
آثار عدم قرات کی بہت کثرت سے ہیں نقل الکرمانی عن الشعبی ادرکت سبعین بدریا ما قرأ علی
ما یقرأ خلف الامام لیکن چونکہ ان آثار مطلقہ میں خصم تقیید کا وہم کر سکتا تھا لہذا اس مقام میں ان
روایات کو نقل کیا جاتا ہے جو احتمال تخصیص جہریہ سے برتر ہیں کما روی مسلم
فی صحیحہ عن عطاء بن یسار انہ اخبرہ انہ سئل زید بن
ثابت عن القراءۃ خلف الامام فقال لا قراءۃ مع الامام

فی شیئ منہ ای ادنی شیئ من الصلوٰۃ کما ھو مصرح فی بعض
الروایات قال الطحاوی حدثنا یونس بن عبد الاعلی حدثنا
عبد اللہ بن وھب اخبرنی حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن
عبید اللہ بن مقسم انہ سئل عبد اللہ بن عمر وزید بن ثابت وجابر
بن عبد اللہ فقالوا لا تقرأ خلف الامام فی شیئ من الصلوات
حدثنا یونس حدثنا ابن وھب ابی مخرمۃ بن بکر بن عبد اللہ
بن الاشج عن ابیہ عن عبد اللہ بن مقسم قال سمعت جابر بن
عبد اللہ فذکر مثلہ حدثنا یونس حدثنا ابن وھب اخبرنی مخرمۃ
عن ابیہ عن عطاء بن یسار عن زید بن ثابت سمعتہ یقول
لا یقرأ المؤتم خلف الامام فی شیئ من الصلوات حدثنا
فہد بن سلیمان حدثنا علی بن معبد حدثنا اسماعیل بن ابی کثیر
عن یزید بن قسیط عن عطاء بن یسار عن زید فذکر مثلہ قال
الطحاوی فھؤلاء جماعۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قد اجتمعوا علی ترک القراءۃ خلف الامام وقد وافقھم علی ذلک
ما قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما قدمنا ذکرہ ومستندھم
النظر الذی بما قد ذکرنا فذلک اولی مما خالفہ انتہی کلامہ فی معانی الآثار

حاصل معنے ان آثار کے یہہ ہیں کہ قرات خلف امام کے نماز میں جہریہ ہو یا سریہ ہرگز درست
نہیں بروایت کیا حدیث اول کو مسلم نے صحیح مسلم میں اور روایت کیا باقی احادیث کو طحاوی نے
معانی آثار میں اور کہا طحاوی نے بعد ذکر ان احادیث کے کہ یہ گروہ صحابہ
کرام کا متفق ہی اوپر ترک قراۃ خلف امام کے اور حدیث مرفوع بہی موافق انکی
روایت کی گئی ہی پس ترک کرنا قراۃ کا ضرور اولی وارجح ہوا قراۃ خلف امام سی واللہ اعلم

Marfat.com

وفی مصنف ابی شیبة حدثنا معتمر عن ابی بشر عن سعید
بن جبیر قال سألته عن القراءة خلف الامام قال لیس وراءه
قراءة انتہی یعنے نہیں پیچھے امام کے قراءۃ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف
وروی محمد فی کتاب الآثار اخبرنا ابو حنیفة قال
حدثنا حماد عن ابراهیم قال ما قرأ علقمة بن قیس قط
فیما یجهر فیه ولا فیما لا یجهر فیه ولا فی رکعتین الاخریین
ام القرآن ولا غیرها خلف الامام انتہی یعنے نہیں پڑھا علقمہ نے
پیچھے امام کے نماز جہریہ اور نہ سریہ مین اور نہ دو رکعت اخیرہ مین سورہ فاتحہ اور نہ کسی
اور آیت یا سورہ کو روایت کیا اسکو امام محمد نے کتاب الآثار مین
قال العینی فی التمهید ثبت عن علی وسعد وزید بن ثابت
انه لا تقرأ مع الامام لا فیما اسر ولا فیما جهر انتہی
یعنے ثابت ہو علی اور سعد اور زید رض سے کہ نہین قراءۃ ساتھ امام کے نہ نماز سریہ
مین اور نہ جہریہ بن نقل کیا اسکو عینی شارح بخاری نے تمہید سے
حدثنا وکیع عن الضحاک بن عثمان عن عبد الله بن
یزید عن ابن ثوبان عن زید بن ثابت قال لا تقرأ خلف الامام
لا اذا جهر ولا اذا خافت یعنے کہا زید بن ثابت نے ترک کر قراءۃ خلف امام کو نماز جہریہ
اور سریہ دونون مین حدثنا الفضل عن الزبیر عن الولید بن قیس
قال سألت سعید بن غفلة اقرأ خلف الامام فی الظهر
والعصر قال لا رد اهما ابن ابی شیبة یعنے پوچھا سعید سے کہ
قراءۃ خلف امام ظہر اور عصر مین درست ہی کہا سعید نے درست نہین روایت کیا ان دونون حدیثون کو ابن
ابی شیبہ نے روایت مذکورہ صاف دال مین اس امر پر کہ مذہب جمہور صحابہ کا یہی

Marfat.com

ہی کہ قراۃ خلف امام ہرگز درست نہین بلکہ اجتماع صحابہ سے ظاہر یون مفہوم ہوتا ہی
کہ نہین کہا انہون نے بدون دریافت کرنے اس امر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے چنانچہ وجہ آیندہ شاہد عدل ہی اس مدعا پر واللہ اعلم بالصواب وجہ سویم
هٰذَا الدَّلِيْلُ قَاطِعٌ وَمُلْزِمٌ لِلْخَصْمِ لَا يَحْتَمِلُ التَّاوِيْلَ بَلْ يَدْفَعُ كُلَّ الْاَقَاوِيْلِ
يَعْنِيْ اَنَّهٗ ثَبَتَ مِنَ الْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ صَحِيْحِ الْاِسْنَادِ اَنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ
قِرَاءَةٌ لِلْمُقْتَدِيْ فِي الصَّلٰوةِ السِّرِّيَّةِ اَيْضًا كَمَا رَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ
مُوْطَاهُ اَخْبَرَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مُوْسٰى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ اَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ
فِي الْعَصْرِ قَالَ فَقَرَاَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ فَغَمَزَهُ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَلَمَّا اَنْ صَلّٰى
قَالَ لِمَ غَمَزْتَنِيْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُدَّامَكَ
فَكَرِهْتُ اَنْ تَقْرَاَ خَلْفَهٗ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَاِنَّ قِرَاءَتَهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ انتہی یعنے جماعت کی آنحضرت نے نماز عصر
کی پس قراۃ پڑہی ایک شخص نے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ٹہوکا اسکو پاس
والے نے بعد سلام پہیرنے کے کہا اسنے کہ کیون ٹہوکا تو نے مجہکو کہا کہ برا معلوم ہوا مجہکو
پڑہنا تیرا پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس سنکر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ قراۃ امام کی قراۃ مقتدی کی ہی روایت کیا اس حدیث کو امام محمد رح نے موطا مین
چونکہ یہ روایات صرف واسطے ثبوت اس امر کے بیان کی گئی ہین کہ نماز سریہ مین
بہی قراۃ خلف امام لازم نہین پس اس مقام پر نہ عود کرے شبہ سابق کہ ان روایات سے منع قراۃ
اور ای فاتحہ مراد ہی کیونکہ جواب اس اعتراض کا عنقریب ساتھ براہین قویہ کے بیان ہوچکا ہی
وَرَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رح عَنْ مُوْسٰى بْنِ
اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا
قَرَاَ خَلْفَ النَّبِيِّ ص فِي الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ رَجُلٌ فَنَهَاهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْهَانِيْ اَنْ

Marfat.com

اقرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم فتذاكرا ذلك حتى سمعه النبي
فقال رسول الله من صلى خلف الامام فان قراءة الامام له قراءة انتهى
ذكره المرتضى الحسيني في شرح المسند وسنده صحيح وايضا
اشار الى هذا الحديث ابن الهمام في فتح القدير حيث قال وفي رواية
لابي حنيفة ان ذلك كان في الظهر او العصر بكذا ان رجلا قرأ
خلف رسول الله ص في الظهر او العصر فاومى اليه رجل فنهاه فلما انصرف
قال اتنهاني اه حاصل معنی اس حدیث کے بھی یہی ہیں کہ فرمایا آنحضرت ص نے
بطور فیصلے کے کہ قراۃ امام کی قراۃ ہے واسطے مقتدی کے ذکر کیا اس حدیث کو مرتضے حسینی
نے شرح مسند مین اور ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے
قال العيني في شرح البخاري واخرج الدارقطني عن ابن عباس
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يكفيك قراءة الامام اخافت او جهر
یعنے فرمایا آنحضرت ص نے کفایت کرتی ہے تجکو قراۃ امام کی سریہ اور جہریہ مین روایت کیا
اسکو دارقطنی نے پس اب واجب ہوا عمل کرنا آیت اور حدیث کا اوپر اس بات کے
کہ قراۃ خلف امام مطلقا جایز نہین یعنے قراۃ سورہ فاتحہ وغیرہ کی مقتدی کو کسی نماز مین
جہریہ ہو یا سریہ ہرگز درست نہین تاکہ جمیع احادیث صحیحہ اور آیت مین توافق حاصل ہو کما
هو الحق الصريح والحق احق بالاتباع **حکایت** ایک گروہ اہل
علم کا واسطے مناظرہ مسئلہ قراۃ خلف امام کے امام اعظم رح کے پاس آیا اور کہا امام کو کہ
منع قراۃ خلف امام کی کیا دلیل ہے فرمایا امام نے چونکہ ایک شخص کو جماعت کثیرہ سے مناظرہ کرنا
بہت مشکل ہے پس لایق ہے تمکو کہ مختار کرو اپنے مین سے ایک کو پہر انہون نے مختار بنا کر
ایک عالم کو پیش کیا امام نے کہا کہ جیت ہار اسکیکو تم اپنی جیت ہار سمجھو گے کہا سب نے
کہ ہان فرمایا امام اعظم رح نے جب مناظرہ ایک شخص کا کفایت کرتا ہے جماعت کی طرف

Marfat.com

سے پس قراۃ امام کی کیون نہین کفایت کرتی واسطے مقتدیون کے پھر کسیکو جواب
نہ آیا مغلوب ہو کر چلے گئے واللہ اعلم وعلمہ اتم تنبیہ چونکہ امام اعظم رح کو اللہ جل شانہ
نے ایسی فراست عطا فرمائی تہی کہ اکثر مضامین آیات اور احادیث مشکلہ کو عقلی طور پر
واسطے تعلیم عوام کے ایسا بیان کر دیتے تھے کہ کسیکو گنجایش چون وچرا کی باقی نہین
رہتی تہی جیسا کہ حکایت مذکورہ بظاہر دلیل عقلی معلوم ہوتی ہو اور حالانکہ یہ مغزی حدیث
مرجکان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ کما لا یخفی علی المتامل
اور بیان بعض مسایل کا احادیث صحیحہ مین ایسی نہج پر وارد ہی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت ان
تحج وانہا ماتت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیہا دین اکنت
قاضیہ قال نعم قال فاقض اللہ فہو احق بالقضاء
مینے آنحضرت سے ایک شخص نے یہ مسئلہ پوچھا کہ میری ہمشیرہ نے حج کو نذر کیا تہا اور
اسنے بدون ادا کرنے حج کے وفات پائی فرمایا آنحضرت نے اگر ہوتا اسپر قرض تو تو ادا
کرتا کہا اسنے کہ ہان فرمایا آنحضرت نے پس ادا کر قرض خدا کا جو تیری بہن پر ہی کیونکہ
قرض خدا کا ادا کرنا بہت بہتر ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس اصحاب ہمارے ہونا
ابو حنیفہ کا باعتبار فہم اور فراست کاملہ کی ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہی امام یحیی شافعی نے
عن ابی ہریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ نزلت
علیہ سورۃ الجمعۃ فلما قرأ واخرین منہم لما یلحقوا بہم قال رجل من
ہؤلاء یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یراجعہ الرجل حتی سألہ
مرۃ او مرتین او ثلثا قال وفینا سلمان الفارسی قال فوضع النبی
یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من
ہؤلاء رواہ مسلم قال النووی فیہ فضیلۃ ظاہرۃ لاہل الفارس

Marfat.com

قال الشامی قال النبی صلعم لو کان الایمان عند الثریا لتناوله
رجال من ابناء فارس رواه الشیخان عن ابی هریرة والطبرانی عن
ابن مسعود وروی ابو نعیم عن ابی هریرة والشیرازی والطبرانی عن قیس
بن سعد بن عبادة بلفظ ان النبی قال لو کان العلم معلقا عند الثریا لتناوله رجال من ابناء فارس
ولفظ الطبرانی لا تناله العرب لناله رجال من ابناء فارس وفی روایة مسلم
عن ابی هریرة لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من
ابناء فارس حتی یتناوله وفی روایة للشیخین عن ابی هریرة
والذی نفسی بیده لو کان الدین معلقا بالثریا لتناوله رجل
من فارس وقد کان جد ابی حنیفة من فارس قال الحافظ
السیوطی هذا الحدیث الذی رواه الشیخان اصل صحیح یعتمد علیه
فی الاشارة لابی حنیفة وهو متفق علی صحته وبه یستغنی عن ما ذکره
اصحاب المناقب من احادیث الوضعیة قال العلامة الشامی تلمیذ
السیوطی ما جزم به شیخنا من ان ابا حنیفة هو المراد من هذا الحدیث
ظاهر لا شک فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغه
احد انتهی کلام الشامی ملخصا یعنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ اگر ہوتا ایمان نزدیک ثریا کے البتہ لیتے اور پاتے اسکو کتنے شخص فارس کے یا پالیتا اسکو
ایک شخص فارس کا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابو نعیم اور طبرانی اور ایک حدیث
یون وارد ہی کہ قسم ذات پروردگار کی کہ اگر ہوتا دین معلق ساتھ ثریا کے تحقیق پاتا اسکو
ایک شخص فارس کا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور تہا جد امجد امام صاحب کا فارس سے
کہا امام سیوطی شافعی المذہب نے کہ یہ حدیث صحیحین کی کافی ہی واسطے تعریف امام اعظم رح
کے اور کہا علامہ شامی نے کہ کہا سیوطی استاد میرے کا کہ نہین مراد اس حدیث سے کوئی

Marfat.com

شخص سوای امام اعظم رح کی حق صریح ہی کیونکہ امام اعظم رح کی برابر کوئی عالم ابنای فارس مین سے نہین ہوا

وفی الشامی قال ابن حجر قال بعض الائمة لم یظهر لاحد من ائمة الاسلام المشهورین مثل ما ظهر لابی حنیفة من الاصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء وجمیع الناس بمثل ما انتفعوا به وباصحابه فی تفسیر الاحادیث المشتبهة والمسائل المستنبطة والنوازل والقضایا والاحکام جزاهم الله تعالی الخیر التام انتهی

یعنے کہا ابن حجر شافعی نے کہ کہا ہی بعض ایمہ نے کہ نہین ظاہر نبوی کثرۃ شاگردون اور متبعین کی واسطے کسی امام کے مثل امام اعظم کی اور نہین نفع اٹھایا علماء اہل اسلام نے امام اعظم جیسا کسی امام سے تفسیر احادیث مشکلہ اور مسائل قیاسیہ وغیرہ مین جبکہ احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیا امام سیوطی شافعی المذہب وغیرہ نے کہ علم اور فراست دین کی امام اعظم جیسے کسی امام کو حاصل نہین ہوئی پس جو شخص اصحاب راے ایمہ حنیفہ کو باین معنے کہتے ہین کہ تمسک انکا ایات اور احادیث سے نہین سخت گمراہ اور کذاب ہین مثل رفاض اور خوارج کے کیونکہ امام اعظم رح قیاس پر اُسوقت عمل کرتے تھے کہ جب کسی اصحابے کا قول بہی نہ ملے جیسا کہ امام ربانی نے مکتوبات کی دوسری جلد مین یون لکہا ہی امام ابوحنیفہ در تقلید از ہمہ پیش قدمست احادیث مرسل بلکہ قول اصحابی را برای خود مقدم میدارد و دیگران نہ چنین اند مع ذلک مخالفان او را صاحب راے میدانند خدائیتعالی ایشانرا توفیق دہاد کہ از ارراس دین و رئیس اسلام نہ نمائید یریدون لیطفئوا نور الله بافواههم اگر این اعتقاد دارند کہ ایشان بر راے خود حکم میکردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشان از جرکہ اہل اسلام بیرون بود این اعتقاد نکند مگر جاہلی کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقی ناقضے چند احادیث را یاد گرفتہ

واحکام شرعیہ را دران منحصر ساختہ ماورای معلوم خود را نفی مینماید شعر چو آن کرمیکہ در سنگے
نہانست زمین و آسمان او یمانست انتہی ملخصاً یعنے مذہب امام اعظم رح کا موافق زیادہ
ہی ساتھ حدیث کے پس اصحاب الرای کہنے والے امام اعظم رح کو باین معنے کہ متابعت
قران اور حدیث کی نہین کرتے بلکہ قیاس پر عمل کرتے ہین جاہل یا زندیق ہین اسیطرح لکہا
ہی شیخ عبد الحق نے شرح سفر سعادت مین اور شاہ ولی اللہ نے فیوض الحرمین مین اور امام
شعرانی نے میزان مین وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ اب کہتا ہی کاتب الحروف احمد علی کہ یہ عاجز مسایل مختلفہ بین الامۃ مین
سکوت اور ترک تنازع کو بہتر ترین امور کا سمجہتا ہی کیونکہ حکم قطعی کا ثابت ہونا مسایل
اجتہادیہ مین محال ہی بلکہ مدنظر شارع کا یہی ہی قال علیہ السلام اختلاف امتی رحمۃ یعنے
فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اختلاف امت میری کا رحمت ہی تاکہ ہر مجتہد بموجب فہم اور فراست
اپنی کے مسایل قیاسیہ کو ادلہ شرعیہ سے استنباط کر کے ثواب پاوے ورنہ مسایل اختلافیہ
بہی ساتھ دلائل قطعیہ کی قران اور حدیث مین مثل باقی مسایل صوم و صلوۃ کے بیان ہوتے بل
فِیْ ہٰذَا الْاِخْتِلَافِ حِکْمَۃٌ غَامِضَۃٌ کَمَا قَالَ السُّیُوْطِیُّ فِیْ جَزِیْلِ الْمَوَاہِبِ
فِیْ بَیَانِ اخْتِلَافِ الْمَذَاہِبِ اِعْلَمْ اَنَّ اخْتِلَافَ الْمَذَاہِبِ فِیْ ہٰذِہِ الْمِلَّۃِ
نِعْمَۃٌ کَبِیْرَۃٌ وَفَضِیْلَۃٌ عَظِیْمَۃٌ وَلَہٗ سِرٌّ لَطِیْفٌ اَدْرَکَہُ الْعَالِمُوْنَ
وَعَمِیَ عَنْہُ الْجَاہِلُوْنَ حَتّٰی سَمِعْتُ بَعْضَ الْجُہَّالِ یَقُوْلُ النَّبِیُّ صلعم
جَاءَ بِشَرْعٍ وَاحِدٍ فَمِنْ اَیْنَ مَذَاہِبُ اَرْبَعَۃٌ وَمِنَ الْعَجَبِ اَیْضًا مَنْ یَّاْخُذُ
فِیْ تَفْضِیْلِ بَعْضِ الْمَذَاہِبِ عَلٰی بَعْضٍ تَفْضِیْلًا یُؤَدِّیْ اِلٰی تَنْقِیْصِ
الْمُفَضَّلِ عَلَیْہِ وَتَقْبِیْحِہٖ وَرُبَّمَا اَدّٰی اِلَی الْخِصَامِ بَیْنَ السُّفَہَاءِ وَصَارَتْ
عَصَبِیَّۃً وَحَمِیَّۃً الْجَاہِلِیَّۃَ وَالْعُلَمَاءُ مُنَزَّہُوْنَ عَنْ ذٰلِکَ وَقَدْ وَقَعَ الْاِخْتِلَافُ
فِی الْفُرُوْعِ بَیْنَ الصَّحَابَۃِ وَہُمْ خَیْرُ الْاُمَّۃِ فَمَا خَاصَمَ اَحَدٌ اَحَدًا

Marfat.com

فکیف وقد ورد ان اختلاف هذه الامة رحمة من الله تعالی
وقال علیه السلام ان اصحابی بمنزلة النجوم فی السماء فایما اخذتم
اهتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمة وقال ای السیوطی
ان فی هذا الحدیث فوائد منها اخباره صلی الله علیه وسلم
باختلاف المذاهب بعده فی الفروع ورضاؤه بذلک وتقریره
علیه ومدحه له حیث جعله رحمة فیستنبط منه ان کل المجتهدین
علی هدی او کلهم علی حق فلا لوم علی احد منهم ولا ینسب الی
احد منهم تخطئة لقوله علیه السلام فایما اخذتم به اهتدیتم وفی ذلک
سر لطیف فمن ثم روی البیهقی فی المدخل بلفظ ما یسرنی لو ان
اصحاب محمد صلعم لم یختلفوا لانهم لو لم یختلفوا لم تکن رخصة انتهی
کلام السیوطی ملخصا حاصل کلام سیوطی کا یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کو چوراہا کہنے والا
جاہل اور گمراہ ہے اور اسیطرح طعن کرنے والا کسی مذہب کو مذاہب اربعہ سے ورطہ جہالت
مین پڑ رہا ہے کیونکہ اختلاف مذاہب اربعہ کو آنحضرت صلعم نے حدیث اصحابی کالنجوم آہ مین
بطریق پیشین گوئی اور مژدہ کی بیان فرمایا ہے پس بموجب اس حدیث کے اختلاف مذاہب
کو بدعت اور طرف کسی امام کی نسبت خطا کی کرنیوالا گمراہ اور منکر ہے حدیث کا پس طالبان
دین را مناسب بل انسب است کہ ازین ورطہ ضلالت یعنے جدل ومناقشہ کہ موجب
تقبیح باہین میشود محترز باشند ودر تبہ اجتہاد واستنباط احکام از نصوص وترجیح یکے بر دیگری
ومعرفت ناسخ وغیرہ امور متعلقہ آن درین ایام بسبب بعد زمان وغلبہ جہل دشوار وہمین گشت
مارا وجہ التزام تقلید والا از طرف شارع بتقلید یکے از ابیحنیفہ وشافعی وغیرہما ہیچ مامور
نہ ایم لکن ہر گاہ کہ لاچار شدیم از معرفت احکام دین بسبب قصور در علم وفہم دست بدامن
یکے از سلف زدیم چرا کہ بیقین میدانیم کہ اگر پیرو رائے خود خواہیم شد بجہت عدم تفقہ در

دین و غلبهٔ هوای نفس در مغاک ضلالت خواهیم افتاد الا ماشاء الله پس راه سلامت
روی همین است که هر که را توفیق یزدانی دست دهد بعمل و تقوی کوشد و از بحث
و تنازع خود را دور کند و اتباع مذهبی از مذاهب اربعه اختیار کند زیرا که اکثر مباحثه
مابین منجر به نفسانیت و پی روی سخن میشود تا آنکه بسا اوقات قائل خود بدل
خویش می فهمد که حق بجانب من نیست لکن از آن بسبب خواهش نفسانی
و دواعی شیطانی باز نمیگردد بلکه جویای این میشود که معنی آیت و حدیث بجهت
دعوی باطل خود تاویل کنم نعوذ بالله من شرور انفسنا و برای همین معنی از جواب
مسئله هذا چند بار پهلو تهی کردم لیکن چون خلاص نیافتم مگر بتحریر آن و نیز استماع
حال تدین و تقوی مولوی محمد شاه صاحب که بتحریک این سلسله اند موید این گشت
چرا که اهل حق را غرض از استفسار تحقیق میباشد نه بحث و جدل - لهذا طوعاً و کرهاً با وجود
بی مایگی و عدم بهم رسی مواد کما ینبغی چند سخنان حسب حوصله ناقص خود از دلایل
حنفیه هر چه سر دست بنظر گذشته از کتب تتبع کرده بضمن تحریر آوردم و از خطا و
سهو درین جمله ایمن نیم اگر کسی برادر مسلم بر آن مطلع شود مرا هم اگر ممکن باشد
ارشاد حق نماید جزاه الله خیر الجزاء فنسئل الله التوفیق لما یحب
و یرضی و الهدایة الی طریق الهدی و ان یجعل آخرتنا خیرا من
الاولی و آخر دعوینا ان الحمد لله رب العلمین و الصلوة و
السلام علی رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعین تمت
هزاران شکر و سپاس که کتاب مستطاب فیض انتساب اعنی ترجمه
دلیل القوی علی ترک القرءة للمقتدی بتاریخ هشتم ماه رجب
سنه ۱۲۹۵ هجری مقدس معلی در مطبع رحیمی منشی عصمت الله
واقع سرای نواب علی محمد خان صاحب صورت اختتام یافت

Marfat.com

تمباکو نوشش را سینہ سیاہ است ۔ اگر باور ندارمی نے گواہ است

رسالہ فی منع شرب الدّخان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ لولیہ والصّلوٰۃ لنبیہ اما بعدُ فیقول العبد الضّعیف محمّ
بن مولینا الحافظ عبد القادر المرحوم اللّودیانوی لما رایتُ
اشتغال العوام فی نشوق التّتن وشرب دخانہ بل افتی بعض
اھلَ العلمِ بالاباحۃ فاردتُ وباللہِ التوفیق اَنْ اُحرّر احکامہ فلخص
مِن الرسالۃ التی الفھا علماء البخاری حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المو
ونعم النصیر یعنی بعد حمد وصلوۃ کے عرض کرتا ہے خادم الطلبا محمد بیٹا مولینا عبد القادر صاحب
مرحوم کہ جب دیکھا مین نے اشتغال عوام کا لانعام کا استعمال تمباکو مین اور پایا مین نے رجحان بعض
ابناء زمان کا طرف اباحت کے پس لکھا مین نے واسطے تنبیہ کرنے اونکیکی خلاصہ رسالہ علمای بخاری
وفی الدر المختار قال شیخنا النجم الغزی المتن الذی حدث وکان حدوثہ بدمش
فی سنۃ خمسۃ عشر بعد الالفِ یدعی شاربہ انہ لا یسکر وان سلم لہ فانہ
مفتر وھو حرام لحدیث احمد عن ام سلمۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن کل مسکر ومفترٍ قال ولیس من الکبائر تناولہ المرۃ والمرّ
ومع نھیِ ولی الامر عنہ حرم قطعًا علی اَنّہ استعمالہ بما اضر بالبدن نعم
الاصرار علیہ کبیرۃ کسائر الصغائر انتھی بحروفہ وفی الاشباہ فی قاعد

Marfat.com

لاصل الاباحة او التوقف ويظهر اثره في ما اشكل حاله كالحيوان المشكل
رءة والنبات المجهول سميته انتهى قلت فيفهم منه حكم النبات الذي شاع
زماننا المسمى بالتتن فتنبه وقد كرهه شيخنا العمادي في هدية الحاقا
ر بالثوم والبصل بالاولى فتدبر انتهى كلام صاحب الدر حاصل کلام
مختار کا یہہ ہے کہ استعمال تنباکو کا حرام ہے بموجب حدیث ام سلمہ کے جو ابوداؤد مین موجود ہے
فقد ذكر صاحب التبيان ان وجه التدبر بل وجه التنبه
بض انه ما اجتمع محرم ومبيح الا غلب المحرم فمع التقتير والنهي ولي الامر و
الاضرار وانه من جملة ما به التعذيب وغيرها من الاسراف والبدعة السيئة
حرم استعماله وكيف يلحق بالبصل والثوم انتهى يعني ذکر کیا صاحب
بیان نے کہ وجہ تدبر کی یہہ ہے کہ باوجود ہونے تقتیر اور نہی سلطان اور اسراف وغیرہ قبائح
کے نہین درست ملانا اسکا پیاز و لسن سے راقم الحروف کہتا ہی وجہ تدبر کی یہی ہی کما یدل علیہ قولہ فیما
بل ومع نهي ولي الامر حرم قطعا والقول بان امتثال ولي الامر انما يجب
اذا كان امرهم من القران او الحديث والا لا كلام في غاية السخافة
لانه اذا كان من محكمات القران او الحديث فهو في الحقيقة
امتثالهما واما اذا كان امر لفعل مباح او تركه يجب الامتثال
به قطعا لقوله تعالى اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ
مِنْكُمْ والا لم ينتظم امر المملكة الذي بيع الامام لاجله لانه متى امر العسكر
بذهابه الى بلدة كذا وكذا فان لهم حينئذ ان يقولوا انه ما امر الله و
رسوله لعسكرنا ذهاب بلدة كذا وكذا وهل هذا الا تهافت فا
حفظه فانه ينجيك عن شر الوسواس الخناس یعنے قول بعض اہل علم کا
کہ اطاعت حکام اہل اسلام کی سوای منصوصات کی واجب نہین سراسر نادانی ہے کیونکہ

Marfat.com

آیات اور احادیث ظاہر دلالت کرتی ہین اوپر لازم ہونے اطاعت اونکی کے۔ البتہ جو حکم اونکا مخالف کسی آیت یا حدیث کے ہو اوس حکم مین اطاعت حاکم کی ہرگز نکرے اور باقی امور مین اطاعت اونکی لازم ہے خلاصہ کلام کا یہہ ہے کہ احکام منصوصہ کی اطاعت ہر فرد مکلف پر لازم ہے رعیت ہو یا حاکم اور غیر منصوصات مین اطاعت حکام کی کرنی ضروریات سے ہے ورنہ رعیت اور حاکم برابر ہوتی اور حکم واسطے اطاعت اولی الامر کے تاکیداً آیات اور احادیث مین کیون وارد ہوتا واللہ اعلم وعلمہ اتم

واجاب علماء الروم ان جذب دخان التتن مسدر ومکدر للحواس بقول الاطباء ومفتر للقوی بقول الفقہاء ونہی ولی الامر یوجب التحریم قطعا خصوصا بمعونۃ قولہ تعالی وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْهُ فیکون مستحلہ کافرا بشہادۃ قولہ تعالی وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ یعنی لکھا ہے علماے روم نے کہ پینا حقہ کا بقول اطباء مورث سدر اور مکدر حواس ہے اور بقول فقہا مفتر ہے اور بسبب منع کرنی حکام اہل اسلام کے حرام قطعی ہوا پس مباح گمان کرنے والا بیشک کافر ٹہریگا **وقال علماء** ماوراء النہر فی جواب من ذہب الی اباحتہ وقال والاصل فی الاشیاء المرسلۃ الاباحۃ اقول وباللہ التوفیق لیس الامر کذلک بل الاصل المختار عند الحنفیۃ ہو التوقف وہو یوجب الکف کذا قال ابن الہمام فی التقریر **قولہ** والتتن غیر مذکور فی المحرمات المنصوصۃ فکان مباحا اذ لابد للحرمۃ والکراہۃ من دلیل **اقول** وقد روی بسند صحیح انہ علیہ السلام نہی عن کل مسکر ومفتر والنہی یوجب التحریم ولا عبرۃ بنفعہ والا لکان الخمر والمیسر حلالا والقول بکونہ غیر مضر غیر سدید لانہ قد نص جماہیر الاطباء مثل محمد علی شارح القانون وصاحب التحفۃ وصاحب المغنی وغیرہم ان وقعہ یابس

في اخر الدّر رجز الثالثة وشربه سم وهو مكدر للحواس موجب
يستدر قوله وحديث حرمة الدخان لم يثبت اقول
قال النوادي وان لم يثبت حتى من احاديث حرمة الدخان الاان
لقدر المشترك متواتر لا يسع انكاره قوله وحد كل مسكر و
كل مفتر حرام قد طعن فيه يحيى بن معين بانه لا اصل له اقول قال ابن
الصلاح في شرح الخبز ان يحيى لم يبلغ مرتبة الحفاظ حتى يقبل طعنه في
الحديث انتهى ملخصا وبعد التسليم انما ترد في متن ذلك الحديث اما حديث
ام سلمة بلفظ نهى رسول الله ص عن كل مسكر وعن كل مفتر صحيح سالم عن الطعن
مذكور في سنن ابو داود وصححه صاحب المشكوة قوله فاذا لم يثبت
النهي فيه لا نسميه بدعة ولا مكروها اقول قد ثبت فيه من حديث
ام سلمة ولقوله لا تسرفوا انه لا يحب المسرفين على ان التشبيه بالفساق
ولو في امر مباح حرام فلو يشربون الماء في اقداح على طريقة اهل الفسق
يكون حراما لقوله عليه السلام من تشبه بقوم فهو منهم قال الله تعالى
ومن يتولهم منكم فانه منهم ان الله لا يهدي القوم الظالمين وقد ورد التعامل
في بلاد العرب والروم وما وراء النهر بحرمة تبغ وكسر اناء جذب
دخانه وهو الحقة وتعذير شاربه واجماع اهل الحل والعقد في كل عصر
حجة ولا عبرة ببعض العلماء المبتدعين الشاربين له فان خروجهم
عنهم لا يضر فانهم فساق وفي العالمگيرية من استنشق فخرج سعوطه من
الفم نقض وضوءه فعلم منه ان نشوق رقيق التتن ناقض لوضوءه
ويجب عليهم اعادة صلوة عمرهم طرا وايضا جذب دخان التتن مفوت
لحكمة تشتي السواك فكان النهي فيه ثابتا اقتضاء على قول من لم يطلع

Marfat.com

على حديث الافتار ويكفينا التقليد بالروائة الفقهية المنقولة خصوصا في كتاب مشهور تلقته علماء الافاق غربا وشرقا بالقبول وهو الدر المختار الذي اختاره اهل الفتوى في بلاد العرب والروم والشام والمصر والعراق والايران والخراسان وما وراء النهر ومع حديث النهي للتحريم كيف يكون مباحا ويخاف الكفر على من يجعل الحرام القطعي حلالا انتهى ملخص كلام علماء ماوراء النهر خلاصہ کلام علمای ماوراء النہر کا یہہ ہے کہ منع ہونا تنباکو کا ثابت ہے آیات اور احادیث سے اور نہین اعتبار فائدہ اسکے کا ورنہ خمر کیون حرام ہوتی اور اگر بالفرض عدم اندراج اسکا آیات اور احادیث مین مانا جاوے تو بہی بموجب آیت ولا تقف ما ليس لك به علم کی توقف یعنے اسکے استعمال سے بچنا چاہئے اور علمای بلاد اسلام کے متفق ہین اوپر حرمت اسکی کے اور نہ حرام کہنا بعض اہل علم کا جو خود اس بلا مین گرفتار ہین مضر نہین کیونکہ وہ فاسق ہین اور فتاوی عالمگیری مین کہا ہے کہ خروج نسوار کا اندرون دہن ناقض وضو ہے پس معلوم ہوا اس سے کہ تنباکو کی نسوار لینی والے جو غافل ہین اس مسئلہ سے واجب ہے اونپر اعادہ تمام عمر کے نمازون کا **وقال ابن الهمام** ويكره الاقتداء في الصلوة بمن هو معروف باصراره على الدخان المبتدع انتهى ملخصا یعنے مکروہ ہے نماز پیچھے اوس شخص کے جو ہمیشہ حقہ کشی کرتا ہے **وقال عبد الحي اللكهنوي في الرسالة المسماة بترويح الجنان بتشريح** حكم شرب الدخان بعد نقل دلائل الجانبين وخلاصة المرام في المقام انه لا ريب في كراهيته فان كانت كراهته تحريمية كان ارتكابه من الكبائر لان المكروه تحريما قريب من الحرام وان كانت تنزيهية كان ارتكابه صغيرة لكن يكون بالاصرار عليه و

Marfat.com

اعتباوہ کبیرۃ فظہران شرب الدخان موجب لارتکاب الکبیرۃ
علی رای اکثر العلماء ذوی الشان وھوالذی یدل علیہ البرھان
ومن ذھب الی الاباحۃ مع الخلو عن الکراھۃ فقولہ لا یخلو عن
شذوذ وخسران خسر الدنیا والاخرۃ وحکی ان رجلاً عالماً
کان یشرب الدخان فرای صدیقہ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال لہ قل لصدیقک انک تدرس وتشرب الدخان الخبیث
قلت وان کان المنام لا یفید شیئاً من الاحکام لکن لا ریب فی
جعلہا مؤیدۃ لما دل علیہ البرھان لاسیما رؤیا من رای النبیّ
صلی اللہ علیہ وسلم لحدیث من رآنی فقد رای الحق خلاصہ کلام کا یہ ہے
کہ ارتکاب حقہ کشی کا گناہ کبیرہ ہی نزدیک اکثر علما کے - ایک عالم کے دوست نے حضرتؐ کو خواب میں دیکھا حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے دوست کو تنبیہ کر کہ تدریس علم کی ساتھ حقہ کشی کے منع ہی اگرچہ خواب ہی کوئی حکم شرعی ثابت
نہیں ہوتا لیکن بلا ریب مؤیدات سی ہے **مسئلہ** یجب الکفارۃ بشرب دخان
التتن یعنی حقہ پینے سے روزہ دار پر کفارہ لازم آتا ہی **مسئلہ** یجوز اسعاط التنباک
فی الانف للتداوی وبدونہ لا ولو فعلہ احد فی الصوم افطر
بدون بیماری کی لینا نسوار کا درست نہیں اور نسوار لینے سی روزہ باقی نہیں رہتا **ثم اذا امر الطبیب الحاذق**
المسلم بشرب الدخان للتداوی فلا یجوز لہ ان یحضر عقیب
الشرب فی المساجد والمجالس بلا فصل واقوی حرمۃ ان یشرب
الدخان الخبیث فی المجالس او المساجد انتہی کلام عبد الحی فی
مواضع شتی من رسالتہ ملخصاً والتکتف بھذا القدر للایجاز
واخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العلمین والصلوٰۃ علی خاتم
النبیین تمت فی السنۃ الخامسۃ والتسعین بعد الالف والمائتین

Marfat.com

اشتہار

اگر مولوی نذیر حسین صاحب بنگالی دہلوی جو اپنے
فرقہ جدیدہ اور استاذ مولوی محمد حسین صاحب اد ہوتے ہیں اور غیرہ کو
مین مولوی محمد و مولوی عبداللہ و مولوی عبدالعزیز پسران مولوی
عبدالقادر صاحب مرحوم لودیانوی کو مسائل اختلافیہ مین ساکت کردے
ایک ہزار روپیہ للہ فقراء پر تقسیم کردیا جاویگا

فہرست

کتب موجود و موطا امام محمد قیمت عہ ۱ اثنا عشریہ و اہلسلام درجواب نظام الملک
و بلوغ المبین و اشتہار غیر مقلدین تنبیہ المفسدین قیمت ار

تصحیح اغلاط ترجمہ لیل قوی و رسالہ رد منع حقہ کشی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	باستد	باستند	۱۴	۲۰	النقایۃ	النقائیۃ	۳۳	۱۳	ورفر	ورفر
״	۲۰	اِنَّہٗ	اَنَّہٗ	״	״	رُوِیَ	رُوای	״	۱۴	شرکہ	شرکہ
۶	۴	لثر	اشر	۱۵	۲	الزَبیر	الزُبیر	۱۱	۲	لحصفۃ	لحصفۃ
۷	۸	اقوال	اقوال صحابہ کی	״	۵	عَمْرٌ	عُمَرَ	۲۹	۹	ان	ان
۹	۱۲	کا بدون	کی بدون	״	۱۵	بِرِوَایَۃٍ	بِرِوَایَۃٍ	״	۱۱	الاعام	الاعام
۱۰	۴	الواحد	الواحد	״	״	الروایۃ	الروایۃ	۲۴	۵	صیل	قیل
۱۱	۳	قلتُ	قلتُ	۱۶	۱۱	ذُکِرَ	ذَکَرَ	״	۶	صوں	صوں
״	۴	قولہٗ	قولہٗ	۱۷	״	اخبرنا	اخبرنا	۲۱	״	قال	قال
״	״	قلتُ	قلتُ	״	״	حَدَّ	حَدَّ	۵۳	۱	انہٗ	انہٗ
۱۲	۱	قِرأۃَ	قِرأۃُ	۱۸	۲۰	ابی الدر	ابی الدرداء	۳۶	۱۰	مرقوعا	مرفوعا
״	۱۴	الیسی	الیسی	۱۹	۱۵	اور ربا	اور ربا	״	۲۰	احد	اور
۱۳	۱۶	قال ابن	قال ابن	۲۰	״	مقبلکے	مقتل	۳۸	۹	جملہ	جملہ

Marfat.com

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

از حقائق آگاہ معارف دستگاہ سید الفقہاء والمحدثین عمدۃ الحکماء والمتکلمین حامی شریعت
ہادی طریقت مقبول بارگاہ صمد حضرت مولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہم العالی

ہدایۃ المعتدی

فی

قراءۃ المقتدی

جس میں عدم جواز قرأۃ مقتدی کی دلائل شرعی نہایت عمدگی سے مندرج ہیں
حسب استدعاے بندۂ نحیف محمد یحییٰ کاندہلوی وطناً گنگوہی اقامتاً

در مطبع بلالی ساڈھورہ باہتمام منشی محمد بلال کرم بخش طبع گردید

Marfat.com

حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی اور تصانیف

امداد السلوک

قیمت ۴۰

یہ رسالہ ترجمہ ہے رسالہ کیمکا جو تصوف کا ایک مستند رسالہ ہے اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوھی ادام اللہ ظلہم نے اوائل شباب میں بارشاد حضرت حافظ ضامن صاحب رحمہ فرمایا تھا فارسی ہے

ہدایۃ الشیعہ

قیمت ۰۳

اس میں حضرت مولانا مدظلہم العالی نے ہادیعلی لکھنوی شیعی کے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا جواب نہایت ہی مدلل و محققانہ دیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے چونکہ یہ رسالہ باوجود کئی بار چھپنے کے اب کمیاب بلکہ نایاب ہوگیا تھا۔ اسلئے مع اصل سوالات و اشتہار پھر طبع کرایا گیا ۰۳

سبیل الرشاد

قیمت ۱۰

یہ رسالہ مسایل مختلفہ اہل حدیث و حنفیہ جہر آمین و فاتحہ خلف الامام و تقلید وغیرہ کی تحقیق میں حضرت مولانا نے تحریر فرمایا جس کو نہایت منصفانہ انداز پر ہونیکی وجہ سے موافقین و مخالفین دونوں نے تسلیم کرلیا ہے ۔ قیمت ۱۰

رسالہ کراہت جماعت ثانیہ

اس میں حضرت ممدوح نے مسجد محلہ میں تکرار جماعت کی کراہت روایات فقیہ و احادیث صحیحہ سے ثابت فرمائی ہے اور وہ عبارات کتب سے حل فرمائی ہیں کہ جن سے منکرین کراہت کو شبہ پیدا ہوتا ہے۔ فارسی ۔ قیمت ۱۰

رسالہ تراویح

قیمت ۱۰

اس میں غیر مقلدین کا رد ہے اور مذہب مقلدین کا احادیث صحیحہ سے اثبات فرمایا ہے بابت بست رکعۃ تراویح ۱۰

رسالہ جمعہ

اس میں اہل حدیث کے ایک فتوے کا جواب ہے جس میں انہوں احادیث و آیات سے اپنے نزدیک ثبوت جمعہ در قریے و وجوب جمعہ بر اہل قریٰ اپنے نزدیک خوب موجہ مدلل کرد کھایا تھا اس کا جواب احادیث صحیحہ سے دیا گیا ہے۔ قیمت ۰

رسالہ وقف

قیمت

اہل حدیث نے یہ ثابت کیا تھا کہ اوقاف قرآنی جن پر جملہ قرا حفاظ کا عملدرآمد ہے یہ سب بدعت ہیں حضرت مولانا نے ان کا جواب احادیث صحیحہ سے دیا ہے اور ان کا ثابت ہونا بالصحیح روشن فرمادیا ہے باقی یہ سب رسائل اردو ہیں ۔

لطایف رشیدیہ

اس میں بعض طلبا نے جو استفسارات متعلقہ آیات قرآ حضرت مولانا مدظلہم سے کئے ہیں ان کے جوابات میں ر فتوے ثبوت پردہ مروجہ شرفاے ہند بآیات و روایات و ش حدیث مسلم شریف متعلقہ اخر رجل دخل الجنۃ ۔ قیمت

زبدۃ المناسک

قیمت

یہ کتاب سلیس اردو میں ہے مسایل حج و عمرہ و طواف و ز وحج من الغیر وغیرہ وغیرہ مناسک کو خوب مشرح بیان فرما قاصدان حج کیواسطے یہ کتاب نہایت ضروری اور مفید ہے

فتوی میلاد

مجالس مولود جیسا کہ اس زمانہ میں رائج اور شایع ہورہی ہیں اُن میں جو امور خلاف شرع پھیل گئے ہیں اُن پر تنبیہ طور سے فرمائی گئی ہے ۔ قیمت

فتوی ظہر احتیاطی

قیمت

اکثر لوگوں میں نماز جمعہ کی بعد فرض ظہر احتیاطی کا چرچا رہتا اس مسئلہ پر بحث مباحثہ بھی رہتے ہیں اور اکثر لوگ پڑھتے بھی اکثر مانع بھی ہوتے ہیں فتوی ہذا میں امر واقعی کو مفصل بیان

فتاوی رشیدیہ

عرصہ سے اس کارہ کو اس امر کی تلاش ہے کہ جو کسی کے پاس حضرت مولانا کے مسائل و فتاوی فراہم انکی نقل لیکر ایک مجموعہ فتاوی چھپوایا جاوے اور بہت سے ذخیرہ فراہم ہوگیا ہے جن اقوال موجود کے پاس کچھ مسائل موجود ہوں وہ ضرور ارسال اور یہ مجموعہ انشاء اللہ تعالے جلد تیار ہونیوالا ہے ۔

کتب مندرجہ بالا محمد یحییٰ کاندھلوی مقیم لال مسجد گنگوہ ضلع سہارنپور سے بازجات ویلیو پیبل نقد قیمت ملسکتی ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ رسولہ سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین
الطاہرین وعلیٰ مجتہدی ملتہ واتباعہ الیٰ یوم الدین ۝

امابعد احقر العباد بندہ رشید احمد گنگوہی عفا اللہ تعالیٰ عنہ بخدمت
ارباب فہم ودیانت عرض کرتا ہے کہ بندہ کا مذہب حسب مسلک حق جملہ اہل حق و
سنت یہی ہے کہ جس مسئلہ میں صحابہ ومجتہدین علیہم الرحمۃ کا اختلاف ہو تو اُس میں سے
کسی جانب کو اپنی تحقیق سے یا تقلید کسی مجتہد اہل حق سے راجح سمجھے اُس پر عملدرآمد
رکھے اور دوسری جانب پر بھی کوئی طعن وتشنیع نکرے۔ اور عند الضرورت
پر عمل بھی کرے اسی وجہ سے یہ بندہ عاجز کہ حنفی المذہب ہے کسی اہل مذہب
پر طعن نہیں کرتا اور نہ اپنے مذہب کے خواہ مخواہ ترجیح کے درپے ہوتا ہے۔ مگر

Marfat.com

عند الضرورت جہاں کچھ رفع فساد یا اصلاح متصور ہوتی ہے تو اُس مسئلہ میں کچھ لکھدیتا ہے۔ اس زمانہ میں بعض مدعیان عمل بالحدیث نے یہ غوغا مچایا کہ حنفیہ مفسدین صلوۃ اور بے نماز ہیں کیونکہ فرضیت قرأت فاتحہ خلف الامام بہت نصوص قطعیۃ الثبوت اور قطعیۃ الدلالۃ سے ایسی ظاہر و باہر ہے کہ ہرگز اس میں انکار اور تاویل کو کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ لوگ قرأت فاتحہ خلف الامام کے منکر ہیں لہذا اُن کی نماز درست نہیں ہوتی اور اس غوغا کا یہ اثر ہوا کہ اکثر عوام تشویش میں پڑ گئے بلکہ بعض علماء کو بھی تردد ہو گیا لہذا بندہ کو اس بارہ میں لکھنا ضرور ہوا کہ اولاً اس میں طعن اکثر صحابہ و مجتہدین رضی اللہ عنہم پر لازم آتا ہے اور ثانیاً اندیشہ فتنہ و فساد کا ہے پس بندہ انشاء اللہ یہ ثابت کر دیگا کہ وہ نصوص قطعیہ مستندہ مدعیان عمل بالحدیث کی اگرچہ بنظر سرسری موجب قرأت فاتحہ خلف الامام ہیں مگر بنظر امعان و تفقہ ہرگز وجوب قرأت فاتحہ اُن سے ثابت نہیں اور بعض میں گنجائش تاویل موجود ہے۔ پس امید اہل فہم و دیانت سے یہ ہے کہ اسکو بغور و انصاف ملاحظہ فرما کر اپنے تعصب و تعسف سے باز آئیں اور حق تعالیٰ سے شرمائیں اور ائمہ دین پر اس طعن و تشنیع سے باز آئیں وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ +

اقول وباللہ التوفیق ایک استدلال موجبین قرأت فاتحہ خلف الامام کا آیۃ فاقرأوا ما تیسر من القرآن سے ہے کہ آیت بعمومہا مقتدی کو بھی شامل ہے لہذا مقتدی پر بھی قرأت فرض ہوئی +

مگر یہ استدلال ہرگز صحیح نہیں اور اس آیۃ سے حجۃ لانا درست نہیں کیونکہ مکہ میں ابتداء اسلام میں نماز تہجد فرض ہوئی تھی جسکی خبر سورہ مزمل کے شروع میں موجود ہے یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا الآیۃ اور سورہ مزمل ابتداء بعثت میں نازل ہوئی کہ حسب تحریر سیوطی کے اتقان میں اول سورہ اقراء ثانیاً سورہ نون ثالثاً

Marfat.com

ابتداء سورہ مزمل کا نزول ہے اور سب امام ومقتدی فاتحہ وسورۃ دونو کو پڑھتے
تھے پھر بعد ایک سال کے حسب روایت حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے
عنہا کے مکہ مکرمہ میں ہی آخر سورہ مزمل کا نازل ہوا جس میں فاقرأوا ما تیسر
من القران ہے تو اس سے فرضیت صلوۃ تہجد طویل منسوخ ہوکر قدر ما تیسر
کی فرضیت باقی رہگئی تھی بعد اسکے جب نماز پنجگانہ فرض ہوئی تو اسوقت بھی قرات
امام ومقتدی سب پر فرض رہی پھر ایک مدت کے بعد آیۃ اذا قری القران
فاستمعوا له وانصتوا سے قرأت مقتدی منسوخ ہوئی چنانچہ بیہقی وغیرہ نے
لکھا ہے عن محمد بن کعب القرظی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا قرأ فی الصلوۃ اجابه من وراءه اذا قال بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا مثل
ذلک حتی تنقضی الفاتحة والسورة قلبث ما شاء اللہ ان یلبث ثم نزلت و
اذا قری القران فاستمعوا له وانصتوا انتہے ٭
اور مفصل بحث اس کی سبیل الرشاد میں بندہ نے لکھی ہے پس حکم منسوخ
کو حجت لانا ہرگز درست نہیں ٭
دوسری حجۃ موجبین قرأت فاتحہ خلف الامام کی حدیث عبادت بن صامت
رضی اللہ تعالے عنہ کی ہے کہ جسکو بخاری نے اپنی کتاب صحیح اور جزء قرأت میں
اور مسلم وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ وترمذی ودارقطنی وبیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے
اپنی اپنی تالیفات میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں باسانید متعددہ وبنقل معنی
بالفاظ مختلفہ روایت کیا ہے۔ اور کسی نے جزء اول اس حدیث کا اور کسی نے
جزء اخیر اس حدیث کا اور کسی نے تمام حدیث بحذف بعض کلمات روایت کی ہے
جسکے سبب سے حسب اصطلاح محدثین یہ ایک حدیث احادیث کثیرہ ہوگئی
ہے پس جس عالم نے بنظر سرسری ظاہر ان احادیث کو جو مختلف الفاظ اور

Marfat.com

کمی وزیادتی کے ساتھ مذکور تھیں ملاحظہ فرمایا اُنکو وجوب قرأت فاتحہ علی المقتدی معلوم ہوا اور جس نے مجموعہ احادیث کو جمع کرکے کہ فی الواقع وہ ایک حدیث اور ایک واقعہ ہے بامعان نظر فقہیہ غور فرمایا اُسکو محقق ہوگیا کہ اس حدیث سے وجوب قرأت فاتحہ علی المقتدی ہرگز ثابت نہیں ہوتا ۔

اور یہ حصہ امام ابوحنیفہ اور اُن کے موافقین کی قسمت میں تھا پس صحیحین اور بعض دیگر مسانید میں مثلاً روایت مذکورہ عبادۃ کو اسقدر روایت کیا کہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب اور اول حدیث کو حذف کیا پس اس سے ہر شخص نے یہی سمجھا کہ لاصلوۃ کی عموم میں صلوۃ مقتدی داخل ہے اور قرأت فاتحہ مقتدی پر واجب ہے مگر اُس نے تتبع نہ کیا کہ دوسرے طریق میں کسی ثقہ نے کچھ اور بھی زیادہ کیا ہے۔ اور نہ اول اس حدیث کو اسکے ساتھ ملا کر غور فرمایا لہذا اکثر علماء اس حدیث سے وجوب قرأت علی المقتدی سمجھ گئے ۔ اب سنو کہ حدیث منقولہ صحیحین کی قبل ترمذی و ابوداؤد و نسائی و جزء قرأت وغیرہا کتب میں باختلاف الفاظ و کمی وزیادتی کلمات یہ عبارت مذکور ہے عن عبادۃ بن الصامت رض قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یارسول اللہ ای واللہ قال لاتفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بھا کذا فی الترمذی پس اول اس حدیث عبادہ سے دو امر ثابت و محقق ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب منازعت قرآن کے ماز اد علی الفاتحہ کو مقتدی پر منہی فرمادیا اور حرام کردیا اور فاتحہ کو مباح فرمایا اس واسطے کہ استثنا نہی سے مفید اباحۃ ہوتا ہے نہ مفید وجوب و استحباب جبتک کہ کوئی اور دلیل مفید وجوب و استحباب نہ ہو۔ چنانچہ ہر ذی علم و ذی فہم ان بات کو جانتا ہے پس اس جزو حدیث سے اور جملہ احادیث عبادہ بن الصامت سے جو کہ کتب میں مروی ہیں اباحۃ فاتحہ کی مقتدی پر اور حرمت ماز اد علی الفاتحہ کی ثابت ہوگئی اور آخر اس حدیث کا کہ جسکو بخاری

Marfat.com

ومسلم نے نقل کیا ہے یعنی انہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب بحذف کلمہ فانہ ہے
کہ جس سے وہ حدیث مستقل معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت وہ اس ہی حدیث کا جزء ہے
حدیث مستقل نہیں ہے کہ خود یہ امر جزء قرأت و دیگر کتب سے واضح ہے پس ظاہر بیان حدیث
کے نزدیک یہ قرار پایا کہ یہ دلیل وجوب فاتحہ علی المقتدی کی ہے اور اُسکے یہ معنی ہوئے کہ مازاد
علی الفاتحہ کو مت پڑھو مگر فاتحہ پڑھو کہ بدون فاتحہ کوئی نماز درست نہیں ہوتی پس جب آپنے
صلوہ کو کلیتہً اور عموماً فرمایا تو صلوۃ مقتدی بھی اس میں داخل ہوئی اور اس جملہ سے اباحۃ فاتحہ
علی المقتدی جو مفہوم ہوتی تھی مرتفع ہوکر وجوب فاتحہ علی المقتدی ثابت ہوگیا مگر یہ فہم صحیح نہیں ہے
اسواسطے کہ مسلم نے معمر سے جو کہ اعلی درجہ کا راوی ابن شہاب کا ہے اور بخاری و مسلم اور جملہ
اہل حدیث کے نزدیک اثقہ الرواۃ ہے ابن شہاب سے اس روایت عبادہ میں لفظ فصاعداً
کا بھی روایت کیا ہے قال مسلم اخبر معمر عن الزھری بھذا الاسناد مثلہ وزاد
فصاعداً اور نسائی میں بھی اس زیادت کو روایت کیا ہے اور زیادت ثقہ کی باتفاق
جملہ محدثین قدیم وجدید کہ جن میں خود بخاری علیہ الرحمۃ بھی ہیں صحیح و معتبر ہے اس میں کسیکو
اختلاف نہیں ہے چنانچہ مسلم نے خود اسکو قبول فرمایا ہے جس کا دل چاہے مسلم کو ملاحظہ
فرمایئے اور ابو داؤد نے سفیان سے کہ وہ بھی اعلی درجہ کے رواۃ ابن شہاب میں ہیں اور
صحیحین کے راوی ہیں اور جملہ اسانید صحاح میں ان کی روایات بکثرت موجود ہیں اس
زیادۃ فصاعداً کو روایت کیا ہے اور بعض دیگر رواۃ نے بھی اس زیادت کو نقل کیا ہے ہم
اُن سے بحث نہیں کرتے اگرچہ ثقہ ہیں پس جب دو راوی اثقہ اس روایت کو نقل فرماویں
تو اس زیادت کی صحت میں کوئی کلام باقی نہیں پس معنی اس جزو حدیث کے یہ ہوئے کہ کوئی
نماز بدون فاتحہ اور مازاد علی الفاتحہ کے درست نہیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اس عموم
صلوۃ میں صلوۃ مقتدی داخل ہے تو معنی حدیث کے کس طرح درست ہونگے کیونکہ اول
حدیث میں مازاد علی الفاتحہ کی تحریم مقتدی پر کی گئی ہے اور یہاں ایجاب مازاد علی الفاتحہ

Marfat.com

کا ثابت ہوتا ہے پس اول حدیث آخر کے ساتھ متعارض ہوگئی اور حدیث محض بے معنی ہوگئی حاشا وکلا کہ زیادۃ فصاعداً غلط ہو اور حدیث کا شروع اُسکے ختم کو متعارض ہو ایسا کلام کسی عاقل کا نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماینطق عن الھوٰی ان ھوالا وحی یوحی پس بالضرور جملہ حدیث فانہ لاصلوۃ الخ دلیل اباحۃ فاتحہ علی المقتدی کی ہے نہ اثبات وجوب فاتحہ علی المقتدی کی اسیواسطے سفیان نے اس حدیث میں فرمایا کہ یہ ارشاد صلوۃ منفرد کیواسطے ہے یعنی اس حدیث میں صلوۃ مقتدی داخل نہیں چنانچہ ابوداؤد میں یہ عبارت مذکور ہے حدثنا سفیان عن الزھری عن محمد ابن الربیع عن عبادہ بن الصامت تبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فصاعداً قال سفیان لمن یصلی وحدہ پس سفیان علیہ الرحمۃ نے تصریح کردی کہ صلوۃ مقتدی اس میں داخل نہیں پس بداہتہً سفیان و معمر کی روایت سے کالمشاہد معلوم ہوگیا کہ اس روایت عبادہ سے ہرگز وجوب قراءۃ فاتحہ علی المقتدی ثابت نہیں ہوسکتا اور جتنی روایات متعددہ کثیرہ بسبب تعدد رواۃ اور اختلاف کلمات اور نقل جزو کل سے جم غفیر کثیر ہوگئیں تھیں اور فی الواقع وہ حدیث واحد تھی ان سب سے یہ بھی محقق ہوگیا کہ مقتدی پر قرأت فاتحہ ہرگز واجب نہیں۔ پس ہرگاہ کہ یہ زیادۃ فصاعداً موجبین قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے مرام کو سخت مضر تھی لہذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزو قراءۃ میں اس زیادۃ فصاعداً سے انکار فرمایا مگر یہ انکار اُنکا چونکہ خلاف قاعدہ مقررہ تمام محدثین سلف وخلف کے ہے اور خود اُن کے قاعدہ مسلمہ کے بھی خلاف ہے اس لیئے قابل التفات نہیں اور اُن کو بھی چونکہ اس زیادۃ سے مفر نہ ہوا لہذا اس زیادۃ کی بالآخر یہ توجیہ کی کہ یہ لفظ فصاعداً اس حدیث میں مثل لفظ فصاعداً روایت قطع سرقہ کے ہے۔ حیث ورد لاتقطع الا فی ربع دینار فصاعداً الحدیث مگر یہ توجیہ درست نہیں ہے اسواسطے کہ معنی حدیث لاقطع الی آخرہ کے یہ ہیں کہ ربع دینار میں قطع

Marfat.com

ضرور ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو یہ زیادہ قطع کے لئے نہ ضرور ہے نہ مضر پس خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ فاتحہ کا ہونا صلوۃ کیلئے ضرور ہے اگرچہ صلوۃ مقتدی ہو اور ما زاد علی الفاتحہ ضرور نہیں اگرچہ کوئی نماز ہو پس صلوۃ مقتدی اور غیر مقتدی دونو کو متنا دل ہے۔ پس یہ توجیہہ خود حدیث ہذا ء ابو ہریرہ کے جو مرفوعاً مروی ہے کہ لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وما زاد اور حدیث ابو سعید خدری کے قال اُمرنا نبینا ان نقرء بفاتحۃ الکتاب وما تیسر اور دیگر روایات مرفوعہ کے جنکو کہ بخاری نے جزو قراءۃ میں اور دیگر اصحاب سنن و مسانید نے باب بیان فرضیت فاتحہ میں روایت کیا ہے مخالف ہے کیونکہ اُن روایات سے فرضیۃ ما زاد کی معلوم ہوتی ہے اور اس توجیہہ میں عدم حاجت ما زاد مصرح ہے لہذا یہ توجیہہ بخاری صاحب کی محل نظر ہے اور نیز خود عبادت بن الصامت کے نزدیک قراءۃ فاتحہ خلف الامام واجب نہ تھی بلکہ اسکو اباحۃً یا استحباباً پڑھتے تھے کیونکہ خود عبادت ابن الصامت اول میں اس اپنی روایۃ کی نسبت ما زاد علی الفاتحہ لاتفعلوا روایت کرتے ہیں کہ جس سے قراءۃ ما زاد کی تحریم ثابت ہوتی ہے۔ اور آخر حدیث کے اندر فصاعداً روایت کرتے ہیں جیسا کہ مسلم و نسائی و ابو داؤد سے معلوم ہو گیا کہ جس سے وجوب ما زاد کا مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہوا ہے اور یہ امر عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ جیسے عالم سے محال ہے پس بالضرور اُنکے نزدیک بھی اس عموم کلمہ لاصلوۃ میں صلوۃ مقتدی داخل نہیں پس اُن کے نزدیک بھی وجوب فاتحہ اور ما زاد کا غیر مقتدی پر ہوا۔ اور اباحۃ فاتحہ کی مقتدی کے لئے خود عبادۃ بن الصامت کے نزدیک ثابت ہوئی نہ وجوب چنانچہ اوپر تقریر ہوئی ✦

دوسری یہ کہ سنن ابو داؤد و جزو قراءۃ وغیرہ میں حدیث عبادہ کی بروایت نافع بن محمود اس طرح سے مذکور ہے قال نافع البطاء عنا عبادۃ عن صلوۃ الصبح فاقام ابو نعیم المؤذن الصلوۃ فصلے ابو نعیم بالناس واقبل عبادۃ وانا معہ حتی صففنا خلف ابی نعیم

Marfat.com

والبونعیم یجھر بالقرأۃ فجعل عبادۃ یقرء بام القران فلما انصرف قلت لعبادۃ سمعتک تقرء بام القران وابونعیم یجھر قال اجل صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض الصلوۃ التی یجھر فیھا القراءۃ فالتبست علیہ القرأۃ فلما انصرف اقبل علینا بوجھہ فقال ھل تقرؤن اذا جھرت بالقراءۃ فقال بعضنا انا نصنع ذلک قال فلا وانا اقول مالی ینازعنی القران فلا تقرءوا بشئی من القران اذا جھرت الا بام القران انتھے

اس روایت سے واضح ہے کہ نافع کے نزدیک قرأۃ فاتحہ مقتدی کو درست نہ تھی اور نافع نے عبادہ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ تم ہیچا کرتے ہو پس عبادہ کو ثابت ہوگیا تھا کہ نافع نے نہ خود پڑھی نہ اسکو جائز جانا تو ایسی حالت میں اگر قراءۃ فاتحہ عبادہ کے نزدیک واجب ہوتی تو نافع کو اس واجب کے ترک پر زجر فرماتے اور اُسپر ایجاب فاتحہ کرتے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سب پر فرض ہے مگر عبادہ نے یہ نہ کیا بلکہ اپنے پڑھنے کی اباحۃ کا عذر سنادیا کہ جو لا تقرؤا الا بام القران سے ظاہر ہے اور حدیث بالتمام مع تمام ترک قصہ کے جس سے اُنکی سند وحجۃ اباحۃ معلوم ہوجاوے وہ بھی سنادی اور آخر جزو حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب پر اسواسطے قناعت نہ کی کہ نافع کو گمان وجوب کا نہ ہوجاوے اور اول حدیث سے اباحۃ معلوم ہوجاوے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ قراءۃ فاتحہ کو مباح سمجھتے تھے۔ پس جبکہ خود عبادہ راوی حدیث اس کو مباح جانتے ہوں دوسروں کو اسکا مفید وجوب جاننا حالانکہ الفاظ بھی افادہ وجوب سے آبی ہوں کمال تعجب کی بات ہے ٭

یہاں ایک امر اور بھی قابل غور ہے وہ یہ کہ نافع بن محمود طبقہ ثالثہ سے ہیں جیسا کہ تقریب وغیرہ میں مذکور ہے اور صاحب طبقہ ثالثہ کا اکثر صحابہ سے راوی اور اکثر صحابہ کے حال سے واقف ہوتا ہے چنانچہ تقریب میں

Marfat.com

مذکور ہے۔ پس جب نافع کو کسی صحابی سے جواز قراءۃ فاتحہ علی المقتدی معلوم نہ ہوا تھا
اس واسطے نافع نے عبادہ پر اعتراض کیا اگر اور صحابہ سے جو آپکے اساتذہ تھے
جواز قرأۃ فاتحہ کا معلوم ہوتا تو وہ عبادہ پر کیوں نقض کرتے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس زمانہ میں اکثر صحابہ قرأۃ فاتحہ کو مقتدی کے لئے جائز و مباح نہ جانتے تھے۔ اور چونکہ
درصورۃ فصاعداً اس حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء الخ کا ربط اول حدیث سے خوب ذہن
نشین اکثر طلبہ کے نہیں ہوتا اور پریشانی ہوتی ہے لہذا بندہ اسکی شرح کرتا ہے بگوش
ہوش سنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ قرأۃ مقتدی کی مکہ میں آیۃ واذا قری القران
فاستمعوا لہ وانصتوا سے منسوخ ہو چکی تھی تو صحابہ کرام جنکو اسکے نسخے کی خبر پہنچ
چکی تھی وہ تو ترک قرأت فاتحہ خلف الامام کر چکے تھے۔ مگر جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ
منورہ میں تشریف لائے تو یہاں مدینہ میں کل یا بعض صحابہ اقتداء میں قران پڑھتے
تھے مگر یہ پڑھنا اُنکا یا تو بوجہ عموم فاقرؤا کے تھا اور عدم اطلاع نسخ کے یا بوجہ کسی
رائے اجتہادی کے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے ہرگز نہ تھا چنانچہ خود
حدیث عبادہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آیا تم
میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہو تو اگر آپ کے ارشاد اور امر سے پڑھتے ہوتے تو اسکو ذکر
کرتے جب آپکو محقق معلوم ہوا کہ یہ لوگ پڑھتے ہیں تو اُسوقت ارشاد فرمایا کہ تمہارے
پڑھنے کے سبب سے مجھے قرآن کیساتھ منازعت ہوئی اور قرآن پڑھنا مجھے گراں ہوا
اور منازعت وگرانی کے معنے یہ تھے کہ آپ قرآن پڑھنے سے رکتے تھے اور قرآن آپکے
ذہن سے نکلا جاتا تھا شوق قرأۃ وفہم معنی میں خلل آتا تھا چنانچہ یہ امر خود شائع ہے
کہ جب کوئی قاری کے پاس پڑھنے یا بولنے لگتا ہے تو قاری کو متشابہ لگنے لگتے ہیں اور
یہ ہی معنے منازعت قرآن کے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو اپنی طرف کھینچتے
تھے کہ پڑھیں اور قرآن آپکے ذہن سے نکلا جاتا تھا بسبب مقتدیوں کی کھس کھساہٹ

Marfat.com

کے اور یہی وجہ ممانعت کی تھی لقولہ تعالےٰ واذا قری القران الخ پس اول آپنے علت نہی قرأۃ مقتدی کی ارشاد فرمائی بعد اسکے فرمایا کہ لاتفعلوا کہ جس سے ممانعت قرأت مقتدی کی ثابت ہوگئی اور علت بھی اُسکی معلوم ہوگئی یعنی چونکہ مقتدیوں کا پڑھنا موجب منازعت کا ہوا اور یہ منازعت حرام ہے اس لئے مقتدیوں کو امام کے پیچھے قرآن پڑھنا حرام ہے پھر اس سے فاتحہ کو استثنا فرمایا بقولہ الا بفاتحۃ الکتاب چونکہ استثنا نہی سے مفید اباحت ہوتا ہے تو یہ معنی ہوئے کہ اگر مقتدی فاتحہ پڑھے تو مباح ہے اسمیں شبہ ہوتا ہے کہ فاتحہ بھی قرآن ہے اور اُسکے پڑھنے میں بھی منازعت ہوگی پھر کیا وجہ ہے کہ اسکے پڑھنے کی اجازت واباحۃ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلیل اباحۃ بیان فرمائی بقولہ لاصلوۃ الخ یعنے کوئی نماز سوائے نماز مقتدی کے دنیا میں ایسی نہیں ہے کہ جس میں فاتحہ اور مازاد نہو لہذا چونکہ فاتحہ سے بالخصوص کوئی رکعۃ خالی نہیں تو اُسکی کثرت تکرار سے مشق ومزاولت اسدرجہ کو پہنچ جاتی ہے کہ اُسمیں گنجایش منازعت کی بہت کم ہوتی ہے بلکہ نہیں ہوتی۔ اسمیں علت منازعت کی گویا مرتفع ہے لہذا یہ مباح ہے اور مازاد علی الفاتحہ کے ہزارہا صورتیں ہیں کہ جنکا حصر وتعداد شمار سے باہر ہے پس اُنکی مشق ومزاولت بہت درجہ کم مزاولت فاتحہ سے ہے اور اُنمیں منازعت موجود ہے لہذا حکم اباحت فاتحہ کا دیا گیا پس چونکہ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے تو بوجہ مزاولت کے منازعت اُسمیں مرتفع ہے اسلئے وہ مباح ہوئی اور مازاد چونکہ متعین نہیں ہے اور اُسکی مزاولت بھی کم ہے بہ نسبت مزاولت فاتحہ کے تو اُسمیں منازعت زیادہ ہے اسلئے وہ ممنوع رہی چنانچہ مشاہد ہے کہ فاتحہ میں کم کسی حافظ یا عامی کو متشابہ لگا ہوگا بخلاف باقی قرآن کے سور وآیات کے پس یہ دلیل اباحت قرأت فاتحہ برائے مقتدی ہے اور اس عموم لاصلوۃ میں نماز مقتدی داخل نہیں ہے۔ الحمدللہ کہ معنی حدیث کے باحسن وجوہ محقق ہوگئے اور دعوئے مدعیان وجوب قرأت مقتدی اس حدیث سے اصلا ثابت نہوا اور نہ عبادۃ بن الصامت کی روایت اور عمل

Marfat.com

سے وجوب فاتحہ ثابت ہوا وہوالمراد مگر یہ معاملہ ابتداء ہجرت میں ہوا تھا اسواسطے کہ صحابہ کا آپکے پیچھے قرآن پڑھنا چند سال تک آپ پر مخفی ہرگز نہیں ہوسکتا پس اس سے واضح ہے کہ اوائل ایام ہجرت میں یہ واقعہ ہوا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باحت اپنے اجتہاد سے فرمائی تھی بدیںوجہ کہ حکم نہی قرأت مقتدی معلل بعلت منازعت ہے اور چونکہ آپ کو باجتہاد خود یہ معلوم ہوا تھا کہ قرأت فاتحہ باعث منازعت نہیں ہوتی لہذا آپنے اُسکو بوجہ نپائے جانے علت منازعت کے مستثنیٰ جانا تھا یہ نہ تھا کہ بعض حکم آیت کو نسخ فرمایا ہو پس اس فرد حکم آیت کو روایت عبادہ سے منسوخ جاننا سخت غلطی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ یہ حدیث تفسیر و تقریر آیت کی ہے سو ابتداءً آپ کو معلوم ہوا تھا کہ نہی قرأت لعلل ہے اور قرأت فاتحہ میں علت نہی مرتفع ہے پس آپنے حکم نہی مرتفع فرماکر اسکی اباحت فرمادی تھی نہ کہ ایجاب فاتحہ مگر بالآخر بعد تجربہ یہ روشن ہوگیا کہ فاتحہ بھی منازعت سے خالی نہیں ہے اگرچہ قلیل ہی سہی خصوصاً جبکہ مقتدی کثیر ہوں کیونکہ کثرت اصوات اگرچہ خفیہ ہوں باعث منازعت ہوجاتی ہیں اور نیز بعض ناواقف جبکہ کسی عالم کو خفیہ طور پر فاتحہ پڑھتے دیکھیں گے تو اور قرآن بھی پڑھنے لگیں گے اور پھر وہی منازعت قائم ہوجاویگی تو سداً لباب لفتنہ اس اباحت کا اٹھانا ضروری ہوا چنانچہ روایت عمران بن حصین سے یہ امر واضح ہے۔

وعن عمران بن حصینؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بھم الظھر فلما انفتل قال ایکم قرء سبح اسم ربک الاعلی فقال رجل انا قال فقال علمت ان بعضکم خالجنیھا رواہ ابوداؤد اس روایت سے واضح ہے کہ بعد ممانعت سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت مقتدی کو پھر آپکے پیچھے کسی شخص نے ظہر میں سبح اسم پڑھی تو یہ پڑھنا بجز اسکے نہیں کہ جب بعض صحابہ کو انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھتے دیکھا تو انہوں نے سمجھا کہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا سری نماز میں درست ہے، سو اباحت قرأت فاتحہ موجب اس فہم کا ہوئی۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علت

Marfat.com

حرمت قرأت مقتدی کو پھر ذکر فرمایا قد علمت ان بعضکم خالجنیہا سو اس ارشاد سے سرّیہ میں بھی قرأت مقتدی کی ممنوع و منہی کی گئی اور معلوم ہوگیا کہ منازعت نماز سرّیہ میں پڑھنے سے بھی حاصل ہوتی ہے اور یہ خود واضح ہے اسواسطے کہ ہرگاہ امام قرأت بجہر پڑھتا ہے تو خود امام کی آواز اُسکے کان میں پڑتی ہے اسوجہ سے غیر کی آواز امام کے کان میں کم پہنچتی ہے اور جب امام آہستہ پڑھیگا تو اپنی آواز کا اثر اُسکے کان میں بہت کم پہنچیگا تو اس حالت میں غیر ونکی آواز امام کے کان میں زیادہ اثر کریگی اور منازعت زیادہ ہوگی چنانچہ یہ خود بدیہی ہے تو سرّیہ میں قرأت مقتدی کی بطریق اولی منہی ہوگی یہی وجہ ہے کہ فجر کی نماز میں جو مقتدی نے آپ کے پیچھے کچھ پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ممیز نہ ہوا کہ کیا پڑھا محض اصوت کا علم ہوا اسلئے آپنے فرمایا ھل تقرؤن اور نماز ظہر میں صاف معلوم ہوگیا کہ سبح اسم پڑھ رہا ہے یہ اسواسطے تھا کہ آپ کی آواز قرأت معارض آواز مقتدی قاری سبح اسم کے نہوئی لہذا یہ قرأت سرّیہ میں زیادہ باعث منازعت ہے تو وہ اولی بالنہی ہوگی بہ نسبت جہر کے اور یہ گمان کرنا کہ اس شخص نے سبح اسم پکار کر پڑھا تھا یہ بہت بعید ہے کہ کسی ادنی شخص سے بھی مظنون نہیں ہوسکتا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ ساکت کھڑے ہوں اور یہ شخص پکار کر پڑھنا شروع کردے لہذا آخر میں آپنے اس اباحت کو بھی اٹھادیا بقولہ واذا قرء فانصتوا کہ جسکو سلیمان تیمی نے قتادہ سے ابوموسی اشعری کی حدیث میں روایت کیا ہے اور ابوہریرہ سے مروی ہے اور ابوموسی اشعری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما عام خیبر میں حاضر ہوئے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ یہ نہی بعد اس اباحت کے ہوئی لہذا قرأت فاتحہ بھی مقتدیوں کو مباح نرہی پس جو لوگ اقرار اباحت کا کرتے ہیں وہ نافی نسخ اباحت کے ہیں اور جو اس اباحت کے منکر ہیں وہ مثبت اس نسخ کے ہیں اور جب نافی و مثبت جمع ہوتے ہیں تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے کما ہو المسلم بین العلماء قاطبۃً اور زیادۃ اذا قرء فانصتوا کی نسبت جو بعض محدثین نے کلام کی ہے اس سے انشاء اللہ تعالی بعد میں بحث کیجائیگی اور نیز غور

Marfat.com

کرنا چاہیئے کہ ہرچند امام کو حالت قرأت فاتحہ میں قرأت مقتدی کی موجب منازعت نہو لیسبب کثرت مزاولت فاتحہ کے مگر کیا ضرور ہے کہ قرأت فاتحہ مقتدیوں کی ہمیشہ حالت قرأت فاتحہ امام میں ہی واقع ہوا کرے بلکہ ہرگاہ کہ سب مقتدیوں کیلئے فاتحہ کی اجازت ہوگئی تو اکثر مقتدیونکی فاتحہ بعد قراءۃ فاتحہ امام کے بھی واقع ہوجاویگی خصوصاً ان مقتدیوں کی جو بہت ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں یا جو بعد میں آکر شریک ہوئے تو پھر وہ ہی منازعت قائم ہوجاویگی لہذا سد ابواب الفتنہ اس باحث کا رفع بھی ضرور ہوا چنانچہ حدیث ابوہریرہ جسکو ابن اکیمہ لیثی نے روایت کیا ہے سنن ابی داؤد اور نسائی میں اسکو نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے عن ابن شہاب عن ابن اکیمۃ اللیثی عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقرأۃ قال ھل قرء معی احد کم انفاً فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول مالی انازع القران الحدیث اس حدیث میں بیہقی نے اپنی سنن کبری میں اوزاعی سے بروایت زہری یہ زیادۃ روایت کی ہے۔ قال قرء ناس مع رسول اللہ صلعم فی صلوۃ یجھر فیھا بام القران اور بیہقی نے اس روایت کی اس زیادت میں کوئی کلام نہیں کی اس سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منازعت ہوئی پس جب آپنے سورہ فاتحہ کو بھی موجب منازعت قرار دیا تو اسکی بھی ممانعت ثابت ہوگئی اور اس حدیث کے آخر میں یہ جملہ مذکور ہے فانتھی الناس عن القراءۃ فی ما جھر فیہ الامام و فی روایۃ الزھری فاتعظ المسلمون بذلک فلم یکونوا یقرؤن فیما جھر اس جملہ میں محدثین نے کلام کی ہے بعض نے اسکو قول ابوہریرہ قرار دیا ہے اور بعض نے کلام زہری۔ بہرحال اگرچہ یہ کلام زہری کی ہو مگر چونکہ زہری عادل صادق ضابط ثقہ مقبول تمام علماء کا ہے اسکا یہ قول ہرگز ہرگز کاذب نہیں بلکہ صحیح ہے اور صادق مطابق واقع کے ہے خواہ حضرت ابوہریرہ سے سنا ہو خواہ کسی دوسرے ثقہ عادل سے بہرحال اس سے یہ امر ثابت اور محقق ہوگیا

Marfat.com

کہ تمام صحابہ کرام اس کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالی انا ساغ القران سے
ممانعہ قرأۃ خلف الامام نماز جہریہ میں سمجھ گئے اور سب صحابہ نے مطلق قرأۃ فاتحہ یا غیر
فاتحہ خلف الامام نماز جہریہ میں بسبب ممنوع ہونیکے چھوڑ دی اور اس فہم ممانعۃ اور ترک
قرأۃ مطلقہ میں ابوہریرہ بھی شریک ہیں یہ کوئی عاقل نہ کہیگا کہ سب صحابہ نے چھوڑ دیا
تھا مگر حضرت ابوہریرہ نے نہ چھوڑا تھا پس اس حدیث سے جیسا سب صحابہ کا قرأۃ
فاتحہ خلف الامام کا جہریہ میں ممنوع جاننا ثابت ہوتا ہے ابوہریرہ کا بھی قرأۃ فاتحہ وغیر
فاتحہ کا ممنوع جاننا اس ہی روایت سے ظاہر ہے پس اس حدیث ابوہریرہ سے ممانعت
سورہ فاتحہ بحق مقتدی صراحۃً ثابت ہوئی کہ جس سے عدم وجوب فاتحہ علی المقتدی
ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ روایت ابوہریرہ کی روایت عبادہ سے غیر ہے کیونکہ اسمیں اباحۃ تھی اور
اس میں ممانعۃ ہے اور وہ ابتداء اسلام میں تھی اور یہ بعد اسلام ابوہریرہ کے اور اس روایت سے
یہ بھی محقق ہوگیا کہ وہ روایت جو ابوہریرہ کی وجوب فاتحہ میں آتی ہے جیسا کہ آگے مذکور ہے
اسمیں نماز مقتدی داخل نہیں ہے اور نیز کنز العمال میں بیہقی سے بروایت ابی ہریرہ منقول
ہے قال کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج الا صلوۃ خلف الامام
ف فی القراءۃ وضعفہ عن ابی ھریرۃ انتہے ہرچند کہ بیہقی نے اسکی تضعیف کی
ہے مگر موئد ہے بروایت سابق جو اوپر لکھی گئی وبحدیث واذا قرء فانصتوا اور
بروایت جابر جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے عن ابی نعیم وھب بن کیسان انہ
سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرء فیہا بام القران فلم یصل
الا وراء الامام انتہے اور دیگر احادیث صحاح سے اور جو حدیث ضعیف کہ موئید باحادیث
صحیحہ ہوجاوے وہ حسب قاعدہ محدثین حسن اور معمول بہ ہوجاتی ہے۔ الحاصل یہ
خوب محقق ہوگیا کہ اباحۃ قرأۃ فاتحہ جو حدیث عبادہ سے مفہوم ہوئی تھی وہ مرتفع ہوچکی
ہے اب ہم پھر تصریح کرتے ہیں کہ حدیث عبادہ ہرگز ناسخ واذا قری القران کی نہیں بلکہ

Marfat.com

مفسر اسکی ہے اور قرأۃ مقتدی کی مطلقاً بہمیں علۃ منازعت جیسا کہ جہریہ میں ممنوع ہے سریہ میں
اُس سے زیادہ مستحق منع ہی۔ اور جو کچھ خلاف اسکے بعض صحابہ سے منقول ہی وہ بوجہ عدم علم اُن روایات
کے ہی پس یہ روایت مخالف مذہب حنفی اور مخالف ایۃ کریمہ نہی وللہ الحمد۔

المرام حدیث عبادہ بتمامہ وکمالہ ہے کہ جو ترمذی و ابوداؤد و جزؤ قرأت میں کہیں بحذف و تغیر بعض
کلمہ اور گاہ بذکر جملہ الفاظ مذکور ہوئی سو اسمیں تین مضمون ہیں جزو اوّل بیان واقعہ و بیان علت
حرمت قرأت مقتدی کہ منازعت قران ہی اور جزو ثانی حرمت قرأت ما زاد علی الفاتحہ اور اباحۃ
قرأۃ فاتحہ للمقتدی اور جزو ثالث بیان علۃ اباحۃ قرأۃ فاتحہ خلف الامام اور بیان ایجاب فاتحہ
وما زاد علی غیر المقتدی۔ پس اہل سنن و صحاح نے گاہ فقط جزو اول کو بیان کیا اور گاہ فقط
جزو ثانی کو اور گاہ فقط جزو ثالث کو۔ اور ان سب کے بیان میں بھی گاہ بعینہ وہ ہی الفاظ
روایت کئے کہ جو الفاظ اصل حدیث کے ہیں اور گاہ بنقل معنی و تغیر الفاظ اصل حدیث کہ یہ بھی
جایز ہی بیان مدعا کیا اور بعض مرتبہ نقل بالمعنی میں ایسے الفاظ ذکر کئے کہ اگرچہ بنظر فقہیہ اصل مضمون
حدیث میں تغیر نہیں ہوا مگر بنظر سرسری بالضرور خلاف مقصود سمجھا گیا مثلاً اباحۃ کی جگہ وجوب
سمجھا گیا اور عموم کلمہ لاصلوۃ میں مقتدی بھی داخل جانا گیا اور یہ ہر دو امر اصل الفاظ حدیث سے
ہرگز متبادر نہیں ہو سکتے بدیں وجہ ہر چند کہ حدیث کے معنے واحد ہیں مگر باعتبار الفاظ کے وہی معنی
اصلی سمجھیئے کہ جو اصل الفاظ حدیث میں ہیں ورنہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ حدیث واحد اور معنی اس
سے متضاد پیدا ہو جاویں لہذا اہل علم و فہم کو اسکی رعایت ضرور ہی اگر بندہ اُن سب الفاظ
روایات کو جمع کرے تو بہت طول ہو جاتا ہے لہذا ہر اہل علم کو متنبہ کیئے دیتا ہے کہ اصل حدیث جو
بتمامہ صحاح میں مذکور ہی اُسکے معنی سمجھکر جملہ روایات اس حدیث کو مطول و مختصر جزو و کل مروی بمعناہ و
بالفاظہ المختلفہ کو ایک معنی پر نازل فرماویں تاکہ اشکال اختلافات روایات میں مبتلا نہو جاویں
اور یہی وجہ ہوئی کہ اکثر علماء کو اصل مضمون کے فہم میں تردد اور اختلاف ہوا اور یہی حال دیگر
روایات میں بھی مرعی رہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم ✦

Marfat.com

تیسری دلیل موجبین قرأت فاتحہ خلف الامام کی حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے جسکو سنن ابن ماجہ میں بایں الفاظ نقل فرمایا ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج اور بخاری نے جزو قرأت میں اس حدیث کو اسی سند سے جو ابن ماجہ میں مذکور ہے بدیں الفاظ نقل کیا ہے قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی صلوۃ لم یقرء فیہا بام القران فہی خداج ثم ہی خداج پس یہ ہر دو حدیث فی الحقیقۃ ایک حدیث ہیں بسبب جواز نقل الروایت بالمعنی کے دو الفاظ سے مروی ہوئے ہیں ورنہ حدیث واحد ہے گو اسکو بحسب اصطلاح محدثین دو حدیثیں شمار کریں مگر اس حدیث کے عموم صلوۃ میں نماز مقتدی داخل نہیں اولا بوجہ اس حدیث ابوہریرہ کے کہ سابقاً لکھی گئی کہ رسول اللہ صلعم نے قرأت فاتحہ کو بھی موجب منازعۃ فرمایا اور سب صحابہ نے ترک کر دیا سو جو امر موجب منازعۃ کہ علۃ تحریم اور صحابہ کا ترک کیا ہوا ہے کیونکر واجب اور رکن ہو سکتا ہے ثانیاً حدیث صحیح قصۃ ابوبکرہ کی جسکو بخاری نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے اُس سے صاف واضح ہے کہ فاتحہ مقتدی پر ہرگز واجب نہیں روی البخاری عن الحسن عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالی عنہ انہ انتہی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال زادک اللہ حرصاً ولا تعد انتہے اب جائے غور ہے کہ اگر مقتدی پر قرأۃ فاتحہ واجب ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں انکو حکم اعادہ نماز نفرماتے اور یہ عذر جو بعض علما نے کیا ہے کہ یہ امر خصوصیات ابی بکرہ سے ہے جائے تعجب ہے کیونکہ یہ مذہب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے جیسا کہ بیہقی میں ہے ان ابا بکر الصدیق و زید بن ثابت دخلا المسجد والامام راکع فرکع ثم دبا وہما راکعان حتی لحقا بالصف وفی البیہقی ایضاً عن زید بن ثابت قال

Marfat.com

خرجت مع عبد اللہ یعنی ابن مسعود من داره الی المسجد فلما توسطنا المسجد رکع الامام فکبر عبد اللہ ورکعو رکعت معه ثم مشینا راکعین حتی انتهینا الی الصف حین رفع القوم رؤوسهم فلما قضی الامام الصلوٰة قمت وانا اری انی لم ادرک فاخذ عبد اللہ بیدی واجلسنی ثم قال انک قد ادرکت ۱۲ باب من رکع دون الصف ثالثاً حدیث بیہقی جسکو وہ سنن کبری میں روایت کرتے ہیں۔ قال شعیب عن عبد العزیز ابن رفیع عن رجل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جئتم والامام راکع فارکعوا وان ساجداً فاسجدوا ولا تعدوا بالسجود اذا لم یکن معه رکوع صاف دلیل ہے کہ مدرک رکوع مع الامام مدرک رکعۃ ہوتا ہے عام ہے کہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے رابعاً حدیث عائشہ صدیقہ مین ابن عدی نے اپنے کامل مین زیادۃ لفظ آیتیں کی ثابت کی ہے بدیں الفاظ کل صلوٰة لایقرء فیها بفاتحة الکتاب وآیتین فهی خداج اور ابن عساکر نے بعینہ انہیں الفاظ سے روایت کیا ہے پس بدیں وجوہ چھا۔گانہ ہرگز صلوٰة مقتدی اس عموم صلوٰة حدیث عائشہ میں داخل نہیں ہوسکتی اور پہلی حدیث عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ میں متحقق ہوچکا ہے کہ مازاد علی الفاتحہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی پر حرام فرما چکے لہذا اس عموم صلوٰة حدیث عائشہ میں صلوٰة مقتدی داخل نہیں ہوسکتے چنانچہ بیہقی نے سنن کبری میں لکھا ہے عن عاصم بن ذکوان عن عائشہ وعن ابی هریرة انهما کانا یامران بالقراءة وراء الامام اذا الم یجهر وفی البیهقی عن ابی صالح عن ابی هریرة وعائشة انهما کانا یامران بالقراءة فی الظهر والعصر فی الرکعتین الاولیین بفاتحة الکتاب اس سے صاف ظاہر ہے کہ جہریہ میں حضرت عائشہ صدیقہ مانع قراءۃ خلف الامام تھیں یا بوجہ حدیث ابن اکیمہ کے کہ اسمیں فانتهی الناس عن القراءة وارد ہے کہ جملہ صحابہ میں آپ بھی داخل ہیں یا بوجہ اسکے کہ واذا قری القران فاستمعوا وارد ہے پس بہرحال نماز جہریہ حضرت عائشہ کے نزدیک بھی اس عموم صلوٰة میں داخل نہیں اور امر

Marfat.com

قرأۃ سریہ میں بوجہ اسکے تھا کہ انکے نزدیک نماز سریہ مقتدی کی عموم صلوۃ اس حدیث میں داخل ہے یا بوجہ دیگر اور یہ امر قرأۃ وجوبًا یا استحسانًا انکی رائے ہے اگرچہ احادیث صحاح کے خلاف ہے چنانچہ یہ امر تقریر حدیث عبادہ سے واضح ہے کہ قرأۃ سریہ میں منازعت قرآن حدیث عمران بن حصین سے صاف روشن ہے اور وقوع منازعۃ قراءت فاتحہ ومازاد میں دیگر روایات سے واضح ہے پس اس حدیث سے بھی اثبات وجوب فاتحہ علی المقتدی پر حجۃ لانا بیکار اور غیر صحیح ہے فقط واللہ تعالی اعلم ۔

چوتھی دلیل روایت عبداللہ بن عمرو ہے جو کہ جد عمرو بن شعیب ہیں اُس سے حجۃ لائی جاتی ہے جسکی الفاظ ابن ماجہ میں یہ ہیں عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل صلوۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج خداج اور جزو قراءت میں بھی ایک روایت میں اس حدیث کو بہمیں الفاظ نقل کیا ہے اور اس حدیث سے بھی مدعا موجبین فاتحہ علی المقتدی کا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ متن بعینہ وہ ہی حدیث ہے کہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمائی لہذا اسکے عموم صلوۃ میں بھی صلوۃ مقتدی داخل نہیں بوجوہ مذکورہ در بیان حدیث عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا اور اگرچہ زیادت لفظ آیتین کی اس حدیث میں نہیں مگر جبکہ یہ متن حدیث بعینہ وہ ہی حدیث ہے کہ جسکو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے بیان کیا ہے تو جیسا اسمیں زیادت آیتین کی ثابت ہوگئی تو وہ زیادت اسمیں بھی ثابت ہوگئی کیونکہ جب ایک راوی کی بعض ثقہ تلامذہ کی زیادہ معتبر ہے تو ایسا ہی جب ایک حدیث میں ایک صحابی سے کچھ زیادت ثابت ہو جاویگی تو وہ زیادۃ دوسرے صحابی کی بھی روایت میں ثابت ہو جاویگی بلا فرق۔ لہذا اس حدیث کو بھی معرض استدلال میں پیش کرنا بیسود ہے اور موجبین قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے نزدیک تو عموماً حدیث مطلق مقید پر حمل کی جاتی ہے اگرچہ دو حدیث ہوں اور یہاں تو ہر دو ایک حدیث ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ عموم فانتہی الناس وارد حدیث ابن اکیمہ عبداللہ بن عمرو کو بھی متناول ہے کیونکہ وہ

Marfat.com

بھی صحابی تھے فقط واللہ تعالی اعلم ؛

پانچویں دلیل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی جسکے الفاظ صحیح مسلم میں یہ ہیں۔
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عندعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی صلوۃ لم یقرء فیہا بام القران فہی خداج ثلثا غیر تمام اور جزو قراءۃ میں یہ روایت ان الفاظ سے بھی مذکور ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام القران فہی خداج غیر تمام یہ حدیث بعینہ وہی روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ہے اور بوجوہ اربعہ مذکورہ حدیث عائشہ نماز مقتدی اسمیں داخل نہوگی اور وہ زیادت آئیتیں کی اس روایت ابوہریرہ میں بھی ثابت ہوگی جیساکہ روایت عمرو بن شعیب میں ثابت ہوگئی کیونکہ یہ ہر سہ احادیث متنًا ایک ہی روایت ہیں پس جب اُسکے ایک طریق میں زیادت ثابت ہوگئی تو سب طرق میں ثابت ہوگئی پس اس حدیث کے عموم صلوۃ میں صلوۃ مقتدی ہرگز داخل نہیں اور ابوہریرہ کے نزدیک بھی نماز مقتدی اس عموم میں داخل نہیں صلوۃ جہریہ کا خروج تو خود روایت ابوہریرہ سے واضح ہے کہ بوجہ مزاحمت قراءۃ فاتحہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالی انا نزع القران اور سب صحابہ نے مع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہم قراءت فاتحہ خلف الامام کو چھوڑ دیا تھا اور قراءۃ مقتدی جہریہ میں ابوہریرہ کے نزدیک ممنوع ہوگئی تو پھر اس حدیث میں حضرت ابوہریرہ اُسکو کیونکر داخل سمجھ سکتے ہیں اور حدیث عائشہ میں سنن کبرٰے بیہقی سے منقول ہوگیا کہ ابوہریرہ غیر جہریہ میں قرأۃ فاتحہ کا امر کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ جہریہ میں امر نکرتے تھے اور سریہ میں جو امر قرأت تھا وہ استحبابا تھا نہ وجوبًا بدلیل اس حدیث کے کہ سابقًا کنز العمال سے منقول ہوچکی کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج الا صلوۃ خلف الامام کہ اس حدیث میں مطلقًا قرأت فاتحہ خلف الامام کو نفی کردیا ہے اور سنن کبرٰے میں امام مالک سے یوں نقل کیا ہے قال مالک بلغہ ان ابا ھریرۃ کان یقول من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ ومن فاتہ قراءۃ ام القران فقد فاتہ

Marfat.com

خیر کثیر۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابوہریرہ کے نزدیک بدون فاتحہ کے مطلق صلوۃ تمام ہوجاتی ہے مگر ہاں فاتحہ کے نہ پڑھنے سے ثواب کم ہوجاتا ہے یہ خود دلیل استحباب کی ہے۔

الحاصل ابوہریرہ کے نزدیک مطلقاً کسی صلوۃ میں فاتحہ واجب نہیں بلکہ جہریہ میں ممنوع اور سریہ میں مستحب ہے ابوہریرہ اس حدیث میں مماوۃ مقتدی کو کس طرح داخل کرسکتے ہیں۔ اور ابوہریرہ جیسے سے کیسے ہوسکتا ہے کہ کہیں قرارۃ فاتحہ کو ممنوع فرماویں اور کہیں واجب۔ مگر علماء حدیث نے اس حدیث کے ظاہر کو دیکھکر یہ سمجھ لیا کہ ابوہریرہ کے نزدیک نماز مقتدی اسمیں داخل ہے اور اقوال ابوہریرہ جنسے کہ عدم وجوب ظاہر و باہر تھا اسکی طرف خیال نفرمایا لہذا جو کچھ اس حدیث سے اہل ظاہر نے سمجھا اسکی ہم تقریر کرتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جسوقت یہ حدیث مرفوع پڑھی اور اس سے ثابت کیا کہ مقتدی پر قراءت فاتحہ ہر نماز میں واجب ہے تو اُن سے کہا گیا کہ ہم احیاناً امام کے پیچھے بھی ہوتے ہیں تو وہاں قرأت کیسے پڑھیں تو قراءت مقتدی اس وجوب میں کیونکر داخل ہوسکتے ہیں تو ابوہریرہ نے فرمایا کہ تو اپنے دل ہی دل میں فاتحہ کو پڑھ لے کیونکہ قراءت فاتحہ مقتدی پر واجب ہے بدلیل اس حدیث تقسیم کے کہ اس میں لفظ صلوۃ کا فاتحہ پر بولا ہے جہاں فاتحہ نہوگی وہاں نماز بھی نہوگی

اب ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر یہ معنے صحیح ہیں تو مدار اس ایجاب کا اس اطلاق لفظ صلوۃ پر ہے سو ابوہریرہ نے اپنے قیاس سے ادخال صلوۃ مقتدی کا عموم صلوۃ حدیث میں فرمایا مگر یہ قیاس مخالف نص صریح صحیح کے ہے اور جو قیاس مخالف نص صریح کے ہو وہ معتبر نہیں ہوتا سو دیکھو حدیث ابوبکرہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے باوجود نہونے فاتحہ کے نماز ابوبکرہ کو صحیح رکھا اور جہریہ میں قراءت فاتحہ پر مالی انازع فرمایا جس سے ممانعت صاف ظاہر ہے اور حدیث بیہقی میں باوجود نہونے فاتحہ کے اور اک رکوع پر مطلقاً ادراک رکعۃ کا حکم فرمایا یہ سب شرح حدیث عائشہ میں گذر چکا ہے پس بمقابلہ ان احادیث کے یہ قیاس کیونکر معتبر ہوسکتا ہے بہرحال اگر رائے ابوہریرہ کی یہی ہی تھی جو اہل ظاہر سمجھے تو اس قیاس ابوہریرہ سے ہرگز انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا اور نماز مقتدی اُس میں داخل نہیں ہوسکتی واللہ تعالےٰ اعلم۔

Marfat.com

اب بندہ عرض کرتا ہے کہ تمام ممالک اور اہل السنہ مختلفہ میں اور معاملات دین و دنیا میں شائع و ذایع ہے کہ جب کسی مجلس و مجمع میں کوئی کلام ہوتی ہے تو بعض کلام میں اگرچہ مجمل ہو یا مطول کلام ماسبق ملحق یا قراین حال سے یا تقدم و تاخر الفاظ سے یا لب و لہجہ یا حرکت چشم و سر و دست ایسے ہوتے ہیں کہ مراد متکلم کی اُنکے ذریعہ سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے اگرچہ الفاظ دوسرے معنی کو بھی محتمل ہوں اور پھر جب وہ کلام تحریری یا زبانی نقل کیجاتی ہے اور اُن قراین میں سے بعض یا کل محذوف ہو جاتے ہیں تو اُسوقت اسی کلام سے مراد متکلم کی مخفی ہو جاتی ہے اور معنے غیر مراد متکلم متبادر ہو جاتی ہیں تو ایسے حال میں سامعین دوسری مجلس کے اُس کلام کے وہ معنے معین کر لیتے ہیں کہ جو مراد متکلم کی نتھی مگر حاضرین مجلس اول اور وہ لوگ جو حاضرین مجلس اول سے سُنے ہوئے تھے وہ مراد متکلم اور اُسکے معنے حقیقی اور واقعی جانتے ہیں اور دوسرے معنونکو جو متبادر ہیں غلط سمجھتے ہیں بلکہ حاضرین مجلس اول بھی جن کو قراین سے ذہول ہوا ہے وہ معنے غیر مراد متکلم کو سمجھ جاتے ہیں اور یہ قاعدہ نہایت کارآمد اور نہایت صحیح ہے اور نظائر اسکے احادیث میں بہت موجود ہیں اور اس قاعدہ کے ذہول سے بہت اختلافات علماء میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اب بندہ دو نظیریں پیش کرتا ہے اول خود حدیث عبادہ کہ اگر ساری حدیث کو اول سے آخر تک دیکھئے تو اوسکی ایک مراد متعین معلوم ہوتی ہے کہ جسکی بندہ اول تقریر کر چکا بعد اوسکے جب رواۃ حدیث نے جزو آخر حدیث کا حسب مدعائے خود جدا کر کے بحذف بعض کلمات روایت کیا قولہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب تو اُسکے دوسرے معنے متبادر ہو گئے کہ جسکی بندہ شرح کر چکا ہے اور محققین علماء جو اس روایت کو محققین سے سنے ہوئے تھے اُنہوں نے بلحاظ قولہ علیہ السلام لاتفعلوا وقولہ مالی انازعُ القران اوسی معنوں پر جزم رکھا کہ جو ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور جو کچھ معنے بحذف ماسبق و ملحق متبادر ہو گئے تھے اُسپر توجہ نہ کی۔ دوسری نظیر اذان ابو محذورہ کی نسائی میں اسکا قصہ مذکور ہے کہ ابو محذورہ نے مع دیگر اپنے ہمراہیونکے جب اذان کا استہزاء کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو پکڑ بلایا اور سوائے ابو محذورہ کے سب کو چھوڑ دیا اور اُن

Marfat.com

سے اذان کہلائی تو ابو محذورہ خود کہتے ہیں کہ چونکہ مجھکو تکلم شہادتین سے کراہتہ تھی تو شہادتین کو میں نے
دبی زبان سے کہا اُسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو شدت سے فرمایا کہ ارفع صوتاک تو میں نے
آپکے کہنے سے رفع صوت کیا تو حاضرین واقعہ کو جو کہ اذان مقررہ سُنے ہوئے تھے معلوم ہوگیا کہ یہ تکرار رفع
صوت واسطے رفع کراہتیہ قلبی ابو محذورہ کے اور واسطے رفع کفر ابو محذورہ کے تھا نہ یہ کہ تکرار کو سنت اذان
مقرر فرمایا ہو مگر ابو محذورہ اس نکتہ کو نہ سمجھے اس واقعہ کو نسائی نے مشرح بیان کیا ہے کہ جس سے یہ
امر واضح ہوگیا اور بعض دیگر نے مختصراً بیان کیا لہذا اُنکی تلامذہ کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ تکرار شہادتین سنت
اذان ہے پس یہ واقعہ حدیث ابو ہریرہ کا بھی ایسا ہی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم کہ اُس
مجلس ابو ہریرہ میں مسئلہ قراءت فاتحہ کا مذاکرہ تھا اور ابو ہریرہ نے اول یہ ارشاد کیا کہ کسی نے کسی وقت
نماز جہریہ میں خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحہ پڑھی تھی اور اُسپر آپنے مالی انازع القرآن
فرمایا تھا جس سے صحابہ ممانعت فاتحہ خلف الامام کی نماز جہریہ میں سمجھ گئے تھے لہذا جہریہ میں فاتحہ
مقتدی کو ممنوع ہے بسبب منازعت کے اور سریہ میں مستحب مگر منفرد اور امام پر واجب ہے لقولہ سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی صلوۃ لم یقرء فیہا الحدیث۔ پس جب ابو ہریرہ
اپنی کلام تمام کر چکے تو ابو السائب نے اس حدیث کے بارہ میں کوئی گفتگو نہیں کی بلکہ کلام سابق میں جو
سریہ میں ابو ہریرہ استحباب قراءت فاتحہ مقتدی کی قائل ہوئے تھے یا یہ کہئے کہ اُسوقت یہ کلام منتہی
بلکہ ابو السائب اس مذہب ابو ہریرہ کو پہلے سے سُنے ہوئے تھے بوقت ذکر اس حدیث کے اوسکی
تحقیق مناسب سمجھی تو ابو السائب نے عرض کیا کہ یا حضرت نماز سریہ میں ہم احیاناً امام کے پیچھے ہوتے ہیں
اور حسب ارشاد آپکے اگر ہم فاتحہ سریہ میں پڑھیں گے تو یہاں بھی وہی منازعۃ پیش آویگی جو جہریہ میں
پیش آتی ہے بلکہ جہریہ سے بھی زاید۔ تو اس کا جواب ابو ہریرہ نے دیا کہ اپنے دل دل میں پڑھ لے
ایسی صورت سے کیوں پڑھے کہ منازعت قائم ہو اور پھر اس اشکال کو رفع کیا (کہ آپ اس میں استعداد
کنج وکاؤ کیوں فرماتے ہیں کہ استحباباً پڑھنے کی تاکید فرماتے ہیں) حالانکہ جہریہ میں آپ بھی ممانعت فرماتے ہیں کہ
میں اسلئے تاکید استحباب کرتا ہوں کہ حضرت نے فاتحہ کو صلوۃ فرمایا اور اسکی تقسیم اپنے اور بندہ پر بالمناصفہ فرمائی اور اسکی شرح کی کہ

Marfat.com

یقول عبدی کذا یقول عبدی کذا جس سے صاف روشن ہے کہ فاتحہ کے پڑھنے میں خیر کثیر
ہے۔ ہرچند کہ امام کی یہی پڑھنے میں نفع ہے مگر بلاواسطہ خود پڑھنے میں زیادہ منفعت ہے اور اگر جہریہ میں ممانعت
صریح نہ ہوتی تو وہاں بھی استحباب ہوتا مگر بسبب مخالفت شارع علیہ السلام کے وہاں ہم جرأت نہیں کرسکتے
واللہ اعلم یہ مراد ابوہریرہ کی ہے۔ نہ اونکے نزدیک قراءۃ مقتدی کی اس حدیث میں داخل ہے اور نہ
ابوالسائب نے بوجہ اس مذہب کے اونپر اعتراض کیا اور نہ ابوہریرہ نے نماز مقتدی کو اسمیں داخل کیا بلکہ دوسرا
ہی مذاکرہ تھا پس اس صورت میں کوئی مخالفت نہ قول ابوہریرہ کی حدیث سے پیدا ہوتی ہے نہ باہم
اقوال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ متعارض ہیں۔ مگر اس طرف ہمارے علماء احناف نے توجہ نفرمائی کیونکہ اونکے
پاس اونکے مطلب کے واسطے اور بہت سی احادیث موجود ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال

اب بغور سنا چاہیئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب حکم واذا قری القرآن فاستمعوا لہ
وانصتوا الخ قراءۃ مقتدی کو مطلقاً ممنوع فرما چکے تھے اور تا آخر اسی حکم کو قائم اور برقرار رکھا مدینہ
طیبہ میں اگر جب مقتدیوں کا پڑھنا آپ کو معلوم ہوا تو اوسوقت سے حسب حکم آیۃ قرأت قرآن سے
سبکو منع فرمادیا مگر فاتحہ کی بوجہ عدم ظن منازعت اباحۃ فرمادی تھی مگر پھر آخر میں اُس اباحۃ کو بھی اٹھادیا
تھا چنانچہ حدیث عبادۃ بن الصامت میں اسکی تحقیق ہوچکی ہے مگر آپ کو اس امر کا انتظام کرنا ضروری
تھا کہ آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے مبادا کسیکو یہ خیال گذرے کہ نفس قرأت قرآن کمال نماز
میں کافی ہے فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ جب مصلی نے کسی جگہ سے کوئی آیۃ قرآن کی پڑھدی تو وہ امر فاقرؤا
ما تیسر من القرآن کا عامل ہوگیا کوئی تخصیص تکمیل نماز میں سورہ فاتحہ کی نہیں کیونکہ آیت مطلق ہے
اور جب مطلق کے کسی فرد پر عامل ہوگیا تو فرض ادا ہوگیا سو ہرچند کہ یہ فہم ادائی فرض میں صحیح ہے مگر
تکمیل نماز بدون فاتحہ کے نہیں ہونیکی سو آپکو اس تکمیل کا اظہار مقصود تھا۔ دوسرے یہ کہ کسیکو یہ خیال
گذرے کہ نفس فاتحہ تو ضروری ہے مگر تکمیل نماز میں زاید علی الفاتحہ کی حاجت نہیں چنانچہ یہ امر تامہ میں
پایا گیا خود حضرت ابوہریرہ کی ہی اس روایت سے کہ جزو قراءت میں ہے عن عطاء عن ابی ھریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال لیجزی بفاتحۃ الکتاب وان زاد فھو خیر اور اسکے بعض طریق

Marfat.com

میں یہ الفاظ ہیں وان زادفھو افضل اس روایت سے بعض علماء کو یہ شبہہ ہوگیا کہ فاتحہ تو رکن نماز ہے مگر مازاد علی الفاتحہ رکن نہیں حالانکہ ابوہریرہ کی روایات میں خلاف اسکا موجود ہے چنانچہ حدیث منادی آگے آتی ہے اور سنن ابوداؤد میں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کقال کان الحسن یقرء فی الظھر والعصر اماما او غیر امام بفاتحۃ الکتاب وتسبیح ویکبر ویھلل قدر قاف والذاریات انتہی اور ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث کے عموم صلوٰۃ کی وجہ سے کہ اسمیں مازاد کا ذکر نہیں ہے انکو بھی شبہہ ہوا پس اس فعل حسن کے دو احتمال ہیں یا یہ کہ نفس قراءت کو تکمیل نماز کیلئے کافی سمجھتے تھے فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ یا یہ کہ تخصیص فاتحہ کی تھی اور باقی کی ضرورت نہ سمجھتے تھے پس اس امر کے ایجاب و اظہار کیلئے یہ ہر سہ احادیث مذکورہ اور امثال انکے بار بار ارشاد فرماتے تھے کبھی ایک حدیث میں دونو کا ذکر تھا اور گاہ گاہ حسب اقتضاء وقت ایک کا تھا کسی وقت میں فاتحہ اور مازاد دونو کا ذکر فرمایا اور کسی وقت میں فقط فاتحہ کو اور چونکہ امر فاتحہ زیادہ اہم تھا اسلئے فقط اسکو اکثر فرماتے تھے لہذا بعض علماء کو یہ شبہہ ہوگیا کہ فاتحہ کل صلوٰات میں واجب ہے اور نماز مقتدی اسمیں داخل ہے حالانکہ جس روایت میں مازاد کا ذکر فرمایا اُس سے معلوم ہوگیا کہ اس عموم میں نماز مقتدی داخل نہیں۔

چھٹی حجۃ موجبین فاتحہ خلف الامام کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جسکو ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بخاری نے جزو قراءت میں نقل کیا ہے قال ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج فنادِ فی المدینۃ انہ لاصلوٰۃ الا بقراءۃ بفاتحۃ الکتاب فما زاد مگر اس حدیث سے بھی وجوب فاتحہ علی المقتدی ثابت نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ اسمیں مازاد کو بھی واجب فرمایا ہے اور مازاد کی ممانعت مقتدیوں کو خود قرآن و احادیث سے اوپر ثابت ہوچکی ہے اور غرض اس ندا سے اوسی امر کا انتظام تھا جو اوپر مذکور ہوچکا اور لاصلوٰۃ میں اونکی ہی صلوٰۃ مراد ہے جن پر قراءت فرض ہے یعنی امام و منفرد واللہ اعلم۔

ساتویں حجۃ موجبین کے روایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے جو جزو قراءت و ابوداؤد وغیرہ میں ہے قال امرنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرء بفاتحۃ الکتاب وما تیسر۔ ظاہر ہے کہ اسمیں

Marfat.com

بھی مقتدی داخل نہیں ہے بہیں وجوہ کہ سابقاً مذکور ہوئیں اور جب ما تیسر مقتدی پر محظور کیا گیا ہے تو یہاں مورد ہی لوگ ہیں کہ جنپر قرأت واجب ہے اعنی امام و منفرد واللہ تعالیٰ اعلم۔

آٹھویں حجت موجبن قراءت مقتدی کی حدیث ابو قلابہ کی محمد بن ابی عائشہ سے ہے جسکے الفاظ تلخیص الحبیر میں سند امام احمد سے یہ ہیں محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلعم لعلکم تقرؤن والامام یقرء قالوا انا لنفعل قال لا الا ان یقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب اسنادہ حسن رواہ ابن حبان من طریق ایوب عن ابی قلابہ عن انس اور اس کے الفاظ جزء قرأت میں یہ ہیں عن ابی قلابۃ عن محمد ابی عائشہ عمن شہد ذاک قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قضی صلوتہ قال اتقرؤن والامام یقرء قالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا الا ان یقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ انتہی اس حدیث سے (خواہ یہ واقعہ وہی ہو جو حدیث عبادہ میں مذکور ہوا یا دوسرا واقعہ ہو) ممانعت ما زاد علی الفاتحہ کی اور اباحۃ فاتحہ کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ استثنا منی سے مفید اباحۃ ہوتا ہے نہ مفید وجوب چنانچہ اسکے تحقیق حدیث عبادہ میں ہو چکی۔

نویں حجت حدیث ابو قلابہ ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور خبر و قرأت میں اور ابن حبان نے اسکو حدیث سابق کے ساتھ ذکر کیا ہے سو یہ دونو حدیث واحد ہیں کہ دونو طریق سے منقول ہوئیں اور یہی وجہ ہے کہ صاحب تلخیص جبیر نے پہلے روایت نقل کر کے دوسری روایت کے فقط لفظ سند کے ذکر کر دیے ہیں متن حدیث کو ذکر نہیں کیا الغرض باعتبار متن کے دونو حدیث واحد ہیں اور اسکے الفاظ جزو قرأت میں یہ ہیں عن ایوب عن ابی قلابہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی باصحابہ فلما قضی صلوتہ اقبل علیہم بوجہہ فقال اتقرؤن فی صلوتکم والامام یقرء فسکتوا فقالہا ثلاث مرات فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال فلا تفعلوا ولیقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ اس حدیث میں راوی نے بجائے الا کلمہ استثنائیہ کے ولیقرء بلفظ امر روایت کیا ہے جس سے بظاہر وجوب مفہوم ہوتا ہے لیکن واضح ہو کہ لفظ ولیقرء بمعنے امر اباحۃ کے ہے کہ راوی نے

Marfat.com

اباحۃ کو سمجھا اور اس لفظ سے بیان کردیا اور ممکن ہے کہ راوی نے وجوب ہی سمجھا اور نقل بالمعنی میں تصرف کیا اور حدیث عبادہ میں بھی مثل اسکی واقع ہوا ہے چنانچہ طبرانی نے معجم کبیر میں حدیث عبادہ کو بدیں لفظ روایت کیا ہے۔ عن عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال من صلی خلف الامام فلیقرء بفاتحۃ الکتاب پس دیکھو کہ تمام روایات کثیرہ عبادہ میں یہ روایت بلفظ استثنا واقع ہوئی ہے اور اسجگہ بجائے الا کے فلیقرء بھی ایک راوی نے کہا ہے بس ایسا ہی اس حدیث انس رضی اللہ عنہ میں اوپر کی روایت میں ابو قلابہ یا کسی اور راوی نے لفظ الا کا ذکر کیا ہے اور یہاں ابو قلابہ کی روایت میں فلیقرء مذکور ہے لہذا اس لفظ سے ایسی حالت میں ہرگز وجوب ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ وہی اباحۃ جو لفظ الا سے سمجھی جاتی ہے اس سے بھی سمجھی جاویگی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ وہی واقعہ ہے جسکو حدیث عبادہ میں بیان کیا گیا ہے مگر یہاں مختصراً بیان کیا گیا ہے ہرچند کہ اس روایت کو جزو قرأت میں نقل کیا گیا ہے اور ابن حبان نے دونو طریقوں کو محفوظ کہا ہے مگر بیہقی نے اس دوسرے طریق کی تضعیف کی ہے چنانچہ تلخیص حبیر میں ہے وساواہ ابن حبان من طریق ایوب عن ابی قلابہ عن انس وزعم ان الطریقین محفوظان وخالفہ البیہقی فقال ان طریق ابی قلابہ عن انس لیست بمحفوظۃ انتہی واللہ اعلم۔

دسویں حجۃ حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو بیہقی نے نقل کی ہے انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فی صلوتہ خلف الامام فصلوتہ خداج اور یہ حدیث عمدہ دلیل موجبین فاتحہ خلف الامام کی ہے مگر واضح ہو کہ اس حدیث میں بظاہر متبادر اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ خلف الامام مطلق قرأت فرض ہے خواہ فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ کوئی خصوصیۃ فاتحہ کی نہیں اگر مقتدی سوائے فاتحہ کے کوئی آیۃ قرآن کی پڑھ لیگا تو بھی نماز تام ہوجائیگی سو اولاً یہ حدیث عبادہ سے مخالف ہے کہ اسمیں مقتدی پر مزاد علی الفاتحہ کو منع فرمایا ہے ثانیاً یہ امر رائے موجبین کی بھی خلاف ہے کہ انکے نزدیک بالتخصیص فاتحہ کا وجوب ہے نہ مطلق قرآن کا پس انکو اسحدیث سے کوئی حجۃ حاصل نہیں ہوسکتی لہذا اس حدیث سے حجۃ لانا درست نہیں ہے اب اصل حال اسحدیث کا سننا چاہیئے کہ اصل حدیث ابی امامہ کے وہ الفاظ ہیں جو خطیب نے ابو امامہ سے نقل کئے ہیں۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل صلوۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج غیر تمام اور یہ وہی حدیث ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابن ماجہ اور جزو قرأت میں منقول ہوئی ہے اور سابقاً حجۃ ثالثہ کے بیان میں اسکی تقریر کی گئی ہے

عدم فاتحہ

Marfat.com

اور عبداللہ بن عمرو بن العاص نے بھی اسکو روایت کیا ہی جو حجۃ رابعہ میں گذرا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی جو حجۃ خامسہ میں ذکر ہو چکا پس چونکہ یہ وہ ہی حدیث ہے کہ جسکی پہلی بحث ہو چکی ہی اور ابن عدی نے اپنے کامل میں زیادت لفظ آئتیں کی نقل فرمادی ہی لہذا اس حدیث سے بھی یہی محقق ہو گیا کہ یہ حدیث در باب امام و منفرد ہے نماز مقتدی اسمیں داخل نہیں ہی چنانچہ پہلے تقریر ہو چکی مگر چونکہ بعض رواۃ ابوامامہ نے اپنے فہم سے نماز مقتدی کو اسمیں داخل سمجھا تو بقل معنے اسکو بدین الفاظ نقل کیا اور نماز مقتدی کو اس کلیہ میں داخل جانکر اور اس کا حکم اپنے فہم کے موافق اس کلیہ سے استنباط فرما کر ان الفاظ سے ادا کیا لہذا یہ الفاظ حجۃ موجبین کی نہیں ہو سکتے کہ یہ فہم راوی کا ہے نہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ممکن ہے بلکہ غالب یہی ہے کہ اس حدیث میں مقتدی مسبوق مراد ہے تو یہ معنے ہوئے کہ جو مسبوق کہ بعد تمامی نماز امام کے اپنی قضا ما فات میں قرأت نہ پڑھے نہ فاتحہ نہ غیر فاتحہ تو اسکی نماز درست نہو گی تو خلف الامام کے یہ معنے نہیں ہیں کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو بلکہ معنے یہ ہیں کہ خلف انقضاء صلوۃ الامام جب وہ اپنی نماز کو پورا کرنے کھڑا ہو تو اوسمیں قرأت فاتحہ و ما زاد اوسپر واجب ہے، اور یہ حکم متفق علیہ امۃ کا ہے بہرحال اسمیں موجبین قرأت فاتحہ خلف الامام کی کوئی حجۃ نہیں اور اسطرح کی نقل بالمعنی بتغیر الفاظ شائع ذائع ہے چنانچہ خود حدیث عبادہ میں اس قسم کے تغیرات واقع ہیں ؛

یہ نصوص ہیں کہ جنکو مدعیان عمل بالحدیث حجج قطعیۃ الثبوت قطعیۃ الدلالۃ فرماتے ہیں اور سوای انکے اور چند روایات بھی ہیں جو انکی ہی طرف راجع ہیں اگرچہ بسبب تعدد رواۃ صحابہ اور رواۃ ماتحت اور بسبب اختلاف الفاظ اور بسبب ذکر جزو کل وہ احادیث ان سے بحسب اصطلاح جدا ہیں مگر فی الواقع ان ہی نصوص کے تابع و ہم معنی ہیں یا چند احادیث ضعاف ہیں کہ مولفین سنن و مسانید نے انکی خود تضعیف کی ہے ۔ بعد ذکر ان نصوص کے انکی حاجۃ نہیں ۔

اب سنو کہ ان احادیث سے یہ مرتبط ہو گیا کہ نماز مقتدی انمیں داخل نہیں پس ان احادیث سے وجوب فاتحہ مقتدی پر ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ وجوب فاتحہ و ما زاد علی الفاتحہ کا ان احادیث میں مساوی ہے ہرگز ان احادیث سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ فاتحہ رکن نماز ہو اور ما زاد رکن نہو بلکہ سنت ہو نہیں نہیں بلکہ دونو واجب

Marfat.com

میں مساوی ہیں کیونکہ حدیث عبادہ میں جب زیادۃ فصاعداً کی ثابت ہوگئی تو فاتحہ اور مازاد حکم میں مساوی ہیں خواہ کوئی حکم ہو اور علی ہذا حدیث عائشہ اور عمرو بن شعیب اور ابی ہریرہ اور ابی امامہ میں لسبب وحدت متن کے جب سب میں لفظ آیتین کی زیادت ثابت ہوگئی تو دونو کے نہونے میں (کہ فاتحہ اور مازاد علی الفاتحہ ہے) حکم صلوۃ کے مخدج ہونیکا مساوی ہوگا پس اگر فاتحہ نہو تب بھی نقصان ہے اور نماز غیر تام اور اگر مازاد نہو تب بھی صلوۃ غیر تام ہوگی اور اگر دونو نہوں تو نماز فاسد ہوگی بحکم فاقرؤا ما تیسر من القران کیونکہ معنے خداج کے فساد کے بھی ہوتے ہیں اور نقصان کے بھی کما فی الصحاح خدجت الناقۃ تخدج خدجا فہی خادج والولد خدیج اذا القت ولدھا قبل تمام الایام وان کان تام الخلق۔ وفی الحدیث کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج ای نقصان واخدجت الناقۃ اذا جاءت بولدھا ناقص الخلق وان کانت ایامہ تامۃ فہی مخدج انتہی اور قاموس اور مجمع البحار وغیرہ میں بھی ایسی ہی معنے لکھے ہیں اسی وجہ سے امام مالک کے نزدیک بھی جو میں دونو برابر ہیں اور حدیث ندا ابو ہریرہ سے اور حدیث ابو سعید خدری سے مساوات وجوب خود ظاہر ہے۔ بہرحال یہ امر کہ فاتحہ رکن ہو اور مازاد رکن نہو ان احادیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

اب بعد تقریر احادیث مرفوعہ کے جو کچھ کہ مذاہب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسبارہ میں ثابت ہوئے ہیں وہ بندہ لکھتا ہے کہ بعض صحابہ کے نزدیک قرأت فاتحہ خلف الامام مطلقا خواہ نماز سریہ ہو یا جہریہ واجب ہے مگر تحریر بالا سے معلوم ہو چکا کہ بعض احادیث سے بنظر سرسری یہ امر معلوم ہوتا ہے مگر بامعان نظر کوئی حدیث مرفوع اس قول کی معاون نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور بعض کے نزدیک مازاد علی الفاتحہ مطلقاً سریہ نماز ہو یا جہریہ ممنوع ہے مگر فاتحہ سب صلوات میں سریہ ہو یا جہریہ مباح یا مندوب ہے، جیسا کہ حدیث حضرت عبادہ سے واضح ہے اور یہی مذہب حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا تھا چنانچہ سابقاً اوسکی تقریر بھی ہو چکی سو اس مذہب میں کراہۃ مازاد علی الفاتحہ میں کچھ تامل نہیں مگر در باب اباحۃ فاتحہ اوپر معلوم ہو چکا کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا تھا اور پھر بعد میں اسکی اباحۃ بھی احادیث مرفوعہ سے مرتفع ہو چکی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور بعض کے نزدیک فیما جہر فیہ الامام مطلقاً فاتحہ اور غیر فاتحہ ممنوع اور فیما اسر فیہ الامام فاتحہ اور غیر فاتحہ دونو مباح یا مندوب چنانچہ روایت

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو کہ جزو قرأت میں نقل کی گئی ہے معلوم ہوتا ہے عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال اذا لم یجہر الامام فی الصلوات فاقرء بام الکتاب وسورۃ اخری فی الاولیین من الظہر والعصر ولبفاتحۃ الکتاب فی الاخریین من الظہر والعصر وفی الاخرۃ من المغرب وفی الاخریین من العشاء انتہی۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ قول حدیث مشہور عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے کہ مازاد علی الفاتحہ کی اسمیں ممانعت مذکور ہے اور حدیث عمران بن حصین کی جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اُسکے بھی خلاف ہے کہ حدیث عمران بن حصین میں آپنے قرأت مقتدی کو سریہ میں موجب خلجان فرمایا لقد علمت ان بعضکم خالجنہا اور خلجان ہے علۃ ممانعۃ قرأۃ مقتدی کی ہی فقط واللہ اعلم ۱۲ اور بعض کے نزدیک قرأت مقتدی فاتحہ اور مازاد علی الفاتحہ مطلقاً صلوۃ سریہ وجہریہ میں مکروہ وممنوع ہے عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر جابر بن عبداللہ اور زید بن ثابت۔ ابوالدرداء سعد بن ابی وقاص عمران بن حصین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس جماعۃ میں ہیں اور عینی نے اسنی صحابہ کی طرف یہ مذہب نسبت کیا ہے اور یہ مذہب کسی حدیث مرفوع کے خلاف بھی نہیں ہے البتہ حدیث عبادہ سے جو اباحۃ فاتحہ معلوم ہوتی تھی یہ اُسکے خلاف ہے، مگر معلوم ہو چکا کہ اباحۃ ابتداء اسلام میں تھی اور پھر آخر میں وہ اباحۃ مرتفع ہو چکی بلکہ یہ مذہب مؤید باحادیث صحیحہ مرفوعہ ہے از انجملہ حدیث اذا قرء فانصتوا حدیث ابوموسیٰ اشعری و حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جسکو مسلم نے اپنے صحیح میں نہایت زور شور سے تصحیح کیا ہے حیث قال وفی حدیث جریر عن سلیمان عن قتادۃ من الزیادۃ واذا قرء فانصتوا ولیس فی حدیث احد منہم فان اللہ عزوجل قال علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ الا فی روایت ابی کامل وحدہ عن ابی عوانۃ قال ابواسحق قال ابوبکر ابن لرخت ابی النضر فی ہذا الحدیث فقال مسلم زید احفظ من سلیمان فقال لہ ابوبکر فحدیث ابی ہریرۃ فقال ہو صحیح یعنی واذا قرء فانصتوا فقال ہو عندی صحیح فقال لم لم تضعہ ہہنا قال لیس کل شی عندی صحیح وضعتہ ہہنا انما وضعت ہہنا ما اجمعوا علیہ انتہی سو دیکھو کہ مسلم زیادۃ روایت سلیمان تیمی کو بالاتفاق صحیح کہتے ہیں اور روایت ابوہریرہ میں اگرچہ بعض نے کلام کی ہے مگر مسلم اوس کلام کو غیر معتبر ٹھیرا کر زیادۃ روایت ابوہریرہ کو بھی صحیح کہتے ہیں

Marfat.com

پس اب سنو کہ تمام ائمہ حدیث کے نزدیک مقرر و محقق ہو چکا ہے کہ اگر کسی راوی حافظ متقن سے اُسکے تلامذہ حفاظ متقنین کوئی روایت حدیث نقل کریں اور ایک راوی انمیں سے اس حدیث میں کوئی ایسی کلام روایت کرے کہ اُسکو سوائے اس ایک تلمیذ کے کوئی اور تلمیذ اوس شیخ کا روایت نکرتا ہو بلکہ فقط وہ ایک ہی تلمیذ روایت کرتا ہو تو یہ زیادۃ حکماً حدیث مستقل ہوگی لہذا اسکا حکم مثل حکم اوس راوی زیادۃ کنندہ کے ہوگا یعنی اگر یہ راوی بھی مثل دیگر تلامذہ اس شیخ کے حافظ و متقن ہے اور کسی وجہ سے اوسپر جرح نہیں ہوسکتا تو وہ زیادۃ بالاتفاق صحیح ہوگی اور اگر وہ تلمیذ واحد کسی وجہ سے مجروح ہے تو یہ زیادۃ بھی مجروح ہوگی اور اگر اس راوی کا جرح عند المحققین مرتفع ہے تو اس حدیث سے بھی جرح مرتفع ہوگا اور یہ زیادۃ صحیح و معتبر ہوگی پھر یہ زیادہ اگر اصل حدیث مزید علیہ سے کسی وجہ سے مخالف نہیں تو یہ زیادۃ بالاتفاق بہرحال صحیح و معتبر ہوگی اگر وہ راوی حافظ و متقن ہے اور اگر مزید علیہ سے مخالف ہے تو اوسمیں حاجۃ ترجیح کی ہوگی گویا کہ دو حدیث آپسمیں متعارض ہیں پس جسکو حسب قاعدہ ترجیح ہوگی وہ مرجح رہیگی دوسری مرجوح ہو جاوے گی اس قاعدہ کو بالاجمال مسلم نے خطبہ مسلم میں اور نووی نے شرح مسلم میں اور مقدمہ شرح مسلم میں اور دیگر اہل اصول حدیث نے لکھا ہے سبکی عبارات کے نقل میں طول ہوتا ہے لہذا فقط نخبہ و شرح نخبہ سے نقل کیا جاتا ہے۔

قال الحافظ ابن حجر فی النخبۃ و شرحہا و زیادۃ راویہا ری الحسن و الصحیح مقبولۃ مالم تقع منافیۃ لروایت من ھو اوثق ممن لم یذکر تلک الزیادۃ لان الزیادۃ اما ان یکون لا تنافی بینہا و بین روایت من لم یذکرھا فھذہ تقبل مطلقاً لانہا فی حکم الحدیث المستقل الذی یتفرد بہ الثقۃ و لا یرویہ عن شیخہ غیرہ و اما ان تکون منافیۃ بحیث یلزم من قبولہا رد الروایت الاخری فھذہ ھی التی یقع الترجیح بینہا و بین معارضہا فیقبل الراجح و یرد المرجوح و اشتہر عن جمع من العلماء القول بقبول الزیادۃ مطلقاً من غیر تفصیل و لا یتاتی ذلک علی طریق المحدثین الذین یشترطون فی الصحیح ان لا یکون شاذاً ثم یفسرون الشذوذ بمخالفۃ الثقۃ من ھو اوثق منہ و العجب ممن غفل عن ذلک منہم مع اعترافہ باشتراط انتفاء الشذوذ فی صحۃ الحدیث الصحیح و کذلک الحسن و المنقول عن ائمۃ الحدیث المتقدمین کعبد الرحمن بن مہدی و یحیی القطان و احمد بن حنبل

Marfat.com

ویحیی بن معین وعلی بن المدینی والبخاری وابی زرعۃ الرازی وابی حاتم والنسائی والدارقطنی وغیرھم اعتبار الترجیح فیما یتعلق بالزیادۃ وغیرھا ولا یعرف عن احد منھم اطلاق قبول الزیادۃ انتھی دیکھو کہ یہ قاعدہ مسلمہ اور مقبولہ ومعمولہ خود امام بخاری وجملہ ائمہ احادیث کا ھے اسکے خلاف کرنا کسی اہل علم کا منصب نہیں۔ تو اولاً سلیمان تیمی احفظ الناس اور ثقہ راوی بخاری ومسلم وغیرھما کا ہے کسی نے کوئی حرف وھم وتدلیس وغیرہ کا یا کوئی حرف جرح کا انکی نسبت نہیں کہا اور باتفاق ائمہ یہ راوی مسلم ومقبول ھے اور تلمذ الحاقادہ سے بھی محقق ومعلوم ھے پھر انکے متابع عمر بن عامر وسعید بن ابی عروبہ بھی ہیں کہ جسکو حافظ ابن حجر قبول کرتا ہے اور انکی زیادت حدیث ابو موسیٰ اشعری میں ایسی ہی ھے کہ مزید علیہ سے ہرگز کسی لفظ وجملہ کے مخالف نہیں ھے اور نہ کسی جملہ کی مغیر ومقید ھے بلکہ مستقل ایک علیحدہ مسئلہ ہے کیونکہ الفاظ حدیث ابو موسیٰ اشعری کے یہ ہیں فقال ابو موسیٰ اما تعلم او تکیف تقولون فی صلوتکم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا فبین لنا سنتنا وعلمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیوء کم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین یجبکم اللہ فاذا کبر ورکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم ویرفع قبلکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتلک بتلک واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لک الحمد یسمع اللہ لکم فان اللہ تعالیٰ قال علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ۔ واذا کبر وسجد فکبروا واسجدوا فان الامام یسجد قبلکم ویرفع قبلکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتلک بتلک واذا کان عند القعدۃ فلیکن من اول قول احدکم التحیات الطیبات الخ پس یہ جملہ واذا قرء فانصتوا نہ کسی فقرہ یا لفظ کو رد کرتا ہے نہ کسیکو مقید کرتا ھے بلکہ ایک مستقل علیحدہ مسئلہ ھے پس حسب قاعدہ امام بخاری رضی اللہ عنہ اور جملہ ائمہ احادیث بالاتفاق یہ فقرہ حدیث مستقل ھے اور صحیح ومعتبر بلا خلاف۔ سو اسمیں کلام کرنا کسی ناواقف کا ناموزوں ھے اسیواسطے باقتضاء تعصب مذہبی امام بخاری کو گالی دیکر اس فقرہ میں گنجائش طعن نہ ملی تو جزو قرأت میں لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں اس فقرہ کو سلیمان تیمی نے قتادہ سے سنایا نہیں سنا سخت تعجب ھے کہ سلیمان تیمی نہ مدلس متوھم اور خود امام بخاری کا راوی اور بخاری صاحب کا یہ قاعدہ مسلمہ اور روایت معنعن کے اعتبار میں محقق کہ استاد وشاگرد ایک جلسہ میں جمع ہو گئے ہوں تو اس

Marfat.com

معنعن کے قبول میں کلام نہیں اور یہاں اجتماع سلیمان اور قتادہ کا بسبب تلمذ کے معلوم اور پھر بھی ا
بخاری بسبب معنعن ہونیکے سماع سلیمان میں شک فرماویں معاذ اللہ اگر یہی شک ہے تو صحیح بخاری کی صدہا معنع
روایتوں کا آدمی انکار کرسکتا ہی لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ نہیں نہیں بلکہ سماع سلیمان تیمی کی حسب قا عدہ مسلمہ بخار
محقق اور یہ زیادت حسب قا عدہ مقررہ و مسلمہ بخاری وجملہ ائمہ ثابت اور صحیح اور اس میں کوئی شبہ نہیں اور جب
کہ امام بخاری نے اس زیادۃ سلیمان تیمی میں بسبب اپنی تائید مذہب کے عدم سماع سلیمان کا وہمی لکھا ہے اس
بھی زیادہ ہے جو کہ زیادۃ معمر بہ لفظ فصاعداً کی نسبت حدیث عبادہ میں انکار کیا ہے چنانچہ پہلے لکھا گیا
ایسے توہمات خلاف اپنے قواعد مسلمہ کے اور خلاف ائمہ حدیث کے کسطرح معتبر اور ملتفت الیہ ہوسکتے ہیں اور جو
کہ حدیث ابوہریرہ میں واذا قرء فانصتوا کی مروی ہے وہ بھی کسی وجہ حدیث ابوہریرہ کے مخالف نہیں
کیونکہ اوسکی الفاظ یہ ہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا۔ واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ
فقولوا اللھم ربنا لک الحمد اور رواۃ اس حدیث کے بھی سب صدوق اور ثقہ ہیں ایک راوی
ابوخالد احمر ہیں وہ بھی ثقہ اور صدوق ہیں اور انکی مدح میں اسیقدر کافی ہے کہ بخاری و مسلم اس سے بکثرت
کرتے ہیں جسکا دل چاہے صحیحین دیکھ لیوے مگر چونکہ بخاری نے جزو قرأت میں امام احمد سے نقل فرمایا ہی
وہ فرماتے ہیں اراہ کان یدلس لہذا اونپر ایک وہم تدلیس کا لگایا گیا حالانکہ امام احمد بھی انکو قطعاً مدلس نہیں
فرماتے۔ سو یہ گمان تدلیس انکے ثقہ وصدوق ہونیمیں مضر نہیں سو بواسطے بخاری بے تکلف ان سے اپنے
کتاب میں روایت فرماتے ہیں اور درصورت مدلس ہونیکی اگر ہی تو یہی وہم ہے کہ اپنے اصل استاد کو انہوں نے نہیں
کیا اور اس کا حال معلوم نہیں کیا ہے پس بخاری کے نزدیک تو سبب اس توہم کا اور انفراد ابوخالد کا احمد
میں یہ وجہ انکار کی ہوئی مگر درصورتیکہ ابوخالد کا دوسرا متابع ثقہ صدوق موجود ہے تو ایسی حالتمیں وہی
تدلیس بالکل مرتفع ہوگیا اور صحت حدیث میں کسی نوع کا تردد باقی نہیں رہا چنانچہ نسائی نے اپنے سنن میں بعد
نقل روایت ابوخالد احمر مذکورہ بالا کے دوسری سند ذکر کی اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک قال
حدثنا محمد بن سعد الانصاری قال حدثنی محمد بن عجلان عن یزید بن اسلم الی اخر السند المذکور

Marfat.com

ثم قال کان المخرمی یقول هو ثقة یعنی محمد بن سعد الانصاری پس ہرگاہ کہ محمد بن سعد متابع ابوخالد احمر کے ہوگئے تو وہ واہمہ جو کسی وجہ سے ہوگیا تھا رفع ہوگیا اور ابوخالد کے جلیل القدر ہونے میں کوئی شبہ نہیں چنانچہ جوہر نقی حاشیہ بیہقی میں ہے قال اسحق بن ابراهیم سالتُ وکیعًا عنه فقال ابوخالد ممن یسئل عنه قال ابوهشام الرفاعی ثنا ابوخالد الاحمر الثقه الامین الخ علی ہذا اسمٰعیل بن ابان بھی متابع ابوخالد کا ہوا ہے چنانچہ بیہقی میں بھی یہ سند مذکور ہے تو چونکہ بعض نے ابوخالد میں کلام کی تو اس حدیث کو مسلم نے مختلف فیہ قرار دیا لیکن جب یہ کلام قابل التفات نہ تھی تو مسلم نے اسپر نظر نفرما کر حدیث ابوہریرہ کی تصحیح فرمائی اور بعض دیگر کو چونکہ اُس کلام پر جو ابوخالد میں کی گئی ہے اطمینان نہوا تو نسبت اس زیادت کی محمد بن عجلان کی طرف کی حالانکہ محمد بن عجلان بھی ثقہ صدوق ہیں چنانچہ بخاری اپنی تعلیقات میں اور مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ترمذی اپنے اپنے سنن میں ان سے روایت کرتے ہیں جوہر نقی میں ہے قلت ابن عجلان وثقه العجلی وفی الکمال لعبد الغنی ثقه کثیر الحدیث وتابعه علیها خارجة بن مصعب ویحیٰی بن علاء کما ذکره البیهقی فیما بعد۔ اور نیز جوہر نقی میں ہے وقد ذکر المنذری فی مختصره کلام ابی داؤد و رد علیه بنحو ما قلنا وابن حزم صحح حدیث ابن عجلان وقدم ان مسلمًا صححه وذکر ابن عمر فی التمهید بسنده عن ابن حنبل انه صحح الحدیثین یعنی حدیث ابی موسیٰ وحدیث ابی هریرة انتہی۔ اس تحریر سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اگرچہ امام احمد کو کسی وجہ سے ابوخالد احمر پر وہم تدلیس تھا مگر اس زیادۃ کی صحت میں انکو کسی طرح شبہ نہ تھا لہذا انہوں نے اس کی صحت کی تصحیح فرمائی فقط۔

الحاصل جو کچھ کلام حدیث ابی ہریرہ میں کسی نے کی ہے وہ بھی مضر صحت اس حدیث کو نہیں ہے چنانچہ واضح ہوگیا پس صحت ہر دو حدیث میں کوئی خدشہ نہیں رہتا لہذا جو کچھ ان دونوں میں کلام کی گئی ہے وہ خلاف قواعد مسلمہ ائمہ حدیث کے ہے کہ جس پر

Marfat.com

اہل دیانت کو کچھ توجہ نکرنا چاہیئے اور نیز یہ ہر دو حدیث جیسا کہ اپنے مزید علیہ کے مخالف
نہیں ہیں اور کسی دوسری حدیث صحیح کے بھی معارض نہیں ہیں چنانچہ اوپر کی تحقیق سے
معلوم ہو چکا البتہ اباحۃ مفہومہ حدیث عبادہ کے خلاف ہے مگر تاریخ سے معلوم ہو چکا کہ حدیث
ہست موخر حدیث عبادہ سے ہے اور رافع اس کی اباحۃ کو اور دیگر احادیث جو موئد اس مذہب
کی ہیں انکی نقل و تصحیح کی حاجت نہیں اب ہر عاقل پر واضح ہو گیا کہ مذہب رابع صحابہ کرام
کا ارجح المذاہب ہے اور موافق احادیث مرفوعہ کے اور آیۃ کلام اللہ شریف
کے پس اس پر طعن کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن کرنا ہے اور احادیث
مرفوعہ اور آیۃ کلام اللہ شریف پر۔ پس اس سے حذر لازم ہے
اور ایسی جرأت کو سخت مضر جانکر ترک کرنا چاہیئے۔
علی ہذا طعن کرنا مذاہب ثلاثہ باقیہ پر بھی دیانت
سے نہایت بعید ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم
وما علینا الا البلاغ واللہ
یہدی من یشاء الی
صراط مستقیم

Marfat.com

مسئلہ وجوب تقلید شخصی

بجواب اشتہار غیر مقلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

تقلید شخصی واجب ہے ۔ حقتعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے رسول کا اتباع فرض کیا اور احادیث تمام اسپر دال ہیں اور یہ بات سب کے نزدیک مقرر ہے مگر فہم کی بات ہے کہ اتباع حضرت وہ کرسکے کہ جس نے آپکی زیارت کی ہو ورنہ بدون حضور خدمت کیونکر ہوسکتا ہے تو لہذا فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسکو بھی نقل فرمایا کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم حق تعالیٰ نے فرمایا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون تو پچھلو نپر پہلوں سے پوچھنا فرض فرمایا صحابہ سے تابعین نے پڑھا اور انکا اقتدا کیا اور علی ہذا تابعین سے تبع تابعین نے پڑھا کہ خود فرمایا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذی یلونہم ان قرون کی تعریف سے یہ مقصد ہے کہ تابعین نے صحابہ سے سیکھا اور تبع تابعین نے تابعین سے اور یہ ہر سہ قرون خیر امت ہیں ان سے میرا طریقہ لو کیونکہ خیریت انکی بسبب علم و عمل ہے اور جو علم و عمل میں اولیٰ ہوتا ہے وہی مقتدا ہوتا ہے پس اب تبعین سنت نبوی پر تحصیل دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے اور انکے بعد تابعین سے اور انکے بعد تبع تابعین سے فرض ہوا اور علی ہذا آج تک یونہی قرن بقرن چلا آیا کہ خود فرمایا بلغوا عنی سب عالم کو خطاب کیا کہ تم تبلیغ دین کی کرو تو ہر زمانہ میں بعبارت صریح حدیث کے علماء سے دین کی تحقیق اور علم نبوی کا سیکھنا فرض ہوا کیونکہ بدون تقلید پہلونکے پچھلونکو ہرگز دین نہیں ہوسکتا مشتہر کو بھی تو دین پہلوں سے ہی معلوم ہوا ہے کسیکی بات ماننا اور اسکو صادق جانکر عمل کرنا اسکے ہی معنی تقلید ہیں اتنی بات مقلدین و غیر مقلدین سب مسلم رکھتے ہیں مگر غیر مقلدین صرف لفظونکی تقلید کرتے ہیں کہ پہلو نسے لفظ سنکر قبول کیئے اور معنی جو چاہے آپ لگا دیئے گو دین کے موافق ہوں یا مخالف ۔ سبحان اللہ صحابہ جو عربی تھی اور فصاحت و معانی و نکات اپنی کلام کی جانتے تھے قرآن و حدیث کے معنے کو حضرت سے اور باہم تحقیق کرتے تھے اور مقصد و معانی کی سیکھنے کی ضرورت جانتے تھے کہ مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے دس برس میں سورہ بقرہ کو سیکھا یہ معانی پڑھتے تھے یا الفاظ ۔ الفاظ کے پڑھنے کی انکو کیا ضرورت تھی بلکہ تفسیر پڑھی تھی اور علی ہذا تابعین و تبع تابعین اور سب علماء کو معنی کی تقلید ضرور ہوئی مگر جہلاء ہند کو کچھ حاجت نرہی کہ فقط پہلے لوگوں کے لفظ دیکھکر اپنی رائے سے جو چاہے معنے گھڑ لیے احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ تابعین قرآن کے متعارض مضامین کو اور غریب لغات کو تحقیق کرتے تھی بہرحال تقلید لفظ و معنی دونوں کی دین میں واجب ہے تو بس اب حسب ارشاد شارع کی تقلید واجب ہوئی اور جو کوئی کسی عالم کی تابعین سے لیکر آج تک تقلید کرتا ہے تو تقلید صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تقلید ہے

Marfat.com

کیونکہ یہ سب واسطہ دو وسائل آپکے ہیں سو تابعین اور تبع تابعین کی تقلید اور اُنکے شاگردونکی تقلید صحابہ کی تقلید اور خود
آپ کی تقلید ہے تو بالضرور تقلید امام ابوحنیفہ رح کی تقلید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی ماور مقلد امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ وغیرہ کا مقلد آپکا ہی ہوا اب ما وجود اسبات کے کہ تقلید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدون صحابہ اور تقلید صحابہ بدون
تابعین کے محال ہے۔ اور قرآن و احادیث میں انکی تقلید کا حکم مصرح مذکور ہو چکا تو یہ ہم پوچھتے ہیں کہ باری تعالیٰ اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے حکم تقلید آئمہ اربعہ کے وجوب کے اور کیا معنی ہیں آیا یہ مقصود ہے۔ کہ قرآن شریف یا حدیث میں
خاصکر بنام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ یا شافعی رحمۃ اللہ مثلاً حکم ہوا کہ فلاں امام کی تقلید کرنا واجب جانیو۔ اگر یہ مطلب ہے تو محض
دھوکا مسلمانوں کو دینا ہے بخاری و مسلم کے الفاظ کی تقلید کی کونسی مصرح حدیث یا قرآن کی آیت ہے یا صحابہ میں سے
چند نام کے کسکے نام کی تصریح آئی ہے۔ معاذ اللہ۔ اور اگر صحابہ کی قرآن میں لفظ اصحابی کالنجوم پر قناعت ہے
ثم الذین یلونھم اور لفظ اہل الذکر کے عموم میں کیا قباحت دیکھی جو یہاں تخصیص اسمی کی ضرورت پڑی اگر مشتہر
ہمسے امام ابوحنیفہ یا امام شافعی کے تصریح اسم کی نص مانگتا ہے تو ہم بھی صحابہ کی ہر ہر احد کے نام کی صراحۃ نص سے پوچھتے
ہیں اور بخاری و مسلم وغیرھما تمام آئمہ حدیث کی تقلید لفظی کی حدیث صریح طلب کرتے ہیں الغرض جب سب مغالطہ اور دھوکا ہے
بات یہ ہے کہ جیسا صحابہ نے حضرت سے دین لیا ویسا ہی تابعین نے صحابہ سے لیا اور تبع تابعین نے صحابہ تابعین سے
اور جب صحابہ کی تقلید کا ارشاد کیا تو سب صحابہ کا گویا نام ہی لیدیا اور جبکہ تابعین کا علم صحابہ کا علم ہے تو سب تابعین نے تقلید کی
ضروری فرمادیا اور علیٰ ہذا القیاس بعد کے قرون میں اور امام ابوحنیفہ رح بھی تابعین میں سے ہیں چنانچہ جلال الدین نے
ایک رسالہ امن باب میں لکھا ہے تو انکی تقلید نص سے ثابت ہوئی کیونکہ انکا سب فقہ اور حدیث صحابہ کے اقوال و افعال سے حاصل
مستنبط ہی اور علیٰ ہذا شافعی رح وغیرہ ائمہ تبع تابعین کے شاگرد ہیں انکا علم بھی صحابہ سے مستفاد ہی پس اب کس منہ سے کوئی انکی تقلید
سے انکار کریگا اور انکی نام کی نص صریح مانگنے میں مشتہر کا قافیہ تنگ ہو گا دیکھیں گے وہ کس کس اپنے مقتدا یونکی نص صریح لاتے
ہاں ایک بات باقی رہی وہ یہ ہے، کہ مشتہر کا یہ مطلب ہو کہ تقلید سب صحابہ و تابعین کی درست و ضرور ہی پھر جا صکر ایک ہے کی تقلید کرنی کیا ضرور
ہے اور وجوب ایک ہے شخص کا کس نص میں آیا ہی نص قرآن و حدیث تو علی العموم سب کے تقلید کا ارشاد فرماتی ہی اور تابعین اور تبع
تابعین کے طرز سے بھی یہ ہی ظاہر ہی کہ وہ کسی ایک کی شاگرد نہیں بلکہ بہت بہت لوگونسے علم و نکا حاصل ہی البتہ یہ بات قابل التفات و جواب
تو اول سو ش کر کی آج بات سنو کہ حدیث اصحابی کالنجوم کی یہ معنی ہیں کہ میری سارے اصحاب مثل ستارہ ہیں تم جس کسی ایک صحابہ کی
بھی اقتدا کروگے تو ہدایت پاؤگے تو مطلب حضرت صلعم کا یہ ہی کہ فقط ایک صحابی خواہ کوئی ہو ہدایت کیواسطے کافی ہی یہ معنی نہیں کہ جو سبکی اقتدا
کروگے تو ہدایت پاؤگے ورنہ نہیں مگر ہاں جب ایک کی اقتدا میں ہدایت ہی اگر چند صحابہ کے اقتدا ہوگی اور مسایل و مواقع متعددہ
میں اصحاب متعددہ سے اقتدا کریگا تو بھی ہدایت ہوویگی تو بس اس حدیث میں آپنے ایک صحابی کی تقلید کو کافی فرمایا اور زیادہ
کی تقلید کو منع نہیں فرمایا اور فی الواقع مسئلہ مختلفہ میں اگر دو قسمین تو ایک کی ہی تقلید ممکن ہے، دو یا تین کی تقلید ہو ہی نہیں
سکتی اور اوپر کی تقریر سے یہ واضح ہو لیا کہ تقلید تابعی کی تقلید صحابی ہی ہے، اور علیٰ ہذا یہ حکم جیسا صحابہ کی نسبت ہے، ویسا ہی

Marfat.com

تابعین اور تبع تابعین وغیرہم کی نسبت بھی ہے کہ ایک کے تقلید ضروری ہی اور زیادہ کی منع نہیں تو بہرحال اتباع دین حاصل ہوتا ہے اور ہدایۃ پاتا ہے اور فاسئلوا الخ کا امتثال پورا حاصل ہوتا ہے اور اصحابی کالنجوم الخ پر کامل عامل بنتا ہے۔ اس تقلید میں کوئی کراہۃ یا کوئی ترک اولیٰ نہیں اور مطلق تقلید کی جو مامور بہ ہے یہ بھی ایک فرد ہے اگرچہ دوسرے فرد کہ چند علما کا مقلد ہونا ہے وہ بھی بر اصل روا اور جائز ہے اور ہم پلہ اس تقلید شخصی کی ہے تو پس مقلد امام ابوحنیفہ رح و امام شافعی رح وغیرہما کا مقلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے انمیں سے کسیکے نام لیکر فرمانیکی ضرورت نہیں کیونکہ کلیہ کی جزئیات اور عام کی افراد بحکم صراحۃ ہی ہوتی ہیں اور اگر مشتہر کا مذہب کلیہ میں صراحۃ اسمی کا ہے تو تمام کلیات و عمومات واردہ نصوص لغو ہو جاوینگے سب زانی و سارق و غاصب اپنے نام سے تصریح مانگینگے جیسا کفار کہا کرتے تھے کہ خاص ہمارے نام حکمنامہ لاؤ الحاصل یہ نہایت چرپوز مطالبہ ہے اور واہی بات اور محض دھوکا ہے بعد دریافت اس بات کے دوسری بات سنو کہ حقتعالیٰ قرآن شریف میں بقولہ لا تفرقوا حکم اتفاق کا اہل اسلام کو دیتا ہے اور اجتماع اور عدم تنازع کو فرض فرماتا ہے اور جو امر تفریق ڈالنے والا ہو اسکو منع اور حرام فرماتا ہے اگرچہ وہ امر مستحب ہے ہو سو جو امر ایک وقت میں مستحب تھا جب اس امر سے مسلمانوں میں فساد ہونے لگا وہ امر حرام ہو جاتا ہے دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندیشہ افتراق امت کے بیت اللہ شریف کی دیوار کو اپنے موقع پر نہ بنایا اور خود آپ نے تطویل قرأت فی الصلوٰۃ کو مستحب فرمایا تھا کہ عمدہ نماز وہ ہے جس میں قرآن زیادہ پڑھا جاوے اور حضرت معاذ نے اسپر عمل کیا تو جب ایک صحابی نے شکایت کی کہ ہم زراعت کرنیوالے ہیں۔ معاذ کی طول قرأت سے ہمکو تکلیف ہوتی ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فتان فرمایا اور چھوٹی قرأت کو واجب کر دیا کیونکہ قرأت کے ادا کرنیکو ادنیٰ درجہ کافی تھا اور یہ طریقہ موجب اتفاق کا تھا اور دوسرا طریقہ حالانکہ مستحسن تھا مگر وقت افتراق کے اسکو فتنہ فرما دیا اور اسپر عمل کرنیوالیکو فتنہ انگیز ٹھیرایا پس قاعدہ مسلم شرع کا ہے کہ اگر ادای واجب کے دو طریقہ ہوں ایک میں فساد ہوتا ہو اور دوسرے میں اتفاق رہتا ہو تو وہ طریقہ جسمیں فساد ہو اختیار کرنا حرام ہو جاتا ہے اور دوسرا طریقہ واجب معین ٹھیر جاتا ہے اگرچہ وہ طریقہ جس میں افتراق ہوتا ہے اصل میں عمدہ ہی کیوں نہو مگر اس عارضی امر سے حرام بنتا ہے اب ان دونو امر کے بعد جواب اس خدشہ کا صاف نکل آیا کہ تقلید شخصی کرنیوالے اہل ہند سے مثلاً اپنے فرض سے فارغ تھے اور امتثال امر خداوندی و دینی میں سرگرم اب اگر عدم تقلید شخصی کو کوئی کرانا چاہتا ہے تو بحکم مقدمہ ثانیہ معلوم ہوا کہ فتنہ و افتراق ایت میں ڈالتا ہے لہذا یہ امر ناجائز ہوا اور تقلید شخصی واجب ہوئی لہذا ہم کہتے ہیں کہ اب تقلید شخصی واجب بالغیر ہوگی اور عدم تقلید حرام بالغیر بنی۔ اور جو کچھ فتنہ اور نزاع اور اختلاف باہم اس عدم تقلید میں ہے وہ سب کو نظر آتا ہے مگر ہاں حقتعالیٰ جسکو کور باطن بناوے وہ اس فساد کی معائنہ سے معذور ہے اب بفضلہ تعالیٰ وجوب تقلید شخصی بخوبی ثابت ہو گیا اور تقلید ائمہ اربعہ میں کسی امام کی بالتعیین واجب و ثابت نص قرآنی اور حدیث نبوی سے ہوگی کسی مسلمان کو تردد لایق نہیں اور یہ سوال مشتہر کا اصل سبب سوالات کی ہے اور یہ بات اسکی جز بہت سے خدشات کی ہے اور مابہ الافتخار اسکا ہے اسواسطے ہمنے اسکو بہت دراز لکھا ہے اس جواب کو بہت غور سے دیکھنا چاہئے کہ صحت فہم سے سب خدشہ رفع ہو جاتے ہیں فقط ۔

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ

Marfat.com

تالیفات قطب زمان شبلی دوران حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہم و افاض علینا من برکاتہم

ضیاء القلوب	۳ر	مثنوی تحفۃ العشاق	۱۰ر
غذای روح	۳ر	ارشاد مرشد	۰ر
گلزار معرفت	۲ر	دردنامہ غمناک	ـــر
جہاد اکبر	۱ر		

تالیفات مولانا اشرف علی صاحب دام مجدہ

تعلیم الدین

ضروریات مسایل و نصائح و اشغال و مراقبات و مکاشفات قیمت ۶ر

فروع الایمان

مومن میں جو صفات ہونی چاہئیں یعنی خصال ایمان قیمت ۲۰ر

صفائی معاملات

فقہ کی ضروری باتیں جنکی ہر فرد بشر کو ضرورت رہتی ہے معاملات بیع و شرا و اجارہ وغیرہ میں قیمت ۱۰ر

مکتوبات امدادیہ

حضرت صاحب کے خطوط بنام مولوی صاحب موصوف قیمت ۲۰ر

اصلاح الرسوم

یہ کتاب نہایت مفید واقع ہوئی ہے جس میں رسوم مروجہ زمانہ ہذا کو جو بیاہ شادی و عقیقہ ختنہ وغیرہ تقریبات میں شایع ہو رہے ہیں مدلل طور پر باطل فرمایا ہے اور اس سے بھی مطلع فرمادیا ہے کہ مسنون طور پر یہ امور کیسے ادا کئے جاویں ۔ قیمت ۳ر

جزاء الاعمال

اس رسالہ میں اس امر کو ثابت فرمادیا ہے کہ نیکی اور بدی سے دنیا و آخرت میں کیا کیا نتائج و ثمرات پیش آتے ہیں ۔ قیمت ۱۰ر

تحقیق تعلیم انگریزی

انگریزی تعلیم پر مفصل اور مدلل بحث اور اسکی عمدہ تحقیق قیمت ـــر

تالیفات حضرت مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوے

رحمۃ اللہ علیہ

جس نے مولانا کی تقریر سنی ہوگی وہ تو جانتا ہی ہوگا اور جس نے نہیں سنی وہ آپ کی تالیفات سے دریافت کرسکتا ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے کس درجہ کا علم و فہم عطا فرمایا تھا

ہدیۃ الشیعہ	عہ	یہ تینوں رسایل جواب اعتراضات شیعہ میں تالیف فرمائے ہیں
اجوبہ اربعین	عہ	
انتباہ المومنین	۱ر	
تقریر دلپذیر	زیر طبع	ان دونوں میں دلائل حقانیت دین اسلام ہیں ۔
حجۃ الاسلام مع تتمہ	۳ر	
مباحثہ شاہجہاں پور	۶ر	ان چاروں رسایل میں وہ مباحثے درج ہیں جو مولانا نے غیر مذہب والوں سے کئے یا ان کے جواب عقلی دلایل سے تحریر فرمائے ہیں ۔
میلا خدا شناسی	۲۰ر	
انتصار الاسلام	۲۰ر	
قبلہ نما	۵ر	

آبحیات

یہ مضامین نہ کہیں دیکھے نہ سنے یہ کتاب آپ نے سفر حج میں حضرت مرشد برحق کو سنا کر صلہ دعا و تحسین کا خلعت لیا تھا ۔ اس میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا اثبات ہے قیمت عہ

تصفیۃ العقائد

سرسید احمد خان کی ایک تحریر کا جواب ہے قیمت ۲۰ر

توثیق الکلام	۱۰ر	ہر دو بحث قرأت فاتحہ خلف الامام
دلیل محکم	۱۰ر	

تحفہ لحمیہ

انسان بحسب فطرت گوشت خوار بنایا گیا ہے ۔ قیمت ۰ر

قصائد قاسمی	۲ر	جمال قاسمی	۱ر
لطائف قاسمی	۱۰ر	تحذیر الناس	۲۰ر

وغیرہ رسایل مضامین مختلفہ میں موجود ہیں ۔

المشتہر

محمد یحییٰ کاندھلوی مقیم لال مسجد گنگوہ ضلع سہارنپور

Marfat.com

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ ہدایت مقالہ موسومہ بہ

ادلۂ کاملہ

بجواب دس سوالون مولوی محمد حسین لامذہب لاہوری کے جسکا اشتہار اونھون نے چھپوایا اور تمام

علمائے حنفیہ سے اُسکا جواب طلب فرمایا ایک عالم دیندار باوقار نے بطور جواب الزامی

و تحقیقی تحریر کیا ہر سوال کا جواب دندان شکن دیا واسطے ہدایت

اہل اسلام کے اہتمام امیدوار رحمت و غفران ایزد سبحان

محمد عبد الرحمن تربیت یافتہ اخ مبرور

محمد مصطفے خان مغفور

سے

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ واز واجہ و
صحبہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ احقر زمن بندہ محمود حسن دیوبندی حضرت مشتہر جناب مولوی
محمد حسین صاحب مشتہر اشتہار مطبوع سفیر ہندوستان امرتسر کنجد متمین یہہ گذارش کرتا ہی کہ
اِس چھوٹے منہ پر بڑی بات کا ارادہ تہا تو امام ابی حنیفہ ہی پر کیون قناعت فرمائی
آپکی بلند پروازی کے لئے ہنوز گنجائش بہت تہی صحابہ رسول اللہ صلعم سی گذر کر جناب باری
تک پونہچنا تہا کام بہی بڑا ہوتا نام بہی بڑا ہوتا آپ سو روپیہ کی طمع دیتے ہین ہم آپ سی فقط فہم و فراست
وانصاف کے طالب ہین ورنہ پھر آپ ہونگے اور ہم ہونگے ہمارا ہاتھہ ہوگا اور آپکا دامن روز جزا خدا اور
رسول خدا ہونگے اور یہہ مقدمہ پیش ہوگا زیادہ کیا عرض کیجئے۔ جناب من ابتک ہم بوجہ
نے تعصبی خاموش رہی آپنے میدان سخن پاکر ہاتھہ پانون ہلانے شروع کئے اب آپکی چھیڑ
کی نوبت یہانتک پونچی کہ اشتہار جاری ہونے لگے۔ اِس فتنہ انگیزی پر کوئی کہانتک چپ رہی
اِسلئے سر دست ہم بہی کچھہ کچھہ عرض کرتے ہین اسکے بعد بہی اگر آپ ہاتھہ پانو ہلائینگے تو پھر ہم بہی
انشاء اللہ ہاتھہ دکہائینگے ورنہ خیر ہم خود اہل اسلام کی نزاع فیمابین کو پسند نہین کرتے
آپ اور دن سے ہر دعوے پر جب نص صریح متفق علیہ کے طالب ہین تو اپنے دعووں کے لئے اگر ایسی دلائل سی بڑہکر
نہین تو ایسی تو بالضرور ہی آپنے لگا رکہی ہونگی اِسلئے بروی انصاف وقواعد مناظرہ اول آپکو یہہ لازم تہا کہ
اپنے مطالب کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتے پہر کہین کسی اور سی الجہنے کو طیار ہوتے اور ہمکو بہی اسیوقت جواب دینا مناسب
تہا مگر بوجوہ چند در چند اِس کشمکش مین پہنسکر اپنے اوقات کا خون کرتا ہون پر یہہ عرض کئے دیتا ہون

Marfat.com

کہ سرِدست تمین روایات کا پتا بتائی دیتا ہون اگر آپ اپنے مطالب کے لئی نصوص صریحہ لائین گے اور اُنکی صحت و اتفاق ثابت کر دکھلائینگی تو پھر ہم بھی انشاء اللہ اسباب مین قلم اُٹھائینگی اور یہہ بھی اسیوقت بتلائینگی کہ کونسی مطالب کو کسقدر جرح کا ثبوت درکار ہی یعنی تواتر و صحہ و حسن و ضعف وغیرہ مراتب روایات مین سے کونسی بات کس مطلب کے لئی درکار ہے اِسلئی اِن اسباب کو تو ابھی یون ہی رہنے دیجئی پر اپنے اعتراضونکا جواب سُن لیجئی ؛

دفعہ اول آپ ہم سے رفع یدین نکرنے کی حدیث صحیح متفق علیہ مانگتی ہین جو دربارہ عدم رفع نص صریح بھی ہو ہم آپ سے دوام رفع یدین کی نص صریح حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہین اگر ہو تو لائیے اور دنُں کے بدلے بیس لیجائیے ورنہ کچھہ تو شرمائیے اور یہہ بھی نہو تو آپ آخری وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مین کسی نص سے آپکا رفع یدین کرنا ثابت کیجئی اور دنُں کی جگہہ بیس لیجئی اور نہو سکے تو پھر کسیکے سامنے مُنہہ نکیجئی زیادہ وسعت چاہیئے تو ہم صحیح کی بھی قید نہین لگاتے چہ جائیکہ متفق علیہ ہو اگر اسپر بھی آپ سے کچھہ بن آئے تو پھر آپ ہی فرمائین کہ اب متبع حدیث و سنت کون ہے آپ یا ہم - درصورتیکہ دوام رفع اور آخر وقت مین رفع کسی حدیث سے ثابت نہوا تو بقاؤ نسخ رفع سے احادیث رفع ساقط ہونگی اور اِس سبب سے احادیث نسخ و ترک رفع کی معارض نہونگے جو آپکو یہہ گنجایش ملے کہ احادیث رفع کو احادیث ترک پر ترجیح دینے کیواسطے آمادہ ہون مگر اسصورتمین حنفی متبع حدیث ہونگے اور آپ اپنی رای کے تابع اور اِتنی بات آپ بھی جانتے ہی ہونگے کہ احادیث ترک رفع بہرحال آپکی رای نارسا اور اجتہاد ناروا سے کہین بہتر ہین مگر یہہ یاد رہے کہ ترک اُن احادیث مین بمعنی عدم فعل نہین بلکہ موقوفی بعد دوام مراد ہے جس سے نسخ رفع عیان ہے ؛

Marfat.com

دفعہ دوم آپ ہم سے اخفاء آمین مین احادیث صحیحہ متفق علیہا کے طالب ہین جو نص صریح بھی ہون ہم آپ سے نص صریح حدیث صحیح دوام جہر کے طالب ہین اگر ہون تو لائیے اور دس کے بدلے بیس لیجائیے ورنہ پہر یہ بات منہ پر نلائیے اور زیادہ وسعت کی طلب ہے تو آخری وقت نبوی صلعم ہی مین آپ سے جہر کا ثبوت دیجئے اور دس کے بدلے بیس لیجئے ورنہ تم ہی فرماؤ متبع حدیث کون رہا ہم یا تم درصورتیکہ احادیث جہر دوام جہر پر دال نہین آخری وقتمین جہر پر کوئی حدیث دلالت نہین کرتی تو پھر اصل مین بقاء جہر و نسخ جہر دونون احتمال برابر ہوئی اسلئے احادیث جہر احادیث اخفاء کو ترک جہر کی معارض نہوئین بلکہ بقاء و نسخ دونون سے ساکت نکلین پس عمل اُن پر واجب نہین تو اولے تو ضعیف ہی ہوگا کیونکہ احادیث اخفاء نسخ جہر پر نہین تو اولویت اخفاء پر تو ضرور ہی دلالت کرتی ہین خاصکر جب یہہ لحاظ کیا جاے کہ انکم لاتدعون اصم ولا غائبا او کما قال وغیرہ نصوص اخفاء دعا کی افضلیت پر دلالت کرتی ہین اسوجہ سے حنفی متبع حدیث ہونگے اور آپ تابع رائے نارسا مصرعہ

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛

دفعہ سوم آپ ہم سے اُن احادیث کے طالب ہین جو زیناف ہاتھہ باندھنی پر بطور نص دلالت کرین اور پھر صحیح بھی ہون اور صحیح بھی کیسی متفق علیہ ہم آپ سے اُن احادیث کے طالب ہین جنسے توسعہ اور تعمیم نکلتی ہو یا سوائے زیناف کسی خاص مقام پر دوام ہو اگر ہون تو لائیے اور دس نہین بیس لیجائیے ورنہ پھر زبان ہلائیے بلکہ باز آئیے اور سمجھہ جائیے کہ حنفیونکی بات یونہی ٹہکانے نہین اور اگر آپکو ابوداؤد وغیرہ کی کسی خاص نسخہ پر نظر ہے تو بعد تسلیم صحت اتفاق صحت کے جو آپکی ہان عمل کے لئے شرط لگائی گئی ہے

اِسبات کو اول ثابت فرمائیے کہ وہ نسخہ احادیث زیر ناف ہاتھ باندھنے کی نسبت
کیونکر معارض ہے جو متروک ہو جائین اور اس بحث مین حنفیہ کے نزدیک بھی تو ادلہ
صحیحہ مرفوعہ و موقوفہ موجود ہین جسکو شوق تفصیل ہو رسالہ ملا ہاشم سندی و ملا قائم
سندی ملاحظہ کرلے ؛

دفعہ چہارم آپ ہم سے اُن احادیث کے طالب ہین جنسے خاص مقتدیون کو
ممانعت قرأت ثابت ہو۔ ہم آپ سے اُس حدیث کے طالب ہین جس سے مقتدیون
کو امر وجوب قرأت بطور نص نکلتا ہو اور پھر وہ حدیث صحیح بھی ہو اور صحیح بھی کیسی
متفق علیہ بھی ہو اگر ہو تو لائیے اور دس نہین بیس لیجائیے پر حدیث عبادہؓ جو ترمذی
مین مرقوم ہے اُس کیطرف توجہ نفرمائیے اول تو وہ صحیح نہین اور کسی نے صحیح بھی کہدیا تو
اِس سے اتفاق ثابت نہین ہو سکتا جو آپکی شرائط مقبولہ مین سے ہے علاوہ برین
آپ حدیث مانگتے ہین ہم اول تو قرآن کی آیہ عرض کرتے ہین واذا قری القران
فاستمعوا لہ وانصتوا اور پھر یہہ عرض کرتے ہین کہ یہہ دلیل وہ ہے جسکو حضرت
ابو ہریرہؓ اور حضرت امام شافعیؒ بھی مان گئے ہین جو تمام جہان مین ایجاب قرأت علی المقتدی
مین ممتاز ہین یہ ہی وجہ ہے کہ ایکصاحب تو تتبع سکتات امام کی تکلیف دیتے ہین
اور ایکصاحب فاتحہ اور سورہ کے درمیان سکتہ طویلہ نکالتے ہین اگر مخالفت آیہ کا کھٹکا تھا
تو پھر ماخذ و جواب قرأت فاتحہ علی المقتدی تو خود ہی مطلق اور عام تھا اِس تجویز غیر مروی
کی ضرورت کیا تھی۔ اب آپکی خدمت مین یہہ گذارش ہے کہ یا تو آپ کسی حدیث صحیح

Marfat.com

صحیح متفق علے صحتہا سی چھوڑ ضعیف ہی سی سکتہ طویلہ درمیان فاتحہ وسورت کے یا
مطلقاً ہر رکعت مین ثابت فرمائین اور دلس نہین بس لیجائین یا تتبع سکتات امام ہی کسی
روایت مرفوع سی ثابت فرمائین صحیح نہو ضعیف ہی روایت سہی پر اتنا تو ہو کہ اجتہاد
صحابی کا احتمال نرہی پھر ہم سی دلس نہین بس لیجئی ورنہ پھر عدم تعمیل آیۃ کی فکر کیجئی
اور یکھہ سمجھہ لیجئی کہ اول تو حدیث غیر متواتر وجوب عمل مین ہم سنگ قرآن نہین ہوسکتی
اور بالفرض بفرض محال ہوئی بھی تو اگر آپ متبع حدیث ہونگی تو ہم متبع قرآن مصرعہ
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ اسکے بعد اگر آپ آیۃ مین کچھہ تخصیص کرینگے تو
ہم حدیث مین تاویل کرینگے اور بروقت موازنہ آپکو انشاء اللہ معلوم ہوجائیگا
کہ کسکی بات غالب ہی باقی رہی اور احادیث اور سوا ہی اُنکے اور دلائل اور اتفاق
جم غفیر اُنکو ابھی ہم بھی پیش نہین کرتے یار باقی صحبت باقی ٭

دفعہ خامس آپ ہم سی وجوب تقلید کی دلیل کے طالب ہین - ہم آپ سے
وجوب اتباع محمدی صلے اللہ علیہ وسلم و وجوب اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہین
اگر ایک انمین سی دوسری کے لئی وجوب اتباع کی سند ہی تو پھر اوسکی وجوب اتباع
کی کیا سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب الاتباع ہونا اگر قرآن سے
ثابت ہوتا ہے تو قرآن شریف کا واجب الاتباع ہونا کہان سی ثابت ہوا اور قرآن
شریف کا واجب الاتباع ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سی ثابت
ہوا تو رسول اللہ صلعم کا واجب الاتباع ہونا کہان سی ثابت ہوا بجز اس کے کہ

Marfat.com

آپ اپنے آپکو یا اپنے اقران و امثال کو مہبط وحی آسمانی قرار دین اور رسول اللہ صلعم کی
خاتمیت کو رلا ملا دین اور کوئی تدبیر نہین مگر ہر چہ بادا باد آپ ایسی ہی سند غیر معتبر
لائین اور دنس نہین بین لیجائین ورنہ ہماری طرف سے یہہ گذارش ہی کہ آپ جس
موطن سے سند وجوب اتباع نبوی و قرآنی نکالکر لائین گے اُسی موطن سے ہم سند
وجوب اتباع امام نکالکر دکہلائین گے ؛

دفعہ سادس ظہر کے وقتین اور عصر کے وقتین صاحبین کا تو وہی مذہب ہی جو
اور امامون کا ہے اور امام اعظم سے بھی ایک روایت یہی ہی اور اسی پر حرمین
شریفین زادہما اللہ شرفا وغیرہ مین عمل ہی مگر ظاہر الروایت مین امام سے یہہ روایت ہی کہ
ظہر مثلین پر ختم ہوتا ہی اور عصر مثلین سے شروع ہوتا ہی خیر ہمکو بوجہ نے تعصبی کسی بات
پر اڑنا نہین مگر جب آپ بیوجہ لڑنے کو طیار ہین تو نے جواب دے رہا بھی نہین جاتا۔
سُنئے موطا امام مالک رض مین بروایت امام محمد رض اور بروایت یحیی بن یحیی حضرت ابوہریرہ رض
سے ایک روایت ہی جسمین لفظ صل الظہر اذا کان ظلک مثلک والعصر اذا کان ظلک
مثلیک موجود ہے۔ یہہ روایت ہر چند موقوف ہی لیکن بات ایسی ہے جسمین
رای صحابی کو مداخلت ممکن نہین اس لئے خواہ مخواہ بالمعنی مرفوع کہنا پڑیگا اور چونکہ
اسباب مین جہان مثل اور مثلین آتا ہی وہان علاوہ فی الزوال مثل اور مثلین
لیا جاتا ہے تو یہان بھی یہ ہی کرنا پڑیگا ورنہ سخت ناانصافی ہے اسصورت
مین آپ ہی فرمائین کہ ظہر کی نماز حسب ارشاد حدیث بعد مثل واقع ہوگی یا قبل مثل

Marfat.com

اگر جب وقت ظہر بعد المثل باقی ہی تو لاجرم شروع عصر بعد المثلین ہوگا کیا عجب ہی کہ اوقات
بین آخر کار تغیر و تبدل واقع ہوا ہو ظہر کا وقت مثل سی منسوخ ہوکر مثلین تک پونہچگیا ہو اور
بھہ زیادتی عصر مین باعث نقصان ہوئی ہو اسلئی مقتضاے احتیاط تقوی تو یہہ ہی کہ تا میقدور
ظہر مثل سی پہلے پہلے پڑھ لیا جاے اور اگر اتفاقاً بشریت سی قبل مثل اتفاق نہوا ہو تو پہر مثلین
ہی سی پہلے پڑہ لے اور عصر ہمیشہ بعد مثلین پڑہا کری اور بظاہر منشا و ظاہر الروایت یہی
ہی اور غور کیجی تو یہہ بات دور از عقل نہین کیونکہ احادیث اوقات محکم نہین جسمین احتمال نسخ
نہو پھر اسپر روایۃ مشار الیہا موجود جو نسخ کیجانب مشیر ہی تعارض ہوتا تو ہم او نہین
احادیث کو ترجیح دیتی جنسی مثل کو حد فاصل بین الوقتین بنایا ہی مگر جب تک اختلاف و قت
ممکن ہو تو دعوی تعارض کیونکر ثابت ہوسکتا ہی اسلئی یہہ عرض ہی کہ جب ترجیح احادیث
مشار الیہ کی کوئی صورت نہین تو پہر ان احادیث پر عمل کرنے سی کیا انکار ہی کیا آپکی راے
بھی سی یہہ حدیثین گئی گذرین اتباع و سنت و احتیاط دونون حاصل انکو یک لخت چھوڑ دیجے
تو پھر عدم اداے فرائض کا کھٹکا سر پر ہان اگر آپکے پاس کوئی ایسی حدیث صحیح ہو جو دربارہ
دوام ادار صلوۃ عصر قبل المثلین نص صریح ہو یا فقط آخری وقت ہی مین ادار صلوۃ عصر
قبل المثلین پر نص صریح ہو اور پھر صحۃ مین متفق علیہ بھی ہو تو لائیی اور دنل نہین بیش
لیجائیی پر اتنا یاد رکھیی کہ نص و غیر نص کا سمجھنا ہر کسیکا کام نہین سوچ سمجھکر کام کیجیی گا
ورنہ ایسا نہو ع مین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ؛

دفعہ سابع تساوی ایمان کے اگر یہہ معنی ہین کہ شدت و ضعف و قوت مین برابر ہو

Marfat.com

تو آپ ہی فرماوین کہ یہہ کون کہتا ہی اور اسکی کیا سند ہے اگر ہو تو لائی اور دس نہین بیس
لیجائی ورنہ اِس تہمت نے اصل سی باز آئی کچھہ تو خدا سی شرمائی اور اگر یہہ مطلب ہی کہ جن
باتون پر انبیاء اور ملائک کو ایمان ہی اُنہین باتون پر عوام کو بھی ایمان ہی اسمین بھی
عوام اُنہین کے قدم بقدم ہین تو پھر سو آپکے اسکا منکر ہی کون ہوگا اگر حنفیون مین سی اسکا
کوئی منکر ہو تو بتلائی اور سند دکھلائی اور دس نہین بیس لیجائی ورنہ تہمت بیجا سی
باز آئی کچھہ تو خدا سی شرمائی زیادہ کیا عرض کرون اگر یون کہون کہ ایمان مقولہ کیف
سی ہی اور کیف قابل قسمت و نسبتہ بذات خود نہین ہوتا جو کمی بیشی مساوات کا امکان ہو
تو آپ بموجب آیات و احادیث مشعرہ زیادت کو پیش کرکے اوقات خراب کرینگے حالانکہ
اُن آیات و احادیث مین جہان زیادتی پر دلالت ہی وہان یہہ بھی دلالتہ ہی کہ وہ
زیادتی باعتبار تزائد احکام و اخبار تھی جو اُسوقت بوجہ تجدد نزول وحی ہوتی رہتی تھی
اور اب کسیطرح متصور نہین باعتبار اصل ایمان نتہی یہہ میری گذارش اُن صاحبونکی خدمت
ہی جو اس شرب سی بھی واقف ہین اور فہم و انصاف بھی رکہتی ہین ورنہ اُن صاحبونکی خدمت
کے لئی جیسی اکثر غیر مقلدین ہوتے ہین وہ اول ہی مضمون کافی ہی وہ صاحب اسمضمون کے
جواب کی تکلیف نہ اُٹھاوین مفت حیران ہونگے اور کچھہ کام نچلیگا ۞

دفعہ ثامن جواب تو آپکے اِس اعتراض کا فقط اِتنا ہی کہ منکوحہ غیر کی نسبت حنفیون
کا یہہ قول ہی نہین دُرمختار اور شامی موجود ہی اگر آپ سچے ہین تو سند معتبر دکھلائی اور دس
نہین بیس لیجائی خدا جانے یہہ افترا ہی یا خوبی فہم ہی۔ اگر خوبی فہم ہی تو ترک تقلید کے

Marfat.com

لئی عذر معقول ہی مگر ہان بتا یدبعد عذر سہو یا قلت تدبر آپ یہ ارشاد فرمائین کہ منکوحہ غیر نسبہی
غیر منکوحہ کی علت بھی اسطرح معقول نہین اسلئی یہہ گزارش ہی کہ قبل از جواب ایکدو بات
سنلیجئے اور بے تعصب اور بے انصاف بھی کیجئے ایسی علت ملک جس سی اسکا معلول متخلف ہی
نہو سکے بدلائل عقل و نقل وہ قبضہ ہی حدوث ملک اول اسی سی ہوتا ہی اسکی بعد کہین بیع و شرا
کی نوبت آتی ہی مگر بیع قبض القبض کا ممنوع ہونا پھر اسی بات پر دلیل کامل ہی کہ قبضہ علت ملک ہی
ادہر مہاجرین کو خدا کا فقرا کہنا حالانکہ اکثر صاحب بہت کچھہ چھوڑ گئی تھی وہ بھی نے اسکی متصور
نہین کہ علت ملک قبضہ ہی اسکی اٹھہ جانے سی ملک گئی تو وہ فقرا کہلائی اور وارث گو ظاہر
کی نظر مین قبل القبض مالک ہو جاتا ہی مگر جب یہ لحاظ کیا جاے کہ وارث قائم مقام مورث ہو جاتا ہی اور
بحکم یوصیکم اللہ خدا کیطرف سی یہہ تبدیلی ہوتی ہی تو یہہ بات خود واجب التسلیم ہو جاتی ہی کہ جیسی
درصورت تبدیلی اجسام یکی بجائی دیگری وہ فوقیت و تحتیت جو جسم اول کو نسبت فرش و سقف حاصل تھی
بعینہ جسم ثانی کیطرف عائد ہو جاتی ہی ایسی ہی اسصورتمین قبضہ مورث بعینہ اسکی طرف خود عائد ہو جاتا
ہی یہہ نہین کہ مثل بیع شرا دوسرے مال کو اپنی طرف کھینچتا ہی اور اپنی مال کے قائم مقام کر لیتا ہی یہہ فرق
بشرط فہم اسبات کو مقتضی ہی کہ یہان تازہ قبضہ چاہیئے اور وہان وہی قبضہ مورث اس کیطرف
آجاتا ہی اسوقت اتنی بات پر اکتفا کرتا ہون اگر آپ صاحب فہم و فراست ہین تو اتنی ہی بات سی
اصلی باتکو سمجھہ جاوینگی ورنہ آپ کچھہ اعتراض فرماوینگی تو پھر ہم بھی انشاء اللہ آپکو تماشا دکھاینگی
دوسری بات یہ ہی کہ جیسی بشہادت خلق لکم مافی الارض جمیعا مافی الارض قابل ملک بنی
آدم ہین ایسی ہی بدلالت خلق لکم من انفسکم ازواجا وغیرہ عورتین قابل ملک شوہر ہین یہان بھی وہی
قبضہ ہوگا تو ملک ہوگی نہین تو نہین۔ تیسری بات یہ ہی کہ عقد نکاح کو بیع نکہیئے تو اجارہ
کہنا پڑیگا مگر اجارہ کہیئے تو اوس کے بطلان کے لئے یہ ہی کافی ہی کہ نہ اجل معلوم

Marfat.com

نہ کار محدود پھر جائز ہو تو کیونکر ہو اگر اجارہ ہوتا تو نکاح بطور معروف جائز نہوتا ہوتا تو
متعہ جائز ہوتا ادہر طلاق یکطرفی اُس اعتاق کے مشابہ ہی جو مالک ہی کیطرف سی ہوتا ہی ادہر خلع
کا مشابہ کتابت ہونا اسبات پر شاہد ہی کہ یہان بھی ملک ہی ہوگی جو یہہ لین دین ہے
چوتھی بات یہہ ہی کہ جسقدر روح اپنی بدن پر قابض ہی اُسقدر اور کوئی کسی چیز پر قابض
نہین اوسکے قبضہ کے بھروسی اور بھی جاندار دن بہے منتفع ہوتے ہین روح کا قبضہ
نہو تو پھر حیوان سے انتفاع محال ہی ادہر ابدان حیوانات مین سی خاصکر بدن انسان کا نافع
ہونا اور بمعنی لائق میلان خاطر مال ہونا ایسا ظاہر ہی کہ اور کسیکا نافع ہونا اور مال ہونا ایسا
ظاہر نہین کیونکہ اور چیزین اسیکی حفظ و ترمیم کے باعث نافع اور مال کہلاتی ہین اسصورتمین
جیسی ارواح کا مالک ابدان ہونا بوجہ اکمل ہوگا ایسی ہی ابدان کا مملوک ارواح ہونا بھی مثل ارواح کے مالک
ابدان ہونیکے بدرجہ اتم ہو کیونکہ مالک ہونیکے لئی قبضہ اور مملوک ہونیکے لئی مالیت چاہئیے جسمین وہ دونون
زیادہ اُنتی ہی یہہ دونون زیادہ مگر چونکہ سوار تو والد اور منافع کے حساب سی تو خود
روح اپنی بدن سی منتفع ہوتی ہی تو اُسکو اپنی بدن کی بیع اِسوجہ سی بھی ممنوع ہوگی
کہ اُسمین غیر کو استحقاق تملک ہی نہین کیونکہ وہ خاص اسیکے لئی بنا ہی ہان مافی الارض
بدلالۃ عقل و اشارہ خلق لکم مافی الارض سبکے لئی ہی اُسکی بیع ہو تو کچھہ حرج نہین اور
اِسوجہ سی بھی ممنوع ہوگی کہ تذلل بنی آدم اصل مین خدا کے لئی ہی اور عزت بنی آدم
خاص اُسیکا حق ہی یہی وجہ ہی کہ سوا اُسکے غیر سی ممنوع ہوا چہ جائیکہ اُسکی عبادت پھر
انصورتمین بیوجہ اپنی آپکو کیون ذلیل کیا اور اسوجہ سی بھی ممنوع ہوگی کہ تسلیم مبیع

Marfat.com

اور پھر مبیع سے انتفاع نے اعانت بائع یعنی روح متصور نہین اور آپ خود جانتی ہین کہ
بیع اور شرط زائد حدیثو نمین ممنوع ہی ہان اپنی بدن کے خرید لینے مین البتہ کچھہ خرابی نہین
اِسلئے بدل کتابت دیکر خرید لینا ممنوع نہوا مگر عورت بحساب نفع تو الد جو اُسکی پیدائش سے
خاص غرض ہی اور موافق ارشاد نساء کم حرث لکم مردون کے حق مین اِسلئے مطلوب ہی
اپنی آپ اپنی بدن سے منتفع نہین ہوسکتی یعنی مثلاً آنکھہ ناک سے اپنا کام نکال سکتی ہی
پر اپنی رحم سے خود کامیاب نہین ہوسکتی یعنی ممکن نہین کہ مثل مرد خود اپنی آپ سے جماع
کرے اور بچے جنوائے اِس حساب سے عورت مثل جمادات ہی جسیے اُنکے منافع سے
خود اُنکو کچھہ نفع نہین ایسا ہی یہان بھی سمجھہ لیجئے اور ظاہر ہے کہ جمادات مین مملوکیۃ
بدرجہ اتم ہی کیونکہ مالکیت کا شائبہ بھی نہین اسلئے اگر عورت اپنی رحم کو بیچدی تو نہ اسوجہ
سے کچھہ دقت پیش آتی ہے کہ بنایا تھا خاص اوسکے لئے مثل ما فی الارض جسکی عموم
مطلوبیت پر نے تخصیص لکم فرما دینا دلالت کرتا تھا عام نہ تھا پھر بیع کیون کر دیا
کیونکہ رحم اوسکے لئے ہوتا تو خود منتفع ہوسکتی بلکہ بدلالۃ خلق لکم من انفسکم ازواجا اولٹا
مردون کے لئے اوسکا ہونا نکلتا ہی اور نہ اِسوجہ سے کچھہ دشواری پیش آتی ہے کہ بیع مین
اپنی توہین لازم آتی ہے کیونکہ مرتبۂ اصلی مین کمی آئی تو توہین لازم آئی جب عورتین
خود مردون ہی کے لئے مخلوق ہوئین تو پھر کیا توہین ہی اور نہ اِسوجہ سے کوئی دشواری
کہ بیع مین اپنی اعانت شرط ہوگی جس سے بیع اور شرط کا اجتماع لازم آئیگا جو
بالیقین ممنوع ہی کیونکہ عورتین جب مرد ہی کے لئے مخلوق ہوئین تو پھر اِس حساب سے

Marfat.com

جیسی جانورون کی ارواح سی کام لینا ممنوع نہین عورتون کی ارواح سی بھی اُنکا مون
کالینا ممنوع نہوگا جس کے لئی وہ بنائی گئین الغرض شرط اُس امر کی ممنوع ہوتی ہی
جسکا پہلے سی استحقاق نہین ہوتا کیونکہ اِسصورتمین ربوالازم آتا ہی اور جسکا استحقاق
ہوتا ہی اُسکا شرط کرنا ہی فضول ہوتا ہی جیسی بیع مین قبضہ کی شرط کرلیجاوے تو
الیضاح مبہم ہوتا ہی کوئی نئی بات نہین ہوتی — پانچوین یہہ بات ہی کہ اگر عورت
و مردمین تسادی نوعی نہوتی تو تسفل صنفی جسپر آیۃ خلق لکم من انفسکم ازواجا دلالت
کرتی ہی خود اِسبانکو مقتضی تھا کہ مثل حیوانات فقط قبضہ کافی ہوجاہی اور بیع کی حاجت
نہ پڑے مگر یہہ تسادی نوعی جسکا بقا تا بقاء ایمان ہی مانع عروض ملک تھا —
شرح اِس معما کی یہہ ہی کہ منفعت توالد تو مرتبہ صنفی سی متعلق ہی اور منافع باقیہ مثل
منفعۃ چشم وگوش ودست وپا وغیرہ اعضا مرتبہ نوعی سی متعلق ہین اور یہہ دونون
مرتبہ باہم ایسی مخلوط ہین کہ تقسیم کی کوئی صورت نہین پھر اسپر طُرّہ یہہ کہ جسم نسوانی
جس سی یہہ منافع متعلق ہین اصل مین اُنکا مقبوض ہی جس سی اُنکا مالک ہونا ظاہر یا ہی
ہے رہی یہہ بات کہ خود عورتین اپنی رحم وفرج سی منتفع نہین ہوسکتین اِس سے
درباره ملک اعضاء تناسل کچھہ حرج نہین ہوسکتا ورنہ یہہ معنی ہون کہ خداوند غنی
عن العالمین کسی چیز کا بھی مالک نہین اِسلئی بعد تحقق قبضہ تام مالکیۃ نساء اور مملوکیۃ
اعضاء تناسل کا اقرار لازم ہی اور پھر بوجہ ارشاد خلق لکم من انفسکم ازواجا
اور نیز بدلالت انتفاع مرد بطور فاعلیت مرد ونکا بہ نسبت زنان بحیثیت منفعۃ مذکورہ

Marfat.com

مالک ہوسکنا ممکن ہوا اور عورتونکا بہ نسبت مردون کے بحیثیت منفعۃ مذکورہ مالک ہونا ممکن
نہوا کیونکہ عرض ملک علو مرتبہ مالک اور تسفل مرتبہ مملوک کا خواستگار ہی تعاکس مراتب
مین یہہ بات متصور نہین اسلئے بیع کی ضرورت پڑی اور مہر ثمن مین مقرر ہوا ہان تقسیم
ممکن ہوتی تو یہہ بھی متصور تھا پر کیا کیجی ہبہ مشاع نے تقسیم صحیح نہ تھا باقی رہے
رسول اللہ صلعم اونکے لئی ہبہ کا جواز بانیمعنی ہی کہ آپ اصل ہین بعد خدا مالک عالم ہین
جمادات ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم اگر کوئی صاحب لوجہین گے
اور فہیم ہونگے تو شاید ہم اسبات کو آشکارا بھی کردین - القصہ آپ اصل ہین مالک
ہین اور یہہ ہی وجہ ہی کہ عدل و مہر آپکے ذمہ واجب تھا اور یہہ مراعات نکاح و شرائط
نکاح اور بات پر مبنی تھی بالجملہ تا بقاء ایمان انتفاع منافع نکاح کے لئی بیع کی
ضرورت ہی ہان درصورت زوال ایمان بحکم اولئک کالانعام بل ہم اضل انسان مرتبہ
نوعی سے گرکر زمرۂ انعام مین داخل ہوجائیگا اور مثل انعام بمجرد قبضہ تام ملک مین آجائیگا
اور کیون نہو بدلالۃ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون عبادت بنی آدم کی حقیقین
اصل فطرت اور مقتضای طبعی ہوگی کیونکہ جیسی آنکھہ دیکھنے کے لئی بنی اور کان سننے کی
لئی آگ جلانے کے لئی اور پانی بجھانے کے لئی اور یہہ اغراض ان اشیاء کے حق
مین مقتضاء طبعی ہین ایسی ہی یہان بھی چاہئی آدمی عبادت کے لئے بنا ہی تو
پھر عبادت اُس کے حق مین ایک مقتضاء طبعی ہوگی مگر یہہ ہی تو پھر عبادۃ اوس کے
حق مین خاصہ سمجھی جائیگی کیونکہ امور طبعیہ منجملہ خواص اشیاء ہوا کرتی ہین اسصورتمین

Marfat.com

اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت وانقیاد مقصود ہوجائے تو یا تو بوجہ انقلاب
ماہیت وہ اُس نوع ہی سے نرہا یا یون کہو کہ بیچہ معلوم ہوگیا کہ بیچہ اُس نوع سے
ہی نہا اتحاد شکل وصورت اسصورتمین مثل اتحاد عرض عام واشتراک عرض عام ہوگا
اور جب نوع انسانی نہین تو پھر کافر کو اعلےٰ درجہ مین سمجھنا تو حیوان ہی کا کام ہی
نیچے ہی اُتارنا پڑیگا جس سے اولئک کالانعام کا مطابق عقل ہونا بھی ثابت ہوجائیگا
بالجملہ بوجہ اجتماع تساوی نوعی وتسفل صنفی دونون جہتین اکھٹی ہوگئین خود مختاری
بھی جسکا نتیجہ مالکیت ہی اور نے اختیاری بھی جسکا نتیجہ مملوکیت ہی اسلئے بیچ کی
بات نکل آئی سو من وجہ مالک اور من وجہ قابل ملک کہنا پڑیگا اور بیع سے بعد زوج
کی مالکیت اور اسکی مملوکیت کا اقرار لازم ہوگا غرض نکاح مین مالکیت ومملوکیت ہوتی
ہی اجارہ نہین ہوتا مگر کان کو مٹی کہی تو یہہ کہی کہ بیع ہوتی تو آتو ہن اجور ہن لفرمانے
اور شوہر کو اختیار بیع وہبہ واجارہ ہوا کرتا اسکا جواب یہہ ہے کہ لفظ اجور سے اگر اجارہ ہونا ثابت ہوتا
ہی تو لفظ اجر عظیم اور اجر کریم سے جو اہل ایمان کی شان مین وارد ہین یہہ بات ثابت
ہوجائیگی کہ خدا اور بندہ کے درمیان مین عقد اجارہ ہی اور معتزلہ وغیرہ قائلان
وجوب عدل وضرورت اعطاء اجر ستچی ہین اہل سنت جھوٹے ہین مگر مجھی ہنوز آپ سے ایسی
نے اعتقادی نہین کہ ائمہ فقہ کا اتباع چھوڑا تو ائمہ اعتقاد کا بھی اتباع اور اُن کی
تقلید بھی چھوڑ دینگے ورنہ اول اِسی قصہ کو فیصل کرتا چلتا اور ممانعت بیع سے یہہ
لازم نہین کہ ملک نہو اکری حدیث تفریق والدہ وولد وغیرہ احادیث سے صاف ظاہر ہی کہ کبھی

Marfat.com

ملک ہوتی ہی اور بیع ممنوع ہوتی ہی رہی یہہ بات کہ یہہ ممانعت کسدرجہ کی ہی آیا بیع
مفید ملک ہی نہوگی یا ہوگی مگر ملک خبیث ہوگی اسکی تحقیق ہرچند اسوقت دشوار ہی
لیکن آپکی خاطر بھی عزیز ہے سُنئے وجہ حرمت تعدد ازواج زوجہ کے حق مین ایکوقت
مین فقط یہہ ہے کہ جب زوجہ حرث یعنی زمین پیداوار اولاد ٹھہری تو پھر اگر مزارع
متعدد ہونگے تو زرع ولد بھی مشترک ہوگی مگر گیہون وغیرہ پیداوار خاک کو تو بوجہ
تشابہ اجزاء کے کہٹکے تقسیم کرسکتے ہین اولاد کو جو پیداوار زن ہی تقسیم کرینگے
تو کیونکر تقسیم کرینگے ایک بچہ ہوگا تو پارہ پارہ نہین کرسکتے متعدد ہون تو بوجہ
اختلاف صورت وسیرت موازنہ متصور نہین پھر ارتفاع نزاع ہو تو کیونکر ہو اسمین
اگر بیع کی اجازت ہو تو بحکم ملک جیسی آن سابق تک بائع کو اختیار تصرف جماع تھا
ایسی ہی آن لاحق مین مشتری کو اختیار تصرف جماع ہوگا اور اسوجہ سے احتمال اختلاط
نطفہ اور اشتراک فی الولد پیش ہوگا جس سے نہی بیع آپ ثابت ہوجائیگی القصہ بیع کو
لازم ہی کہ امکان قبضہ موجود ہو اور یہان قبضہ مشتری کی کوئی صورت نہین بائع کا
قبضہ اُٹھے تو مشتری کا قبضہ ہو مگر جبتک احتمال استقرار نطفہ بائع ہی تب تک خلو مبیع
و تسلیم کہان ہی جو قبضہ مشتری سمجھا جاوے اور جب قبضہ نہوگا تو افادہ ملک بھی متصور نہین
- رہی حالت حیض و نفاس اُسوقت ممانعت جماع بائع کیطرف سے نہین اور حالت استبراء
کی ممانعت بوجہ بقاء ملک شوہر نہین کیونکہ بمقابلہ اہل اسلام کفار کا قبضہ بحکم آیہ
اولئک کالانعام بمنزلہ قبضہ انعام ہی فقط اپنی نسب کی حفاظت اور نسب غیر

Marfat.com

کی صیانت ہی جسکے اتلاف اور اپنی طرف پھیر لینے کا اُسکو اختیار نہین اگر اختیار ہی تو والدہ
اور ولد کے مالک بنجانیکا اختیار ہی اور یہی وجہ ہی کہ اور قسم کے تصرفات اور استخدام سے
ممانعت نہین اگر وجوب استبراء بوجہ بقار ملک شوہر سابق ہوتا تو ملک یمین پیدا نہوتی
اور استخدام جائز نہوتا بالجملہ وجہ ممانعت بیع وغیرہ موانع خارجیہ مین عدم الملک نہین ۔ علاوہ برین
عورت بدلالت حرث لکم فقط بحیثیت تو الد مملوک ہوسکتی ہی جو فقط فرج و رحم سے متعلق ہی بحیثیت سمع و بصر وغیرہ کمالاتِ بشری
مملوک نہین اور اسلئے بدن زوجہ فیما بین زوج و زوجہ مشترک ہوگا اور تسلیم مبیع
نے تسلیم جملہ بدن متصور نہین اسمین تصرف فی حق الغیر نے رضاء غیر لازم آئیگا
اور اسوجہ سے اس بیع کو بوجہ لزوم نزاع بیع غرر بھی کہنا پڑیگا بالجملہ وجہ ممانعت بیع
عدم الملک نہین موانع خارجیہ ہین اور یہی وجہ تھی جو ہبہ اور اجارہ بھی درست نہوا اور متعہ بھی حرام رہا
گو ابتداء اسلام مین مثل جواز فطار حالت مرض و سفر بوجہ ضرورت مدت تک جو نہ عرضی رہا اور بعد ارتفاع ضرورت پھر
حرمت اصلی اسیطرح نکل آئی جیسے بعد زوال حرارت عرضی پانی کی برودت اصلی ظاہر
ہوجاتی ہی مگر یہ ہی تو قضاء قاضی یا کوئی اور سبب بھی موجب انتقال ملک شوہر کسی غیر
کیطرف نہین ہوسکتا کیونکہ حاصل انتقال ملک بالبداہۃ یہ ہی کہ مالک ثانی مالک اول
کے قائم مقام ہوگیا سو یہ بات ممکن ہوتی تو بیع اور ہبہ اور اجارہ ہی نے کیا قصور
کیا تھا وہان بھی یہ ہی قائم مقامی ایک کی دوسرے کی جا ہوتی ہی ملک اصل ہو یا ملک
منافع اسمین زن منکوحہ درباره عدم امکان تملک غیر شوہر نظیر ابدان احرار
ہوگی وہان بھی باوجود مملوکیت ابدان اور مالکیت ارواح جسکے تحقق پر دلائل مسطورہ

Marfat.com

بالا بالقطع شاہد ہین غیر ارواح متصرفہ کیطرف ملک ابدان منتقل نہین ہوسکتی یہان
بھی غیر شوہر کیطرف باوجود مالکیت شوہر و مملوکیت زن منکوحہ ملک شوہر غیر شوہر کیطرف
منتقل نہین ہوسکتی اگر ہوسکتی ہی تو پھر عورت کیطرف منتقل ہوسکتی ہی چنانچہ طلاق و موت
مین بھی ہوتا ہی وجوہ دونو باتون کے متقارب بلکہ ایک ہی سی ہین چنانچہ ظاہر ہی
بالجملہ اسباب انتقال ملک بوجہ عدم قابلیت ملک غیران دونون موقعونمین بیکار رہتی ہین
اور کیون نہون ہر امر عارض کے لئی بالبداہت ایکطرف موصوف بالذات کی ضرورت ہی تو
دوسری طرف معروض قابل کی حاجت ہی یہی وجہ ہی کہ ارواح و اصوات وغیرہ مبصر نہین
ہوسکتی اور اشکال وغیرہ مسموع نہین ہوسکتی گو دیکھنی سننے والے کی آنکھہ اور کان کیسی ہی تیز کیون نہون
یہی وجہ ہی کہ قائلان نفاذ قضا ظاہرًا و باطنًا زن منکوحہ کو مستثنے کرتی ہین چنانچہ درمختار مین اشارۃً اور
شامی مین صراحۃً یہ بات موجود ہی علے ہذا القیاس ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین اس تصریح
سی کہ قضاء قاضی فقط عقود و فسوخ مین نافذ ہوتی ہی زن منکوحہ اور احرار کو اس
قاعدہ سی مستثنی کردیا ہی کوئی نسمجھی تو کیا کیجئی اوس کے فہم کا قصور ہی اونکا قصور نہین البتہ
زن غیر منکوحہ اور اموال باقیہ کی نسبت علمائے حنفیہ کا یہہ دعوی ہی کہ بوجہ قضاے قاضی
ملک مدعی مین آجاتی ہین بشرطیکہ قاضی باوجود علم حقیقۃ الحال دیدہ و دانستہ ظلماً
عدلوا ہی سو یہہ بات بشرط فہم و انصاف واجب التسلیم ہی شرح اس معمّا کی یہہ ہی کہ زن
غیر منکوحہ قبل نکاح اپنی بدن کی آپ مالک ہوتی ہی اور بعد نکاح وہ ملک بقدر مشارالیہ
شوہر کیطرف عائد ہوجاتی ہی اور اسوجہ سی یون کہہ سکتی ہین کہ جیسی نقود و عروض مین

Marfat.com

بعد بیع و شراء ملک بائع و مشتری ایک دوسرے کیطرف منتقل ہو جاتی ہی اور اسوجہ
سے ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جاتا ہی ایسا ہی شوہر دربارہ ملک بدن
زن قائم مقام زن ہوگیا مگر جب گنجائش تبدل ملک نکلی اور ایکدوسرے کی جا ایکدوسرے
کا قائم مقام ہونا ممکن ہوا تو درصورت قضاے قاضی بھی بات ضرور تر ہی کیونکہ قاضی
بحیثیت قضا ادہر تو خدا کا نائب اور ہر رعیت کا ولی نیابت و خلافت خداوندی
کے ثبوت کے لئے تو اوسکی حکومت ہی کافی ہے جسپر آیہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور نیز احادیث کثیرہ شاہد ہین مگر چونکہ حاکم وقت کی
حکومت نے نیابت و خلافت خداوندی متصور نہین اسوقت حکومت خلیفہ و قاضی
وغیرہ بالعرض ہوگی اور ظاہر ہے درصورتیکہ اوسکو حاکم بالعرض کہا تو پھر اوسکی حکومت
معارض ان الحکم للہ نہین ہوسکتی کیونکہ موصوف بالعرض درحقیقت موصوف ہی
نہین ہوتا موصوف حقیقی وہ واسطہ فی العروض ہی ہوا کرتا ہی باقی رہی ولایت اول
تو اوسکی ثبوت کے لئے بھی حکومت کافی ہی کیونکہ حاصل ولایت بحیثیت ولایت یہی
تصرف بیع و شراء نکاح و حفظ اموال ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ نے استمزاج غیر اموال
غیر مین تصرف بیع و شراء و فسخ علی ہذا القیاس نکاح غیر نے استمزاج غیر خود ایک
قسم کی حکومت ہی علاوہ برین جملہ فالسلطان ولی من لا ولی لہ حاکم کی ولایت
عامہ پر نص صریح ہی باقی خصوصیت من لا ولی لہ اس قسم کی ہی جیسی کہا کرتے ہین
جس کا کوئی والی و وارث نہین اوسکا خدا وارث ہی مگر ہان اتنی بات ہی اگر قاضی دیدہ و دانستہ

Marfat.com

ظلم کرے تو پھر درحقیقت اسوقت نہ نائب خدا ہی نہ ولی رعیت ہی کیونکہ جیسے حکام مجازی کے
نائبونکے ذمہ پابندی قانون سرکار ہی اور اولیا کے ذمہ شفقت ضرور ہی ورنہ پھر وہ نائب
و ولی نہین بلکہ مخالف و محرم و دشمن ہی ایسی ہی یہان بھی ضرور ہی مگر جیسی لاعلمی کیصورتمین
تو اب حکام مجازی اور اولیاء مخالف و محرم و دشمن نہین سمجھے جاتے ایسی ہی یہان بھی
نہونگے مگر اسصورت مین بدلالت مقدمات سابقہ انکا حکم تہ تک کی خبر لیگا اور ظاہر سے باطن تک
اپنا کام کریگا کیونکہ اور دونکے ظلم سے نجات اوسکی حمایت کے بھروسے تھی جب ہی اور دونکا
حامی ہوگیا تو پھر قبضہ غیر کا اُٹھانیوالا کون ہی جب عاجلہ کا قبضہ غیر مستحکم موجب ملک ہوگیا
جسکے عدم استحکام پر اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ قاضی کے حکم کے آگے آگے ہولیتا
ہی تو قبضہ مدعی تو بوجہ تائید قضاء قاضی و حمایت حاکم ایسا مستحکم ہی کہ اُسکی اُٹھنی کی امید ہی
نہین وہ کیونکر موجب ملک نہوگا اور ہر مال متنازع فیہ محل قابل غرض علت موجبہ ملک یعنی
قبضہ موجود علت قابلہ ملک یعنی محل قابل موجود اسکے ساتھہ اتصال فاعل و مفعول ہوچکا یعنے
قبضہ محل قابل تک متعدی ہوچکا جسکا حاصل یہہ ہی کہ مانع تعدی کوئی نہین اب بھی عروض
ملک مدعی مال متنازع فیہ پر نہو تو یون کہو علت تامہ کو لزوم معلول ضرور نہین سو ایسی
بات سو آپکے اور کسی سے متوقع نہین ہان یہہ مسلم کہ طریق حصول ملک گناہ کبیرہ ہے
اسلیئے اسکا وبال سر پر رہیگا دنیا کی تکالیف جو بشہادت وما اصابکم من مصیبۃ فبما
کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر ایسی صاحبونکو اکثر پیش آیا کرتی ہین اُنکی نوعیت و تحدید
تو خدا ہی جانے پر عذاب آخرت تو حدیث فانما اقطع لہ قطعۃ من النار اد کما قال مین بیان ہوچکا

Marfat.com

اور یہ ہی حدیث ہی کہ جس کے بھروسے آپ یہہ سمجھے ہوئے ہین کہ قضاء قاضی نافذ نہین ہوسکتی۔ کوئی آپ سی پوچھے دربارۂ عدم نفاذ قضاء یہ حدیث کدہر سی نص ہوگئی۔

اب گذارش یہہ ہے کہ اِس حدیث سی تو آپ کی کاربراری معلوم اور کوئی حدیث ہو تو لائیے اور دس نہین بیس لیجائیے پہر تاوقتیکہ آپ اِس قسم کی آیت و حدیث نہ لائین بروے انصاف و قانون مناظرہ آپ کا اعتراض حنفیون پر وارد ہی نہین ہوسکتا بلکہ بحکم مقدمات مذکورہ جو بدیہی ہین یا کلام اللہ اور حدیث سے ماخوذ ہین اولٹا اُنہین کا اعتراض آپ کے ذمہ رہیگا اگر حوصلہ مدافعت ہو تو مقدمات مسطورہ کی نقیض قُران اور حدیث سے ثابت فرمائیے ادھر ماخذ مقدمات کا ابطال کیجئے پھر دس نہین بیس لیجئے لیکن انصاف اور فہم سے کام کیجئے ورنہ نے تُکی کی ٹھہرے گی تو یہہ یاد رہے کہ یہ علم ہم بھی پڑھے ہوئے ہین اس علم کے مبادی ہی مین آپکو اقصی تک پونہچادینگی اور جواب ترکی بہ ترکی کا مصداق خوب جتادین گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ نے تُکی مین بوجہہ زیادہ پڑتا ہی کولھو کی مثل ضرور ملازمان حضور کے گوشگذار ہوئی ہوگی اِن وجوہ سے اول ہی عرض کردیا گیا ہی کہ اِس سی احتراز اولے ہے ورنہ گستاخی معاف ؛

دفعہ تاسع بدلالۃ ولا تنکحوا جو قبل آیہ تحریم واقع ہی اور نیز بدلالت واحل

جو شخص محرمات ابدیہ جیسی ماں یا بہن سی نکاح کرکے اُس سے صحبت کرلے تو اُسپر حد شرعی ہے قران یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا ۱۲

لکم ما وراء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم یعنے بات ظاہر ہی کہ مورد تحریم آیۂ حرمت مین نکاح
ہی جماع نہین اور چونکہ نہی افعال اختیاریہ پر واقع ہوا کرتی ہی تو نکاح کا محرمات سی منعقد
ہو سکنا ممکن الوقوع ہوگا ورنہ پھر نہی کس مصرف کے لئے اور کس مرض کی دوا ہوگی۔
علاوہ برین نکاح کی علۃ فاعلہ موجود علۃ قابلہ موجود تراضی ممکن پھر نکاح نہو سکنی کے
کیا معنی علۃ فاعلہ کا ثبوت تو اس سی زیادہ کیا کہ مرد قادر علے الجماع ہی اور علۃ قابلہ کا
ثبوت اس سی زیادہ اور کیا ہوگا کہ عورت محل پیداوار۔ مرد نہین جو اس توقع کی
گنجایش نہو غرض جو باتین اور عورتون سی متصور ہین یا اور مردون سی متصور ہین وہی ہی
باتین مردونکو اپنی محارم سی متصور اور ظاہر ہی کہ اصل مقصود نکاح جو بدلالۃ نساؤکم
حرثٌ لکم اولاد ہی باینوجہ کہ اتنی ہی بات پر موقوف ہی محارم سی بھی متوقع پھر ممانعت
ہوگی تو اصل نکاح ہی کی ہوگی اسلئے لاتنکحوا فرمایا لاتجامعوا یا لاتقربوا نفرمایا اور
باوجود امکان ارادہ معنی حقیقی معنی مجازی کا مراد لینا صریح ناانصافی ہی ہان اگر ضروریات
تحقیق نکاح جنکی تعین و تعداد پر ماہیت مقصود اصلی خود گواہ ہی ممکن الاجتماع نہوتی یا موجود ہی نہوتی تو
یہہ بھی ممکن تہا کہ لبطور مشاکلت اس نکاح کو نکاح کہدیا ہو جیسی بیع مالیس عندہ البائع
یا بیع میتہ و دم کو جو مال شرعی نہین بوجہ مفقود ہونے مبیع کے جو ضروریات بیع مین
سی ہی حقیقی بیع نہین کہہ سکتی فقط لبطور مشاکلت بیع کہدیتی ہین اور حاصل ممانعت
غرض بیع یعنی تصرف ہوتا ہی خود بیع نہین ہوتی بالجملہ بوجہ فراہمی تمام سامان بیع و شرا
جیسی اکثر بیوع کو بیع حقیقی سمجھتی ہین ایسی ہی نکاح محرمات کو بوجہ مذکور نکاح حقیقی سمجھتی ہی

Marfat.com

یہہ نہین کہ مجازاً نکاح کہدیا واقع مین نکاح نہین ہان جیسی بوجہ مفاسد معلومہ قتل اہل
ایمان کے ممانعت ہی اور قتل کفار کی ممانعت نہین کیونکہ وہان وہ مفاسد نہین حالانکہ
اطلاق قتل دونون جاہی بطور حقیقت موجود ہی ایسی ہی بوجہ بعض مفاسد نکاح محارم ممنوع
رہا اور نکاح اجنبیات جائز رہا گو باعتبار اصل اطلاق نکاح دونون جا حقیقی ہی مجازی
نہین لیکن نکاح حقیقی ہوگا تو آثار نکاح بھی ایسی طرح متفرع ہوجائین گے جیسی قتل حقیقی پر
آثار قتل متفرع ہوتے ہین یعنی جیسی درد والم وانزہاق روح دونون جا برابر قتل جائز ہو یا
ناجائز ایسی ہی انتفائے زنا در صورت نکاح دونون جا برابر ہوگا نکاح جائز ہو یا ناجائز اور
انتفائے زنا ہوا تو پہر احکام زنا مثل اجرائے حدود خواہ مخواہ منتفی ہونگے خاصکر جب یہہ
دیکہا جاوے کہ منجملہ احکام زنا حدود ادنے سے شبہہ سی بہی مندفع ہوجاتے ہین ہان
یہہ بات مسلم کہ جیسی قتل ممنوع ہوتا ہی تو آثار قتل پر یعنی درد والم وانزہاق روح پر اتنا
عذاب ہوتا ہی کہ کیا کہیی ایسی ہی نکاح ممنوع ہوگا تو آثار نکاح یعنی جماع وغیرہ پر اتنا
کچہہ عذاب متفرع ہوگا کہ کیا کہیی غرض وہ جماع گو از قسم زنا نہو پر حرمت مین زنا سے
بڑہکر رہیگا کیونکہ غیر محارم سی زنا ہو تو بوجہ امکان نکاح جائز اوسکی حلت کی امید بھی ہی
اور خود نکاح ہی حرام ہو تو پہر اس فعل کی حلت کی کوئی صورت نہین علی ہذا القیاس صورت مرقومہ
دفعہ ثامن مین جماع بوجہ حرمت طریق حصول ملک زنا سی بڑہکر رہیگا اور حلت کی کوئی صورت
نہوگی غایۃ مافی الباب یہہ ہو کہ حرمت وقاع زنا سی عام رہی سو یہہ بات بطور منقول تو لون
مسلم کہ جماع حالت حیض و نفاس مین حرام ہی اور زنا نہین اور بطور معقول یون واجب التسلیم

Marfat.com

کہ آثار کا مؤثر سی عام ہونا معقولات مین مسلم ہی چنانچہ پہلے بھی گذر چکا۔ اب عرض خدمت مبارک مین یہہ ہی کہ ہمنی تو بدلالت عقل و نقل محرمات کا نکاح ہونا اور اسوجہ سی اُسکا از قسم زنا نہونا ثابت کر دیا اب آپ کسی ضعیف قوی دلیل عقلی نقلی سی اُسکا نکاح نہونا اور اس سبب سے اُس جماع کا زنا ہونا جو بعد اس نکاح کے واقع ہو ثابت کیجئی اور دس نہین بیس لیجئی پر اثبات و ثبوت ہو۔ نری بے تکی زٹل نہو مگر اپنی خیال ناقص مین یہہ آتا ہی کہ آپکو جواب تو کچھہ نہ آئیگا پر اپنی خجالت اُتارنے کو میرے ذمہ بہانہ تحقیق انعقاد نکاح تہمت جواز محرمات لگائی گا اور مین جانتا ہون یہی انداز آپ جواب دفعہ ثامن مین اختیار فرمائینگی اور بہانہ حلت آثار نکاح آپ میرے ذمہ تہمت اجازت دست برد زنان شوہر دار وغیرہا لگائین گے مگر یہہ یاد رہی کہ تہمت کا انجام بُرا ہوتا ہی آخرت کا مواخذہ دُنیا کا مناقشہ آخر ہم بھی آدمی ہین اگر خیال آگیا تو مبادا بدستاویز و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ہم بھی آپکی تشہیر کے درپے ہون اور سوال خامس کے بہانہ سی آپکی ذمہ پر اسبات کی تہمت لگائین کہ آپکے مشرب کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا وجوب بے سند ہے ❊

دفعہ عاشر آپ بجای تحدید دہ در دہ اگر درپے عدم تحدید ہین اور حجت حدیث الماء طہور ہی اور وجہ احتجاج یہہ ہے کہ الف لام طبیعت یا الف لام استغراق ہی تو قطع نظر اس سی کہ ہر دعوی کے لئی دلیل چاہئی یعنی کاہیسی معلوم ہوا کہ طبیعۃ یا استغراق مراد ہی اسکا کیا جواب ہوگا کہ اسصورت مین حسب رائے ظاہر پرستان یہہ لازم تہا

تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سی پلید نہو وہ دہ در دہ سی کرنا ۱۲

کہ پیشاب بھی پاک ہوتا کیونکہ وہ بھی اصل مین پانی ہی ہی اور لا یبولن احدکم فی الماء الدائم وغیرہ
احادیث اُسصورتمین معارض ہونگی اور ظاہر حال بوجہ توافق عمل درآمد زمان نبوت وصحابہ و
اتفاق آراء وافہام اُنہین کے ساتھہ ہوگا جس سی اُنکی قوت مزید ہل من مزید ہوجاویگی
اور اگر بمقابلہ تحدید دہ دردہ آپ درپے تحدید قلتین ہین اور حدیث قلتین آپکی سند ہے تو اسکا
کیا جواب کہ وہ حدیث مضطرب ہی اور ظاہر ہی کہ اضطراب آیا تو پھر صحتہ فقرہ ہوئی آپکی
شرط صحت کہان سی آئیگی جو آپ کا مطلب ثابت ہو۔ علاوہ برین حدیث لا یبولن احدکم
کا تعارض درپیش کیونکہ اس سی صاف ظاہر ہی کہ پیشاب وغیرہ کے پڑنے سی کوئی خرابی
آتی ہی جسکا پھہ بندوبست ہی سو وہ خرابی بجز نجاست اور کیا ہوگی غایۃ ما فی الباب
کسیدرجہ مین بوجہ عموم بلوہ بطور عفو عن النجاستہ نہ بوجہ وجود طہارت اجازت
استعمال ہوجاے مگر مضمون لا یحمل الخبث اولا یتجسہ بظاہر اسکے مخالف اور وہ انکے
مخالف کیونکہ یہان نفی نجاست مقصود ہی اور وہان وجود نجاست ثابت اور ہر اسبات
پر توافق آراء عام وخاص کہ پانی وقوع نجاست سی نجاست قبول کرتا ہی اور زمانہ نبوت
وصحابہ کی کیفیت اسکو موئید کیونکہ وہ بھی اسیطرف ناظر ہی کہ وقوع نجاست اپنا کام
کرتی ہی وہ اثر ظاہر ہو کہ نہو اسلئے وہ دونو قابل استدلال نرہین اور حدیث لا یبولن
بوجہ احتیاط واجب العمل ہوئی کیونکہ ایسی مقامات مین بدلالت وجوب طہارت بعد
نوم یا حرمتہ اکل صید واقع فی الماء احتیاط واجب ہوتی ہی اب گذارش یہہ ہی کہ آپکے
پاس اگر کوئی سند اسکی ہو کہ حدیث الماء طہور مین طہور مراد ہی یا استغراق مراد ہی

Marfat.com

تولائیے اور دس کے بدلے بیس لیجائیے علے ہذا القیاس اگر آپکے پاس کوئی روایت
غیر مضطرب ہو یا مضطرب پر ایسے مواقع مین عمل کرنے پر دلالت کرتی ہو تو لائیے اور دس
کی جگہہ بیس لیجائیے رہی حنفیہ اُونکا عذر مطلوب نکلے تو سُنیئے اوّل تو بحکم انصاف ہنوز حنفیہ کی
ذمہ جوابدہی لازم ہی نہین جب آپ جواب مطلوب سے فارغ ہولین گے اوسوقت دیکہی جائیگی
مگر بالفرض جواب پیشگی مطلوب ہو تو لیجئے حدیث اُنکا پر تو بوجہ مذکور درصورت طبعیۃ و استغراق
عمل سے معذور کیونکہ نے عہد اس حدیث مین کام نہین چلتا چنانچہ سیاق وغیرہ
بھی شاہد ہین اور عہد سے اسمقام مین کام نہین نکلتا کیونکہ ثبوت عدم تحدید استغراق
و طبعیۃ پر موقوف ہی اور حدیث قلتین کو بوجہ اضطراب اسمقام مین حجت نہین بنا سکتی
کیونکہ شرائط ادای فرائض کے لئے ایسی ہی حجت چاہئیے جیسی فرائض کے لئے ہان فرق
آب قلیل و آب کثیر متفق علیہ اور اسپر یہہ مضمون منجملہ محسوسات ہی اسلئے رای مبتلی بہ
پر رکہنا زیادہ عمدہ نظر آیا کیونکہ ادای فرائض مین ہر جگہہ رای مبتلی بہ کام آتی ہے
ادای جہاد مین کافر و مومن کی تمیز ضرور ہی اور یہہ بات سب جانتے ہین کہ یہہ بات مبتلی بہ
کی رای پر چہوڑی گئی ہی علی ہذا القیاس ادائے نماز جماعت مین امام کا مومن ہونا لازم
ہی اور اسکی تمیز سب جانتے ہین کہ اِسیکی رای پر منحصر ہی ایسے ہی نکاح وغیرہ مین شوہر وغیرہ کا مومن ہونا
مومنات وغیرہا کے حق مین فرض ہی اور ایمان کا پہچاننا سب جانتے ہین کہ ایک رای
کی بات ہی کیونکہ اصل ایمان امر قلبی ہی القصہ مواضع کثیرہ مین ادائے فرائض ہی استعمال
رای متصور نہین سوا امام ابو حنیفہ رحمہ نے جب یہہ دیکہا کہ رای مبتلی بہ اسبابمین حجت

Marfat.com

کاملہ ہی تو بنا چاری اوسیکی راہی پر رکہنا ضروری ہوا اب گذارش خدمتمین یہہ ہی
کہ اگر آپکے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سی اسمقام مین مشاہدہ اور رای کا غیر معتبر
ہونا ثابت ہو تو لائی اور دنس کی جگہہ بیس لیجائیی رہا دہ در دہ کوئی اصل مذہب نہین
ہان کسیکی یہی رای ہو تو مضائقہ نہین سو اتفاق سی اکثر کی رای اسیطرف گئی اسلئی
یہی مشہور ہو گیا اور وہ عوام جو صاحب رای نہین ہوتے اونکے لئی یہہ رای ایک تکیہ گاہ
بے حجت نظر آئی ورنہ اصل وہی ہی جو رای مین آئی ❊

تمّت بالخیر والحمد للہ علی ذلک

جواب تو ہو چکے التماس اور یادداشت بھی سن لیجئی - ہمنی سنا ہی کہ اگر کوئی شخص
بہکانے کی بات کہتا ہی تو آپ مضامین شعریہ کہکر ٹالدیتی ہین اور اس بہانے سی
جواب سی سبکدوش ہو جاتے ہین اگر یہی انداز مناظرہ ہی تو اس سی بہتر ہم تدبیر
عرض کرتے ہین آپ نے تکی ہانکا کرین واہیات جاہلانہ سمجہہ کر آپ کے حریف
آپ چپ ہو رہین گے کیونکہ ع جواب جاہلان باشد خموشی - اور یہ ہی وجہہ
جو یہہ ارشاد ہوا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا اور غور سی دیکہئی تو آپنے
پہلی ہی یہہ انداز اختیار فرمایا ہی بہلا جس بات کے آپ اَوروں سی طالب ہین
اَور آپ سی طالب کیون نہونگے پہر آپ نے پہلے اپنی گہر کی خبر کیون نلی یہہ
نہ سمجہا کہ ہم اوروں سی حدیث صحیح نص صریح متفق علیہہ کے طالب ہین اور ہم سی
طالب ہونگی تو ہم کہان سی دینگی یہہ نے تکی بات نہین تو اور کیا ہی - بحکم مناظرہ

Marfat.com

اول آپکو لازم تھا کہ مطالب مشارالیہ کے لئے احادیث موصوفہ بوصف مذکورہ لائین اوسوقت
ہم سے اِس قسم کی احادیث کی درخواست فرماتین اِسلئے ہمنے اپنی احادیث کے مراتب کی
تشریح کرنی بیجا سمجھی آپ کچھ کہینگے تو ہم بھی انشاء اللہ کچھ کرینگے مگر عند اللہ آپ جو کچھ
کرین فہم وانصاف سی کرین تعصب کو چھوڑین اور اِس نارسائی پر خودرائی سی مُنہ موڑین ورنہ
مجکو آپکی اِس ظاہر پرستی اور خودرائی سی یہہ اندیشہ ہی کہ آپ متشابہات تک پہونچین اور
ید اللہ فوق ایدیہم اور الرحمن علی العرش استوی کے بہروسی خدا کو نعوذ باللہ مجسم بنانے
لگین اور بقیاس احادیث رفع و عدم رفع احادیث مختلفہ فی باب متعۃ النکاح کو اسپر محمول
کرین کبھی یون ہوا تھا کبھی یون اِسلئے کبھی یون کرلینا چاہئے کبھی یون اوہر عبد اللہ بن مسعود
وغیرہ کا منکر تحریم ہونا حدیثون مین مرقوم ہی اور مین جانتا ہون کہ آپ اپنا کام کرچکے
کیونکہ ہرچند یہہ بات بالخصوص آپ کی نسبت نہین سُنی گئی پر یہہ شور تو ایکمدت سی ہی کہ
حضرات غیر مقلدین تجویز متعہ کے درپے ہین چونکہ آپ اُن سبکے امام ہین تو یہہ کب ہو سکتا
ہی کہ یہہ شور اوپر ہی اوپر اوڑا ہو اور نیز یہہ شور بھی ایکمدت سی ہی کہ بعض غیر مقلدین
خدا کے ہاتھہ پانو کو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسی ہماری تمہارے ہاتھہ پانون ہوتے
ہین تامل ہی تو اتنا ہی کہ کاہی کے ہین چاندی کے یا سونے کے یا کہین اور کے۔
علی ہذا القیاس آپکی اس ظاہر پرستی اور خودرائی سی یہہ بھی اندیشہ ہی کہ بہت سی احادیث کو
معارض قرآن سمجھہ کر پایۂ اعتبار سی ساقط فرمائین گے کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو
پر کہین قرآن کو ملتی ہی اگر حدیثون اور روایات تواریخ سی بنسبت قرآن شریف کفار

Marfat.com

کا ریب و تردد مین ہونا سمجھہ مین آتا ہی تو قرآنمین لاریب فیہ فرماتے ہین جس سی بوجہ وقوع
نکرہ فی سیاق النفی بالکل ریب و تردد کا نہونا ثابت ہوتا ہی کسیکی دلمین کیون نہو مگر ہان آپکو
یہ کہنی کی گنجائش ہی کہ قرآن شریف مین ریب کی نفی ہی احادیث و تواریخ مین یقین بطلان
قرآن کا مذکور ہی مگر اسکو کیا کیجیئ کہ بہت سی ضعفا کو تردد بھی ہوا دوسرے نفی لاریب ایسی ہی
جیسی نہی لاتقل لہما اف جیسی اُس سی بدلالۃ النص ضرب وغیرہ کے نہی نکلتی ہی ایسی ہی لاریب
سی یقین بطلان کی نفی نکلتی ہی بہرحال لاریب فیہ لاریب آپکی نگاہ مین اکثر احادیث
و تواریخ بلکہ مشاہدات کی نسبت موجب ریب ہوگا آگے فرماتے ہین ہدی للمتقین
لام اختصاص اسیجانب مشیر ہی کہ فاسقونکو ہدایت ہو نہ کافرونکو پھر تسپر ان اللہ لا یہدی
القوم الکافرین اسکی موافق بلکہ اس مضمون مین اُس سی بڑھکر اور کئی احادیث صحیحہ اور تواریخ معتبرہ
اور اخبار متواترہ ہدایت کفار و فساق پر شاہد سو بوجہ مخالفت مشار الیہ بمقابلہ قرآن کے
احادیث و اخبار کا ہی کو مقبول ہونگی بلکہ مثل مذہب ہنود کہ غیرونکے ہندو ہونے کی امید ہی
نہین قطع امید ہدایت کی ہدایت ہوگی اور بمقابلہ اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم
وہ احادیث جنسی ایک وضو سی کئی نمازونکا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہی کیونکر مقبول ہونگی
اور حدیث ان المومن لا ینجس انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس کے بعد تسی اسکی
کیونکر لائق قبول ہوگی کہ اہل بیت جنمین بدلالۃ لفظ اہل بیت خود حضرت رسول اللہ صلعم
بہی داخل ہین چہ جائیکہ اور کاملان دقت زمرہ اہل ایمان سی نعوذ باللہ خارج ہین
اور بمقابلہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ احادیث دالہ مغفرت کبار صحابہ جو بالیقین

Marfat.com

پہلے مشرک تہی کیونکر پایۂ اعتبار کو پونہچین گے بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید ہی منقطع کیجائیگی
گو تائب ہو کر دلی ہی کیون نہو جاہی اور پہر اِسوجہ سی بعد ضم ضمیمہ جعلا لہ شرکا عجب نہین
حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت مین بھی تامل ہو اور بمقابلہ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا
اُن احادیث کی آپ کاہی کو سُنین گے جن سی لا الٰہ الا اللہ کہنی والونکی مغفرت نکلتی ہی
اور بمقابلہ آیہ لَا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ احادیث شفاعت کس شمار مین ہونگی اور
بمقابلہ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہونگی یا
نعوذ باللہ دشمنان نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ و مصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیرہ تصور
فرمائینگے اور بمقابلہ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانورث مثل شیعہ دیوار سے
مار بیجائیگی اور بمقابلہ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ حدیث رجم کی کیا شنوائی ہوگی اور بمقابلہ
فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اُن حدیث
کو آپ کیا سمجھینگے جس سی بحالت امن منیٰ مین باوجود مجمع کثیر رفقاء رسول اللہ صلعم کا
قصر کرنا ثابت ہوتا ہی۔ سر دست اِنہین دس گیارہ پر اکتفا کرتا ہون تاکہ العشر بالعشر
ہو جاے اور لدنیا مزید کی دہمکی اور بڑہجاہی آپ اور کچہہ رقم فرمائین گے تو ہم بھی اور
کچہہ نذر عرض خدمت کے لئی لائین گے والسلام علی من اتبع الہدیٰ و آخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

تم بالخیر

Marfat.com

ضمیمہ

حضرت سلامت اشتہار ثالث کے ملاحظہ سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپکو فکر
انجام ہوا ہی اور دون کے ذمہ الزام رکھکر الزامون سی نہ بچیئی ایسا نہو کوئی یون کہی
؎ دل کی دل ہی مین رہی بات نہونے پائی ٭ ایک بھی اُس سی ملاقات نہونے پائی
۔ لفظ لامذہب اتنا بُرا نہین جتنا طعنہ گریز جانگزا ہی اگر قصاص ہی لینا تھا تو
موانہہ کرلینا تہا اِس زیادتی کا وبال فرمائی کسکی گردن پر رہا اِتنی بات پر مشتاقون سی
دامن نچھوڑانا چاہیئی ہمتو اِس قصور ہی سی بری ہین پر جس کسی نے کہا شاید خونی
مفہوم تک ہی اُسکا ذہن رہا ہو خرابی عرف تک تو پونہچا ہوتا پر بھی آپکی خاطر ہمارا یہہ قول
ہی کہ جس کسی نے یہہ کیا بہت بیجا کیا پر یہہ تو فرمائیی حضور سی سند کا طلب کرنا کیون بیجا
ہوا اگر آپ صورمندرجہ اشتہار مین کوئی مذہب کہتی ہین تو طلب سند کیون بیجا ہی نہین تو
لامذہب کہنا کیا بیجا ہی اور اگر بغرض مکافات جہر آمین اخفائے مذہب مقصود ہی تو ہان
ایک بات ہی پر یہہ عذر معقول وہان کار آمد ہی جہان الزام مقصود ہو ہم تو جہان مانگتی
ہین مبنی اعتراض کی سند مانگتی ہین اور یہہ وہ بات ہی جسکے بروی عقل آپ مہ کش ہین
علاوہ برین آپکے اشتہار و نمین وعدہ بھی موجود ہی مگر ہان آپنے یہہ بیدہب ستائی
کہ سخنہ مین یہہ ہی اور توضیح تین یہہ ہی اگر یہہ ارشاد بطور التزام ہی اور لاکلام یہی ہی تو یہہ تو
فرمائیی کہ یہہ تقلید کون سی آیہ وحدیث سی ثابت ہی اور اگر بغرض التزام ہی تو تجنیہ
اور توضیح کی تقلید کی نسبت ہمارا کونسا اقرارنامہ موجود ہی با اینہہ ہمکو اِس سے

Marfat.com

بھی انکار نہین پر سند التزام بروی انصاف آپ پر واجب الادا ہے مگر آپکی اِس چال سے
یہہ خیال ہوتا ہی کہ شاید آپ اور کوئی پلٹی کہائین اور یہہ پیام و سلام رائگان جائین
اِسلئے حسرۃ آیندہ کے لئے بطور مثل پیشگی یہہ شعر پڑھے دیتا ہون شعر
عاشق ہوئی ہین یار سے ہم کس امید پر ٭ جز آہِ نارسا کوئی سامان ہی نہین
باقی آپکا یہہ ارشاد کہ گفتگو کرونگا تو عالم مشہور سی کرونگا خدا جانے کس بنا پر ہی
شاید آپنے اپنی اِس شہرت غیر مقبول پر جسکا سبب اہتمام ترک تقلید ہی دہوکا کہایا
ورنہ یہہ تو آپ بھی جانتی ہونگے کہ کمال علمی مین آپ مشہور نہین پھر آپکو اس عار
سے کیا مطلب کہ مقابل ہو تو کوئی بڑا ہی ہو۔ قبلہ مشاہیر علما کو تو آپ سی گفتگو کرنی
مین عار کا ہونا لازم ہی۔ اب تو آپ ہم ہی جیسون پر قناعت فرمائیی اور کچھہ ہنر
ہو تو دکہلائیی اور یہی کچھہ نہین تو ہماری سب باتونکا جواب دیجئی اور یہہ بھی ارشاد
کیجئی کہ یہہ صورت گذائی نماز کون سی حدیث یا آیہ سی ثابت ہی۔
جب آپ اِس امر ضروری کے اثبات سی فارغ ہولین گے تو پھر ہم اور کچھہ پوچھین گے

والسلام علی من اتبع الہدے

Marfat.com

اور مسئلہ تین طلاق متفرق کا جو ایک طہر مین زن مدخول بہا کو دی جاوین ایک طلاق ٹھہرانا
جسکے آپ قائل بلکہ مصر ہین اس ایک ہی مسئلہ کو کسی حدیث صحیح متفق علیہ نص صریح قطعی الدلالۃ
سے ثابت فرمایئے اور دس روپے کی جاسوروپے ہمسے لیجیے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اور اپنا مذہب ان مسائل فروعیہ مین بتاوین اور اوسکو ایسہی سند مذکور سے
ثابت فرماوین ورنہ بارد گر ایسا کلمہ زبان پر نہ لاوین کچھ تو شرماوین دوسرون سے تو نصوص قطعی الدلالۃ
طلب ہون اور اپنی کچھ خبر نہین مولوی مشتہر اس اشتہار سے کالشمس فی نصف النہار ظاہر ہوگیا کہ مشتہر کو
احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے بھی مطلق خبر نہین یا اوسکی صحت و حدیث ہونے سے انکار ہے
اور آیات قرانی کی تاویل کرتے ہونگی۔ اس جا پر مجکو ایک حکایت جو انکے کمال فطانت و
ادب کی دلیل ہے یاد آئی واسطے نشاط خاطر ناظرین مرقوم ہے ایکروز یہ مشتہر مع اپنے اوستاد
نامی گرامی مولوی سید نذیر حسین صاحب کے کانپور مین بمکان جناب پٹی مولوی سید امداد العلیخان
صاحب تشریف فرما تھے اور اوسی زمانے مین رسالہ عدم جواز نماز در ریل بحالت روانگی مصنفہ
جناب مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم مطبع نظامی مین چھپنے کو آیا تھا صاحب مطبع نے رسالہ مذکورہ
مولوی سید نذیر حسین صاحب ممدوح کیخدمت مین بھیجدیا اور بعجز تمام عرض کیا کہ یہ مسئلہ دینی ہے اگر
جو کچھ خلاف ہو ہدایت کیجیے جناب ممدوح نے وہ رسالہ واپس کیا اور فرمایا کہ ہمنے اسکا رد تحریر
کیا ہے صاحب مطبع کو تعجب ہوا وقت شب حاضر خدمت ہوکے عرض کیا کہ حضور نے درباره رسالہ نماز
در ریل کیا ارشاد کیا ہنوز وہ مجیب نہوئے تھے کہ یہ مشتہر بے تکلف بے اوبانہ جواب دہ ہوئے
کہ مولویصاحب کیا فرماوین اونہون نے اس رسالہ کے ایک ایک حرف کا رد لکھا ہے صاحب مطبع نے

Marfat.com

فوراً دست بستہ عرض کیا کہ جناب والا اوس رسالہ مین تو بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی مرقوم ہی جناب مولوی صاحب نے اوسکا کیا رد لکھا ہی پس مجیب مذکور کے حواس گم ہو گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے جناب ڈپٹی صاحب موصوف نے فرمایا صاحبزادے کیون ایسی بات فضول نے تامل کہتے ہو کہ ایک عامی سے بند ہو جاتے ہو خجالت اوٹھاتے ہو فقط پس مقام غور ہی اگر اس مشتہر کو گلستان شیخ سعدی بھی یاد ہوتی تو ایسی فضول گوئی نکہتے ؎ مزن نے تامل بگفتار دم ٭ نگو گوی و گر دیر گوئی چہ غم ٭ بنطق آدمی بہتر است از دواب ٭ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب ٭ الغرض اس اشتہار سے اونکو اپنی تشہیر مقصود تھی بعونہ تعالی وہ بخوبی تمام ہو گئی واسطے اطلاع عوام اہل اسلام کے مجمل جواب اشتہار اور شمہ حال مشتہر تحریر ہوا کہ ایسی خود رای اہل ہوا کے صحبت سے احتراز فرماوین اور ہرگز اونکے قول و فعل پر اعتماد نکرین اور اونکے دام تزویر مین نہ پھنسین کہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہین

ع ز جاہل گریزندہ چون تیر باش ٭ و ما علینا الا البلاغ المبین واللہ ہو الموفق والمعین ٭

الراقم

خیر خواہ مسلمین ناصر الدین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہ عجالہ نافعہ ہدایت مقالہ رسالہ موسومہ بہ ادلہ کاملہ بجواب اشتہار عشرہ مسئولہ مولوی محمد حسین لامذہب لاہوری مع اصل اشتہار و مختصر جواب موسوم باظہار مطبع نظامی واقع کانپور مین عشرہ آخر رمضان مبارک ۱۲۹۴ھ ہجری کو اہتمام امید وار رحمت ایزد سبحان نماجز محمد عبد الرحمن حنفی سے مطبوع مطابع خاص و عام و باعث ہدایت اہل اسلام ہوا فقط

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالۂ مبارکہ دافعۂ اوہام طاعنین بر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مسمّٰی بہ

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

از افادات تازہ

جناب مولانا قاضی سید رحمت اللہ صاحب راندیری سلمہ ربہ القوی

ہلالی پریس دہلی باہتمام فضل حسین چھپکر مقبول خاص و عام ہوا

سنہ ۱۳۳۰ھ

صرف پہلا فرمہ

Marfat.com

شکریہ

جناب سیٹھ حاجی احمد قاسم بہروچہ صاحب نے
اپنے والد حاجی قاسم ہاشم بہروچہ صاحب مرحوم کے
وقف فنڈ سے یہ رسالہ ایک ہزار جلد طبع کرایا
ہے سیٹھ صاحب کی اس اسلامی ہمدردی کا
صدق دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے

قاضی رحمت اللہ۔ راندیری۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین اجمعین لاسیما علی أئمۃ المجتہدین المستنبطین الی یوم الدین

أمّا بعد خاص وعام پر واضح ولائح ہے کہ آج کل اکثر ابناء زمانہ خاص کر غیر مقلدین متعصبین کا یہ طریقہ دیکھا جاتا ہے کہ ائمہ مجتہدین محدثین مستنبطین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خاصکر امام الائمۃ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل رائی قلت عربیت غیر مفسر غیر ثقہ قلیل الحدیث وغیرہ وغیرہ طواعن وخلل وعیوب کی طرف کرتے ہیں اور بمصداق چھوٹا منہ بڑی بات کرنے کو مستعد ہو جاتے ہیں ماسوا اسکے طرح طرح کے اتہام وکذب درکذب اونکے سر لگا کر زمرہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں داخل ہوتے ہیں اونکے مسائل اجتہادیہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں فقط مشکوٰۃ وغیرہ کی چند حدیثیں برائے نام دیکھ بھالکر اپنے آپکو احادیث نبوی کا بڑا ماہر وباہر عالم بالحدیث جانتے ہیں اور مئول یا منسوخ یا ضعیف ومنکر ومجہول ومضطرب حدیث پر بلا شناخت عمل کرنے کو عمل بالحدیث کہتے ہیں اور عوام بھولے بھالے سیدھے سادے حنفیہ کو اسطرح دھوکے دیتے اور بہکاتے پھرتے ہیں کہ تمہارے امام ابوحنیفہ اقتدا کرنیکے لائق نہیں ہیں تمہارے امام کے تراشے ہوئے مسائل فلاں حدیث کے خلاف ہیں تمہارے امام کو تابعین محدثین میں اونکے مذہب والونکے سوا کسی نے داخل نہیں کیا ادہر عام مقلدین حنفیہ چونکہ اپنے امام کے حالات صحیحہ مدللہ مبینہ اور مناقبات صریحہ مبرہنہ سے واقف نہیں ہوتے اسلیے غیر مقلدین متعصبین

Marfat.com

کے دھوکے اور مکر میں آکر خود اپنے امام اعظم تابعیے سے جو کہ خیر القرون کی بشارت سے علی الاصح مبشر ہیں بدظن ہو جاتے ہیں اسواسطے بنظر خیر خواہی اخوان مقلدین وغیر مقلدین مناسب معلوم ہوا کہ ایک رسالہ جامعہ دس ابحاث اور ایک تنبیہ پر مرتب کیا جاے باوجودیکہ ایسے گندے اعتراضات اور افترأات کے دنداں شکن جواب باصواب ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اپنی بے حیائی سے اپنی پردہ دری کو فخر سمجھکر اپنی سفاہت کم علمی کو ہر زمانہ میں ظاہر کرتے ہیں لہذا ہر زمانہ میں انکا جواب بھی جاہلوں کی جہالت اور متجاہلوں کی تجاہل دور کرنے کو مناسب بلکہ انسب ہوا **بحث اول** ہم زمانہ ہونا ابو حنیفہ رض کا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قطعاً و یقیناً ناظرین باتمکیں کو معلوم ہو کہ جناب نواب صدیق الحسن خاں صاحب مرحوم حطہ میں اور مولوی عبدالحی لکھنوی مرحوم سعایہ شرح وقایہ کے صفحہ ۲۷ اور مقدمہ موطاء امام محمد رح کے صفحہ ۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں اسمعیل بن حماد بن النعمان ابی حنیفہ رح سے کہ ثابت بن زوطی بن ماہ مرزبان والد ابی حنیفہ رح فارسی نسل کی اولاد اور آزاد لوگوں میں سے ہیں خدا کی قسم ہم پر رق اور غلامی کبھی واقع نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی کہا کہ میرے دادا۔ ابو حنیفہ رح کی ولادت ۸۰ھ اسی میں ہوئی اور امام صاحب کے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پہونچے حضرت علی رض نے اونکے اور اونکی ذریت کے حق میں برکت کی دعا کی ہے اور وہ عبارت یہ ہے۔ روی الخطیب فی تاریخہ عن اسمعیل بن حماد بن النعمان ابی حنیفۃ ان ثابت بن المرزبان والد ابی حنیفۃ من ابناء فارس الاحرار واللہ ما وقع علینا رق قط ولد جدی ابو حنیفۃ سنۃ ثمانین وذھب ثابت الی علی بن ابی طالب فدعالہ بالبرکۃ فی ذریتہ یعنی علامہ خطیب رح نے اپنی تاریخ میں اسمعیل بن حماد بن نعمان ابی حنیفہ رح سے روایت کی ہے کہ ہر آئینہ ثابت بن مرزبان والد ابی حنیفہ رح کی اولاد فارسی میں سے آزاد ہیں اور خدا کی قسم ہم پر غلامی واقع نہیں ہوئی اور میرے جد ابو حنیفہ رح کی ولادت ۸۰ھ اسی میں ہوئی ہے اور امام صاحب کے والد ثابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں گئے تو حضرت علی نے برکت کی دعا اونکے اور اونکی اولاد کے حق میں کی پس اس تحریر سے ثابت ہوا کہ جناب ابو حنیفہ رح ہمعصر صحابہ ہیں کیونکہ پیدایش امام صاحب کی ۸۰ھ اسی میں بنا بر اصح مذہب کی ہے اور اسوقت

Marfat.com

صحابہ متفرق مواضع میں موجود تھے اسکا کوئی فرد بشر انکار نہیں کرسکتا مگر متعصب غبی اور ظاہر ہے کہ جناب امام اعظم صاحب رح نے چار صحابیوں کا زمانہ پایا ہے انس بن مالک اور عبداللہ ابن ابی اوفی کوفی میں تھے اور سہل بن سعد الساعدی مدینہ منورہ میں اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ مکہ معظمہ میں تھے چنانچہ کتب مذکورۃ الصدر میں موجود ہے اور وہ عبارت یہ ہے وادرك ابو حنيفه اربعة من الصحابة انس بن مالك وعبد الله بن ابی اوفی بالكوفة وسهل بن سعد الساعدی بالمدينة وابا الطفيل عامر بن واثلة بمكة یعنی ابو حنیفہ رح نے چار صحابیوں کا زمانہ پایا ہے انس بن مالک و عبداللہ بن ابی اوفی کوفی میں تھے اور سہل بن ساعدی مدینہ منورہ میں اور ابو الطفیل عامر بن ابی واثلہ مکہ معظمہ میں تھے اسیطرح علامہ نواب صدیق الحسن صاحب مرحوم حطہ فی اصول الصحاح الستہ کے صفحہ ۳۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ حافظ بن حجر العسقلانی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ادرك الامام ابو حنيفة جماعة من الصحابة لانه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذ من الصحابة عبد الله بن ابی اوفی فانه مات بعد ذلك بالاتفاق وبالبصرة يومئذ انس بن مالك ومات سنة تسعين او بعدها یعنی امام ابو حنیفہ رح نے زمانہ جماعۃ صحابہ کا پایا ہے کیونکہ انکی ولادت کوفہ میں سنہ اسی میں ہوئی ہے اور اوسوقت کوفہ میں صحابیوں میں سے عبداللہ ابن ابی اوفی رض تھے اور انکی وفات بعد پیدائش امام صاحب کے بالاتفاق ہے اور بصرہ میں اوسوقت انس ابن مالک رض اور انکی وفات سنہ ۹۰ نوے میں ہوئی ہے یا بعد اسکے پس اس عبارت سے بھی قطعًا ثابت ہوگیا کہ امام اعظم رح ہمعصر صحابہ کرام رض کے تھے ۱۲- اور اسیطرح حطہ کی دوسری عبارت صفحہ ۳۵ میں ہے- وقال ابن حجر المكی فی شرح المشكوة ادرك الامام الاعظم ثمانية من الصحابة منهم انس بن مالك وعبد الله بن ابی اوفی وسهل ابن سعد وابو الطفيل انتهی ۱۲ ف یہ عبارتیں کتب احناف میں بھی ہیں لیکن غیر مقلد کی کتاب اور امام شافعی وغیرہ کے مقلدین کی کتب معتبرہ متداولہ بروایۃ صحیحہ صریحہ سے امام اعظم رح کا ہمزمانہ ہونا صحابہ رض کے احقر نے ثابت کر دکھایا تاکہ بعض غیر مقلد متعصب کا میدان اعتراض وطعن کا انسداد بدرجہ اکمل ہوجائے اور پھر کسیطرح کلام مالایرام کی جگہ نرہی النصیحۃ منا والھدایۃ من اللہ ط

بحث ثانی امام ابو حنیفہ رح کے تابعی ہونے میں ۱۲ ناظرین باتمکین کو واضح ہو کہ بعض غیر مقلدین متعصبین کو انکار ہے کہ ابو حنیفہ رح تابعی نہیں ہیں اور اونکی دلیلیں نو عبارتوں اور نو اقوال پر

منحصر ہیں اول عبارۃ کردری رح کی ہے جو منقول شرح مسند امام لملا علی قاری رح سے ہے۔
جماعۃ من المحدثین انکروا ملاقاتہ مع الصحابۃ واصحابہ اثبتوہ یعنی ایک جماعت نے
محدثین میں سے انکار کیا ہے امام اعظم کی ملاقات ہونیکا صحابہ کے ساتھ اور انکے مقلد ثابت
کرتے ہیں ۱۲ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ عبارت دلالت نہیں کرتی مگر اس بات پر کہ بعض جماعت
محدثین نے انکار امام اعظم رح کی ملاقات کا صحابہ سے کیا ہے اور یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ اکثر
محدثین نے انکار ملاقات کا کیا ہے اور یہ بھی نہیں ثابت ہوتا کہ اکثر محدثین امام اعظم رح کے تابعی
ہونے کا انکار کرتے ہیں بلکہ یہ ثابت ہوا کہ جب بعض محدثین انکار کرنے والے ہوے تو معلوم ہوا
کہ اکثر محدثین اثبات تابعیت پر مستقیم ہیں وللاکثر حکم الکل اور دوسری عبارۃ منکرین کی
یہ ہے۔ عبارۃ اکمال فی اسماء رجال المشکوۃ کان فی ایام ابی حنیفۃ رح اربعۃ
من الصحابۃ انس بالبصرۃ وعبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسھل بن سعد
بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق احدا منھم ولا اخذ عنھم
انتھی ۱۲۔ یعنی ابو حنیفہ رح کے زمانے میں چار صحابی تھے انس رض بصرہ میں اور عبد اللہ بن ابی اوفی
کوفے میں اور سھل بن سعد مدینہ منورہ میں اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ مکہ معظمہ میں اور نہ
امام صاحب کی کسی سے ملاقات ہوئی ہے اور نہ کسی سے اخذ کیا انتہی ۱۲ جواب اسکا یہ ہے
کہ اس قول میں کلیہ اور اکثریہ کا کچھ ذکر نہیں باوجود اسکے عدم ملاقات اور عدم اخذ سے عدم رؤیۃ
ثابت نہیں ہوتی اور جب عدم رؤیت ثابت نہیں ہوئی تو رویت ثابت ہوئی ؎
وھو المقصود ۱۲

تیسری عبارۃ جامع الاصول کی ہے کان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک بالبصرۃ وعبد اللہ
بن ابی اوفی بالکوفۃ وسھل بالمدینۃ وابو الطفیل بمکۃ ولم یلق احدا منھم
ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم ولا
یثبت ذلک عند اھل النقل انتھی یعنی تھے زمانے میں امام ابی حنیفہ رح کے چار صحابہ
انس بن مالک بصرہ میں اور عبد اللہ بن ابی اوفی کوفہ میں اور سھل مدینہ منورہ میں اور
ابو الطفیل مکہ معظمہ میں لیکن نہ کسی سے ملاقات ہوئی اور نہ کسی سے اخذ کیا اور انکے مقلدین

تذکرۃ الراشد صفحہ ۲۷۴ منہ

تذکرۃ الرشد صفحہ ۲۷۴ منہ

؎ چنانچہ عبارت متعددہ سے رویۃ امام صاحب کی انس رض سے ثابت و مبرہن ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ امام صاحب نے ملاقات جماعت صحابہ سے کی ہے اور اونسے روایت بھی کی ہے اور نزدیک
اہل نقل کے یہ ثابت نہیں ہے انتہیٰ جواب اسکا یہ ہے کہ اسمیں لقا اور روایت کی نفی ہے رویتہ کی
نفی نہیں اور لقا اکثر مستعمل ہوتا ہے بمعنی خص من الرویتہ اور شاہد اسبات پر دارقطنی کا قول ہے
لم یلق ابو حنیفۃ احدا من الصحابۃ الا انہ رے انسا بعینہ انتہی کما نقلہ السیوطی فی
تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ یعنی نہیں ملاقات کی ہے ابو حنیفہ رح نے
کسی صحابی سے مگر دیکھا ہے انس رض کو انتہی جیسا کہ اسکو نقل کیا ہے سیوطی نے تبییض الصحیفہ بمناقب
ابی حنیفہ رح میں ۱۲ چوتھی عبارۃ علل متناہیہ کی ہے قال الدارقطنی لا یصح لابی حنیفۃ
سماع من انس ولا رویۃ ولم یلق احدا من الصحابۃ انتہی یعنی دارقطنی نے کہا کہ
نہین صحیح ہے ابی حنیفہ رح کا سماع انس رض سے اور نہ رویۃ اور نہ ملاقات صحابہ سے انتہی جواب
یہ ہے کہ اس عبارۃ مذکورہ سے نہیں ثابت ہوتا مگر انکار دارقطنی کا نہ انکار اکثر محدثین کا پس یہ
عبارت مفید انکار کل اور اکثر یے کو نہیں ہے لہذا مدعی ثابت نہیں پانچویں عبارت
وفیات الاعیان کی ہے ادرک ابو حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ ولم یلق احدا منھم
ولا اخذ عنھم واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم ولم
یثبت ذالک عند اھل النقل انتہی اور ساتویں عبارت تقریب حافظ ابن حجر کی ہے النعمان
بن ثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام اصلہ من فارس وقیل مولی بنی تیم فقیہ مشہور من السادسۃ انتہی
الذین عاصروا الخامسۃ ولم یثبت لھم لقاء احد من الصحابۃ اور آٹھویں عبارۃ مرأۃ الجنان یافعی کی سنہ
ایکسو پچاس کے حوادثمیں فیھا توفی فقیہ العراق الامام ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت
الکوفی مولدہ سنۃ ثمانین رای انسا ورویٰ عن عطا بن ابی رباح وطبقتہ وکان

ط ابن جوزی نے علل متناہیہ میں یہ لکھا ہے وابو حنیفۃ لم یسمع عن الصحابۃ
وانما رای انس بن مالک بعینہ کذا نقل عنہ صاحب اوشحۃ الجید ۱۲

Marfat.com

قد ادرك اربعة من الصحابة هم انس وعبد الله بن ابی اوفی وسهل وابو الطفیل قال بعض اصحاب التاریخ ولم یلق احدا منهم ولا اخذ عنه واصحابه یقولون لقی جماعة من الصحابة وروی عنهم ولم یثبت ذلك عند اهل النقل انتهی ان عبارات سے منکرین استدلال کرتے ہیں امام صاحب کی تابعی نہونے پر اور جواب گذر چکے ہیں کہ ان عبارتوں سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابو حنیفہ تابعی نہیں ہیں باوجود اسکے عبارت ثالثہ اور خامسہ اور سادسہ اور ثامنہ کا ملخص یہ ہے کہ لم یثبت ذلك عند اهل النقل اور منکرین کا اس عبارت سے دلیل پکڑنا سخافت اور ضعف سے خالی نہیں ہے بچند وجوہ پہلی وجہ ضعف کی یہ ہے کہ لفظ ذلک سے پہلے ان عبارتونمیں دو باتیں ذکر ہیں ایک ملاقات دوسرے اخذ روایت پس عدم ثبوت کی جو نفی کہ اتی ہے وہ نفی دونوں امر کیطرف ہی نہ ایک کیجانب پس یہ عبارت نہیں دلالت کرتی مگر تحقق پر ان دو امرونکے معا ہاں مجرد رویت ثابت ہی جو ثبوت تابعیت کیلیے مذہب صحیح پر کافی وافی ہے لفظ ذلک سے پہلے ان عبارتونمیں روایت اور ملاقات معًا ہے یعنی دونوں ملا کر نزدیک اہل نقل کے ثابت نہیں تنہا ملاقات کا ذکر نہیں ہے پس بنا برایں یہ عبارت نہیں دلالت کرتی ہے مگر تحقق پر ان دونوں امرونکے معًا جیسا کہ گئے ہیں انکے مقلدین کہ روایت و ملاقات دونوں ثابت ہیں لیکن اہل نقل کے نزدیک یہ یقینا ثابت نہیں نہ مجرد ملاقات اور رویتہ کے عدم پر کہ جو مدار تابعیت کا ہے اقوال صحیحہ کے بنا پر اور دوسری وجہ ضعف کی یہ ہے کہ عبارات مذکورہ میں لفظ ذلک سے قبل ملاقات ایک جماعۃ صحابہ کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے یہ اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں پس نہیں دلالت کریگی عبارت مذکورہ مگر عدم ثبوت ملاقات جماعت صحابہ پر یہ نزدیک علماء اہل نقل کے ثابت نہیں اور نہیں دلالت کی ہے اس عبارت نے عدم ثبوت رویتہ صحابی واحد مثل انس ابن مالک کی اور یہ کافی ہی تابعی ہونے کیلیے اہل نقل کے نزدیک اور تیسری وجہ یہ ہے کہ قبل لفظ ذلک کی عبارۃ مذکورہ میں مذکور نہیں ہے مگر ملاقات نہ رویتہ اور اکثر وقت لقا یعنی ملاقات مستعمل ہوتا ہے بمعنی اخص رویتہ کے اور گواہ اس بات پر قول دار قطنی کا ہے لم یلق ابو حنیفة احدا من الصحابة الا انه رأى انسا بعینه انتهی یعنی نہیں ملاقات کی ابو حنیفہ رح نے کسی صحابی سے مگر حضرت انس رض کو بعینہ دیکھا

Marfat.com

انتہی چنانچہ نقل کیا اسکو سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں اور اگر اس سے زیادہ بیان تجھ پر مطلع ہونا ہو تو وکیل احمد صاحب کی نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین کا مطالعہ اور ملاحظہ فرمائے اور میں نے بخوف طوالت ترک مناسب سمجھا اگر کوئی اعتراض کرے کہ امام اعظم صاحب کے تابعین میں ہونیکا قائل کوئی محدث نہیں اگر اسکا کوئی قائل ہو تو بتلاؤ تو جواب اسکا یہ ہے کہ کیا خطیب اور نووی محدثین میں نہیں ہیں بلکہ محدثین میں سے ہونا ازکا اظہر من الشمس ہے باوجود یکہ یہ دونوں تصریح اور تنصیص کرتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رح تابعی ہے دیکھو قول علامہ نووی رح کا تہذیب الاسما واللغات میں قال الخطیب البغدادی فی التاریخ ھو ابو حنیفۃ التیمی فقیہ اھل العراق رای انس بن مالک الخ یعنی خطیب بغدادی نے تاریخ میں کہا ہے کہ ابو حنیفہ تیمی فقیہ اہل عراق کے ہیں دیکھا ہے اونہوں نے انس ابن مالک کو اور کیا دار قطنی اور ابن جوزی علماء محدثین میں سے نہیں ہیں بلکہ بالاتفاق یہ دونوں بھی محدثین میں سے ہیں باوجود اس کے یہ دونوں بھی تصریح کرتے ہیں امام ابو حنیفہ رح کے تابعی ہونے کی چنانچہ علامہ ابن جوزی علل متناہیہ فی الاحادیث الواہیہ میں فرماتے ہیں قال الدار قطنی لم یسمع ابو حنیفہ احدا من الصحابۃ وانما رای انس ابن مالک بعینہ یعنی دار قطنی نے کہا کہ ابو حنیفہ رح نے کسی صحابی سے نہیں سنا ہے اور کسیکو نہیں دیکھا ہے مگر انس ابن مالک کو پس منکر بن تابعیتہ کے اقوال باطل اور مردود ہو گئے اور ابن حجر وغیرہ محدثین کا کلام متفق ہے اسبات پر کہ ابو حنیفہ رح نے انس رض کو دیکھا ہے لہذا ثبوت تابعیت کیلیے کافی ہے اور متقدمین ومتاخرین متفق ہیں اور یہی قول ارجح اور بہتر ہے دیکھئے قول علی القاری المکی کا طبقات حنفیہ میں قد ثبتت رویتہ لبعض الصحابۃ واختلف فی روایتہ عنھم والمعتمد ثبوتھما کما بینتہ فی سند الانام شرح مسند الامام حال اسنادہ الی بعض الصحابۃ الکرام فھو من التابعین الاعلام کما صرح بہ العلماء والاعیان داخل تحت قولہ تعالی والذین اتبعوھم باحسان وفی عموم قولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم رواہ الشیخان ثم اعلم ان جمھور علماء الحدیث علی ان الرجل لمجرد اللقی والرویۃ یصیر تابعیا ولا یشترط ان یصحبہ مدۃ اھ منتھی یعنی ثابت ہی رویت امام صاحب کی بعض صحابہ کو اور روایت میں اختلاف ہے اور معتمد ثبوت

Marfat.com

روایت ہے جیسا کہ مینے بیان کیا ہے اسکو سند الانام شرح مسند الامام میں پس یہ امام صاحب تابعین اعلام سے ہیں جیسا کہ تصریح کی ساتھ اسکے علماء اعیان نے اور داخل ہے تحت میں قولہ اللہ تعالیٰ والذین اتبعوھم باحسان کے اور داخل ہیں عموم میں قول علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم کے روایت کی ہے اسکو بخاری اور مسلم نے پہر جمہور علماء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ رجل بمجرد ملاقات اور رویت کے تابعی بن جاتا ہے اور تابعی ہونیکی یہ شرط نہیں ہے کہ مدت دراز تک صحبت صحابی میں رہے ۱۲- اور دیکھئے شرح الشرح نخبۃ الفکر میں بحث تعریف تابعی میں قال العراقی وعلیہ عمل الاکثرین قلت وبہ یندرج الامام الاعظم فی سلک التابعین فانہ قد رای انسا وغیرہ من الصحابۃ علی ما ذکرہ الامام الجزری فی اسماء الرجال القراء والتورپشتی فی تحفۃ المرشد وصاحب کشف الکشاف فی تفسیر سورۃ المؤمنین وصاحب مرأۃ الجنان وغیرھم من العلماء المتبحرین فمن نفی انہ تابعی فاما من التتبع القاصر او التعصب الفاتر انتھی یعنی علامہ عراقی رح نے کہا کہ اسپر عمل اکثر علما کا ہے یعنی تابعی ہونے کے لیے رویۃ صحابی کافی ہے میں کہتا ہوں کہ بنا بر اس قول کے امام اعظم رح داخل ہوے سلک تابعین میں کیونکہ امام اعظم رح نے انس رض وغیرہ صحابہ کو دیکھا ہے بنا بر اسکے کہ امام جزری رح اسماء الرجال القرا میں اور علامہ تورپشتی نے تحفۃ المرشد مین اور صاحب کشف الکشاف نے تفسیر سورہ المومنین میں اور صاحب مراۃ الجنان وغیرہ علماء متبحرین نے تصریح کی ہے پس جو کہ نفی کرتا ہے امام صاحب کے تابعی ہونیکی وہ قاصر ہے تتبع کرنیمیں یا تعصب سے انکار کرتا ہے اور دیکھئے قول ذہبی کا کاشف میں رای انسا رض انتھے یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رح نے انس رض کو دیکھا ہے انتہی اور دیکھئے قول علامہ ذہبی کا تذکرۃ الحفاظ میں رای انس ابن مالک غیر مرۃ لما قدم علیھم الکوفۃ انتھی یعنی دیکھا امام اعظم رح انس رح بن مالک رض کو چند مرتبہ جبکہ وہ تشریف لائے کوفہ میں انتہی اور دیکھئے قول ابی الحجاج مزی کا تہذیب الکمال میں رای انسا رض الخ یعنی دیکھا امام اعظم رح نے انس رض کو اور دیکھئے قول احمد قسطلانی کا ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب میں ومن التابعین الحسن البصری وابن سیرین والشعبی وابن المسیب وابو حنیفۃ انتھی یعنی تابعین میں سے حسن بصری اور ابن

تذکرہ صفحہ ۲۸۰

تذکرہ صفحہ ۲۸۰

تذکرہ صفحہ ۲۸۰

تذکرہ صفحہ ۲۸۰

Marfat.com

سیرین اور شعبی اور ابن المسیب اور ابوحنیفہ رح اور دیکھئے قول یافعی کا مراۃ الجنان میں رای انسا رض انتہے یعنی امام اعظم رح نے دیکھا ہے انس کو انتہی اور دیکھئے قول یافعی کا اسی مراۃ الجنان میں ذکر الخطیب فی تاریخ بغداد انہ رای انس بن مالک انتہے یعنی خطیب رح نے ذکر کیا ہے تاریخ بغداد میں کہ امام ابوحنیفہ رح نے دیکھا ہے انس بن مالک رض کو انتہی اور دیکھئے قول ولی العراقی کا چنانچہ سیوطی رح نے اسکو نقل کیا ہے قد رای انس بن مالک رض انتہے یعنی دیکھا ہے انس بن مالک کو امام ابوحنیفہ رح نے اور دیکھئے قول ابن الجوزی کا انما رای انس بن مالک بعینہ یعنی دیکھا ہے امام ابوحنیفہ رح نے انس بن مالک رض کو اور دیکھئے قول دارقطنی کا چنانچہ اسکو سیوطی نے نقل کیا ہے لم یلق احدا من الصحابۃ الا انہ رای انسا رض انتہے اور دیکھئے قول نووی کا تہذیب الاسماء واللغات میں قال الخطیب البغدادی فی التاریخ ابوحنیفۃ امام اصحاب الرای وفقیہ اہل العراق رای انس بن مالک رض انتہے یعنی خطیب بغدادی رح نے تاریخ میں کہا ہے کہ ابوحنیفہ امام اصحاب رائے اور فقیہ اہل عراق نے دیکھا ہے انس بن مالک رض کو اور دیکھئے قول ابن حجر مکی ہیثمی کا خیرات الحسان فی مناقب النعمان میں صح کما قالہ الذہبی انہ رای انس بن مالک وھو صغیر وفی روایۃ مرارا واکثر المحدثین علی ان التابعی من لقی الصحابی وان لم یصحبہ صححہ النووی کابن الصلاح انتہی یعنی صحیح ہے جیسا کہ کہا ہے اسکو ذہبی نے کہ دیکھا ہے امام اعظم صاحب نے انس ابن مالک رض کو اپنی صغر سنی کے زمانہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ دیکھا ہے چند بار اور اکثر محدثین اس قول پر ہیں کہ تابعی وہ ہے کہ ملاقات کرے صحابی کی اگرچہ مصاحبت دراز نہ ہوئی ہو اس قول کی تصحیح کی نووی نے مثل ابن صلاح کے انتہی اور دیکھئے قول ابن عابدین ردالمحتار میں علی کل فھو من التابعین وممن جزم بذلک الحافظ الذہبی والحافظ العسقلانی وغیرھما انتہی یعنی ہر حال میں امام ابوحنیفہ رح تابعین میں سے ہیں اور اسیکا جزم کیا حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی نے اور سوا ان دونوں کے ۱۲ - اور دیکھئے تذکرۃ الراشد میں ہے ما وقع للعینی انہ اثبت سماعہ عن الصحابۃ رد علیہ صاحبہ الحافظ قاسم الحنفی والظاھر ان سبب عدم سماعہ ممن ادرکہ من الصحابۃ انہ فی اول امرہ اشتغل بالکتاب حتی ارشدہ الشعبی لما رآہ من باھر نجابتہ الی الاشتغال بالعلم انتہی یعنی علامہ عینی رح نے ثابت کیا ہے سماع امام ابوحنیفہ کا صحابہ سے لیکن رد کیا اسکو انکے صاحب حافظ قاسم حنفی رح نے اور ظاہر یہ ہے کہ ہر آئینہ

Marfat.com

سبب عدم سماع امام صاحب کا انکے ابتداء امر میں اسلیے تھا کہ یہ مشغول تھے ساتھہ کتاب اللہ کے یہاں تک کہ جب انکو شعبی رح نے دیکھا کہ انکی نجابت ظاہر ہے تو ہدایتکی انکو علم کیطرف مشغول ہونیکی اور دیکھئے قول سیوطی کا قد الف ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزأ فیما رواہ ابو حنیفة عن الصحابة انتھے ۱۲ یعنی ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المقری الشافعی نے ایک جزء اس بیانمیں تالیف کیا ہے کہ ابو حنیفہ رح نے صحابہ سے روایت کی ہے انتہی اور دیکھیے قول علامہ ارنیقی کا مدینة العلوم میں قد ثبت بھذا التفصیل ان الامام من التابعین انتھی یعنی ہر ائینہ ثابت ہوا اس تفصیل سے کہ البتہ امام اعظم تابعین میں سے ہیں انتہی ۱۲ پس یہہ علماء ثقات اور اثبات مثل دار قطنی اور ابن سعد اور خطیب اور ذہبی اور ولی العراقی اور ابن حجر المکی اور علی القاری اور اکرم السندی مولف امعان النظر نے علامہ ملا علی قاری رح کا ذکر کیا ہے کہ جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے اور اسکو ثابت کیا ہے اور ابو معشر اور حمزة السہیلی اور جزری اور تورپشتی اور سیوطی اور قسطلانی اور سراج اور ارنیقی اور ابن عابدین الشامی اور یافعی اور عینی وغیرہ علماء محدثین و مقلدین شافعی وغیرہم مداح امام اعظم رح کے ہیں پس باوجود اسکے اختیار کرنا قول بعض متعصبین کا گمراہی اور خلل دماغ سے خالی نہیں اگرچہ بعض نے اس بارہ میں خلاف کیا ہے لیکن اوسکے دنداں شکن جواب اوپر گذر چکے ہیں اور جو منکر ہیں وہ نافی ہیں اور اصول حدیث و فقہ کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب اقوال مثبت کی معارض نافی کے ہون تو مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے پس بنا بر اس قاعدیکے بھی امام اعظم رح کو تابعی کہنے والونکا قول مرجح اور مقدم ہوگا جیساکہ شرح نخبة الفکر اور تنقیح الاصول اور تلویح اور منار اور مرآة الاصول شرح مرقاة الوصول وغیرہ میں تصریح کی ہے المثبت مقدم علی النافی ۱۲ بحث فی رد الطعن علی ابی حنیفہ رح بقلة العربیة ۱۲ جن لوگون نے جناب ابو حنیفہ رح کو قلت عربیت کی طرف منسوب کیا ہے اونکے پاس کوئی دلیل سوا اس ایک حکایت کے نہیں ہے جو تاریخ ابن خلکان میں مع جواب کے موجود ہے مگر متعصبین غیر مقلدین نے ابن خلکان کی حکایت کے اول جملہ کو لے لیا ہے اور ثانی جملہ جو جواب اسکا تھا اوسکو ترک کر دیا اسکی مثال ایسی ہے جیساکہ کوئی جاہل بے نمازی دلیل پکڑلے لاتقربوا الصلوٰة کو وانتم سکاری کو چھوڑ دے مگر یہ نہیں جانتے کہ جب اہل علم منصف مزاج دیکھینگے

بحث ۲

Marfat.com

تو کیا سمجھیں گے ابن خلکان کی عبارۃ نقل کرکے پیش ناظرین منصفوں کے پیش کیجاویگی بلکہ خباثت ناحق اور بے اصل
طعن کرنے کی طاعنین پر ہی واقع ہوگی میں بعینہ وہ عبارۃ نقل کرتا ہوں فمثل هذا الامام لا يشك
فی دينه ولا ورعه وتحفظه ولم يكن يعاب بشئ سوى قلة العربية فمن ذلك ما
روى ان ابا عمرو بن العلاء المقرى النحوى ساله عن القتل بالمثقل هل يوجب القود ام
لا فقال لا كما هو قاعدة مذهبه خلافا للشافعى فقال له ابو عمرو ولو قتله بحجر المنجنيق فقال ولو قتله بابا قبيس يعنى
الجبل المطل على مكة وقد اعتذروا عن ابى حنيفة بانه قال ذلك على لغة من يقول
ان الكلمات الستة المعربة بالحروف وهى ابوه واخوه وحموه وهنوه وفوه وذو مال
اعرابها يكون فى الاحوال الثلث بالالف وانشدوا فى ذلك ان اباها وابا اباها
قد بلغا المجد غايتاها وهى لغة الكوفيين وابو حنيفة من اهل الكوفة فهى لغته والله
اعلم انتهى یعنی پس اس جیسے امام کے دین و ورع اور تحفظ میں شک نہیں کیا جا سکتا اور سواء قلت عربیت
کے اور کوئی عیب نہیں لگایا گیا (لیکن یہ کوئی عیب اور جرح نہیں ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے مقدمۂ
فتح الباری میں اسکی تصریح کردی فانظر ثمہ) پس منجملہ اسکے ایک یہ روایت ہے کہ ابو عمرو بن علاء نحوی نے
امام صاحب سے سوال کیا قتل بالمثقل کے بارہ میں کہ اس سے قصاص واجب ہوتا ہے یا نہیں تو آپ نے
جواب دیا نہیں جیسا اونکے مذہب کا قاعدہ ہے امام شافعی صاحب کی خلاف پھر کہا ابو عمرو نے اگرچہ
منجنیق کے پتھر سے اوسکو قتل کرے جب بھی نہیں قصاص واجب ہوگا امام صاحب نے جواب دیا کہ اگرچہ
قتل کردے اوسکو جبل ابا قبیس سے یعنی دراز پہاڑ سے جو مکہ میں ہے (یہاں اعتراض کا منشا یہ ہے
کہ ابی قبیس کے بجاے امام صاحب نے ابا قبیس کہا ہے جو نحوی قواعد کے خلاف ہے) اور امام صاحب
کیطرف سے علماء نے جواب یوں دیا ہے کہ ابو حنیفہ نے اوس شخص کی لغت پر جواب دیا ہے جو کلمات
ستہ معربہ بالحروف کا اعراب تینوں حالتوں میں الف کیساتھ مانتا ہے وہ کلمات چھہ یہ ہیں
ابوہ - اخوہ - حموہ - ھنوہ - فوہ - ذو مال - اور اسکے استدلال میں انھوں نے ایک
عرب کے شاعر کا شعر پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے ان اباھا وابا اباھا اسمیں وابا ابی ھا کی جگہہ
وابا اباھا شاعر نے باندھا ہے یہ کوفیونکا لغۃ ہے اور ابو حنیفہ کوفی ہیں پس امام صاحب کا
بابا قبیس کہنا بابی قبیس کی جگہہ صحیح ہے لہذا اعتراض اٹھہ گیا بعد اس جواب کے کوئی قلت

Marfat.com

عربیت کا الزام لگائے تو جہالت ہے نعوذ باللہ من کید المتعصبین جواب قوی و مدلل و مبرہن ہے
چنانچہ الفیہ اور شرح الفیہ بہجۃ المرضیہ اور علامہ سیوطی کی شرح میں ہے والنقص فی ھذا الاخیر
وھو ھن بان یکون معربا بالحرکات علی النون احسن من الاتمام قال علیہ الصلوۃ و
السلام من تعزی بعزی الجاھلیۃ فاعضوہ بھن ابیہ وفی اب وتالیہ وھما اخ وھم
یندر ای یقل وقصرھا ای قصر اب واخ وحم بان یکون بالالف مطلقا من نقصھن
اشھر کقولہ ان اباھا وابا اباھا ÷ قد بلغا فی المجد غایتاھا ÷ اور ماسوے اسکے ابن عقیل اور
مکودی وغیرہ سے شرح الفیہ ابن مالک میں تصریح موجود ہے پس امام صاحب پر کوئی دھبہ قلت
عربیت کا نہیں لگتا اسکے بعد من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کا اختیار باقی ہے۔
فتامل ولا تکن من المعاندین

بحث ۴ رد میں اسبات کے کہ امام ابو حنیفہ رح کو فقط ۱۷ حدیثیں پہونچی ہیں۔
ناظرین اہل انصاف پر مخفی نہ رہے کہ جس امام کے علماء محدثین و مقلدین امام شافعی اور امام مالک اور
امام احمد کے یعنی غیر مذہب والے ثناخوان ابو حنیفہ کے ہوں اور مثل افتاب نصف النہار کے
روشنی بخش تمام جہانمیں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جسکا مذہب ہو اور بڑے
بڑے مجتہدین مثل امام شافعی اور امام محمد اور امام ابو یوسف رح اور امام بخاری اور دارقطنی وغیرہ
جن کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہوں ایسے امام اعظم جناب ابو حنیفہ رح کو اپنی کم فہمی سے
جو شخص قلت عربیت اور قلت احادیث کی طرف منسوب کرے وہ بیشک ضلوا فاضلوا کا مصداق ہے
معاذ اللہ یہ کیسی دشمنی اور کیسی بیباکی غیر مقلدین کی ہے جو کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رح کو سترہ حدیثیں
پہونچیں یہ جملہ ردیہ اور کلمات سخیفہ ہیں پس یہ مثل ایک درخت خبیثہ کے ہے کہ زمین سے اکھڑ گیا ہے اور
اوسکو قرار نہیں یا مثل بنیاد کمزور کے ہیں جو کسیطرح سیلاب تحقیق کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی اور یقیناً
یہ زلت فاحشہ اور ذلت فاضحہ ہے کہ ایسے لچر پوچ کلام کی تصدیق نہیں کریگا مگر وہ شخص جسکے حواس
مختل ہوں اور چاروں طرف سے اوسکو اوہام باطلہ کی گھٹائیں گھیرے ہوے ہوں اور جنکے مدارک عالیہ
ہیں وہ ایسے کلام کیطرف اصلا توجہ نہیں کرینگے اور یہ طعن اور اسکی وجہ کہ امام صاحب قلیل الروایت
کیوں ہیں علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے مگر عقل کے دشمنوں نے قلت احادیث

تذکرہ ص ۲۸۹

Marfat.com

کی طعن کو امام صاحبکی شان میں نقل کیا اور وجہ کو چھوڑ دیا یہ مثل استدلال پکڑنے کج فہم کے لا تقربوا الصلوٰۃ سے وانتم سکاری کو چھوڑ کر چنانچہ اسکی تصریح خود ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں بیان کی ہے قد تقول بعض المتعصبین ان منهم من كان قليل البضاعة فی الحديث ولا سبيل الى هذا المعتقد فی كبار الائمة لان الشريعة انما تؤخذ من الكتاب والسنة ومن كان قليل الحديث فيتعين عليه طلبه وروايته والجد والتشمر فی ذالك ليأخذ عن اصول صحيحة ويتلقى الاحكام عن صاحبها المبلغ لها وانما قلل منهم من قلل الرواية لاجل المطاعن التی تعتريه والعلل التی تعرض فی طرقها انتهى یعنی بعض متعصبین یہ کہتے ہیں کہ بعض مجتہدین سے وہ شخص ہے کہ تھوڑی پونجی کے ہیں علم حدیث میں اور کوئی طریقہ طرف اس اعتقاد کے ائمہ مجتہدین کبار کی شان میں نہیں ہے یعنی جو کہ کبار مجتہدین میں سے ہیں اونکی طرف یہ اعتقاد بالکل مناسب نہیں بلکہ خطا ہے کیونکہ شریعت نہیں پکڑی جاتی ہے مگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے (یعنی کبار مجتہدین کو حاوی ہونا اور مفسر ہونا کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ پر ضروریات میں سے ہے) اور جو کہ قلیل الحدیث ہو تو معین ہو چکا اوپر طلب کرنا علم حدیث کا اور روایت کرنا حدیث کا اور کمربستہ ہونا حصول احادیث میں تاکہ اخذ کرلے وہ مجتہد اصول صحیحہ سے تاکہ لیوے احکام کو اوسکے صاحب سے اور قلت حدیث اونسے نہیں ہوتی ہے مگر بسبب مطاعن وعلل وعوارض کی احادیثوں میں یعنی اسانید احادیث میں فتامل ولا تكن من الغافلين اسیطرح دوسرا قول ابن خلدون کا ہے الامام ابو حنيفة انما قلت روايته لما شدد فی شروط الرواية والتحمل وضعف رواية الحديث اليقينی اذا عارضها الفعل النفسی وقلت من اجل ذالك روايته فقل حديثه لا انه ترك رواية الحديث عمدا انتهى امام ابو حنیفہ رح کی قلت روایت حدیث کی نہیں ہوئی ہے مگر بسبب اسباتکے کہ تشدد کیا انھوں نے شروط روایۃ میں اور تحمل حدیث میں اور بسبب روایت کرنے حدیث یقینی کے جبکہ معارض ہوا وسکو فعل نفسی اور کم ہوئی روایت امام صاحبکی بسبب اسکے تو کم ہوئی حدیث انکی (یعنی بہ نسبت غیر وں کے) نہ یہ بات کہ امام صاحب نے ترک کیا ہو روایت حدیث کو عمداً انتہی ۱۲ تیسرا قول ابن خلدون کا اوسکی تاریخ میں یدل علی انه يعنی ابو حنيفه من كبار المجتهدين فی الحديث اعتماد مذهبه فيما بينهم والتعويل عليه واعتباره رد او

Marfat.com

قبولا واما غیرہ من المحدثین وھم الجمھور فتوسعوا فی الشروط فکثر حدیثھم والکل عن اجتھاد وقد توسع اصحابہ من بعدہ فی الشروط فکثرت روایاتھم وروی الطحاوی فاکثر وکتب مسندا انتھی یعنی دلالت کرتا ہے یہ امر کہ جناب ابو حنیفہ رح کبار مجتہدین سے ہیں فن حدیث میں اعتماد کرنا علماؤں کا اونکے مذہب پر اور اونکے مذہب کو مرجع علم سمجھنا اور اوسکا اعتبار کرنا اور رد و قبول کے اور ماسوے انکے دوسرے محدثین نے وسعت کی شروط صحت روایت میں تو زیادہ ہوئیں حدیثیں اونکی اور کل اجتہاد سے ہے اور تحقیق کہ توسع کیا امام صاحب کے شاگردوں نے بعد انکے تو زیادہ ہوئی روایتیں اونکی اور امام طحاوی نے کثرت سے روایت کی اسیوجہ سے ایک مسند لکھ ڈالا ١٢۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جناب ابو حنیفہ رح کی قلت حدیث بسبب بے پروائی اور کم علمی کے نہ تھی کیونکہ ابن خلدون وغیرہ علماء تواریخ اور محدثین نے اونکو کبار مجتہدین فی الحدیث سے تسلیم کیا ہے اور انکے علم و فضل اور حافظہ اور ورع اور زہد و تقوی کا جمہور علماء متبحرین نے اقرار کیا ہے اسیطرح علامہ نواب صدیق الحسن خاں مرحوم نے باوجود کہ اونکو دعوی محدث اور غیر مقلد پنے کا تھا پھر بھی وہ حطہ فی اصول صحاح ستہ کے صـ٣٤ میں نقل کرتے ہیں والامام ابو حنیفۃ انما قلت روایتہ لما شدد فی شروط الروایۃ والتحمل وضعف روایۃ الحدیث الیقینی اذا عارضھا الفعل النفسی وقلت من اجلھا روایتہ فقل حدیثہ لا انہ ترک روایۃ الحدیث متعمدا فحاشاہ من ذلک انتھی یعنی امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی باعث اسکا یہ ہے کہ اونہوں نے شروط روایت میں بہت تشدد اور سختی کی ہے (چنانچہ دوسرے محدثین مثل بخاری وغیرہ کے تصحیح کی ہوئی حدیث انکے نزدیک ضعیف اور ذی علل ہے بلکہ بنا برا سکے یوں کہنا درست ہے کہ چند حدیثیں ایسی امام صاحب نے ضعیف جانکر چھوڑ دیں اونکو امام بخاری وغیرہ نے اپنی شرطوں کے موافق صحیح جانکر اخذ کیا) شروط روایۃ اور تحمل روایت میں اور بسبب ضعیف جان نے روایۃ حدیث یقینی کے جب معارض ہوا اوسکو فعل نفسی اور قلت روایت ہوئی تو کم ہوئی حدیث اونکی نہ یہ کہ ترک روایت حدیث کی عمدًا کی ہو پس پاک ہیں امام اعظم اس سے اور حطہ میں ہے ویدل علی انہ من کبار المجتھدین فی علم الحدیث اعتماد مذھبہ بینھم والتعویل علیہ واعتبارہ ردا وقبولا الخ یعنی دلالت اس بات پر کہ امام ابو حنیفہ رح کبار مجتہدین سے ہیں علم حدیث میں معتمد ہونا انکی مذہب کا

Marfat.com

درمیان علماے محدثین وغیرہ کے ونیز اعتماد واعتبار کرنا اونکے مذہب پر باعتبار رد وقبول کے اس سے
زیادہ تصریح دیکھنی ہو تو علماء متقدمین ومتاخرین محدثین وغیرہم کے تالیفات خاص کر مولوی
عبدالحی لکھنوی کے مقدمات ہدایہ اور جامع الصغیر اور موطاء امام محمد اور شرح وقایہ وغیرہ کا ملاحظہ
فرماے فندبر ۱۲- اب غور کرنے کی جگہ ہے کہ امام اعظم رح اگر فقط سترہ حدیثیں جانتے ہوتے
تو کیوں انکو کبار مجتہدین فی الحدیث میں گنا جاتا اور کیوں گواہی دیتے ساتھ مہارت اور علو مرتبت
انکے کے فن حدیث میں اور انکی قلت حدیث کی روایۃ میں کیوں عذر بیان کرتے علاوہ اسکے جو
شخص مطالعہ کرے تصانیف شاگردان امام اعظم صاحب کا اونھوں نے باسانید متصلہ امام صاحب سے
اپنی اپنی تالیفات میں روایات صحیحہ صریحہ کو درج کیا ہے مثل موطا امام محمد اور انکی کتاب الحجج اور کتاب
الآثار اور سیر اور کتاب الخراج امام ابی یوسف کی اور امالی وغیر ذالک کے تو اوسمیں روایات امام
صاحب کی اور انکے اساتذہ کی اسانید متصلہ کے ساتھ زیادہ سترہ سے بلکہ دو سو بلکہ اور بھی زیادہ اس سے
ہزار دو ہزار تک ملین گے باوجود اسکے یوں کہنا کہ روایات امام صاحب کی سترہ تک پہونچے ہی نہیں ہے
مگر اسطرح کہ کوئی یوں کہے کہ امام بخاری کی روایات سولہ ہیں علاوہ اسکے جسنے مطالعہ کیا ہو تالیف
ابن ابی شیبہ اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور عبدالرزاق اور طحاوی کی شرح معانی الآثار اور
مشکل الآثار کا تو وہ بخوبی جانتا ہے کہ امام صاحب سے اونمیں کتنی روایتیں ہیں باوجود اس تصریحات
ظاہرہ کے پھر یہ کہنا کہ امام صاحب کو سترہ حدیثیں یاد تھیں ایسا ہے جسطرح کوئی شخص یہ کہے
کہ امام مسلم کو دس بارہ حدیثیں یاد تھیں وہذا ظاہر علی کل ماہر مع ہذا امام ابی حنیفہ رح کا زمانہ صحابہ
کا تھا اور اول زمانہ تابعین کا چنانچہ میں ثابت کر چکا ہوں اپنے رسالہ سبع سنابل میں اور یہ بات معلوم
ہے کہ اوس زمانہ میں حجم غفیر اور جماعۃ کثیر علماذی الشان کی تھی اور علم اوس زمانہ میں عالم شباب پر
تھا اور مشغول تھا اوس زمانہ میں روایات احادیث میں ہر جوان وبوڑھا یہانتک کہ بچے اوس
زمانہ کے اعلم اور احفظ تھے فضلاء اس زمانہ سے پھر باوجود اسکے کسینی یہ نہیں کہا کہ امام اعظم رح
کو سوائے سترہ روایات کے اور یاد نہیں تھیں افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ کے مقیدوں نے
کہانسے یہہ بات تراشی ہے فتنبہ ۱۲ مع ہذا سوچنے کی بات ہے کہ مسائل فرعیہ معاملات وعبادات
شرعیہ وہ کہ جو نقل کیے گیے ہیں بلاشبہہ ہزاروں سے زیادہ ہیں جیساکہ صاحب بصیرۃ پر پوشیدہ

Marfat.com

نہیں ہے خاص کراون لوگوں پر کہ جن کو دیکھنا ان کی شاگردوں کی کتابوں صحاح ستہ کا میسر ہوا ہے
یعنی جامع الصغیر اور جامع الکبیر اور سیر صغیر اور سیر کبیر اور زیادات اور مبسوط کا کہ مسمی بظاہر الروایۃ
ہے اور کتاب الحجج اور کتاب الآثار اور موطا یہہ کل امام محمد شیبانی کی ہے اور مثل تصانیف ابی یوسف
اور حسن بن زیاد اللئولوی وغیرہم کے اور یہ بات معلوم ہے کہ یہ کل مسائل منصوصہ قرآن نہیں ہیں
اور نہ اجماع سے ثابت ہیں و نیز اکثر مسائل ان کتابوں کے ایسے ہیں کہ جنمیں مدخل اجتہاد مجتہدین
کا نہیں ہے پس بنا برا سکے ضرور ہے کہ امام صاحب کو احادیث کثیرہ اور آثار غفیرہ پہونچی ہیں ورنہ اتنے
مسائل کہاں سے بغیر احادیث معلوم کئے ہوئے مستنبط کئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تمام مجتہدین
و محدثین اور تمام علماء معتمدین نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ ابو حنیفہ رح مجتہدین میں سے ہیں
اور عبارتیں انکی متفق ہیں اسبات پر کہ امام صاحب رح معدود ہیں متقدمین میں اسیواسطے علما
ذکر کرتے ہیں امام صاحب کے قول کو معرض اقوال علما میں اور درج کرتے ہیں حال امام صاحبکو اثناء
احوال علماء میں اور اہتمام کرتے ہیں علما ساتھہ آثار امام صاحبکے از روے رفع و قدح کے وغیرہ وغیرہ
پس باوجود اسکے عشرہ حدیث کی نسبت امام صاحب کیطرف کرنا اوسی کا کام ہے جس کے دماغمیں
کچھہ خلل و ضرر ہو کیونکہ جسکو حدیثیں عشرہ سے زیادہ نہیں پہونچی ہوں اوسکا اعتبار کیا ہو سکتا ہے
علماء انام کے نزدیک اور نہ شمار کیا جا سکتا ہے وہ زمرہ مجتہدین میں اور نہ اوسکے قول کی طرف
کوئی التفات کر سکتا ہے اور امام صاحب کا حال اسطرح نہیں ہے بلکہ معدود فی المعتبرین والمعتمدین
ہیں کما لا یخفی علی من لہ ادنی علم من الاحادیث ۱۲ پھر جاے غور ہے کہ بالاتفاق
تمام علماء عظام قائل ہیں کہ امام اعظم فقہاء کرام میں سے ہیں اور تمام نے امام صاحب کو فقیہ
عراق کے ساتھہ موصوف کیا ہے اور امام صاحب کو سادات فقہاء مین سے شمار کیا ہے اور تمام
علماء مجتہدین نے انکے لئے تبحر استنباط مسائل کا مان لیا ہے اور ضروری یہ امر ہے کہ کوئی فقیہ
نہیں ہوتا جب تک وہ مجتہد نہو اور جو مجتہد ہوگا اوسکے لیے فقط عشرہ حدیثیں کافی نہیں پس حالات
مذکورہ میں امام صاحب کیواسطے فقط عشرہ حدیثیں ثابت کرنا نہیں ہے یہ کام مگر کم علمونکا پھر جائے
انصاف ہے کہ علامہ ابو عبد اللہ الذہبی نے جنکو نقد تام باتفاق علماء کرام کے تھا وہ اپنے تذکرۃ الحفاظ
میں امام صاحب کو ذکر حمید سے یاد فرما کر انکو حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہیں اور اسیطرح دیگر

Marfat.com

علماء عظام نے اپنی اپنی تالیفات میں ذکر فرمایا ہے مثل ابن خلکان وغیرہ کے اور حافظ الحدیث
وہ ہرگز نہیں ہے جو کہ فقط سترہ حدیثیں جانتا ہو ونیز جماعۃ معتبرین نے ذکر کیا ہے کہ شیوخ اور
اساتذہ ابو حنیفہ رح کے فن حدیث میں چار ہزار ہیں علامہ مزی رح تہذیب الکمال میں انمیں سے
ستر بتلائی ہیں جسمیں کوئی شک وشبہہ نہیں ہے پس اگر فرض کیا جاوے کہ ہر ایک سے ایک ایک حدیث
روایت کی ہوگی تو بھی چار ہزار ہونگی اتنی نہیں تو ستر ہی سہی اور اگر ہر ایک سے ایک سے زیادہ روایت کی
ہوں تو اوسیقدر زیادہ ہونگی تو پھر بھی کہنا کہ امام صاحب کو نہیں پہونچی تھی حدیثیں مگر سترہ اباطیل
اور لغویات سے ہے ونیز جسکو فقط سترہ حدیثیں پہونچی ہوں تو وہ ضرور بالضرور مجروح نزدیک صغیر وکبیر کے
ہوتا ہرگز اوسکا شہرہ مثل شہرت ائمہ مجتہدین کے نہیں ہوگا باوجود اسکے کسی محدث یا فقیہ نے امام کے
سوا نہیں کہا ہے پس یہ ادلہ العشرۃ المبشرہ یا تلك عشرۃ کاملہ ہیں ویابی اللہ والمؤمنون الا
ان یزید نورا بی حنیفۃ وہو متم نورہ ولو کرھت الفئۃ الباغیۃ الکارھۃ ۱۲

بحث بیچ بیان لفظ امام اہل الرائے واصحاب الرائے ۱۲ بعض متعصبین غیر مقلدین
اپنی تالیف میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت امام الحنفیۃ ومقتداے اصحاب الرائے ہیں
تو اوسکے جواب میں لکھتا ہوں بتوفیق ملک العلام کہ اگر اونکی مراد اس سے عقل اور فہم ہے
تو وہ منقبۃ شریفہ اور مکرمۃ عظیمہ ہے کیوں کہ جسکے عقل نہو اوسکو علم نہیں کیونکہ علم منقول بغیر معقول کے
ناقص اور روایت بغیر درایت کے بیکار۔ اور اگر مراد اونکی اس رائے سے قیاس ہے وہ قیاس کہ جو
ایک قسم ادلہ اربعہ کی ہے تو اگر اس سے یہ مقصود ہے کہ امام صاحب قیاس کرتے تھے اسوجہ سے
انکے قول کا اعتبار نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر واحد مجتہدین میں سے قیاس کرتا تھا پھر امام صاحب
پر کیوں اعتراض سب پر ہونا چاہیے اور اگر یہ مقصود ہے کہ امام صاحب قیاس کو کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ پر مقدم کرتے تھے تو یہ صریح تہمت ہے اسواسطے کہ اسکو حافظ ابن عبد البر اور ابن حجر
اور عبد الوہاب شعرانی وغیرہم نے ثابت کر دیا ہے کہ امام صاحب قیاس کو قران وحدیث پر مقدم
نہیں کرتے تھے وقال ابن الحجر المکی فی الخیرات الحسان بعد ما ذکر محاسنہ ومحامدہ
فی ستۃ وثلثین فصلا فی الفصل السابع والثلثین قال الحافظ ابن عبد البر ما حاصلہ
انہ افرط بعض اصحاب الحدیث فی ذم ابی حنیفۃ وتجاوزوا الحد فی ذلك لتقدیمہ القیاس

Marfat.com

علی الاثر واکثر اهل العلم یقولون اذا صح الحدیث بطل الرای والقیاس لکنه لم یرد الا
بعض اخبار الاحاد بتاویل محتمل وکثیر منه قد تقدمه الیه غیره وتابعه علیه مثله
کابراهیم النخعی واصحاب ابن مسعود رض الا انه اکثر من ذلک هو واصحابه وغیره
انما یوجد له ذلک قلیلا یعنی ابن حجر مکی رح نے خیرات الحسان میں بعد ذکر کرنے محاسن و محامد
جناب امام اعظم رح کے چھتیس فصلوں میں فصل سینتیسویں میں کہا ہے کہ حافظ ابن عبد البر رح فرماتے
ہیں کہ ہر آئینہ بعض اصحاب حدیث نے زیادتی کی ہے مذمت کرنے میں ابی حنیفہ رح کے اور مذمت
بھی اسقدر کی ہے کہ حد سے تجاوز کر گئی ہیں قیاس کو حدیث پر مقدم کرنیکی وجہ سے اور اکثر اہل
علم کہتے ہیں کہ جب حدیث صحیح ہو تو رائے و قیاس باطل ہے ولیکن امام ابو حنیفہ رح نے نہیں رد کیا
مگر بعض اخبار احاد کو وہ بھی محتمل تاویل کے ساتھ اور یہ طریقہ اکثر نے جو انسے متقدم گذرے ہیں
اختیار کیا ہے اور متابعت کی امام صاحب کی اس طریقہ پر آپکے مثل نے جیسے کہ ابراہیم نخعی اور
اصحاب ابن مسعود رض مگر اتنا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے قیاس زیادہ کیا ہے (کیونکہ اونکو
جس مسئلہ میں کوئی حدیث نہ ملی اونھون نے قیاس کیا) بہ نسبت اور مجتہدین کے ومن ثم لما قیل
لاحمد ما الذی نقم علیه قال الرای قیل الیس مالک تکلم بالرای قال بلی ولکن
ابا حنیفة اکثر ایا منه قیل فهل الکلم فی هذه الحصة وهذه الحصة فسکت احمد
یعنی اسی باعث سے (یعنی جب ابراہیم نخعی اور اصحاب مسعود رض وغیرہم دیگر علما بھی تھوڑا بہت
قیاس و رائے سے کام لیتے ہیں تو) جب امام احمد رح سے کہا گیا کہ کس سبب سے تم امام ابو حنیفہ رح پر
ناراض اور غصہ ہو تو امام احمد نے جواب میں اسکے کہا کہ رائی کے سبب سے تو کہا گیا کہ کیا امام مالک
کلام ساتھ رائے کے نہیں کرتے تھے کہا امام احمد نے کہ ہاں لیکن ابو حنیفہ قیاس میں امام مالک سے
بڑھے ہوے اور زیادہ ہیں تو کہا گیا کہ کیا میں کلام کروں مالک میں موافق اونکے حصہ کے اور ابو حنیفہ
میں بقدر اون کے حصہ کے تو امام احمد یہ سنکر چپ ہو گئے ف مولوی عبد الحی مرحوم لکھنوی
مقدمہ موطا امام محمد میں بعد اس عبارۃ کے تحریر فرماتے ہیں ناقلا عن ابن عبد البر کہ ہر آئینہ صحابہ رض
سے بھی اجتہاد بالرائے اور قیاس ثابت ہے اسیطرح تابعین سے انتہی کلام ابن عبد البر جب
یہ وطیرہ صحابہ اور تابعین اور امام مالک وغیرہ کا جاری رہا کہ رائے اور قیاس سے اونھوں نے بھی

مقدمہ موطا ص ۲۲

Marfat.com

کام لیا ہے تو ابو حنیفہ رح پر اسبارے میں مواخذہ کرنا سفاہت اور جہالت ہے کیونکہ علمائے متقدمین محدثین ومجتہدین سے جب قول بالرائے وبالقیاس ثابت ہے تو ابو حنیفہ پر اسکا کیوں الزام لگایا جاتا ہے بلکہ اپنی عمل عامہ فقہاء امصار وغیرہم کا بھی رہا چنانچہ میزان شعرانی میں ابی جعفر شیرازی سے منقول ہے لاخصوصیة للامام ابی حنیفة فی القیاس بشرطه المذکور ای عدم وجدان الحکم من الکتاب والسنة بل جمیع العلماء یقیسون فی مضائق الاحوال اذا لم یجدوا فی المسئلة نصا من کتاب ولا سنة ولا اجماع ولا اقضیة الصحابة انتهی یعنی امام ابی حنیفہ رح کے قیاس کرنے میں خصوصیت نہیں بشرط مذکور یعنی وقت نہ پہونچنے حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بلکہ جمیع علما قیاس کرتے ہیں مضایق احوال میں جبکہ وہ نہیں پاتے کسی مسئلہ میں نص کتاب اور سنت سے اور اجماع اور قضایا صحابہ سے انتہی ۱۲

بحث کثرة مشائخ ابی حنیفہ رح کے اور انکے ثقہ ہونے میں ۱۲- ابو حنیفہ رح جیسے فقیہہ تھے اوسیطرح محدث تھے بلکہ کبار مجتہدین فی الحدیث مانے گئے ہیں چنانچہ واضح طور سے اوپر گزر چکا ہے چنانچہ علامہ مولوی عبدالحی لکھنوی رح نے مقدمہ موطا میں تذکرہ علامہ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ حدث عن عطاء ونافع وعبدالرحمن بن هرمز الاعرج وسلمة بن کهیل وابی جعفر محمد بن علی وقتادة وعمرو بن دینار وابی اسحاق وخلق کثیر یعنی روایت کی ہے امام اعظم ابو حنیفہ رح نے عطا اور نافع اور عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج اور سلمہ بن کہیل اور ابی جعفر محمد بن علی اور قتادہ اور عمرو بن دینار اور ابی اسحاق اور خلق کثیر سے یعنی انکے سوائے دوسروں سے بھی امام صاحب نے روایت کی ہے اور انسے تفقہ حاصل کیا ہے زفر بن ہذیل اور داود طائی اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور اسد بن عمرو اور حسن بن زیاد اور نوح الجامع اور ابو مطیع البلخی وغیرہم بہت دوسروں نے بھی اور انسے یعنے امام اعظم رح سے حدیثیں روایت کی ہیں اور علم حدیث اخذ کیا ہے ذیل کے علماء محدثین نے اور وہ یہ ہیں وحدث عنه وکیع ویزید بن هارون وسعد بن الصلت وابو عاصم وعبد الرزاق وعبید الله بن موسی وبشر کثیر یعنی امام اعظم رح سے حدیث کی ہے وکیع اور یزید بن ہارون اور سعد بن الصلت اور ابو عاصم اور عبدالرزاق اور عبید اللہ بن موسیٰ رح نے ونیز بہت سے لوگوں نے ان علماء کے علاوہ امام صاحب سے روایت کی ہے اور اوسے تذکرہ میں ہے وکان اماما ورعا

عالما عاملا متعبدا کبیر الشان لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتسب یعنی تھے
امام ابو حنیفہ رح امام پرہیزگار عالم باعمل عبادت کنندہ اور کبیر الشان نہیں قبول کرتے تھے جائزہ کو سلطان کے
بلکہ تجارت کرتے تھے اور کسب کرتے تھے قال ابن المبارک ابو حنیفۃ افقہ الناس یعنی کہا ابن المبارک نے
کہ ابو حنیفہ رح زیادہ تر فقیہ تھے (اور یہ بات معلوم ہے کہ بدون علم حدیث کوئی شخص فقیہ نہیں ہوتا ہے
چہ جائے کہ افقہ ہووے اور علم حدیث نہ رکھتا ہو) وقال الشافعی الناس فی الفقہ عیال علی
ابی حنیفۃ رح یعنی جناب شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں ابی حنیفہ رح کی عیال ہیں اور
روایت کی ہے احمد بن محمد بن القاسم نے یحیی بن معین سے کہ انہوں نے شان میں امام اعظم ابو حنیفہ
کے لا باس بہ کہا ہے (اور یہ لفظ توثیق کا ہے بلکہ دوسری جگہہ تصریح کی گئی ہے کہ جب یحیی بن معین
کسیکو لا باس کہے تو مراد ثقہ ہوتا ہے) اور اسجگہ خود یحیی بن معین نے لا باس بہ کے متصل ولم یکن متہما
بہی کہا ہے یعنی ابو حنیفہ کسی تہمت سے متہم نہ تھے یہ عبارت خود دلالت کرتی ہے کہ مراد لا باس بہ سے ثقہ ہے
کیونکہ نہ متہم ہونا دلالت توثیق پر ہے وقال ابو داود ان ابا حنیفۃ کان اماما یعنی ابو داود صاحب
کتاب فی الحدیث نے کہا کہ ابو حنیفہ رح امام تھے وفی خیرات الحسان فی الفصل الثامن والثلثین
قال ابو عمرو یوسف بن عبد البر الذین رووا عن ابی حنیفۃ ووثقوہ واثنوا علیہ اکثر من
الذین تکلموا فیہ من اہل الحدیث اکثر ما عابوا علیہ الاغراق فی الرای والقیاس وقد
مر ان ذلک لیس بعیب یعنی خیرات الحسان میں فصل اڑتیس میں ہے کہ کہا ابو عمرو یوسف بن عبد البر نے
کہ جن لوگوں نے امام ابی حنیفہ رح سے روایت کی ہے اور انکو ثقہ کہا ہے اور انکی ثنا کی ہے وہ لوگ اکثر ہیں
اون لوگوں سے جنھوں نے کلام کیا ہے انمیں اہل حدیث سے اور اکثر اوس چیز کا کہ ان پر لوگ عیب
لگاتے ہیں وہ مستغرق ہونا انکا رائے اور قیاس میں ہے اور بالتحقیق اوپر گزر چکا ہے کہ یہ عیب نہیں ہے
وقد قال الامام علی بن المدینی ابو حنیفۃ روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد
بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وہو ثقۃ لا باس بہ وکان
شعبۃ حسن الرای فیہ وقال یحیی بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ
فقیل لہ اکان یکذب قال لا یعنی ہر آئینہ امام علی بن المدینی نے کہا (جو کہ استاد بخاری وغیرہ
محدثین کے ہیں) کہ امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہے ثوری یعنی سفیان ثوری اور ابن المبارک یعنی عبد اللہ

یہ ابن مبارک استاد بخاری وغیرہ اصحاب ستہ کے ہیں ۱۲ منہ

Marfat.com

ابن المبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع اور عباد بن العوام اور جعفر بن عون نے اور یہ امام ابی حنیفہ ثقہ لاباس بہ ہیں اور شعبہ جو امیر المؤمنین فی الحدیث کا لقب رکھتے ہیں وہ حسن الرائی تھے امام صاحبکی شانمیں اور یحیی بن معین نے کہا کہ ہمارے اصحاب بہت زیادتی کرتے ہیں ابی حنیفہ اور انکے شاگردوں کے بارہ میں تو کہا گیا یحیی سے کہ کیا وہ جھوٹ بولتے تھے تو کہا کہ نہیں پس ان عبارات بالا سے توثیق امام صاحب کی اظہر من الشمس ہے۔

تبصرہ ذکر میں اس بات کے کہ جرح کرنا امام صاحب پر مردود و باطل ہے ۱۲۔ واضح ہو کہ جن لوگوں نے جناب امام اعظم ابو حنیفہ رح پر جرح کیا ہے اور بعد جرح کرنے کے پھر قاعدہ اصول کا بحث پکڑا ہے کہ جب جرح اور تعدیل کسی میں جمع ہو تو جرح مقدم ہوتی ہے تعدیل پر لہذا امام اعظم رح قابل حجت نہیں رہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جرح کا مقدم ہونا تعدیل پر علی العموم نہیں ہے بلکہ یہ قاعدہ مقید بچند قیود ہے اور وہ قیود یہ ہیں اول جرح مفسر ہو وہ مقدم تعدیل پر ہوگی بخلاف جرح مبہم کے کہ وہ مقدم تعدیل پر نہیں ہوتی دیگر جو شخص کہ اوسکی امامت اور عدالت ثابت ہو اور اوسکے مادحین زیادہ ہوں اور جرح کرنیوالے کم ہوں تو اوسوقت جرح معتبر نہیں ہوتی تیسرے اوسجگہ کوئی قرینہ ایسا نہ ہو جو تعصب مذہبی پر دال ہو ورنہ اوسکی جرح کیطرف التفات نہیں کیا جائیگا چہارم جسکی طاعت غالب ہووے معصیت پر اوسکے حق میں بھی جرح معتبر نہیں پنجم اگر جرح ہم عصر کا ہو تو اوسکا جرح بھی مقبول نہیں کیونکہ ہم عصر کے جرح اور طعن سے انبیا اور صدیقین اور غوث اور قطب نہیں چھوٹے تو ائمہ مجتہدین کب بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی ابن عبدالبر اور علامہ سیوطی اور علامہ سبکی وغیرہم سے تذکرہ میں نقل کرتے ہیں ان بعض الجروح مبھمۃ والجرح المبھم غیر مقبول عند الکملۃ لاسیما فی من تحققت عدالتہ وثبتت امامتہ یعنی ہر ائمہ بعض جروح امام ابو حنیفہ رح پر مبہمہ ہے اور جرح مبہم غیر مقبول ہی نزدیک اہل کمال کے خاصکر اون لوگوں کی شان میں کہ جس کی عدالت متحقق ہو اور امامت ثابت ہو۔ اور مقدمہ موطا میں ہے وفی طبقات شیخ الاسلام التاج السبکی الحذر کل الحذر ان تفهم ان قاعدۃ تهمان الجرح مقدم علی التعدیل علی اطلاقها بل الصواب ان من ثبتت امامتہ وعدالتہ وکثر مادحوہ و تذرجارحہ وکانت هناک قرینۃ دالۃ علی سبب جرحہ من تعصب مذهبی او غیرہ

لم یلتفت الی جرحه یعنی طبقات شیخ الاسلام تاج السبکی میں ہے کہ خوب ڈوب سمجھنے سے قاعدہ
علماء محدثین کے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر علی الاطلاق بلکہ صواب یہ ہے کہ جسکی امامت اور عدالت
ثابت ہووے (مثل امام اعظم رح کے) اور زیادہ اوسکے مادحین ہوں اور کم ہوں جارحین اوسکے اور
اوس جگہہ کوئی قرینہ والہ ہو سبب جرح پر تعصب مذہبی یا غیر سے تو نہیں التفات کیا جائیگا اوسکی
جرح کیطرف اسی طرح مقدمہ مذکورہ میں ہے ثم قال ای التاج السبکی بعد کلام طویل قد
عرفناك ان الجارح لایقبل فیه الجرح وان فسره فی حق من غلب طاعته علی
معصیته ومادحوه علی ذامیه ومزکوه علی جارحیه اذا کانت هناك قرینة
تشهد بان مثلها حامل علی الوقیعة فیه من تعصب مذهبی او منافسة
دنیویة یعنی علامہ تاج السبکی رح نے بعد کلام طویل کے کہا کہ ہمنے تجھے پہچنوایا کہ کسی جارح کی جرح
قبول نہیں کیجائیگی اگرچہ جرح مفسر ہو حقمیں اوس آدمی کے کہ طاعت اوسکے غالب ہوں اُس کی
معصیت پر اور مادحیں اوسکے زیادہ ہوں مذمت کرنے والوں سے اور مزکیں اوسکی کثرت سی ہوں
جرح اور طعن کرنیوالوں سے جبکہ قرینہ وہاں گواہ اس امر پر ہو کہ حملہ کرنا جرح کا اوسپر تعصب مذہبی اور
منافسہ دنیوی سے ہے (جیساکہ جناب ابوحنیفہ رح کی شانمیں کوتاہ فہموں نے کیا ہے) فلا یلتفت
بکلام الثوری فی ابی حنیفة وابن ابی ذئب وغیره فی مالك وابن معین فی الشافعی
والنسائی فی احمد بن الصالح ونحوه ۱۲ یعنی پس التفات نہیں کیا جائیگا کلام سفیان ثوری کیطرف
شان میں ابو حنیفہ رح کے اور نہیں التفات کیا جائیگا کلام ابن ابی ذیب وغیرہ کی طرف شان میں
امام مالک رح کے اور نہیں التفات کیا جائیگا کلام ابن معین کی طرف شان میں امام شافعی کے اور
نہیں التفات کیا جائیگا کلام نسائی کیطرف شان میں احمد ابن صالح اور مثل اسکے ۱۲ قال ولو
لا طلقنا تقدیم الجرح علی التعدیل لما سلم لنا احد من الائمة اذ ما من الائمة الا وقد
طعن فیه الطاعنون وهلك فیه الهالکون ۱۲ یعنی علامہ سبکی رح نے فرمایا ہے کہ اگر ہم مطلق
جرح اور طعن کو تعدیل پر مقدم کریں تو البتہ کوئی سلامت نہیں رہے ائمہ مجتہدین وغیرہم سے
کیونکہ نہیں ہے کوئی امام ائمہ میں سے کہ اوسمیں کسی طاعن نے طعن نہ کیا ہو اور اوسمیں کوئی
ہلاک ہونے والا ہلاک نہ ہوا ہو ۱۲ وفیه ایضا فی الفصل التاسع والثلثین فی رد ما نقله

Marfat.com

الخطیب فی تاریخه من القادحین فیه اعلم انه لم یقصد بذلك الا جمع ما قیل فی الرجل
علی عادة المورخین ولم یقصد بذلك انتقاصه ولا حط مرتبته بدلیل انه قدم
کلام المادحین واکثر منه ومن نقل ماثره ثم عقبه بذکر کلام القادحین ومما یدل علی
ذلك ایضا ان الاسانید التی ذکرها للقدح لا یخلو غالبا من متکلم فیه او مجهول ولا
یجوز اجماعا ثلم عرض مسلم بمثل ذلك فکیف باما م من ائمة المسلمین وبفرض صحة
ما ذکره الخطیب من القدح عن قائله لا یعتد به فانه ان کان من غیر اقران الامام
فهو مقلد لما قاله او کتبه اعداؤه وان کان من اقرانه فکذلك لما مر ان قول
الاقران بعضهم فی بعض غیر مقبول وقد صرح الحافظان الذهبی وابن الحجر
بذلك قال لا سیما اذا لاح انه لعداوة او لمذهب اذ الحسد لا ینجو منه الا من
عصمه الله قال الذهبی وما علمت ان عصرا سلم اهله من ذلك الا عصر النبیین و
الصدیقین وقال السبکی ینبغی لك ایها المسترشد ان تسلك سبیل الادب مع الا
ئمة الماضیین وان لا تنظر الی کلام بعضهم فی بعض الا اذا اتی ببرهان واضح ثم
ان قدرت علی التاویل وحسن الظن فدونك والا فاضرب صفحا عما جری بینهم
وایاك ثم ایاك ان تصغی الی ما اتفق بین ابی حنیفة وسفیان الثوری او بین مالك
وابن ابی ذیب او بین النسائی واحمد بن صالح او بین احمد والحارث بن اسد المحاسبی
وهلم جرا الی زماننا عبد العزیز بن عبد السلام والتقی بن الصلاح فانك اذا اشتغلت
بذلك وقعت علی الهلاك فالقوم ائمة اعلام ولاقوالهم محامل وربما لم نفهم
بعضها فلیس لنا الا الترضی والسکوت عما جری بینهم کما نفعل فیما جری
بین الصحابة انتهی ۱۲ یعنی خیرات الحسان کی فصل اوننالیسوین میں ہے رد کرنے میں اوس
امر کے کہ نقل کیا ہے اوسکو خطیب نے اپنی تاریخ میں قدح کرنیوالوں کو شان میں جناب امام اعظم ابو حنیفہ رح
کے جان تو کہ خطیب نے قصد نہیں کیا ہے ساتھ اس فعل کے مگر جمع کرنا اوس چیز کا کہ کہا جاے حقیقین کسی
رجل کے بنا بر عادۂ مورخین کے اور نہیں قصد کیا ہے خطیب نے ساتھ اسکے گھٹانا مرتبے امام ابو حنیفہ رح کو
اور نہ کم کرنا اونکے رتبے کو بدلیل اس بات کے کہ مقدم کیا خطیب نے کلام مادحین کا اور کثرت سے اون کا

Marfat.com

کلام اور آپکے مناقب نقل کئے اور بعد کو کلام قادحین کا بیان کیا اور دلیل اسپر یہ ہے کہ ہر آئینہ اسانید
اون روایات کے جنکو طعن و قدح و جرح کے موقع پر ذکر کیا ہے وہ غالبا خالی نہیں ہیں متکلم فیہ
یا مجہول راوی سے اور نہیں جائز ہے نقص لگانا عزت کو کسی مسلمان کے ایسے کلمات سے پس کیونکر جائز
ہوگا ساتھہ ایک امام کے ائمہ مسلمین میں سے اور اگر ہم تسلیم کرلیں صحت قدح کی اوسکے قائل سے بوجہ
ذکر کرنے خطیب کے تو بھی اس پر اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ قدح اور طعن اگر ہو غیر اقران امام رح سے
تو وہ مقلد ہے اوس چیز کا کہ کہا ہے اوسکو یا لکھا ہے اوسکو امام رح کے اعداؤں نے اور اگر طعن کرنیوالا
شان میں امام صاحب کے امام رح کا ہم زمانہ ہے تو اوسکا بھی قول اور طعن ایسا ہی غیر معتبر ہے کیونکہ گزر
چکا ہے کہ طعن ہم زمانہ بعض کا بعض کے حق میں غیر مقبول ہے اور ہر آئینہ تصریح کی ہے علامہ ذہبی اور
ابن الحجر نے اسکی اور ان دونوں نے کہا کہ خاصکر جب کہ ظاہر ہووے کہ یہ طعن بسبب عداوت کے یا
بسبب مذہب کے ہے کیونکہ حسد سے نجات نہیں پاتا ہے مگر وہ شخص کہ جسکو خدا پاک بچاوے اور ذہبی نے
کہا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کوی اہل زمانہ نجات پایا ہو سوائے زمانہ انبیا اور صدیقین کے اور علامہ
سبکی نے کہا سزاوار ہے اے طلب کرنیوالے رشد اور ہدایت کے کہ اختیار کرے تو طریقہ ادب ائمہ کا
گذشتگان سے اور لائق ہے تجکو کہ نہ نظر کرے تو کسیکے کلام کیطرف مگر جو کہ اپنا کلام دلیل اور برہان سے
بیان کرے پھر اگر تو قادر ہو تاویل اور حسن ظن پر تو بہتر ہے ورنہ اعراض اور درگذر کر تو اون امور سے
جو آپس میں اونکے واقع ہوے ہیں اور ڈر تو مکرر سہ کرر اسبات سے کہ میلان کرے تو طرف اوس کے
جو واقع ہوئی ہے درمیان ابی حنیفہ اور سفیان ثوری کے اور درمیان امام مالک اور ابن ابی ذیب کے
اور درمیان نسائی اور احمد بن صالح کے اور درمیان احمد اور حارث بن اسد المحاسبی کے اور سوا انکے
زمانے میں عز بن عبد السلام اور تقی بن الصلاح کے پس تو جب مشغول ہوگا ساتھہ اسکے تو واقع ہوگا
تو ہلاکت میں پس ائمۃ الاعلام ایک ایسی قوم ہے کہ اونکے اقوال کینے محامل صحیحہ ہیں اور بسا اوقات ہم اونکو
نہیں سمجھہ سکتے ہیں لہذا ہمکو سوائے رضامندی اور سکوت کے اور کچھہ چارہ نہیں اون امور سے جو
اونکے آپس میں واقع ہوے ہیں جیسا کہ صحابہ کے آپس کے واقعات میں ہم سوائے سکوت اور کچھہ دم
نہیں مار سکتے ۱۲ **ف** شروع سے یہاں تک تو جناب امام ابو حنیفہ رح کے اوصاف حمیدہ یعنی ثقہ اور عادل
اور عالم باعمل اور حافظ اور تقی اور نقی اور زہد اور ورع وغیرہ وغیرہ کا بیان ہوا جو دلائل باہرہ اور براہین

Marfat.com

قاہرہ سے ثابت ہوئے جوکہ اہل انصاف پر پوشیدہ نہیں اور تصنیفات انکے مناقب میں جماعت علماء مذاہب متفرقہ نے بہت لکھے ہیں چنانچہ اسکا بیان گذر چکا امام صاحب پر طعن کرنیوالے بھی وہ ہیں کہ جو صاحب تعصب اور جہالت ہیں اب اگر طعن کنندہ امام صاحب پر اہل حدیث یا شافعی ہے تو ہم اوسپر پیش کرینگے عبارتیں اون کتابوں کی جو اونکے ہم مذہب علماء حدیث اور شافعی نے لکھے ہیں اور ہم ظاہر کرتے ہیں اونھیں کے مذہب والونکی کتابوں سے جیساکہ علامہ نواب صدیق الحسن مرحوم کی حطہ فی اصول صحاح ستہ اور مثل علامہ سیوطی کے کہ جو مولف ہیں تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ کے اور مثل ابن حجر المکی کے کہ جو مولف ہے خیرات الحسان فی مناقب النعمان کے اور مثل ذہبی کے کہ ذکر کیا اونھوں نے امام صاحبکو تذکرۃ الحفاظ میں اور کاشف میں بہت تعریف لکھی ہے اور آپکے مناقب میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور ابن خلکان شافعی نے بھی مناقب ابو حنیفہ رح کی اپنی تاریخ میں بیان کی ہیں اور علامہ یافعی رح نے بھی امام اعظم رح کے مناقب میں مرآۃ الجنان تالیف کی ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی اپنی تالیفات میں امام اعظم صاحب کی بہت کچھ تعریف اور اوصاف و فضائل بیان کئے ہیں اور علامہ نووی نے تہذیب الاسماء و اللغات میں امام صاحب کے مناقب لکھے ہیں اور علامہ غزالی نے بھی اپنے احیاء العلوم میں امام صاحب کی بہت ثنا لکھی ہے اور اگر طعن کرنیوالا مالکی ہے تو اوسکو عبرت پکڑنی چاہئے اپنے ہم مشرب حافظ ابن عبدالبر وغیرہ سے کہ اونہوں نے باوجود مالکی مذہب ہونیکے امام ابو حنیفہ رح کی توصیف سے اپنی تالیف کو بھر دیا ہے اور اگر طاعن حنبلی ہے تو ہم اوسکو یاد دلاتے ہیں تصریحات اونکے ہم مذہب کی مثل یوسف بن عبدالہادحنبلی مؤلف تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ رح کے اور اگر طاعن مجتہدین میں سے ہے تو ہم اونکو سناتے ہیں وہ امور جو مجتہدین کی زبانوں پر امام صاحبکے بارہ میں جاری ہیں اور اگر طاعن کوئی عامی ہو کہ اوسکا کوئی مذہب نہیں تو وہ مثل چوپائے کے ہے بلکہ چوپائے سے زیادہ گمراہ ہے ۱۲

بحث دفعہ معارضہ درمیان اقوال ابن حجر کے شانمیں ابی حنیفہ رح کے ۱۲ تصریح اسکی یہ ہے کہ علامہ ابن حجر تقریب میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رح طبقہ سادسہ سے ہیں تو اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ امام صاحب تابعی نہیں ہیں اور یہ مدعی اہل ظواہر متعصبین و معاندین ابی حنیفہ رح کا ہے کیونکہ یہ لوگ امام صاحب کی بارمیں روایت عیوب اور جرح کو مقدم

Marfat.com

کرتے ہیں بخلاف اسکے کہ علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم اور بخاری اور مسلم اور محی الدین عزلی اور شوکانی وغیرہم باوجودیکہ جرح اور تعدیل دونوں ان حضرات کی کتب نقادان فن میں مبین ومبرہن ہے پھر بھی ان کی جرح کو چھوڑ کر تعدیل وتوثیق کی تشہیر کرتے ہیں لیکن نہ معلوم کہ امام ابو حنیفہ نے ان غیر مقلدین کا کیا بگاڑا ہے جسکی وجہ سے اونسے ناراض رہتے ہیں اور اونپر جرح کرتے ہیں اور یہ بات ظاہر وباہر ہے کہ ناقصین اہل کمال کے ہمیشہ دشمن ہوتے ہیں دیکھیئے جب حافظ ابن حجرؒ سے پوچھا گیا کہ امام ابی حنیفہؒ نے صحابہ کا زمانہ پایا تھا یا نہین تو جواب میں کہا کہ ایک جماعت صحابہ کو پایا ہے لیکن تقریب سبی زمانہ صحابہ کے پانے کا انکار پایا جاتا ہے چنانچہ علامہ عبد الحی لکھنوی نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے ورفع ھذا السوال الی الحافظ ابن حجر فاجاب بما نصہ ادرک ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین وبھا یومئذ عبد اللہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذلک وبالبصرۃ یومئذ انس رض یعنی یہ سوال کہ ابو حنیفہ رح نے زمانہ صحابہ کا پایا ہے یا نہیں تو اس سوال کے جواب میں علامہ حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ابو حنیفہ رح نے جماعۃ صحابہ کا زمانہ پایا ہے کیونکہ ولادت انکی کوفہ میں سنہ اسّی میں ہوئی اور اوسوقت کوفہ میں عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ عبد اللہ کی وفات اسکے بعد ہوئی ہے اور بصرہ میں اوسوقت جناب انس رض تھے ۱۲۔ اسیطرح یہ عبارت علامہ نواب صدیق حسن خانصاحب نے حطہ فی اصول صحاح ستہ میں لکھی ہے ورفع ھذا السوال الی الحافظ ابن حجر العسقلانی فاجاب بما نصہ ادرک الامام ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ الخ پس جبکہ کلام ابن حجر رح کا اونکے فتوی کے معارض ہوا تو جمع کرنا اور تطبیق دینا عمدہ طریق سے وہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے امام اعظم صاحب کو تقریب میں طبقہ سادسہ سے نہیں شمار کیا ہے بلکہ اونکے قلم کی لغزش ہے لیکن یہ احتمال بعید ہے ورنہ دونوں کلامونمیں تعارض ظاہر ہے پھر بموجب قاعدہ اذا تعارضا تساقطا اونکے دونوں قول چھوڑ دینا چاہیے اور دوسرے محققین کے اقوال پر نظر کرنا چاہیے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے میرے نزدیک یہ سہو کاتب واجب ہوا ہے کہ طبقہ خامسہ کے بجاے سادسہ لکھ گیا اور ممکن ہے کہ جو عبارت جوابمیں حافظ ابن حجر سے واقع ہوئی ہو وہ عبارت اخیر کی ہو اوس عبارۃ سے کہ جو تقریب میں واقع ہے اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ تقریب کی عبارت مرجح اور مختار ہونا چاہیے بچند وجوہ ایک وجہ یہ کہ تقریب تالیف ابن حجر کی ہونا ثابت

Marfat.com

تواتر سے ہے اور ثبوت جواب کا اس مرتبہ کا نہیں ہے بلکہ خبر احاد سے ہے اور ثانی وجہ یہ ہے کہ حافظ فی دیباچہ تقریب میں تصریح کی ہے کہ وہ ہر شخص پر بنا بر مذہب اصح کے حکم کرین گے اور نہیں التزام کیا ہے اسطرح جواب کی عبارۃ میں تیسری وجہ یہ ہے کہ علامہ حافظ ابن حجر نے سوال کے جواب میں اشارہ تردد کیطرف کیا ہے اور امام صاحب کے تابعی ہونے میں جزم نہیں کیا تو میں کہونگا کہ یہ تینوں وجہ باطل ہیں عقلاء محققین معتمدین کے نزدیک کما لایخفی و نیز تقریب کی عبارت مخالف ہے ایک جماعت معتمدہ معتمدہ کے کلام کے پس اسکا اعتبار نہیں اور سوال کا جواب ایک جماعت محدثین ارباب کمال کی کلام سے چنانچہ اونکی عبارتیں اوپر گذر چکی ہیں کہ ابو حنیفہ رح نے حضرت انس کو دیکھا ہے اور تابعی ہیں بعض اسکی راوی متقدمین میں ہیں اور بعض متاخرین میں سے پس اخذ کرنا اس کلام جواب کو اولی ہے کلام تقریب سے چنانچہ عبارات متعددہ کتب متفرقہ سے علماء متبحرین و متقدمین و متاخرین کی تحریر کی گئیں قلت لکن الوجہ الوجیہہ ماعرفت اولا فتامل ۱۲

بحث ۹ فقہ اور فقہا کی عمدگی اور افضلیت میں ۱۲ یعنی جبکہ بعض اہل ظواہر جناب امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب ابو حنیفہ رح وغیرہ علماء احناف کو بطور حقارت کے فقیہہ کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ محدث نہیں تھے یہ وہ لوگ ہیں جنکو احادیث کے اضطراب و علل۔ الحاق و قلب متن و سند میں کچھ تمیز نہیں یہ معلوم نہیں کہ متن حدیث میں کہانپر الحاق ہوا ہے اور کونسی عبارت ملحقہ ہے حدیث میں قلب کس موقع پر واقع ہوا ہے اصل میں کیا ہونا چاہئیے سند میں روایت کا تغیر و تبدل کس جگہہ پر ہے اور کیا ہونا چاہئیے ان امور سے بالکل نابلد اور کوسوں دور اور سنکڑوں بعید ہیں مع ہذا اپنے آپکو بہت ہی بڑا محدث جانتے ہیں اور محدثین کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں اور اسکی خبر نہیں کہ روایت کے ساتھہ فقاہت و درایت نہو تو اوسوقت تک اوس محدث کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے گویا یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں لہذا چند حدیثیں فقاہت اور فقہ اور فقیہہ کی فضیلت اور اوسکے درجے اور اوسکی خوبیوں میں بیان کرتا ہوں عن معاویۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین متفق علیہ یعنی حضرت معاویہ رض سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکے ساتھہ خدا پاک ارادہ خیر کا کرتا ہے تو دین میں اوسکو فقاہت نصیب کرتا ہے یعنی اوسکو فقیہہ فی الدین بناتا ہے روایت کی ہے اسکو بخاری اور مسلم نے

Marfat.com

ف اس حدیث کی شرح شراحوں نے یوں کی ہے ای یجعله فی الدین فقیها یعنی اوسکو خداپاک
فقیہ فی الدین گردانتا ہے وعن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر
اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظها ووعاها واداها فرب حامل فقه غیر فقیه ورب حامل فقه
الی من هو افقه منه رواه الشافعی والبیهقی ورواه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجة
والدارمی عن زید بن ثابت کما فی المشکوة اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سرسبز کرے اللہ تعالی اوس بندہ کو جسنے میرے قول کو سنا پھر یاد
کرلیا اوسکو اور حفاظت کی اچھی طرح اوسکی اور ادا کردیا اوسکو پس بہت سی اوٹھانیوالے فقہ کے غیر فقیہ
ہوتے ہیں اور بہت سے اوٹھانیوالے فقہ کے اپنے سے افقہ کی طرف پہونچا دیتے ہیں روایت کی اسکو
شافعی اور بیہقی نے اور روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
زید بن ثابت سے جیسا کہ مشکوة شریف میں ہے ۱۲ وعن زید بن ثابت وجبیر بن مطعم وانس ابن
مالك قالوا قال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فبلغها فرب
حامل فقه الی من هو افقه منه رواه ابن ماجة اور زید بن ثابت اور جبیر بن مطعم اور انس
ابن مالک رض سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خوش وخرم کرے اللہ تعالے
اوس مرد کو کہ سنا اوسنے میرے مقالہ کو پھر پہونچا دیا اوسکو کیونکہ بہت سے فقہ کے اوٹھانیوالے
طرف اوس شخص کے وہ افقہ ہوتا ہے اوس شخص سے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے
وعن علی رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم نعم الرجل الفقیه فی الدین ان احتیج الیه
نفع وان استغنی عنه اغنی نفسه رواه رزین ط اور علی رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم عمدہ ہے رجل فقیہ فی الدین کہ اگر حاجت کیجاوے طرف اوسکے تو نفع دیوے اور اگر بے پروائی
کیجاوے اوس سے تو وہ بے پرواکرے اپنے نفس کو روایت کیا اسکو رزین نے کذا فی المشکوة
انکے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں مگر بوجہ اختصار کے انہیں پر کفایت کی گئی پس ان احادیث
بالا سے بداہتہ یہ مقدمہ ثابت ہوگیا کہ افضل الناس افقہ الناس اور جہلا فقیہوں کو خاص کر امام اعظم کو
فقیہہ کے ساتھ بطور حقارت کے ملقب کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ امام صاحب کو ہر علم وفنمین امام اور
فقیہ ماننا عین انکی تعظیم اور عظمت ہے اسد رجہ کی لفظ حافظ میں نہیں کیونکہ حافظ بالحدیث تعلق الفاظ سے

Marfat.com

رکھتا ہے اور فقاہت اور امامت اور اجتہاد کو معانی اور مطالب سے علاقہ ہے اور کم فہم یہ نہیں جانتے
کہ ابو حنیفہ رح کو شافعی مذہب والے اور مالکی مذہب والے اور حنبلی مذہب والے وغیرہ محدثین نے
امامت اور فقاہت اور اجتہاد اور استنباط کے ساتھ موصوف مانا ہے یہ درجہ اور رتبہ کسی سے کیا
کم ہے بلکہ دوسرے محدثین کو امام اور فقیہ کا رتبہ اور لقب کم حاصل ہوا ہے اور تبذۃ الوصول شرح
عمدۃ الاصول میں ہے وقد ثبت بنقول خیر القرون من الائمۃ الکبار ان الامام ابا حنیفۃ
افقہ الناس قال ابن حجر المکی وھو من الائمۃ الشافعیۃ قال الشافعی ان الناس عیال فی
الفقہ علی ابی حنیفہ ما رایت احدا افقہ منہ وروی الخطیب وھو من ائمۃ الشافعیۃ
عن الربیع قال سمعت الشافعی یقول الناس عیال علی ابی حنیفۃ فی الفقہ وقال الامام
النووی فی تہذیب الاسماء واللغات قال عبد اللہ بن المبارک ما رایت احدا فی
الفقہ مثل ابی حنیفۃ انتہی یعنی خیر القرون کے ائمہ کبار سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ
امام ابو حنیفہ افقہ الناس ہیں اور ابن حجر المکی جو کہ ائمہ شافعیہ میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام
امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ ابو حنیفہ کی عیال ہیں فقہ میں میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ زیادہ ہو
امام صاحب سے اور علامہ خطیب روایت کرتے ہیں جو کہ خود شافعی تھے ربیع سے سنا میں نے
شافعی رح کو کہ وہ فرماتے تھے کہ لوگ عیال ابو حنیفہ کی ہیں فقہ میں اور علامہ امام نووی نے تہذیب الاسما
واللغات میں فرمایا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کسیکو فقہ میں مثل ابی حنیفہ کے
وقال الحافظ الذہبی فی کتابہ المسمی بالصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ قال عبد اللہ ابن
المبارک ان الاثر قد عرف وان احتیج الی الرائی فرائی مالک والثوری وابی حنیفہ وابو حنیفۃ
احسنھم رأیا وھو افقہ الثلاثۃ یعنی علامہ حافظ ذہبی نے اپنے کتاب صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ رح
میں کہا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ حدیث تو معلوم ہو گئی اب اگر احتیاج فہم کی ہو تو
مالک اور ثوری اور ابی حنیفہ کی فہم و عقل ہے لیکن ابو حنیفہ رح فہم و عقل میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں نیز
ان تینوں میں بھی ابو حنیفہ ہی فقیہ زیادہ ہیں ف یہاں سے اول کم فہموں کو سبق لینا چاہیے کہ جو امام ابو حنیفہ رح
قیاس کرنے کا الزام لگاتے ہیں بلکہ اس حکم میں امام مالک اور سفیان ثوری بھی داخل ہیں اونکو بھی
اہل الرائے کہنا چاہیئے ورنہ فرق بیان کرنیوالی اپنی زبان بے لگام کو سکوت و خاموشی کی لگام دیں

Marfat.com

اور یہ سمجھیں کہ سمجھہ بوجھہ عقل وراے فہم و فراست تیزی وزکاوت جسکو عطا ہوگیا اوسکو دین و
دنیا کی دولت ملگئی قال اللہ تعالی ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیر کثیرا اور یہی وجہ ہے کہ باوجود
ان ائمہ کے اہل راے ہونیکے پھر بھی اونکو سب نے تسلیم کیا اور سر اطاعت اونکے سامنے جھکا دیا ورنہ یہ
کبھی نہ ہوتا لہذا اپنی گستاخی سے باز آجاو اور شرماؤ کیونکہ ائمہ مجتہدین محدثین ان کے ثنا گو ہیں چنانچہ
اوپر ثابت ہوچکا ونیز امام صاحب اوستاد الاستاد علما محدثین مثل بخاری اور مسلم وغیرہ کے ہیں
اونکو برا کہنا اپنی کم علمی اور کم فہمی کو ظاہر کرنا ہے معاذ اللہ ۱۲ وقال عبد اللہ ابن المبارک لیس احد
الحق ان یقتدی بہ من ابی حنیفۃ لانہ کان اماما تقیا ورعا فقیہا کشف العلم
کشفا لم یکشفہ احد انتہی یعنی فرمایا ہے عبد اللہ ابن المبارک نے کہ کوئی احق اور لائق اسباتکے
نہیں ہے کہ اوسکی اقتدا کیجاے امام ابو حنیفہ سے کیونکہ وہ امام تقی اور تقی اور ورع اور فقیہ تھے علم کے وضاحت
اور کشف اونہوں نے ایسا کردیا کہ آجتک کوئی ایسا نہ کرسکا یعنی ابو حنیفہ علم کی حقیقت سے واقف
تھے ف غیر مقلدین کا دعوی ہے کہ ہم تقلید نہیں کرتے حالانکہ قدم قدم پر ائمہ محدثین مثل بخاری اور
مسلم وغیرہما کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ بخاری وغیرہ کے اجتہادی اور استنباطی مسائل پر مطابق اونکے
قول کے بدون تحقیق کے عمل کرتے ہیں یہی تقلید ہے اگر یہ تقلید نہیں تو کیا شی ہے بیان کریں اسیطرح
وہ لوگ جو اپنے آپکو مقلد کہتے ہیں کرتے ہیں یعنی جو اونکے امام تحقیق کرچکے ہیں اوسپر اونکا عمل ہے پھر وہ مورد طعن
کیوں ہیں اور خود کیوں نہیں ما بہ الامتیاز بتلاؤ ہاں اتنا فرق ہے کہ غیر مقلدین اون لوگوں کی جو ائمہ
مجتہدین کبار محدثین مثل امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد رح کے شاگرد ہیں
مثل بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور دار قطنی وغیرہم کی تقلید کرتی ہیں اور مقلدین ان ائمہ کی
تقلید کرتی ہیں چارہ تقلید سے دونوں جماعتوں کو نہیں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جو اوصاف امام ابو حنیفہ کے ہیں
اور کتب معتبرہ میں بیان کیے گئے اونمیں سے تھوڑے سے اس مختصر میں احقر نے بیان کئے ورنہ تمام بیان کرنیکے
لیے ایک دفتر بلکہ کئی دفتر چاہیے لیکن پھر بھی ختم نہیں ہوسکتے ونیز جو اوصاف حمیدہ امام صاحب کے محققین
ائمہ نے بیان کیے ہیں مثلا امام نقی تقی ورع زاہد عالم باعمل عابد فقیہ الامۃ وغیرہ وغیرہ اور کسی کے اتنی بیان نہیں کیے
اور یہی نہیں کہ یہ اوصاف امام اعظم صاحب کے حنفیہ کے بیان کردہ ہیں بلکہ غیر مذہب والوں شافعی
مالکی حنبلی کے بیان کردہ ہیں جو میں نے نقل کیے ہیں تاکہ پھر کسی طرح کلام کرنیکی گنجائش نہ رہے ہاں اگر حنفیہ ایسی تصریف

Marfat.com

امام صاحب کی کرتے تو بیشک کوئی کہہ سکتا تھا کہ اسکا اعتبار نہیں۔۱۲ وقال یحیی بن معین القرأة عندی قرأة حمزة والفقة فقه ابی حنیفة وعلی هذا ادرکت الناس ذکره ابن خلکان فی تاریخه یعنی یحیی بن معین رح نے کہا کہ میرے نزدیک معتبر قرأة حمزہ کی ہے اور فقہ ابی حنیفہ رح کی اور اسی طریق پر پایا میں نے لوگوں کو ذکر کیا ہے اسکو تاریخ ابن خلکان میں وقال صاحب المشکوة فی کتاب اسماء رجال الحدیث وکیع بن الجراح الکوفی هو من مشایخ الحدیث الثقات المرجوع الی قولهم وکان یفتی بقول ابی حنیفة رح وکان سمع منه شیأ کثیرا و هو من شیوخ الشافعی و احمد انتهی یعنی صاحب المشکوة نے کتاب اسماء رجال الحدیث میں کہا ہے کہ وکیع بن الجراح الکوفی یہ مشایخ الحدیث ثقات میں سے ہیں کہ جنکے قول کیطرف رجوع کیا جاتا ہے باوجود اسکے یہ فتوے دیتے تھے قول پر ابی حنیفہ رح کے اور انہوں نے امام صاحب سے بہت سی احادیث سنی ہیں اور یہ شافعی اور احمد کے اوستادوں میں سے ہیں وقال ابن معین کان لابن المبارک فضل ولکن ما رایت افضل من وکیع کان یستقبل القبلة ویسرد الصوم وکان یفتی بقول ابی حنیفة وکان سمع منه شیأ کثیرا و هو من شیوخ الشافعی واحمد انتهی اور ابن معین رح نے کہا ہے کہ ابن مبارک کیلئے فضیلت تو ہے لیکن میں نے وکیع سے افضل کسیکو نہیں دیکھا کہ یہ استقبال کرتے قبلہ کا اور پے در پے روزہ رکھتے تھے اور ابی حنیفہ رح کے قول پر فتوے دیتے تھے اور بہت سی حدیثیں وکیع نے ابی حنیفہ سے سنی ہیں اور یہ شافعی اور احمد کے استادوں میں سے ہیں ۱۲ وقال یحیی بن سعید القطان لا نکذب علی الله تعالی ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفة وقد اخذنا بالکثر اقواله ذکره الخوارزمی فی مسنده ۱۲ اور علامہ یحیی بن سعید القطان رح نے کہا کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے کے اللہ تعالیٰ پر کہ ہمنے نہیں سنا ہے کسیکو کہ وہ احسن الرائے ہو ابی حنیفہ رح سے اور ہم اکثر اقوال ابی حنیفہ پر عمل کرتے ہیں ذکر کیا اسکو خوارزمی نے اپنے مسند میں ۱۲ وقال الامام احمد بن حنبل ان ابا حنیفة کان

Marfat.com

من العلم والورع والزهد وایثار الاخرۃ بمحل لایدرکہ احد ۱۲ اور امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ رح علم اور ورع اور زہد اور ایثار آخرۃ میں ایسے بلند مرتبہ پہنچے ہوئے ہیں کہ دوسرا اوس مرتبہ پر نہیں پہنچ سکتا پس ثابت ہو گیا ہی بیجگہ سی کہ ابو حنیفہ رح افقہ الناس اور مصداق احادیث گذشتہ کی علی وجہ الاتم اور خیر التابعین ہیں کما لایخفی ۱۲

بحث ذکر میں اسبات کے کہ ابو حنیفہ رح مفسر اور مستنبط کلام اللہ تھے ۱۲ پوشیدہ نرہے کہ جناب امام اعظم رح کا مفسر ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ استنباط کرنا انکا قران شریف اور سنۃ رسول اللہ الکریم سے معروف و مشہور ہے چنانچہ کتب اصول اور کتب تفسیر مثل مدارک اور احمدی وغیرہ سی واضح ولائح ہے جن اصحاب کو ان کتب پر اور کتب اصول پر سرسری نظر بھی ہوگی وہ ہرگز ہرگز اسکا انکار نہیں کر سکتا لہذا پہلے امام صاحب کو میں مستنبطین میں سے ثابت کرتا ہوں پھر انکے مفسر ہونیکو ثابت کرونگا چنانچہ علامہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اپنی تالیف انصاف فی بیان سبب الاختلاف میں تصریح فرماتے ہیں المجتہد المطلق ھو من یعرف من القران والسنۃ مایتعلق بالاحکام رخاصہ وعامہ ومجملہ ومبنیہ وناسخہ ومنسوخہ ومتواتر السنۃ وغیرہ والمتصل والمرسل وحال الرواۃ قوۃ وضعفا ولسان العرب لغۃ ونحوا واقوال العلماء من الصحابۃ ومن بعدھم اجماعا واختلافا والقیاس بانواعہ ثم المجتہد قد یکون مستقلا وقد یکون منتسبا الی المستقل والمستقل من امتاز عن سائر المجتہدین بثلاث خصال کما تراے ذلک فی ابی حنیفہ رح والشافعی ۱۲ مجتہد مطلق وہ شخص ہی کہ پہچانے قران اور سنت سی اُن امور کو جو متعلق ہوں احکام کی اور معلوم کرے اوسکے خاص و عام مجمل و مبین۔ ناسخ و منسوخ۔ حدیث متواتر و غیر متواتر۔ متصل و مرسل حدیث کو اور جانے رواۃ حدیث کی حال کو باعتبار قوت و ضعف کی اور زبان عرب کو معلوم کرلے باعتبار لغت و نحو کے اور اقوال صحابہ اور تابعین کے معلوم کرے باعتبار اتفاق و اختلاف کی۔ اور قیاس کو مع اوسکی قسموں کی جانتا ہو پھر مجتہد کبھی مستقل ہوتا ہی اور کبھی منسوب مستقل کی طرف ہوتا ہے اور مستقل وہ ہے کہ جو ممتاز ہو تمام مجتہدین سے تین خصلتوں میں چنانچہ دیکھتا ہی تو ابو حنیفہ اور شافعی میں ۱۲ جب ابو حنیفہ اور شافعی تمام مجتہدین کی ممتاز ہوئے ہوے تو کوئی یہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ ابو حنیفہ تفسیر اور عربیۃ نہیں جانتے تھے باوجودیکہ ہر مذہب والے امت محمدیہ کے قائل ہیں کہ امام صاحب مجتہد مطلق و مجتہد مستقل تھے اسیطرح علامہ ملا علی قاری سی علامہ عبدالحی لکھنوی اپنے تذکرہ میں نقل فرماتے ہیں ان الفقہاء علی سبع طبقات الاولی طبقۃ المجتہدین

Marfat.com

فی الشرع کالائمۃ الاربعۃ ومن مسلک مسلکھم فی تاسیس قواعد الاصول واستنباط احکام الفروع عن الادلۃ الاربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس من غیر تقلید لاحد الخ جب یہ ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمہ اللہ مثل شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل رح کے مجتہدین اور مستنبطین اور ائمہ کبار میں سے ہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اجتہاد اور استنباط مسائل فرعیہ کا امام اعظم رح وغیرہ سوائے آیات قرانی اور احادیث نبوی کے اور کسی سے کرتی تھے یا آیات واحادیث سے لیکن جب یہ ثابت ہو جائے کہ آیات قرانی اور احادیث نبوی سے استنباط کرتے تھے تو پھر امام اعظم رح کو غیر مفسر کہنا کتنے بڑی بے انصافی کی بات ہے اور یہ کہنے والا کتنی بڑی غلطی کرنے والا ہے کہ انجام کو سوائے ندامت اور کچھ اوسکو حاصل نہیں ہی یہ ایسا ہی ہے جسطرح امام صاحب کی بارہ میں قلۃ روایت کے قائل ہو کر فقط سترہ حدیثوں کا اعتقاد کیا اور جب زیادہ حدیثیں امام صاحب سے ثابت ہوئی چنانچہ تصریح اسکی اور کتب معتبرہ تالیفات علماء شافعیہ وغیرہ محدثین سے گذر چکی ہے تو پھر کیسی شرمندگی اوٹھانی پڑی کہ سر اوٹھانیکی جگہ نہیں رہی چنانچہ چند اقوال کتب تفاسیر سے امام صاحب کی تفسیر کردہ اقوال میں سے منتخب نمونہ از خروارے نقل کر دیتا ہوں تاکہ بوقت انکار منکرین کے اہل انصاف کو اون منکروں پر حجت ہوں قال ابو حنیفۃ رح انھا تدل علی انہ لایجوز قتل الحر بالعبد ولا الذکر بالانثیٰ فھی منسوخۃ بآیۃ المائدۃ وقولہ تعالےٰ وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس ۱۲ تفسیر احمدی کے صـ۲۵ میں ہے کہ جناب ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ نہیں جائز ہے قتل کرنا حر کا بدلہ غلام کے اور نہیں جائز ہے قتل کرنا مذکر کا بدلہ مونث کے پس یہ آیت منسوخ ہے ساتھہ آیت مائدہ کے اور وہ آیت قول اللہ تعالیٰ کا ہے وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس اب معلوم ہوا کہ امام صاحب مفسر تو ہیں مگر ٹھکراس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امام صاحب کو استنباط کرنا مسائل کا آیت قرانی سے اور علم ناسخ ومنسوخ کا بھی تھا اسیطرح دوسری جگہ دیکھو او منسوخ بقولہ وان احکم بینھم بما انزل اللہ وھو قول ابن عباس رض والیہ ذھب ابو حنیفۃ علی ما فی الکشاف ۱۲ تفسیر احمدی صـ۲۸ یعنی یا منسوخ ہے ساتھہ قول اللہ تعالیٰ کے وان احکم بینھم بما انزل اللہ اور یہ قول ابن عباس رض کا ہے اور اسکی طرف ابو حنیفہ رح گئے ہیں جیسا کہ کشاف میں ہے پس اس سے بھی مفسر ہونا امام ابو حنیفہ رح کا اور استدلال پکڑنا آیت قرانی سے امام صاحب کا ثابت ہوا ہے

Marfat.com

واتخذ وامقام ابراهیم مصلے لوکان رکعتین بعد الطواف واجبتان عند ابی حنیفة رح فیکون الامر للوجوب عندہ تفسیر احمدی ص۴۳ یعنی یہ آیت واتخذ وا سے اگر دو رکعتیں بعد طواف واجب ہوں تو پس امر واسطے وجوب کے ہے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے ۱۲ اسی طرح تفسیر احمدی کے ص۵۹ میں ہے وصرح بان مذهب ابی حنیفة رح ان قوله عفی بمعنی اعطیٰ والیه ذهب ابن عباس والحسن والمجاهد والضحاك یعنی تصریح کی ہے بایں طور کہ مذہب ابی حنیفہؒ کا یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا عفی بمعنی اعطیٰ کے ہے اور اسی کی طرف ابن عباس اور حسن اور مجاہد اور ضحاک گئے ہیں اسی طرح تفسیر احمدی کے ص۱۴۲ میں ہے وقد تمسك ابوحنیفة بما سیاتی فی سورة الاحقاف من قوله تعالی وحمله وفصاله ثلثون شهرا یعنی ابو حنیفہؒ نے تمسک پکڑا ہے ساتھ اوس آیت کریمہ کے کہ عنقریب آتی ہے سورۃ الاحقاف میں قول اللہ تعالے سے وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا یعنی رضاعت کی مدت اڑھائی سال ہیں اور دلیل امام صاحب کی یہی آیت ہے اور اسی طرح تفسیر احمدی ص۱۶۳ میں ہے صلوٰۃ الوسطیٰ کے بیان میں وقد اختلف فی تفسیرها فقال ابوحنیفة وعلیه الجمهور من اکابر الصحابة منهم عمر وعلی وعائشة وام سلمة وحفصة وابن مسعود انها صلوٰة العصر لما فی مصحف حفصة والصلوٰة الوسطی صلوٰة العصر ولقوله علیه السلام یوم الاحزاب حین فاته العصر شغلونا عن الصلوٰة الوسطی صلواة العصر ۱۲ یعنی علما نے تفسیر میں صلوٰۃ الوسطے کے اختلاف کیا ہے پس کہا ابو حنیفہؒ نے اور اسپر جمہور صحابہؓ عمر اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور حفصہ اور ابن مسعودؓ ہیں کہ صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر ہے اسواسطے کہ مصحف میں حفصہ کے والصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر موجود ہے اور اسیطرح تفسیر احمدی کے ص۲۱۹ میں ہے فی بیان واتقوا النار التی اعدت للکافرین ولهذا قال ابوحنیفة رح هی اخوف ایة فی القران ۱۲ یعنی بیان میں آیہ کریمہ واتقوا النار التی اعدت للکافرین کے ہے کہ اسی واسطے جناب ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ یہ آیۃ زیادہ تر خوف والی ہے قران شریف میں اسی طرح ص۲۲۹ میں ہے والحاصل حینئذ انه یفهم من الایة انه لایجوز دفع مال السفیه الیه وان کان حرا عاقلا بالغا وهذا القدر کاف مما اتفق علیه ابوحنیفة مع ابی یوسف ومحمد یعنی حاصل اسوقت

Marfat.com

میں یہ ہے کہ سمجھا جاتا ہے آیۃ کریمہ سے کہ نہیں جائز ہے دفع کرنا مال السفیہ طرف اُسکے اگرچہ جس عاقل بالغ ہو اور اسی قدر کافی ہے اوس چیز سے کہ متفق ہیں اوسپر ابو حنیفہ ساتھ ابو یوسف اور محمدؒ کے ۱۲ پس یہ چند مواضع تفسیر اور استدلال ابو حنیفہ رح کے آپکے سامنے پیش کئے گئے ہیں تاکہ جو منکرین ہوں امام صاحب کے مفسر ہونیکے اونکو بصیرۃ ہو جائے تاکہ پھر دیدہ و دانستہ زبان نہ کھولیں مگر کوئی معترض اسجگہ یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ یہ اقوال جتنے بیان کئے امام صاحب مفسر ثابت کرنیمیں وہ تفسیر احمدی سے نقل کیے گئے ہیں اور مصنف تفسیر احمدی کے ملا جیون صاحب حنفی المذہب ہیں تو فیصلہ ہو گیا گھر کے ہی مفسر اور محدث بنانے والے ہیں جو چاہیں لکھدیں اسکا اعتبار نہیں لہذا کوئی غیر حنفی کی تفسیر سے امام اعظم رح کی تفسیر اور استدلال نقل کرو تو ہم تسلیم کریں کہ امام اعظم رح مفسر تھے تو اسکے جواب میں کہا جائیگا کہ بے شک امام صاحب مفسر ہیں اور تفسیر انکی کتب تفاسیر علماء شافعیہ وغیرہم سے اظہر من الشمس ہے مگر ✤ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✤ اور سکے نزدیک سب یکساں ہے تو وہ اقوال غیر مذہب والی کے یہ ہیں فلا جناح علیہ ان یطوف بھما کی تفسیر میں علامہ نواب صدیق الحسن خاں فتح البیان میں تحریر فرماتے ہیں ورفع الجناح یدل علی عدم الوجوب وبہ قال ابو حنیفۃ واصحابہ والثوری وحکی الزمخشری فی الکشاف عن ابی حنیفہ انہ یقول ھو واجب ولیس برکن وعلی تارکہ دم یعنی صـ۱۸۴ میں فلا جناح علیہ ان یطوف بھما کی تفسیر میں ہے کہ اور رفع جناح کا لفظ دلالت کرتا ہے عدم وجوب پر اور ساتھ اسی قرأۃ کے جناب ابو حنیفہ رح نے کہا ہے اور انکے اصحاب اور ثوری نے بھی اور علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں حکایت ابی حنیفہ رح سے اسطرح کی ہے کہ امام صاحب وجوب کے قائل ہیں اور رکن نہیں ہے اور اسکے تارک پر دم آتا ہے ۱۲ پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نقیہ تو کیا بلکہ مشہور قرأۃ اور اجتہاد میں اسدرجہ کے ہیں کشاف جیسی تفسیر بیضاوی وغیرہ کا ماخذ ہے اور سکے مصنف بھی علم عربیت میں نامور اسدرجہ کے ہیں کہ صرف اور نحو اور بلاغت وغیرہ فنون میں اونکی سند پکڑی جاتی ہے وہ خود امام ابو حنیفہ کے قول کو نقل کرکے حجت پکڑتے ہیں تو اب کیونکر متعصبین غیر مقلدین کی دروغ گوئی پر اہل انصاف عمل کرینگے کہ امام صاحب قلیل العربیت تھے مفسر نہیں تھے ۱۲ اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر کے

Marfat.com

تحت میں فتح البیان کے صـ۱۹۰ میں ہے وقال مالك والشافعی وابوحنیفه لایحل ذلك والحجة فیه انهم اذا ذبحوا علی اسم المسیح فقد اهلوبه لغیر الله فوجب ان یحرم اور امام مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ رح نے کہا کہ نہیں حلال ہے یہ اور حجت اس میں یہ ہے کہ بالتحقیق جب کہ اونھوں نے ذبح کیا نام پر مسیح کے تو اونسے اھلال لغیر اللہ صادر ہوا پس واجب ہوا کہ وہ حرام ہو اور فتح البیان کے صـ۲۶۵ میں ہے فان الله سمیع کی تفسیر میں نواب صدیق الحسن خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں سمیع لقولهم وسمیع یقتضی مسموعا بعد المضی وقال ابوحنیفه سمیع لایلائه یعنی خدا پاک سمیع اونکے قول کا ہے اور لفظ سمیع مقتضی مسموع کو بعد گذرنے کے ہے اور جناب ابوحنیفہ رح نے تفسیر میں سمیع کے یوں فرمایا ہے کہ خدا پاک سمیع ہے اوسکے ایلاء کا پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ امام صاحب مفسر تھے پس غیر مقلد کا طعن غیر مفسر ہونیکا دروغ بے فروغ ہے ۱۲ تفسیر بیضاوی صـ۴۷ میں ماکان لهم ان یدخلوها الا خائفین کی تفسیر میں ہے واختلف الائمة فیه فجوّز ابوحنیفة رح ومنع مالك وفرق الشافعی بین المسجد الحرام وغیره یعنی اختلاف کیا ہے ائمہ نے اسمیں پس جائز رکھا ہے ابوحنیفہ رح نے اور مالک نے منع کیا اور امام شافعی رح نے فرق کیا ہے درمیان مسجد الحرام اور اسکے غیر میں اور فجوز ابوحنیفہ کے حاشیہ میں ہے قوله فجوّز ابوحنیفة مطلقا بدلیل هذه الآیة فانها تفید جواز دخولهم لخشیة و خشوع الخ عبد الحکیم پس جائز رکھا ہے ابوحنیفہ نے مطلقا بدلیل اس آیہ کریمہ کے کیونکہ یہ آیت مفید جواز دخول مشرکین کے ساتھ خوف اور خشوع کے ہے اسی طرح بیضاوی صـ۸۶ ولاجناح علیه ان یطوف بهما کی تفسیر میں ہے وعن ابی حنیفة انه واجب یجبر بالدم یعنی ابوحنیفہ رح سے مروی ہے کہ یہ طواف واجب ہے جبر کیا جائیگا ساتھ دم کے اسکے حاشیہ میں ہے قوله دلیل ابی حنیفه ان الآیة لاتدل الا علی نفی الاثم الخ یعنی دلیل ابوحنیفہ رح کی یہ ہے کہ آیت مذکورہ نہیں دلالت کرتی ہے مگر نفی گناہ پر ۱۲ آخر تک اور بیضاوی صـ۱۱۱ میں فما استیسر من الهدی کی تفسیر میں ہے وعند ابی حنیفة رح یبعث به ویجعل للمبعوث بیده یوما امارة فاذا جاء الیوم وظن انه ذبح تحلل بقوله ولاتحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الهدی محله اسکے حاشیہ میں ہے فیه اشارة الی ان ظاهر الآیة مع الحنفیه ۱۲ یعنی اسمیں اشارہ ہے اسبات پر کہ ظاہر آیۃ

Marfat.com

حنفیہ کی دلیل ہے اور ماسوائے اسکے بہت اقوال تفاسیر ونمیں امام ابو حنیفہ رح کے جابجا موجود ہیں
مگر یہ مختصر اون اقوالوں کی گنجایش نہیں رکھتا لہذا اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں فقط ۱۲ **ف** ان آیتوں
اور انکی تفسیروں اور انسے استدلال پکڑنے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام اعظم صاحب کے طرف جو عوام
کالانعام بل ہم اضل منہا یہ بہتان لگاتے ہیں کہ امام صاحب اپنے مذہب میں فقط راے اور قیاس کے
ڈھکوسلے چلاتے ہیں وہ بالکلیہ غلط ہیں اگر کسیکو میری اس تحریر میں کچھہ شک و شبہہ ہو اونکو میں
بالقسمیہ کہتا ہوں کہ کتب تفاسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن اور بیضاوی و مدارک و تفسیر احمدی
کا ملاحظہ کرے تو ضرور معلوم ہوگا کہ کن کن آیتوں سے کیسے کیسے استدلال امام صاحب نے کئے ہیں
علی ہذا القیاس احادیث صریحہ سے بھی جابجا استدلال کیا ہے ہاں جب قران احادیث سے
امام صاحب کو دلیل نہیں ملتی تھی تو قیاس کرتے تھے اور یہ عین عمل بالحدیث ہے چنانچہ عن معاذ
بن جبل قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما تقضی یا معاذ قال بکتاب اللہ قال
فان لم تجد قال فبسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد قال اجتھد برائی فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ یعنی اصحاب سنن نے
معاذ بن جبل رض سے روایت کی ہے کہ جب یہ عامل یمن کے ہو کے جانے لگے تو حضرت ص نے انکو فرمایا کہ اے
معاذ ساتھہ کس چیز کے فیصلے کرو گے تو معاذ نے کہا کہ ساتھہ کتاب اللہ کے پھر فرمایا کہ اگر کتاب اللہ
میں نہ پاؤ گے تو کہا معاذ نے کہ فیصلہ کروں گا میں ساتھہ سنت رسول اللہ کے پھر فرمایا کہ اگر نہ
پاؤ سنت رسول اللہ میں تو کہا کہ اجتہاد کرونگا اپنے رائی سے تو فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے تمام تعریف اوس خدائے پاک کو ہے کہ جسنے توفیق دی ہے رسول کو ساتھہ ایسی چیز کے
کہ راضی ہووے ساتھہ اوسکے رسول اوسکا پس واسطے خدا پاک کے خوبیاں اور تعریف کاملہ ہے کہ اوسنے
ہمارے امام اعظم رح اور تمام باقی مجتہدین کو ایسی توفیق عنایت فرمائی کہ انھوں نے استنباط کیئے
احکام اور مسائل فرعیہ کتاب اللہ سے پھر سنت رسول اللہ سے پھر ساتھہ اجماع کے پھر ساتھہ
اقوال صحابہ کے اگرچہ ایک صحابی ہو پس جسوقت نہ پاتے ہیں دلائل ثلثہ مذکورہ تو پھر بیقرار ہوتے
ہیں طرف قیاس کے وہ قیاس کہ جو مستنبط قران اور حدیث اور اجماع سے ہے یعنی قیاس
شرعی نہ وہ قیاس کہ جو عقلی مخالف ادلہ شرعیہ ثلاثہ مذکورہ کے ہو کر حصہ شیطانی بمقتضاے

Marfat.com

مضمون حدیث صحیح و صریح کے ہو اور اگر یہ ائمہ مجتہدین مسائل فرعیہ کو بوقت نہ ملنے قران وحدیث و اجماع کے استنباط قیاس سے نہ کرتے تو البتہ بند ہو جاتے معاملات درمیان لوگون کے کیونکہ بہت سے معاملات ایسے ہیں کہ ثبوت اونکا محض قیاس شرعی سے ہے اور سوائے قیاس شرعی کے دوسرا کوئی نص قرانی اور حدیث نبوی اور اجماع صحابہ وغیرہم سے نہیں ہے

تنبیہ اس رسالہ کے ناظرین کو معلوم ہو کہ احقر کو اس رسالہ کی تحریر سے نہ دنیوی کچھہ غرض ہے اور نہ اپنی جولانی طبیعت کو ظاہر کرنا ہے اور نہ کسی کی عزت ریزی یا ذلت اور طعن کرنا منظور ہے بلکہ بمقتضاے فرمودہ علیہ السلام کسی کو بعد موت کے برائی کے ساتھہ یاد مت کرو کیونکہ ہر فرد اپنے مرنے کے بعد اپنے عمل کے بدلے کو پا چکا ہے جب یہ حکم ہر فرد بشر مسلم خاص ہو یا عام کے واسطے ہے تو اتنے بڑے پیشوا کو کہ جسکے واسطے خطاب امام اور ثقہ اور حافظ اور عالم باعمل اور متقی اور نقی اور ورع اور تابعی کا دیا گیا ہو و نیز زاہد مجتہد فقیہ افضل اعبد العباد حافظ اور خدا کی یاد اور تلاوت قران میں رات بھر بیداری کرنے والے وغیرہ وغیرہ اوصاف سے موصوف کو سجدہ میں انتقال کرنے والے کو کم فہم کوتاہ بیں قاصر الانظار برا و بھلا کہیں جائے تعجب ہے ان اوصاف کے علاوہ اور بھی اوصاف کتب متداولہ معتبرہ میں جناب امام شافعی اور امام مالک اور عبداللہ ابن المبارک وغیرہم سے منقول ہیں اونکو میں نے تطویل کی وجہ سے ترک کر دیا نہ معلوم یہ لوگ کیوں زبان طعن سے بے علموں حنفیوں کو ادہر اودہر سے آنکر وسوسہ ڈالتے پھرتے ہیں اور حدیث مذکور کا خلاف کرتے ہیں اپنے آپکو زمرۂ محدثین میں داخل کرتے ہیں مگر ابتدا سے یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ اہل کمال کے بے ہنر دشمن ہوتے ہیں اسلئے یہ بیچارے مجبور ہیں دیکھیے دارقطنی وغیرہ نقاد فن نے امام بخاری پر جرح کیا ہے نیز اونکی حدیثوں پر بھی اسیطرح مسلم پر اور اونکی حدیثوں پر اور ہمارے زمانے کے علماء متاخرین ابن تیمیہ اور ابن قیم اور محی الدین عربی تینوں ستون دین اور مجدد دین عدیم المثل ہادی امت محمدؐ کے تھے باوجود اسکے انپر کسی نے کفر کا فتوی دیا کسی نے ملحد کسی نے مرتد وغیرہ وغیرہ طعنوں سے مطعون کیا لیکن کتب اصول کا یہ قاعدہ بدیہہ ہے کہ جرح مبہم مردود ہے اور جرح مفسر بھی ہم زمانے کا بعض کا بعض پر غیر مقبول ہے جیسا

Marfat.com

امام مالک کا جرح محمد بن اسحاق پر اسی طرح جو جرح کرنیوالا لائق جرح کرنے کے ہو اور وہ جرح کرے عناد اور تعصب سے تو وہ بھی جرح مردود ہے علی ہذا القیاس اور سببوں سے بھی جرح مردود ہوتی ہے اسی قاعدہ پر عمل کر کے جرح بخاری اور مسلم اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور محی الدین عربی پر مردود ہے لیکن ان پر جو جرح کیگئی ہے اوسکو چھپاتے ہیں اور امام اعظم رح کے جرح کیوں معرض بیان میں لاتے ہیں اور اپنی نیکیوں کو برباد کرتے ہیں نعوذ باللہ منہ بعض طعن کرتے ہیں کہ امام صاحب احادیث پر قیاس مقدم کرتے ہیں اور حالانکہ یہہ سراسر بہتان ہے اور جسکو شک ہو تو ملاحظہ کر لیوے خیرات الحسان اور میزان کو تاکہ ظاہر ہووے اوسکو اپنا خسران اور دوسرا طعن یہہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کثیر الرائے تھے اسی واسطے انکو محدثین اصحاب الرائے کہتے ہیں اور یہ فی الحقیقت طعن نہیں ہے کیونکہ اہل بصیرت کے نزدیک کثرۃ رائے اور قیاس فقاہت و نباہت پر دلالت کرنے والا ہے کیونکہ نقل بغیر عقل کے مفید اور کمال پذیر نہیں ہوتی اور ہمارا اعتقاد اور اعتقاد ہر منصف کا امام صاحب رح کے حق میں یہ ہے کہ زمانہ امام صاحب کا اسقدر فتنہ اور فساد کا تھا کہ آدمی ایک شہر سے دوسرے شہر تک نقل و حرکت تو کیا کرتا مسجدوں میں بھی جماعت سے نماز ادا کرنے سے تنگ تھا یہ قصہ بنی امیہ اور بنی عباسیہ وغیرہ کا مشہور و معروف ہے اور تحصیل علوم اور اخذ احادیث اوس زمانہ میں سفر پر موقوف تھا کہ مدینہ منورہ وغیرہ اطراف عالم میں سفر کیا جاتا لیکن اوس زمانہ میں یہ ممکن نہ تھا ہاں اگر امام صاحب اوس زمانہ کو پاتے جسمیں کثرت روایات احادیث کی ہوئی اور چہرۂ احادیث سے پردہ اوٹھ گیا تھا فتنہ و فساد کے دور ہونیکے وجہ سے تو بیشک امام صاحب کے مذہب میں قیاس کم ہوتا چنانچہ تحقیق کی اسکی عبدالوہاب شعرانی رح نے اپنی میزان میں اور ملا معین نے اپنی کتاب دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب میں اور ایک طعن یہ کہ امام صاحب رح قلیل الروایۃ ہیں لیکن حقیقت میں یہ طعن نہیں ہے کیونکہ مرتبہ امام صاحب کا اِس باب میں مشابہ ہے مرتبہ صدیقیہ کے پس اگر یہ واقع میں طعن ہو تو جناب ابوبکر صدیق رض جو کہ بعد انبیاء کے افضل البشر بالتحقیق ہیں وہ بھی مورد اس طعن کے ہونگے کیونکہ جیسے امام اعظم رح بہ نسبت

Marfat.com

اور محدثین کے قلیل الروایۃ ہیں اسی طرح جناب سیدنا ابو بکر صدیق بھی بلکہ سیدنا عمرؓ بھی
بہ نسبت اور صحابہ کے قلیل الروایۃ تھے ماھذا الا القول الذی یدخل قائلہ فی الورطۃ
الظلماء اور ایک طعن یہ ہے کہ امام اعظم رح کثیر التعبد تھے یعنی بہت عبادت کرتے تھے
یہاں تک کہ تمام رات بیداری کرتے تھے اور یہ بدعت ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول
صادر ہوا ہے غفلت سے اور اس کو سنکر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مجکو اس قائل سے
تعجب ہوا کہ اوسکی زبان سے یہ کلمہ کسطرح سرزد ہوا کیونکہ کثرۃ عبادۃ حسب طاقت مثل احیاء
شب اور ختم قران رات میں اور ادا کرنا ہزار رکعت کا اور مثل اسکے منقول ہے بنقول صحیحہ صریحہ
کے ساتھ اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہم سے مانند فقہا اور محدثین رح کے مثل عثمان اور عمر اور ابن
عمر اور تمیم داری اور علی اور شداد بن اوس کے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور تابعین میں سے
مثل مسروق اور اسود نخعی اور عروۃ بن زبیر اور ثابت البنانی اور زین العابدین علی بن الحسینؓ
اور قتادۃ اور محمد بن واسع اور منصور بن زاذان اور علی بن عبداللہ بن عباس اور امام شافعی اور
سعد بن ابراہیم الزہری وشعبۃ بن الحجاج اور خطیب البغدادی رح وغیرہم پس اس سے
امام صاحب پر کیا طعن لازم آیا ورنہ یہ کل کے کل بدعتی ہونگے حاشا للہ بلکہ اس قول کا قائل اکبر
مبتدعین الضالین میں سے ہے اور ایک طعن یہ ہے کہ امام اعظم رح پر جرح کیا ہے سفیان ثوری اور
دارقطنی اور خطیب اور ذہبی وغیرہم محدثین نے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول صادر ہوا ہے کسی
غافل سے اگر مطلق جرح عیب ہوتی اور اوسکی وجہ سے راوی کو ترک کر دیا جاتا تو چاہیے کہ بخاری
اور مسلم اور شافعی اور احمد اور مالک اور محمد بن اسحاق صاحب مغازی وغیرہم اجلۂ اصحاب
حدیث کو بھی ترک کر دیا جائے کیونکہ یہ تمام مجروح اور مقدوح ہیں بلکہ اصحاب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے بھی سلامت نہیں رہے تو کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اونکو ترک کر دیا گیا یا
کر دیا جائے اور اونکی روایت پر اعتبار و اعتماد نکیا جائے کلا واللہ ہرگز ایسا نہ ہوا ہے نہ ہوگا
ع این خیال است ومحال است وجنوں ✤ پس اسی طرح امام صاحب پر جو جرح کی گئی ہے
مقبول نہیں مردود ہے کیونکہ بعض جروح کہ جو امام صاحب پر ہوے ہیں وہ مبہم ہیں مثل قول
ذہبی کے میزان الاعتدال میں اسمعیل بن حماد بن الامام ابی حنیفہ یہ تینوں ضعیف ہیں حالانکہ

Marfat.com

مقرر ہو چکا ہے کتب اصول میں یہ کہ جرح مبہم نہیں قبول کی جائے گی خاصکر اوسکے حق میں کہ جسکی عدالت و امامت ثقاہت و نباہت ثابت ہو چکی ہو چنانچہ اوصاف حمیدہ امام صاحب رح کے اوپر کتب معتبرہ سے گذر چکے ہیں و نیز بعض جروح صادر ہوئے ہیں انکے ہم زمانہ سے اور کتب اصول میں یہ بھی ثابت ہے کہ جرح ہم عصر کا بعض کا بعض پر غیر مقبول ہے خاصکر جبکہ جرح تعصب اور عداوۃ کے باعث سے ہو اگر یہ قاعدہ امام اعظم رح کے بارے میں نہ قبول کیا جائے تو پھر جرح ابن معین کی امام شافعی کے حق میں اور جرح احمد کی حارث محاسبی کے حق میں اور جرح حارث کی امام احمد کے حق میں اور جرح مالک کی محمد بن اسحاق صاحب مغازی کے حق میں مقبول و معتبر ہونا چاہیئے اور انکے احادیث کو ترک کرنا چاہیئے حالانکہ کسی اہل بصیرۃ نے ایسے جرحون پر عمل نہیں کیا اور بعض جرح متاخرین متعصبین سے صادر ہوئیں مثل دار قطنی اور ابن عدی وغیرہما سے اور یہ جرح ایسے ہیں کہ جسپر قرائن جلیہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہ جرح محض تعصب سے ہے اور ثابت ہے کتب اصول میں کہ ایسے جرح بھی مردود ہے مقبول نہیں بلکہ دار قطنی خود قابل جرح کے ہیں چنانچہ علامہ شیخ الاسلام بدر الدین محمود العینی رح نے تصریح کی ہے بحث قرأۃ الفاتحہ میں جو شرح ہدایہ میں ہے کہ دار قطنی کو کیا حق ہے کہ امام اعظم رح کی تضعیف کرے بلکہ یہ خود مستحق تضعیف کے ہیں کیونکہ یہ دار قطنی اپنی مسند میں احادیث سقیمہ اور معلولہ اور منکرہ اور غریبہ اور موضوعہ روایت کرتے ہیں اور اسی شرح ہدایہ میں علامہ عینی رح نے بحث اجارہ زمین مکہ اور مکانات مکہ میں لکھا ہے کہ لیکن قول ابن قطان کا کہ علت اس حدیث میں جناب ابو حنیفہ رح کا ضعف ہے پس یہ اسارۃ ادب اور قلت حیا ہے کیونکہ امام صاحب کی توثیق و تعریف سفیان ثوری اور ابن المبارک وغیرہما نے کی ہے پس انکی کیا مقدار و مرتبہ ہے کہ تضعیف کریں امام کی ان ائمہ مذکورین کی توثیق اور توصیف کے مقابل میں اور یہاں پر یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ بعض اہل علم تشدد کرتے ہیں جرح کرنے میں رواۃ کے بے پروائی سے اور درج کرتے ہیں احادیث غیر موضوعہ کو موضوعات میں اون میں سے ابن جوزی اور صغانی اور جوزقانی اور مجد دین فیروز ابادی اور ابن تیمیہ الحرانی الدمشقی اور ابو الحسن بن القطان

Marfat.com

میاں جمیل

وغیرہ ہیں اور بعض ہیں کہ اپنی تصانیف میں ذکر کر دیتے ہیں وہ وہ چیزیں کہ کسی کے حق میں وہ
بھی گئی ہوں بغیر فرق درمیان مقبول اور غیر مقبول کے مثل ابن عدی اور ذہبی کے جن حضرات
نے میزان اور کامل کو دیکھا ہوگا وہ خوب جانتے ہونگے پس ہر شخص کو احتیاط سے کام لینا چاہیئے
فقط جرح دیکھکر کسی پر بغیر تحقیق و تدقیق کے جرح نہ کرنا چاہیئے یہ بہت معیوب ہے کیونکہ بعض جروح
روایات معتبرہ سے ثابت نہیں ہوئیں مثل روایت خطیب کے جرح میں امام صاحب کے اور اکثر
جرح کرنیمیں خطیب ہی کے عیال ہیں تو ایسی جرح مردود اور مجروح ہے اور ایک طعن یہ ہے
کہ اکثر تلامذہ امام رح کے وضاعین اور مجروحین تھے مثل نوح الجامع اور ابی مطیع البلخی اور حسن
اللؤلوئی کے لیکن یہ جرح مخالف ہے قول اللہ تعالے کے ولا تزر وازرۃ وزر اخری اگر
یہ جرح معتبر ہوتی تو اکثر سادات اہل بیت مثل جعفر صادق اور محمد باقر اور مثل انکے کے اکثر تلامذہ
رافضی کذابین میں سے تھے لہذا اونکو بھی مجروح سمجھنا چاہیے ولا قائل بہ احد فکذا ہذا اور ایک طعن
یہ ہے کہ امام صاحب نے ضعفائے سے روایت کی ہے اور حال یہ ہے کہ یہ امر مشترک درمیان علماء
انام کے ہے کیونکہ اکثر راوی شافعی اور مالک اور احمد اور بخاری اور مسلم وغیرہ کے ضعفا میں سے ہیں
اور ایک طعن یہ کہ امام اعظم قلیل العربیۃ تھے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ طعن اگرچہ بعضوں نے اپنی
تصانیف میں بھی داخل کیا لیکن یہ طعن اہل حدیث کے نزدیک قادح نہیں ہے کیونکہ حقیقت میں
یہ طعن ہی نہیں ہے ومع ہذا ثقات محققین نے اس طعن کو اپنے تالیفات میں بیان کر کے اسکا جواب
بھی بیان کر دیا ہے چنانچہ ابن خلکان نے اسکی تصریح کی اور عبارت اوسکی پہلے گذر چکی فتامل حاصل کلام
یہ ہے کہ جناب امام ابو حنیفہ رح کے مناقب جمیلہ اور فضائل جلیلہ اسدرجہ ہیں کہ عقل انسان کی اونکے ادراک سے
قاصر ہے اور زبان اونکے بیان کرنیسے عاجز چنانچہ علماء مذہب متفرقہ نے آپکے مناقب میں دفتر کے دفتر
لکھ ڈالے مگر پھر بھی اقرار کیا کہ ہم عاجز ہیں پس امام صاحب پر وہی طعن کریگا جسکو تعصب مذہبی یا جہالت
گھیرے ہوے ہوگی ھذا آخر المختصر من القاصر المقتصر واللہ ارجو حسن الخاتمۃ وعیش الدنیا
والاخرۃ والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

تقریظ | رحمت اللہ

میں نے اس رسالے کو اکثر مقامات سے دیکھا فاضل مصنف نے سراج الامۃ امام الائمۃ کے
حالات حقا ادنیکیت نیتی سی جمع کئی ہیں اور مخالفین کے اعتراضونکی جوابات خوبی سی دیئے ہیں خدا انکو
جزائے خیر عطا فرمائے آمین | راندیری

محمد امین الدین - دہلی سہ دری مسجد

Marfat.com

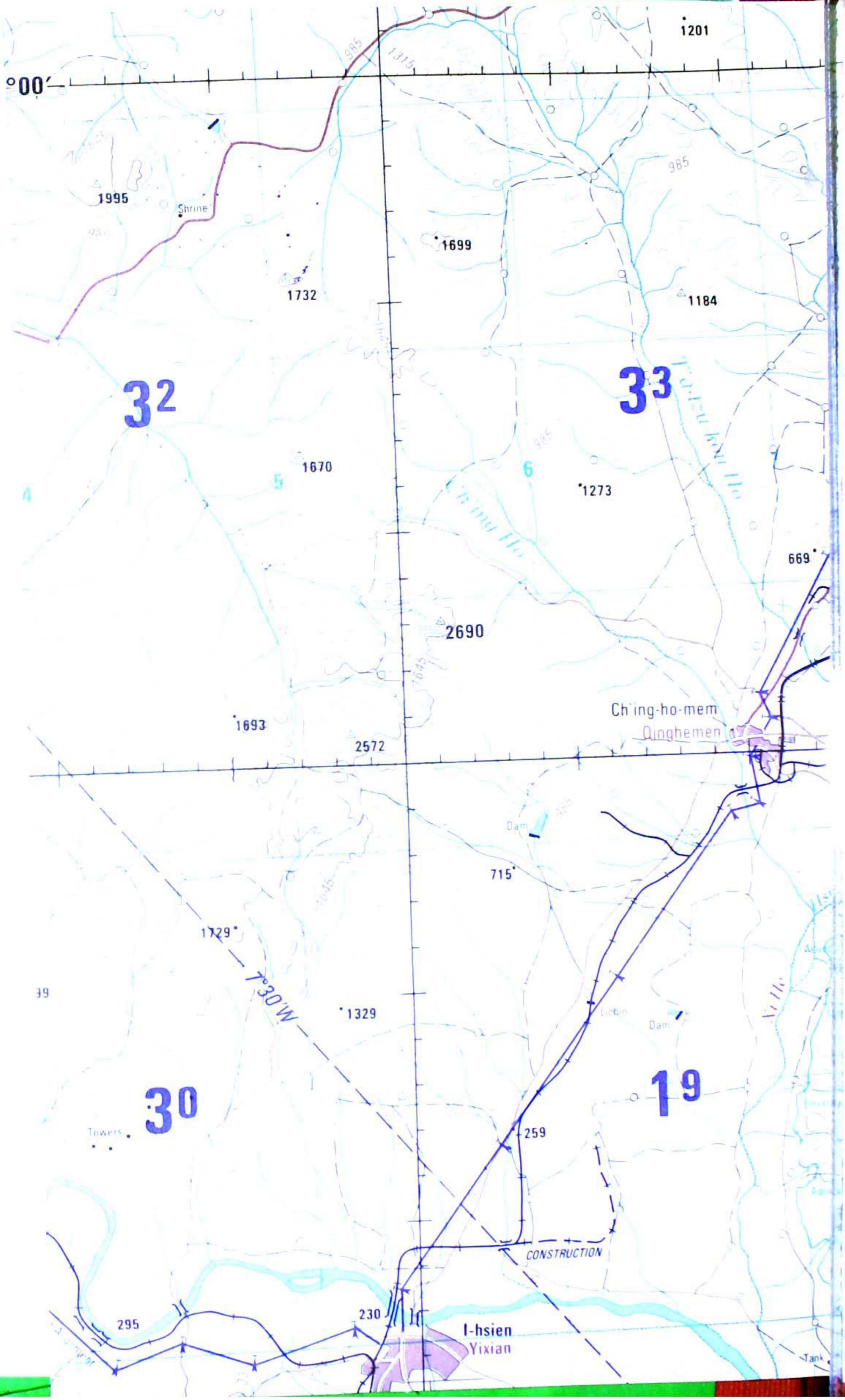
1201
985
1315
°00′
1995
Shrine
1699
985
1732
1184
32
33
1670
1273
669
2690
Ch'ing-ho-mem
Qinghemen
1693
2572
Dam
715
1329
7°30′W
39
30
19
259
CONSTRUCTION
295
230
I-hsien
Yixian
Towers
Tank

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

فتبارک اللہ احسن الخالقین

تالیف لطیف جناب مولوی قربان علی صاحب یعنی ترجمہ رسالہ

موضوعات مولفہ سند المحدثین فخر المتفقہین ابو الحسنات محمد عبد الحی رح

(یعنی حصہ اول)

۱۸۹۶ء

تحفۃ السعادت

مع

۱۳۱۴ھ

ہدیۃ السعادت

(باہتمام تام)

اضعف الانام راجی رحمت رب قوی محمد عبد اللہ صدیقی لکھنوی تاجر کتب و مالک مطبع مجتبائی

در مطبع مجتبائی لکھنؤ مطبوع گردید

Marfat.com